ت ص
625

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۝
الذین آمنوا وکانوا یتقون ۝

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

بفضلہٖ ومنہٖ تعالیٰ
ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدنِ انوار، مخزنِ اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ کرمانوالے

سید عثمان علی شاہ بخاریؒ
پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ
پیر سید غضنفر علی شاہ بخاریؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

706

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ○
الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ○

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہٖ ومنہٖ تعالیٰ

ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدنِ انوار، مخزنِ اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت شہنشاہِ ولایت، قطبِ دوراں

سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: محمد اکرام ایم اے
: عبد العلیم قریشی بی اے ایل ایل بی

Marfat.com

704

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ

53428

کتاب ---------- معدن کرم

مولفہ ---------- محمد اکرام، عبدالعلیم قریشی

طابع و ناشر ---------- عبدالعلیم قریشی

مطبع ---------- المطبعۃ العربیہ پریس

بار اول ---------- ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء

نیا ایڈیشن ---------- جمعۃ المبارک ۱۴- ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

تعداد ---------- ایک ہزار

قیمت ---------- ۶۵ روپے

ملنے کے پتے :-

۱- چوہدری عبدالغنی آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف ضلع اوکاڑہ

۲- ہمدرد کتب خانہ- ۱۴- اردو بازار لاہور

۳- المدینہ گارمنٹس- کرمانوالہ گارمنٹس، محافظ پلازہ
۲۸- نیو انارکلی لاہور فون نمبر ۷۲۱۳۶۵

۴- عبدالعلیم قریشی- ۱۵۵ حبیب اللہ روڈ خضر پارک گڑھی شاہو لاہور

۵- چوہدری محمد ادریس- ۵۰۴- عمر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

۶- سید عبدالغفور شاہ- سید لال شاہ مسجد نور- مغلپورہ لاہور

Marfat.com

انتساب

شوق۔ محبت اور ارادت کے دائمی تازگی اور ابدی خوشبو والے پھولوں سے تیار کیا ہوا

یہ

گلدستۂ عقیدت

شاہبازِ طریقت، مقبولِ بارگاہ حقیقت آگاہ، حضورِ پُرنور

حضرت صاحبزادہ خواجہ سیّد عثمان علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم

کی خدمتِ بابرکت میں بصد ادب پیش کرتا ہوں۔ بازارِ مصر میں ایک بڑھیا تھوڑا سا سُوت لے کر خریدارانِ یوسف علیہ السّلام میں شامل ہو گئی تھی اور یہی اس کی نجات کا وسیلہ بن گیا تھا۔

قوی اُمید ہے کہ یہ تالیف بھی اس تہی دامن کی نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بن جائیگی۔

شنیدم کہ در روزِ امّید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

شعبان المعظم ١٣٩٨ھ
جولائی ١٩٧٨ء شمسی

محمّد اکرام۔ ایم اے
میاں چنوں ضلع ملتان

Marfat.com

عکسِ تحریر از دستِ مُبارک حضرت صاحب قدس سرّہ العزیز

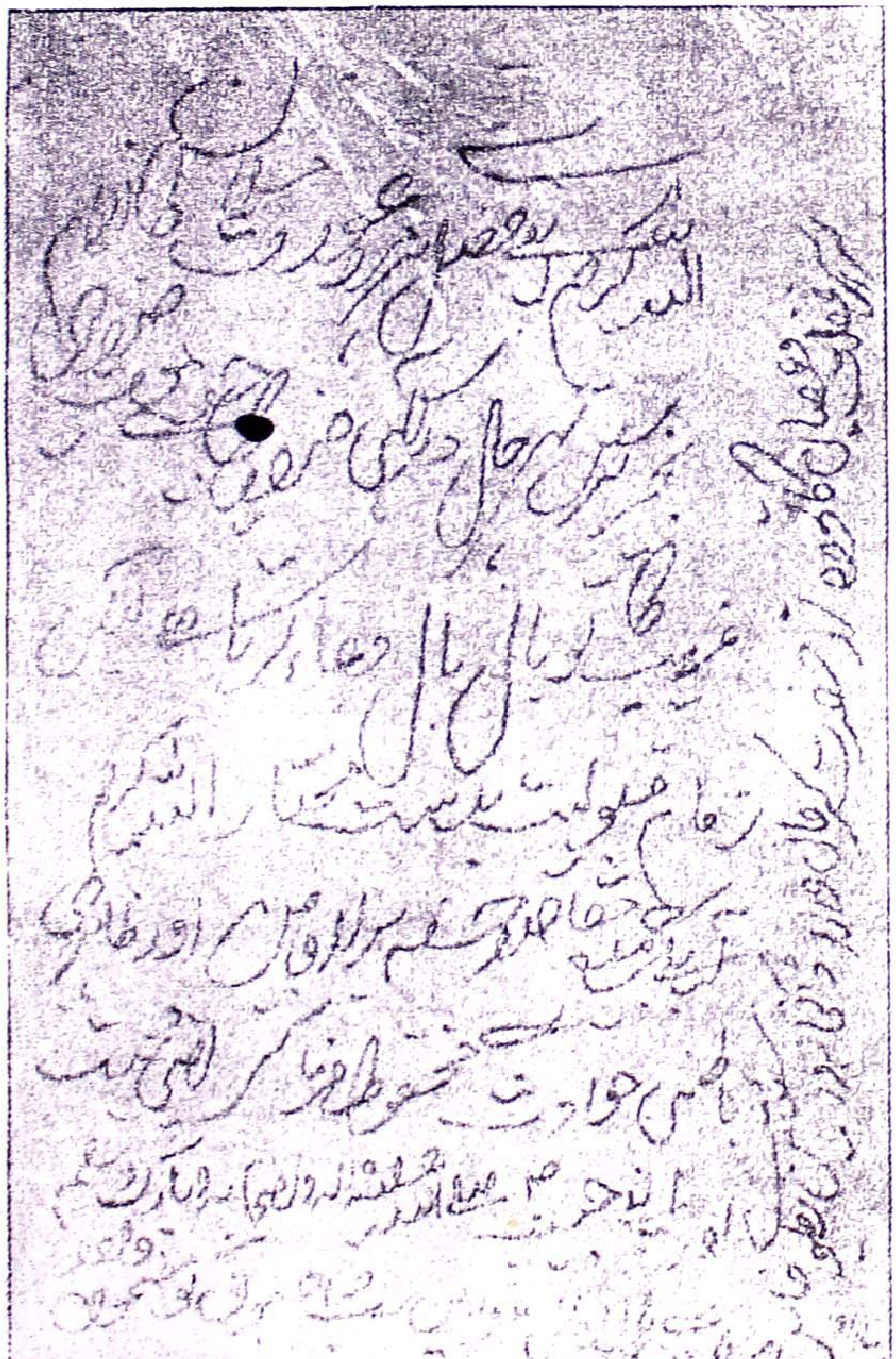

(یہ مضمون حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر مؤلف کتاب ہذا کو مرحمت فرمایا تھا)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	دیباچہ	۱
۲	مقدمہ	۶
۳	بدبختی کی علامات	۱۲
۴	صدیق کی تین علامات	۱۳
۵	سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت	۱۸
۶	فضائل صحابہ کرام	۲۱
۷	مناقب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۴
۸	حضرت سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ	۳۶
۹	حضرت امام قاسم رحمتہ اللہ علیہ	۳۷
۱۰	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۸
۱۱	حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ	۴۰
۱۲	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ	۴۲
۱۳	حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ	۴۵
۱۴	خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ	۴۶
۱۵	حضت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ	۴۷
۱۶	حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ	۴۸
۱۷	حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ	۴۹
۱۸	حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ	۵۰
۱۹	حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ	۵۱
۲۰	حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ	۵۲
۲۱	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ	۵۳

Marfat.com

۲۲	ذکر جہر اور رقص سے اجتناب کی تاکید	۵۷
۲۳	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ	۵۹
۲۴	حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ	۶۰
۲۵	حضرت خواجہ عبیداللہ شاہ احرار رحمتہ اللہ علیہ	۶۱
۲۶	حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ	۶۲
۲۷	حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ	۶۳
۲۸	حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ	۶۴
۲۹	بلاد ہند میں نسبت نقشبندیہ کا ظہور اور خواجہ باقی باللہؒ کا ہندوستان میں ورود مسعود	۶۵
۳۰	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ	۶۷
۳۱	" فتنہ الحاد و ارتداد کی سرکوبی	۷۰
۳۲	" اتباع سنت کی تاکید	۷۳
۳۳	" مکشوفات / ملفوظات	۷۴
۳۴	" فضائل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	۷۹
۳۵	" نقشبندی سلسلہ کیا ہے؟	۸۵
۳۶	طریقہ نقشبندیہ میں نئی چیزوں کی اختراع	۹۳
۳۷	آداب مریدین' ارشادات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ	۹۷
۳۸	حضرت خواجہ محمد معصوم ملقبؒ بعروۃ الوثقےٰ	۱۰۳
۳۹	حضرت خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۴
۴۰	حضرت شیخ عبدالاحد المشہور شاہ گلؒ	۱۰۵
۴۱	حضرت خواجہ محمد حنیف پارسا رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۵
۴۲	حضرت خواجہ محمد ذکی رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۶
۴۳	حضرت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۶
۴۴	حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۷
۴۵	حضرت خواجہ حاجی احمد رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۷

Marfat.com

۴۶	حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۸
۴۷	حضرت سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۱۱۰
۴۸	حضرت سید امام علی شاہؒ کے ارشادات	۱۱۱
۴۹	〃 احترام پیر	۱۱۱
۵۰	〃 مرید صادق کی تعریف	۱۱۲
۵۱	حضرت صاحبزادہ سید صادق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	۱۱۳
۵۲	حضرت خواجہ امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ	۱۱۴
۵۳	مجدد دوراں قطب زمان	
۵۴	حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ	۱۱۶
۵۵	〃 〃 آباؤ اجداد	۱۱۶
۵۶	〃 〃 ولادت باسعادت	۱۱۷
۵۷	〃 〃 بیعت و خلافت	۱۱۹
۵۸	〃 〃 رشد و ہدایت	۱۲۰
۵۹	〃 〃 صورت و سیرت مبارک	۱۲۱
۶۰	〃 〃 معمولات	۱۲۲
۶۱	〃 〃 ارشادات عالیہ	۱۲۴
۶۲	〃 〃 مکاشفات و کرامات	۱۳۱
۶۳	〃 〃 اہل حاجت کی امداد	۱۳۳
۶۴	〃 〃 اصلاح عقائد	۱۳۵
۶۵	〃 〃 خدمت انسانیت	۱۳۸
۶۶	〃 〃 وفات	۱۳۹
۶۷	〃 〃 خلفائے کرام	۱۴۰
۶۸	ارشادات/ملفوظات حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ	۱۴۳
۶۹	〃 〃 ولی کامل	۱۴۵

Marfat.com

۷۰	〃	〃	عورت ناقص عقل و دین ہے سجادہ نشین نہیں ہو سکتی	۱۵۳
۷۱	زبدۃ العارفین قطب الاقطاب سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ			۱۵۹
۷۲	〃	〃	ولادت باسعادت	۱۵۹
۷۳	〃	〃	حصول علوم دینیہ	۱۶۰
۷۴	〃	〃	منازل سلوک	۱۶۱
۷۵	〃	〃	حلیہ مبارک	۱۶۴
۷۶	〃	〃	لباس	۱۶۵
۷۷	〃	〃	خورد و نوش	۱۶۵
۷۸	〃	〃	معمولات و عبادات	۱۶۶
۷۹	〃	〃	اخلاق کریمانہ	۱۷۳
۸۰	〃	〃	احوال و ارشادات عالیہ	۱۷۷
۸۱	〃	〃	اتباع سنت کا جذبہ	۱۸۸
۸۲	〃		مکاشفات وکرامات	۱۹۰
۸۳	〃		آپ کا بلند مقام	۱۹۳
۸۴	〃		علو شان کا اعتراف	۱۹۵
۸۵	〃		درود شریف پڑھنے کا صحیح طریقہ	۱۹۸
۸۶	〃		محبت شیخ اور اس کے ثمرات	۲۰۲
۸۷	〃		مکروہات پر تنبیہہ	۲۰۴
۸۸	〃		عازم حج کے لئے زاد راہ	۲۱۳
۸۹	〃		مخلصانہ خدمت کا صلہ	۲۱۷
۹۰	〃		ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں پر نظر کرم	۲۱۸
۹۱	〃		آپ کی عظمت کا اعتراف	۲۲۰
۹۲	〃		حضرت بو علی شاہ قلندر سے روحانی تعلق	۲۳۱
۹۳	〃		حضرات مشائخ سے روحانی تعلق	۲۳۳

Marfat.com

۹۴	"	خواجہ غریب نوازؒ کی کرم نوازی	۲۳۳
۹۵	"	فراست کاملہ	۲۳۴
۹۶	"	حضرت نورالحسن شاہ بخاری کیلیانوالےؒ کے یوم وصال پر بے چینی	۲۳۵
۹۷	"	عدالتی فیصلوں میں آپ کا تصرف	۲۴۵
۹۸	"	خلاف شرع امور سے پرہیز کی تلقین	۲۴۷
۹۹	"	ایک چور کی اصلاح	۲۵۲
۱۰۰	"	ولا الضالین کا مسئلہ	۲۵۳
۱۰۱	"	اسم ذات کا ذکر	۲۵۴
۱۰۲	"	کشف و کرامات کی روشن مثالیں	۲۵۸
۱۰۳	"	عقیدت مندوں سے پیار	۲۶۰
۱۰۴	"	توجہ پاک کا اثر	۲۶۲
۱۰۵	"	مرید کے احوال کی نگرانی	۲۶۳
۱۰۶	"	حضورؒ کا بلند مقام	۲۷۰
۱۰۷	"	امر بالمعروف	۲۷۱
۱۰۸	"	مرض بواسیر سے نجات	۲۷۳
۱۰۹	"	مسجد نور کی دریافت	۲۷۶
۱۱۰	"	بے سہاروں کا سہارا	۲۷۸
۱۱۱	"	شیخ کامل کی غیبی امداد	۲۸۵
۱۱۲	"	حضرت قبلہؒ کا طریقہ تلقین	۲۸۶
۱۱۳	"	عصائے موسوی کا عطا ہونا	۲۹۰
۱۱۴	"	کشف و کرامات	۲۹۵
۱۱۵	"	اولاد پاک	۲۹۸
۱۱۶		خطبات جمعہ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ	۲۹۹

Marfat.com

۱۱۷	" علماء امتی کا الانبیاء بنی اسرائیل۔ حدیث مبارکہ	
	کے بارے میں شب معراج حضرت موسیٰ کا استفسار	۳۰۱
۱۱۸	" حضرت عثمان ذولنورینؓ کی دعوت	۳۰۳
۱۱۹	" بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعوت	۳۰۳
۱۲۰	" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت بخشوانے کے لیے	
	" غار میں تشریف لے جانا دیگر صحابہ کرام اور بی بی فاطمہؓ	
	" کا آپ کے پاس حاضر ہونا	۳۰۴
۱۲۱	لوح، کرسی، عرش و فرش کا پیدا ہونا اور قلم کا	
	تمام امتوں کی تقدیر کا لکھنا	۳۰۶
۱۲۲	معجزہ شق القمر	۳۰۷
۱۲۳	واقعہ کربلا	۳۱۱
۱۲۴	حضرت غوث پاکؒ کا بچپن میں ہی اپنے مردہ دوست کو زندہ کرنا	
	اور قبرستان کے تمام مردوں کا زندہ ہونا	۳۱۵
۱۲۵	حضرت غوث پاکؒ کی دعا سے بیس لڑکیوں کا لڑکے بن جانا	۳۱۵
۱۲۶	فضائل دلائل الخیرات	۳۱۶
۱۲۷	نصرانی بادشاہ کا حدیث مبارک کی تصدیق کے بعد مسلمان ہونا	۳۱۷
۱۲۸	خواجہ اللہ بخشؒ تونسوی کا بعد از وصال اپنے	
	مرید کا نماز جنازہ پڑھانا	۳۱۹
۱۲۹	اولیاء اللہ کا بعد از موت زندہ ہونا	
	حضرت امام اعظمؒ کا فرمان	۳۲۱
۱۳۰	شاہ مقیم رحمتہ اللہ کی چوہڑی کا بخشا جانا	۳۲۲
۱۳۱	حضرت امام غزالی کی اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضری	۳۲۲
۱۳۲	حالات زندگی پیر طریقت، شہنشاہ ولائت	
	قطب دوران سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ	۳۲۶
۱۳۳	" " ولادت مبارک	۳۲۷

Marfat.com

۱۳۴	" " حلیہ مبارک	۳۲۸
۱۳۵	" " خورد و نوش	۳۲۸
۱۳۶	" " لباس مبارک	۳۲۹
۱۳۷	" معمولات و عبادات	۳۲۹
۱۳۸	" اخلاق کریمانہ	۳۳۰
۱۳۹	" عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۷
۱۴۰	" پابندی شریعت	۳۳۸
۱۴۱	" حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے	
	" والہانہ محبت اور روحانی رابطہ	۳۳۹
۱۴۲	" خلافت	۳۴۳
۱۴۳	" علوشان	۳۴۴
۱۴۴	" مکاشفات	۳۵۳
۱۴۵	" کرامات	۳۶۰
۱۴۶	" تیرہ سال کی رکی روحانی منزل کا حصول	۳۶۴
۱۴۷	" سات حج کا کروانا	۳۷۲
۱۴۸	" کرامات بعد از وصال	۳۸۴
۱۴۹	" حج پر روانگی	۳۸۹
۱۵۰	" مدینہ منورہ کی حاضری	۳۹۲
۱۵۱	" مدینہ منورہ میں باباجی سرکارؒ کے معمولات	۳۹۴
۱۵۲	" مدینہ منورہ میں باباجی سرکارؒ کی جود و سخا	۳۹۵
۱۵۳	" شادی مبارک	۳۹۶
۱۵۴	" وصال	۳۹۸
۱۵۵	حالات زندگی پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ	۴۰۰
۱۵۶	ولادت باسعادت۔ تعلیم و تربیت۔ عادات و اطوار	۴۰۱
۱۵۷	عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۳

Marfat.com

۱۵۸	تصرفات / کرامات	۴۰۴
۱۵۹	خطبہ مبارک در عرس پاک حضرت کرمانوالہ شریف	۴۰۷
۱۶۰	حالات زندگی پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ	۴۱۶
۱۶۱	ولادت باسعادت۔ تعلیم و تربیت	۴۱۷
۱۶۲	حج بیت اللہ شریف	۴۱۸
۱۶۳	تصرفات / کرامات	۴۱۸
۱۶۴	پیرخانہ کا ادب	۴۲۴
۱۶۵	ملفوظات	۴۲۵
۱۶۶	شجرہ شریف نقشبندیہ	۴۳۰
۱۶۷	شجرہ شریف (منظوم)	۴۳۲
۱۶۸	شجرہ شریف چشتیہ	۴۳۳
۱۶۹	خاتمہ کلام	۴۳۳

Marfat.com

مقدمہ - نیا ایڈیشن

مولانا محمد اکرام صاحب مرحوم و مغفور نے اعلیٰ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ بڑے جامع اور بلیغ الفاظ میں تحریر فرما کر شرف قبولیت حاصل کیا۔ مولانا مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ قبلہ و کعبہ قطب دوراں شہنشاہ ولائت صاجزادہ ذی شان حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی حیات طیبہ بھی ضبط تحریر میں لائی جائے لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور وقت گزرتا رہا تا آنکہ پیر طریقت رہبر شریعت جناب میر طیب علی شاہ بخاری سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف نے اس عاجز کو بابا جی سرکار عثمان علی شاہ بخاریؒ کے حالات زندگی تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اس سراپا غفلت کے لئے یہ بہت ہی مشکل کام تھا لیکن پھر بھی تائید ایزدی کی امید پر حکم کی تعمیل کے لئے کمر ہمت باندھ لی۔

معدن کرم کے پہلے ایڈیشن میں چیدہ چیدہ اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج تھے لیکن موجودہ ایڈیشن میں شجرہ شریف میں مذکور تمام اولیائے نقشبند کا اجمالاً" ذکر کیا گیا ہے اس کے علاوہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ سے ماخوذ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فضائل ' طریقہ کار ' آداب مریدین وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ تمام لوگ بالعموم اور وابستگان سلسلہ بالخصوص اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ نیز اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے جمعتہ المبارک کے خطبات شریف سے اقتباسات بھی شامل کر کے اس ایڈیشن کی افادیت میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا ابتدائی روحانی رابطہ سلسلہ عالیہ چشتیہ سے شروع ہوا اس لئے آپ ہمیشہ چشتیاں شریف' تونسہ شریف' پاکپتن شریف وغیرہ عرس کے مواقع پر خصوصی طور پر شرکت فرمایا کرتے تھے اور اپنے جمعتہ المبارک کے خطبات میں خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات /ملفوظات اکثر بیان فرمایا کرتے تھے اس لئے آپ کے ملفوظات / ارشادات پر مبنی تصنیف نافع السالکین سے چند اقتباسات تبرکاً" ایک علیحدہ باب کے طور پر شامل کر کے قارئین کرام کے لئے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ذی وقار قبلہ و کعبہ سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادہ حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ کے حالات زندگی بھی اجمالاً شامل کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کے علم میں اضافہ ہو سکے۔

ان کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے جن کی توجہ اور رہنمائی سے یہ عاجز اس مسودہ کو قارئین کرام کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا جن میں سرفہرست سید صمصام علی شاہ بخاری دامت برکاتہم عالیہ ہیں جنہوں نے ہر مقام پر اس عاجز کی رہنمائی کی اور کتاب کے مسودہ کا بغور مطالعہ فرما کر اصطلاح طلب امور کی نشاندہی فرما کر میری مکمل رہبری فرمائی۔ دراصل آپ ہی کی مساعی جلیلہ اور توجہ باطنی سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ میں اپنے عزیز دوست چوہدری محمد ادریس صاحب کا بھی بہت ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے قبلہ و کعبہ حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی مختلف افراد سے یکجا کرنے میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔ میں چوہدری عبدالغنی صاحب، حاجی شفیق صاحب، محمد شریف صاحب اور محمد رمضان عرف رمضانی صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے خطبات جمعۃ المبارک کی تدوین میں خاص کر میرا بھرپور ساتھ دیا۔

اس کتاب کی اشاعت میں پوری احتیاط سے کام لیا گیا ہے لیکن پھر بھی کوئی اصلاح طلب مقام ہو تو اس عاجز کو مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔
نیز خانوادۂ کرمانوالہ شریف کے اولیائے کرام کے مزید حالات زندگی جن حضرات کے علم میں ہوں وہ مطلع فرمائیں تاکہ نئے ایڈیشن میں انکا اضافہ ہو سکے۔

سگ آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى وَ عَلٰى صَحْبِهٖ مَصَابِيْحَ الْهُدٰى فِيْ غَوَاشِ الدُّجٰى وَ عَلٰى سَائِرِ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ مَادَامَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى۔

اکابر نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ کی مساعی کو دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں بڑا دخل ہے۔ اس سلسلے کا عظیم ترین سرمایہ افتخار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصی نسبت ہے یہ اس عالی مرتبت ہستی کا روحانی فیض ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد خیر الخلائق کی شان سے ممتاز ہے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ رب العزت نے میرے سینے میں کوئی ایسی شے القا نہیں فرمائی کہ میں نے اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں القا نہ کیا ہو۔ آپؑ کا یہ ارشاد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جمیع فیوض و برکات، نتائج و ثمرات اور حقائق و معارف کی روح رواں ہے۔ اس سلسلہ میں فیضان نبویہ کا انعکاس ہے جیسا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ نے فرمایا: طریقہ ما بعینہ طریقہ اصحاب کرام است۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے قلب و روح میں انوار و تجلیات مصطفویہ کا انجذاب کرتے تھے۔ کسب فیض کے اس انداز اور لزوم صحبت ہی نے انہیں تا قیامت آنے والے تمام اولیاء اللہ سے سر بلند و سرفراز کر دیا ہے معارف نقشبندیہ مجددیہ اسی تسلسل کرم سے عبارت ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ فیوض الحرمین میں اسی طرح رقم طراز ہیں کہ زیارت حرم نبوی کے ایام میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باطنی طور پر فرمایا کہ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

علوم نبویہ میں جو اقامت صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ اور دیگر ارکان اسلام پر مشتمل ہیں، میرے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اکابر نقشبندیہ نے انہی علوم کی تبلیغ کا بیڑا اٹھایا اور اپنی سیرت و کردار کو انہی کے قالب میں ڈھالا۔ ان کے ہاں از خود رفتگی اور ہا۔ ہو نام کو نہیں، ہر انداز میں ایک پہلوئے نیاز ہے بے پناہ سکوت اور اخفاء کا عالم ہے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ برندازرہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

دراصل یہ سب تاثیرات حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر مترتب ہوئیں کہ میں دنیا میں اگر کسی کو دوست بناتا تو حضرت صدیق اکبرؓ ہی کو دوست بناتا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قول کے مطابق حضور علیہ السلام کی خلت سیدنا صدیق اکبرؓ کے حصہ میں آئی، ضبط احوال، خاموشی اور دردمندی اسی نسبت کے لوازم ہیں۔ یہ اسی خلت کا ثمرہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ کی سیر سلوک تمام انبیاء علیہم السلام کی سیر کے تحت انفسی ہے اور سیر آفاقی اس کے ضمن میں طے کرادی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اس اعتبار سے ایک نرالی شان نصیب ہے کہ آپؒ باطن میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی نسبت سے بہرہ یاب ہیں اور باعتبار نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں بالفاظ دیگر آپ ظاہری و باطنی طور پر حضرات شیخین کریمین کی عظمت و شان کے وارث ہیں۔ آپ نے سنت نبویؐ کی ترویج، دین قیم کے احیاء اور بدعات فاسدہ کے ازالہ کو عمر بھر شعار بنائے رکھا اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی مداہنت کو گوارا نہ کیا۔ فتنہ الحاد اور نظام باطل سے متصادم ہوئے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر اپنے عظیم اور پاکیزہ طرز عمل کو برابر جاری رکھا آپ کے جمیع خلفاء اور صاحبزادگان نے اس مشعل نور کو فروزاں رکھا اور اس کی روشنی میں حرم نبویؐ کی طرف افراد امت کی رہبری کی۔ یہ ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا کہ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے جن میں کم و بیش سات ہزار خلفاء ہیں --- سندھ میں صاحبزادہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ خواجہ محمد زمانؒ تھے جن سے حضرت قاضی احمدؒ فیض یاب ہوئے قاضی صاحب موصوف کو قیام مدینہ منورہ کے دوران حضور علیہ

Marfat.com

الصلوۃ و السلام کی بارگاہ سے یہ ارشاد ہوا تھا کہ ہمارا ایک عزیز تمہارے پاس پہنچے گا' ولایت کی یہ نسبت تم اس کے حوالہ کر دینا۔ یہ باطنی نسبت ہے جو آخر کار حضرت شاہ حسین صاحب المعروف "حضرت بھورے والے" کا مقدر بنی۔ شاہ صاحب موصوف اور آپ کے اخلاف و اعقاب کے دم قدم سے مکان شریف ضلع گورداسپور میں بے شمار ہندو اور سکھ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سید امام علی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ حضرت میاں امیر الدینؒ تھے جن سے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ نے کسب فیض کیا۔ پاک و ہند کے وسیع و عریض علاقوں میں حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کا فیضان جاری و ساری ہوا۔ میاں صاحبؒ کی صحبت اور ارشادات مبارکہ میں یہ تاثیر تھی کہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے شخص کی کایا پلٹ جاتی تھی' وہ آپؒ کی توجہ باطن کی بدولت سابقہ گناہوں سے تائب ہو جاتا اور اس کے دیدہ و دل میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل المعروف حضرت کرمانوالےؒ میاں صاحب شرقپوریؒ کے جلیل القدر خلیفہ تھے جن کے احوال و آثار پیش نظر کتاب کی زینت ہیں۔

حقدمین حضرت والا کے احوال و آثار پر طائرانہ نظر ڈالنے سے ایک حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے' وہ یہ کہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ سے جو سلسلہ فروغ گیر ہوا ان میں حضرت خواجہ سیف الدینؒ' نور محمد بدایونیؒ' حضرت مرزا مظہر جانؒ جاناں اور شاہ غلام علی دہلویؒ جیسے اکابر اولیا نسبت مجددیہ کے حامل و وارث ہوئے۔ جنہوں نے فیوض و برکات سلسلہ کو چار دانگ عالم میں پھیلایا مگر حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمتہ کی باطنی نسبت کوئی دو اڑھائی سو سال تک مستور رہی بالفاظ دیگر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نگاہ کرم اس نسبت کی حفاظت و تربیت پر مرکوز رہی۔ پھر مدت مدید کے بعد اس نسبت کا تمام و کمال ظہور مکان شریف کے سادات کرام اور ان کی اولاد و احفاد کی مقدس ارواح پر ہوا بعد ازاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری آپ کے خلفائے عظام اور بالخصوص حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب المعروف حضرت کرمانوالےؒ اس نسبت جلیلہ کے وارث و مظہر بنے --- حضرت کرمانوالےؒ کی ذات گرامی جامع کمالات تھی علوم معقول و منقول کے فارغ التحصیل جبیں

Marfat.com

طاعت الٰہی سے روشن روئے مبارک پر دودمان مصطفوی کا جمال و وقار نگاہ میں اتباع سنت کی ضیاء، فطرت میں پاکیزگی کا جوہر، نفس میں بلا کا اخفاء و استتار، روح انوار مجددیہ سے لبریز جس پر نسبت چشتیہ کا سوز وگداز مستزاد تھا۔ ستم رسیدگان دہر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو نصرت ربانی ان کی دستگیر ہوتی طالبان حق باریاب ہوتے تو انہیں بھی استعداد سے بڑھ کر نوازا جاتا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو وہ شان و تمکنت عطا فرمائی تھی جو خاصان بارگاہ کا طرہ امتیاز ہے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اقلیم ولایت کا ایک تاجدار خلق خدا میں رونق افروز ہے۔

مصنف کتاب حضرت مولانا محمد اکرام صاحب نے آج سے کوئی پچاس برس پیشتر عربی زبان و ادبیات میں ایم۔اے کیا اور چالیس سال متواتر سرکار حضرت کرمانوالےؒ سے کسب فیض کیا اور اکثر و بیشتر سفرو حضر میں شیخ طریقت کے ساتھ رہے۔ شاہ صاحبؒ نے بھی غایت درجہ شفقت اور کمال عنایت سے مصنف کو تنویر باطن سے نوازا۔ ظاہر ہے کہ حضرت والاؒ کے احوال و آثار کا ادراک اور آپ کی واردات و کیفیات کا جامع بیان مولانا ہی کے شایان شان تھا اور یہ بلاشبہ روز ازل سے انہی کا مقدر تھا۔ مصنف نے کتاب ہذا میں سلسلہ عالیہ کے مبداء فیض جناب سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قدس سرہما تک اکابر طریقت کے آثار و معارف کو اجمالی طور پر قلم بند کیا ہے چنانچہ ایک عام قاری فیضان طریقت کے تدریجی ارتقاء سے روشناس ہونے کے بعد کتاب کے اصل موضوع تک رسائی حاصل کرپاتا ہے اور پھر اسے بالآخر حضرت کرمانوالےؒ کے حیات آموز سوانح اور بصیرت افروز ارشادات سے دیدہ و دل کی جلا میسر آتی ہے --- مولانا محمد اکرام صاحب نے اسلوب بیان میں عام تذکرہ نگاروں کے اساطیری انداز سے احتراز کیا ہے اور حضرت والاؒ کے کمالات و خوارق کو آپ کے ارشادات کے پس منظر میں بیان کیا ہے جو کتاب کی افادیت میں گراں بہا اضافے کا موجب ہے احوال و مقامات کی تسہیل کے لیے جامع اور بلیغ عنوانات کا انتخاب کیا ہے یہ عنوانات نفس مضمون کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں کہ اس کے نقوش مطالعہ کرنے والے کے دل پر ثبت ہو جاتے ہیں --- مولانا نے واقعات کے بیان میں کہیں افراط و تفریط سے کام نہیں لیا اور فکر وفن کی صداقت کے تمام تقاضوں کو ہر آن

Marfat.com

پیش نظر رکھا ہے یہ تمام واقعات مصنف کے ذاتی مشاہدات ہیں۔ انہوں نے مشاہدات کے اس ذخیرے سے ان جواہر ریزوں کو سلک نثر میں پرویا ہے جن کی آب و تاب میں سنت مصطفوی ؐ کا انعکاس نسبتاً" روشن تر اور واضح تر ہے۔

اللہ رب العزت طفیل جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مولانا محمد اکرام صاحب کے افکار سے افراد امت کو بالعموم اور حضرت کرمانوالے" کے وابستگان سلسلہ کو بالخصوص مستفیض فرمائے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

پروفیسر حافظ محمد افضل فقیر

(لاہور)

۲۴ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مقدمہ

ماہ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ کی ستائیسویں اور سن عیسوی کے مطابق سال ۱۹۶۶ء کے ماہ جنوری کی بیس تاریخ تھی جمعرات کا دن اور عین عصر کا وقت تھا کہ شیخ الاسلام قطب زمان محرم اسرار و مخزن انوار رہبر کامل ہادی برحق حامی شریعت و سنت نائب رسالت حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف بہ حضرت کرمانوالے مالک حقیقی کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ حضور اقدس کے وصال کے بعد وقت گزرتا گیا اور صدمہ کی شدت سے ایک عرصہ تک خیالات منتشر و پراگندہ رہے۔ احباب طریقت وقتاً فوقتاً باصرار مطالبہ کرتے رہے کہ آپؒ کے حالات و مقامات اور ملفوظات کو کتابی شکل دی جائے۔ مگر اپنی بے بضاعتی سامنے آجاتی اور اشہب قلم وہیں رک جاتا یہ بھی خیال آتا کہ میرے جیسا غافل اور کوتاہ عمل انسان ایک برگزیدہ پاک اور باکمال ہستی کے متعلق کیا لکھ سکتا ہے۔ آفتاب علم و عرفان کے محاسن ایک ذرہ بے مقدار کیا بیان کرے گا اس لیے ہر موقعہ پر معذرت کرکے احباب سے دامن چھڑاتا رہا اور یونہی وقت گزرتا چلا گیا۔

گزشتہ چند سالوں میں بعض قدیمی احباب داغ مفارقت دے گئے جن میں مولوی محمد عمر اچھروی، مولوی عبدالحق پاکپتنی، رائے نیاز احمد خان اور صوفی نور عالم رحمہم اللہ تعالیٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہ حضرات وہ تھے جن کو حضور قدس سرہ العزیز سے طویل عرصہ تک فیضان صحبت حاصل رہا اور اس طرح وہ آپؒ کے حالات و ملفوظات سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے پاس ان حسین یادوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا لیکن وہ ان یادوں کو اپنے سینوں سے لگائے رخصت ہو گئے چنانچہ فقیر کے دل میں یہ خیال آیا کہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر یہ حالات عجیبہ اور مقامات غریبہ احاطہ تحریر میں نہ لائے جائیں اور یہ اسرار گراں مقدار کچھ مدت کے بعد یادوں سے محو ہو کر گم ہو جائیں۔ اس لیے یہ ضروری خیال کیا کہ آپؒ کے حالات، مکشوفات، کرامات اور بشارات کو کتابی

Marfat.com

شکل دی جائے۔ سب یاران طریقت اور عقیدت مندوں کے دلوں میں یہ بات قدرتی طور پر پائی جاتی ہے کہ انہیں اپنے پیروں اور بزرگوں کی باتیں سننے کی زیادہ رغبت ہوتی ہے اور جدائی کے زخموں کو مندمل کرنے کے لیے یہی تذکرہ مرہم کافور کا کام دیتا ہے۔ جی یہی چاہتا ہے کہ اپنے شیخ کے احوال و مقامات کا ذکر کیا اور سنا جائے۔ ذکر سننے والوں کی محبت' شوق اور جذبہ میں اس سے اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ یار نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی یاد تسکین خاطر کا سبب بنتی ہے

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

احباب نے اب پھر اصرار شروع کیا اور جب عالی جناب حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی کا بھی واضح ارشاد ہوا تو تائید غیبی کی امید پر اور حضرت صاحبزادہ ذیشان اور احباب کی دعاؤں کے سہارے اس کارخیر کی انجام دہی پر کمر باندھ لی۔ كُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

(ترجمہ) ہر انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

نیز

وَمَنْ اَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِهِمْ

(ترجمہ) جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان کے زمرے میں اٹھائے گا۔

Marfat.com

نیز

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

(ترجمہ) جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ ان میں سے ہی ہوگا۔

ان احادیث شریفہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مشائخ کے احوال اور ان کے اسماء کا ذکر ہی رحمت الٰہی کے نزول اور نجات و بخشش کا باعث بنتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حِكَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْقُلُوْبِ يُعِيْنُهَا لِفُتُوْحِ اللّٰهِ

(ترجمہ): مشائخ کی حکایتیں لشکر الٰہی ہیں جس سے دلوں کو فتوح الٰہی حاصل ہوتی ہیں۔

نیز آپؒ سے پوچھا گیا کہ مشائخ کی باتوں کا مریدوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے تو آپؒ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(ترجمہ) اے محبوب! ہم گزشتہ انبیاء کے قصے آپ سے اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے قلب کو ثابت قدمی حاصل ہو اور اس کے ذریعے سے آپ تک سچائی اور نصیحت پہنچے اور مومنوں کے لیے ذکر۔

اسی طرح نیکوں کی باتیں اور مرشدوں کی حکایات اور ان کے احوال مریدوں کے دل کی تربیت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے طالب رنج و مصیبت میں ثابت قدم رہ کر مردان خدا کی سی خصلتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت حاتم اصم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب تک کچھ حصہ قرآن پاک کا اور کچھ حصہ اپنے پیروں کی حکایات کا نہ پڑھ لو تب تک ایمان سلامت ہی نہیں رہ سکتا۔

ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ جب اکابر دین اور مشائخ عظام وفات پا جائیں تو پھر ہم کیا کریں تاکہ سلامت رہیں۔ آپؒ نے فرمایا ان کا کلام پڑھو۔ ان کی باتیں سنو' ان کے علوم و معارف پر غور کرو' پھر سلامت رہو گے۔"

شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے بعد دوسرے درجے پر اہل

Marfat.com

اللہ کے اقوال و احوال ہیں اور سب حکایات میں سے عمدہ حکایات صوفیاء کی ہیں۔ ان کی باتیں پڑھنے اور سننے سے ان کے ساتھ نسبت پیدا ہوتی ہے اور یہی نسبت نجات کا موجب ہوگی جیسا کہ ارشاد ہے:

عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃ

(ترجمہ) نیک لوگوں کا ذکر خیر ہو تو رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام کا ارشاد ہے کہ تو اس بات کی کوشش کر کہ اپنی جگہ دوستان حق کے دل میں بنائے اور اگر یہ بات میسر نہ آ سکے تو دوستان خدا کی دوستی کو اپنے دل میں جگہ دے۔ جب تیرا دل ان کی دوستی کا مقام ہوگا تو تیرا خانہ دل حرص و ہوا سے پاک ہوجائے گا۔ ان کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی تیرے دل میں سمانے کی گنجائش ہی نہ رہے گی۔

حضرت شیخ ابوبکر جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے محبت رکھو جو حق تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ان کے علوم و معارف کلمات اور تعلیمات سے محبت رکھو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ان علوم و معارف کا مطالعہ ضرور رکھو تاکہ ان کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ جَلَّ شَانُہٗ تک پہنچ جاؤ

حب درویشاں کلید جنت است

اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے محبت کرتا ہے ان کے دلوں کو اپنی طرف لگا لیتا ہے اور جو اس کی دوستی میں دسترس حاصل کرلیتا ہے اس کے دل کو اللہ تعالیٰ شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں: "نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ تو مشائخ کی باتیں سنے اور ان پر اعتقاد کرے اور محبت کرے کیونکہ دوستان حق کی باتوں سے پیار کرنا گویا دوستان حق کی دوستی ہے۔ اسی تعلق سے حق تعالیٰ سبحانہ سے نسبت پیدا ہوتی ہے اور انسان مقربان بارگاہ الٰہی میں سے ہوجاتا ہے۔

ایک بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ جب ہم اپنے مرشدوں کو نہ پائیں تو کونسی ایسی بات کریں جس سے تباہی سے بچ جائیں۔ بزرگ نے فرمایا کہ ہر روز ان کی باتوں کا ایک ورق پڑھو اور ان کے احوال اور مقامات سنو پھر یقیناً" سلامت رہو گے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبداللہ انصاریؒ نے آخری وقت میں یہ نصیحت کی کہ اول تو پیروں کی باتیں سنو اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم نام ضرور یاد رکھو تاکہ اسی کی برکت سے بہرہ ور ہو سکو نیز فرمایا کہ مرید کی سب سے اچھی نسبت تو یہ ہے کہ اس نے پیر کو دیکھا ہو اور کمال محبت سے ان کی صحبت میں رہ چکا ہو۔ ان کی صحبت کی برکت سے ایسی باتیں حاصل ہوں گی جو اور کسی طرح نصیب نہ ہوں گی۔

حضرت شیخ نجم الدین علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ افسوس کسی شخص نے اولیاء اللہ کی قدر نہ پہچانی مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جس شخص کو اہل اللہ کے احوال و افعال کا مشاہدہ اور اقوال کا علم حاصل نہیں ہوتا وہ ان کے حق میں ایسی ویسی باتیں کرتا ہے اور ان کا منکر ہو جاتا ہے لیکن یاد رہے کہ ان کے اقوال و افعال کا انکار ایسا ہی ہے جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کا انکار ہے۔

اسی طرح نیکوں کی باتیں اور مرشدوں کی حکایات اور ان کے احوال مریدوں کے دل کی تربیت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے وہ رنج و مصیبت میں ثابت قدم رہ کر مردان خدا کے خصائص اپنے اندر پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے احوال اور انکے احوال کا موازنہ کریں۔ اگر موافق ہوں تو شکر بجا لائیں اور اگر مخالف ہوں تو استغفار کریں اور مجاہدے میں کوشش کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں کہ ان کوتاہ اندیشوں کا بزرگوں کی کرامات اور ان کے احوال سے انکار کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ خود ان اسرار سے آشنا نہیں ہوتے اور احوال کا نشان تک ان میں نہیں پایا جاتا۔ یہ نفی تو اس واسطے کرتے ہیں کہ عوام کے روبرو رسوا نہ ہوں۔ پاک لوگوں کے کام کا اندازہ اپنی حالت سے نہ کرو۔ خواہ دیکھنے میں کیسا ہی آسان ہو

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

اس گروہ سے حاسدوں کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ یہ بزرگوار کمال متابعت کے باعث راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور اس خرچ کے لیے مال و اسباب جمع کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ خبر ہی نہیں کہ منصب ارشاد کی ایک شرط انفاق مال و زر بھی ہے

Marfat.com

لہذا مال و اسباب جمع کرنا جائز ہے تاکہ طالبان راہ حق فارغ البال ہو کر اپنے کام میں مشغول رہیں

پراگندہ روزی پراگندہ دل
خداوند روزی بحق مشتغل (سعدیؒ)

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرالعزیز فرماتے ہیں کہ لوگ مشائخ کی نسبت عجیب عجیب اعتقاد رکھتے ہیں۔ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ وہ گدا اور محتاج ہیں۔ ان کم فہم لوگوں کو یہ علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کو خلقت کا محتاج ہی نہیں رکھتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے محتاج ہوں۔ حالانکہ یہ دنیا اپنی تمام نعمتوں کے ساتھ ان کے قدموں میں ڈال دی جاتی ہے۔

حضرت شیخ مجد الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ دو لاکھ اشرفی تھا اور پانچ لاکھ اشرفی کی ملکیت وقف طریقہ کی تھی۔ بعض صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور شیخ ابو سعید ابوالخیر اور حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہما کے مال کے متعلق تو سب کو علم ہے نیز حضرت شیخ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور مزارعہ کو پیدا کرنے میں بھی حکمت رکھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا منشا ہے کہ جہان' اہل جہان' اور بندگان خدا کی جمعیت کا انتظام قائم رہے اور خلقت کو فائدہ پہنچے۔ لوگوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ زمین کے آباد کرنے سے کیا ثواب حاصل ہوتا ہے تو اسے بنجر کبھی نہ چھوڑیں۔ کوئی شخص اگر محنت کر کے زمین سے زیادہ غلہ پیدا کرتا ہے تو وہ مخلوق خدا کی روزی کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا معاملہ بالکل مختلف ہے وہ اگر خلوت یا صحبت خلق اختیار کرتے ہیں تو محض رضائے الٰہی کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ وہ مال و اسباب جمع کرتے ہیں تو طالبوں کی جمعیت خاطر اور رضائے مولا کے لیے اور اگر ترک کرتے ہیں تو مصلحت کے لیے غرضیکہ جو کچھ کرتے ہیں امر الٰہی اور رضائے الٰہی کے ساتھ کرتے ہیں کوئی فعل ان کا نفسانی خواہش کی رو سے نہیں ہوتا۔ عالم اور عارف درویش پر اعتراض کرنا خطا ہے جو کچھ ان پر گزرتا ہے اس میں حکمت ہوتی ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگان کا طریقہ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے اور

Marfat.com

شرعی احکام کی متابعت سنت کی پیروی ' عزیمت ' دوام عبودیت یعنی دائمی حضوری اور آگہی ہے۔ پس جو لوگ ان بزرگوں کی نفی کرتے ہیں ان کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں پر حرص کی تاریکی اور ظاہری و باطنی بدعت چھائی ہوتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے نیکی عطا کرنا چاہتا ہے اسے اپنے برگزیدہ بندوں کی خدمت میں بھیجتا ہے اور دنیاوی شغل سے اسے باز رکھتا ہے بزرگان دین کا قول ہے کہ جو شخص اولیاء اللہ سے بے جا جھگڑتا ہے وہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کسی شخص کے لیے تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔

(۱) جس کو علم حاصل ہو ---- لیکن --- عمل کی توفیق نہ ہو۔

(۲) عمل کی توفیق مل جائے ---- لیکن ---- اخلاص اور للّٰہیت نہ ہو۔

(۳) نیکوں کی صحبت کا موقع ملے---- لیکن --- ان کے نزدیک قبولیت حاصل نہ ہو۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ مشائخ کے دیدار کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا دیدار جاتا رہے تو سمجھ لو کہ پھر یہ سعادت نہیں مل سکے گی۔ پس جو شخص اولیاء اللہ کی جستجو میں نکلے اور ان میں سے کسی پاک ہستی کو پالے تو سمجھ لے کہ اس نے ایک نور پالیا ہے اور اگر راہ طلب میں ہی جان دے دی تو یہ امراس کی بخشش کا ذریعہ ہوگا۔

ظہور کرامت کسی ہستی کی فضیلت کا اصلی باعث نہیں۔ بلکہ اصل کام تو استقامت اور اتباع شریعت ہے۔ اس زمانے کے بعض علماء پر تعجب ہے کہ جب علمی بحث پر اترتے ہیں تو دلائل سے کرامات اولیاء اللہ کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں لیکن جب اولیا اللہ کی کرامتیں دیکھتے ہیں تو ان کا دل انہیں قبول نہیں کرتا اور انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس انکار سے بچائے۔ ان علمائے ظاہر کی طبیعتوں میں حسد ہوتا ہے ظاہر بینوں کی نظر صرف اس بات پر ہوتی ہے کہ ولی وہ ہے جو گزشتہ اور آئندہ حالات کی اطلاع

Marfat.com

دے۔ لیکن وہ کوتاہ نظری سے یہ بات بھول جاتے ہیں کہ علم غیب صرف ذات حق کا خاصہ ہے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے لیے ہر وقت پردہ غیب پر ہی نظر رکھنا غیر ضروری ہے اور محض تضیع اوقات کا باعث ہے۔

فاتحتہ العلوم میں لکھا ہے کہ جس شخص کو صدیقوں کے حال، مقام اور علم سے کچھ بہرہ نہ ہو یا اس کا منکر ہو تو اس کا حال برا ہوتا ہے۔ ان کا منکر کسی طرح بھی علم سے حظ نہیں اٹھاتا اور جس شخص کو ذرا بھی علم سے مس ہو وہ اس علم اور حال کی تصدیق کرتا ہے۔

ایک نوجوان عالم اہل اللہ کا منکر تھا۔ ایک روز حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے اسے اپنی انگوٹھی دے کر کہا کہ جاؤ اسے فلاں نانبائی کے ہاں جا کر ایک دینار کے بدلے گروی رکھ دو اور کھانا لے آؤ۔ جب وہ نوجوان نانبائی کے پاس گیا تو اس نے انگوٹھی ایک درہم کے بدلے بھی قبول نہ کی۔ ناچار نوجوان واپس چلا آیا۔ شیخ علیہ الرحمتہ نے کہا کہ اچھا اب فلاں جوہری کے پاس جاؤ اور اس کی قیمت کا اندازہ لگواؤ۔ جوہری نے انگوٹھی کو غور سے دیکھا اور اس کا اندازہ ایک ہزار دینار کیا۔ اس پر شیخ نے نوجوان سے کہا کہ تیرا علم جو اولیاء اللہ کے متعلق ہے وہ بعینہ نانبائی کے علم کا سا ہے تو اس سے توبہ کر۔ نوجوان تائب ہو کر راہ راست پر آگیا۔

حضرت کرمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں صدیق کی تین علامتیں ہیں

۱۔ دنیا کی دولت اور مال و جاہ کی قدر و منزلت اس کے دل میں بالکل نہ ہو۔ دنیا سے اس کا دل سرد ہو جائے۔

۲۔ ریا اور نمائش کا اس میں شائبہ تک نہ ہو۔ نہ تعریف سے پھولے اور نہ مذمت سے پژمردہ خاطر ہو۔

۳۔ لذات و شہوات اس کے دل سے جاتی رہیں ایسا ہو جائے کہ بھوک اور شکم سیری میں اسے فرق محسوس نہ ہو اور ترک شہوات اس کا شیوہ بن جائے۔

Marfat.com

ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ جب وہ زمانہ آ جائے کہ ہم مرشدوں کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے انہوں نے جواب دیا کہ ہر روز ان کا کلام پڑھا کرو کیونکہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو چراغ سے ہی روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ قلم بھی ایک قسم کی زبان ہے قلم ان کے کلمات و ارشادات کاغذ کے صفحے پر محفوظ کر دیتی ہے اور ان میں وہی تروتازگی اور چاشنی ہوتی ہے جو دلوں کو زندہ اور روح کو منور کر دیتی ہے۔

موجودہ زمانے میں اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان دنوں بزرگان سلف کے مانند کوئی ہستی نہیں ہے اسی سبب سے وہ اولیاء اللہ کی صحبت کے فیض سے محروم رہ جاتے ہیں اور زندگی غفلت میں گزار دیتے ہیں۔ بدگمانی محض نادانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ اس گروہ کو حاصل ہوا ہے وہ کمال متابعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوا ہے متابعت سنت سنیہ اور ولایت و قرب کی راہ ایسی نہیں جو کہ صرف سابقہ زمانے کے لیے ہی مخصوص تھی بلکہ وہ ہمیشہ باقی ہے اور قابلیت و اہلیت انسانی بھی موجود ہے جو سمجھ دار ہے وہ پالیتا ہے پس تمام طالبوں کے لیے لازم ہے کہ اپنے زمانے میں ایسے شخص کی جستجو کریں۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی اولیاء اللہ موجود ہیں وہ بے شک شب قدر کی طرح پوشیدہ ہیں چنانچہ حدیث شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے:

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

(ترجمہ) جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہل کی موت مرا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

(ترجمہ) اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میرا راستہ یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں یہ راستہ میں نے اور میرے متبعین نے پوری پہچان کے بعد اختیار کیا ہے۔

Marfat.com

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِهٖ

(ترجمہ) رہنما اپنی قوم میں اسی طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے۔

مَنۡ لَّا شَیۡخَ لَهٗ لَا دِیۡنَ لَهٗ

(ترجمہ) جس کا کوئی رہنما نہ ہو وہ بے دین ہے۔

پس راہ خدا میں سالک کے لیے ایسے ہادی کی بے حد ضرورت ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی طرف لے جانے والے راستہ کی رہبری کر سکے اور اس پیر کے سلسلہ کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہوں اور اس کا ظاہر اور باطن حضرت حبیب رب العلمین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے اتباع کامل سے آراستہ ہو چنانچہ کشف و کرامت کی چنداں پروا نہ کی جائے اور نہ ان کو کمال کی شرط خیال کیا جائے پس جو شخص صحت کامل یعنی نسبت محمدیہ کا طلب گار ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سنت نبوی کی پیروی کو تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل سمجھے اور جو انوار و برکات اس سے حاصل ہوں ان کو تمام فیوضات سے ارفع و اعلیٰ خیال کرے۔ وجد سکر اور عام شہور ذوق کو باطنی جمعیت اور دوام حضور کے مقابلے میں کچھ وقعت نہ دے جس بزرگ کی خدمت میں رہ کر یہ احوال حاصل ہوں اس کو سرور کونین علیہ الصلوۃ والسلام کا نائب جان کر اس کی خدمت کرنا اپنے لیے فرض عین سمجھے اور اس کا مرید بن کر شریعت کے فوائد حاصل کرے تاکہ قیامت کے دن حسرت اور ندامت کی آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ یہ دنیا ایسے بزرگوں سے کسی لحہ خالی نہیں رہ سکتی ان کی برکت سے آسمانوں سے پانی برستا ہے اور ان کی بدولت زمین کو تروتازگی اور رعنائی حاصل ہوتی ہے عالم انسانیت ان کے دم سے آباد ہے پہاڑ ان کی برکت سے قائم اور دریا ان کے فیض سے جاری ہیں۔ کائنات ارضی و سماوی کا نظام ان کے دم قدم سے قائم ہے۔

الغرض یہ کتاب اسی مقصد سے لکھی گئی ہے کہ طالبان راہ حق کے لیے مشعل کا کام

Marfat.com

دے سکے اور قلوب و ارواح کو نور ہدایت حاصل ہو سکے اس میں ایک عاشق حقیقی و نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور بابرکت زندگی کی جھلک ہے جس نے سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی پیروی سے قرب و محبوبیت کا درجہ حاصل کیا۔ جو اپنے ملنے والوں کو ہمیشہ اتباع سنت اور پیروی شریعت کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایسی پاک ہستی جس کی صحبت کیمیا اثر میں دلوں کے آئینے دنیا و مافیہا کی کدورتوں سے صاف ہو جاتے تھے اور اللہ کے ذکر کے سوا سب کچھ فراموش ہو جاتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ ہر طبقے کے اہل نظر حضرات اس سے مستفیض ہوں گے اور نشان منزل مقصود حاصل کر سکیں گے عاقل وہ ہے جو اگر کوئی چیز مکمل طور پر حاصل نہ کر سکے تو اسے بالکل ترک نہ کر دے بلکہ اس میں سے جو کچھ حاصل کر سکے اسے تو نہ چھوڑے۔

بقول: مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ

نقشبندیاں عجب قافلہ سالار انند
کہ برند ازرہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

اے مولا کریم! ہمیں اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیارے بندوں کی محبت عطا فرما۔ اسی محبت میں تادم آخر سرشار رکھ اور کل بروز قیامت جب ہم اٹھیں تو یہی حقیقی محبت کا جذبہ ہمارے دلوں میں موجزن ہو۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ۔ اٰمِین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن

ان کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کی توجہ سے یہ ناچیز اس پیشکش کو ہدیہ ناظرین کرنے کے قابل ہوا۔ سب سے مقدم کریم ابن کریم عالی جناب حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم کی ذات والا صفات ہے جن کی تحریک اور نیک دعاؤں سے بندہ کو اس کتاب کی تالیف و تدوین کا بیڑا اٹھانے کی ہمت پیدا ہوئی۔ آپ نے ہر مرحلہ پر خصوصی توجہ سے رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج میں اور زیادہ ترقی عطا فرمائیں۔

Marfat.com

بعض اہم مقامات پر میرے محترم دوست اور مخلص کرم فرما جناب صوفی حافظ محمد افضل صاحب فقیر ایم اے کے مفید مشورے کتاب کے ظاہری اور معنوی حسن میں اضافہ کا باعث بنے۔ طباعت اور اشاعت کے سلسلہ میں میرے دیرینہ معاون عزیز مکرم چوہدری محمد طفیل شاہین حال مقیم گلاسگو (انگلستان) اور میاں غلام مصطفیٰ صاحب غازی مالک غازی انڈسٹریز لمیٹڈ میاں چنوں نے خاص دلچسپی لی۔ **فَجزاھُمُ اللّٰہُ اَحسَنَ الْجَزاءِ**

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَ نُوْرِ عَرْشِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ○

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محمد اکرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد الامین
وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین ورحمتہ وبرکاتہ علینا وعلیکم او مومنین مادام التسبیح
والرحمٰن سبحٰن الذی نور قلوب العارفین بنور معرفتہ واوصل المحبین بکمال فضلہ وحکمتہ

تمہید

سرورِ کائنات محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

اس کتاب کے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل بطور تمہید بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بعض ہستیوں کے مختصر حالات تبرکاً" و تیمناً" شامل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ قارئین کرام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جس پاک ہستی کا ذکر خیر اس جگہ مطلوب ہے اس کا تعلق سرچشمہ فیضان سرمدی کے ساتھ کن ذرائع سے ہوا اور وہ کس راہ سے معرفت الٰہی کی بلندیوں تک پہنچے۔

اہل نظر حضرات جانتے ہیں کہ طریقت کے تمام سلسلے حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتے ہیں۔ فیوض و برکات کا اصل منبع رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو خاتم النبین کا منصب عطا فرما کر تا قیام قیامت کل بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ تمام عالم انبیائے سابقہ علیہم السلام کی تعلیمات سے روگرداں ہو کر ضلالت و معصیت میں غرق ہو

Marfat.com

چکا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر بت پرستی اور شرک اختیار کیا جا چکا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ لوگ اخلاقی اقدار سے منہ پھیر کر ہولناک تباہیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ توحید کی بجائے تثلیث اور بت پرستی رواج پا چکی تھی۔

اس پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور دنیا کی ہدایت کے لیے اپنے آخری رسول کو بھیج کر پھر اپنی مخلوق پر رحمتوں کے دروازے کھول دیئے آپ کی تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تمام کائنات از سر نو نور توحید سے جگمگا اٹھی پہلے خطہ عرب اور پھر بیرون عرب تمام عالم انسانیت کو خدائے واحد کی طرف بلایا اور اس آفتاب ہدایت نے بہ نفس نفیس اور پھر اس سے روشنی حاصل کرنے والی بے شمار قدسی صفات ہستیوں نے روئے زمین کو نور وحدت سے تابندہ کر دیا۔

وصلی اللہ علی نور کزد شد نورہا پیدا

داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے احکام خداوندی کی پیروی تعلیمات قرآنی و اخلاق ربانی کا عملی نمونہ بن کر پیش کیا اور جب اپنے قول و عمل سے ارشادات الٰہی کی توضیح و تشریح فرمائی تو لوگوں میں اس کے سمجھنے اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے اور انہیں حاصل کرنے کے طریقے معلوم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنا ہر قول و فعل نشست و برخاست' خورد و نوش اور تمام حرکات و سکنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے مطابق اختیار کرنا اپنا مقصد حیات بنا لیا۔ ایمان اور اسلام ان کے دل و دماغ اور رگ و پے میں سرایت کرتا چلا گیا یہ آپ کی محبت اور محبت کی تاثیر تھی کہ جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوا پھر نہ قریش کی چیرہ دستیاں اسے متزلزل کر سکیں اور نہ دردناک اذیتیں اس کے پائے ثبات کو ڈگمگا سکیں۔ اسلام کے ان پروانوں نے مصائب جھیلنا اور جان دینا گوارا کر لیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی نہ کی۔ صحابہ کرامؓ کی ایمان کی پختگی کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ صراط مستقیم پر قائم رہنا ان کے لیے آسان اور سہل بن جاتا تھا۔ وقت عبادت ہو تو عبادت کے لیے کمر بستہ و تیار معاملات دنیا میں راست بازی' اور دیانت داری ان کا شعار اور وقت جہاد ہو تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور جاں نثار و جاں سپار۔ ایمان کی یہ پختگی

Marfat.com

حوصلہ کی بلندی اور دین اسلام سے شیفتگی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فیضان صحبت کا نتیجہ تھا۔ ایک ہی صحبت میں آپ کی محبت کا نقش ہر صاحب ایمان کے قلب پر ایسا گہرا بیٹھ جاتا تھا جسے مٹانا ممکن نہ ہوتا۔ صحابہ کرامؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام خداوندی کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے اور آپ کی صحبت سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت سے بھی مالا مال ہوتے تھے۔

حکمت و انوار الہیہ اور اسرار دین کے درس کی جانب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سب سے زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کے تقاضوں کا بیان اس آیت قرآنی میں فرمایا ہے:

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: وہ (رسول) ان کو (مومنین) آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت کو تربیت دے کر ایسا راسخ العقیدہ اور سرگرم عمل بنا دیا تھا کہ آپ کے بعد اسلام کی اشاعت تبلیغ دین و احکام الہیہ اور تزکیہ نفوس کا کام انہی کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

(رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْ عَنْہُ)

اللہ ان سے (صحابہ) راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (القرآن)

سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر جید علما اور فاضل مصنفین نے مستند کتابیں لکھ کر علم دوست حضرات کے لیے بڑا مفید اور قیمتی ذخیرہ جمع کر دیا ہے اس چشمہ نور سے سراب ہونے کے لیے اور قلب و روح کو منور کرنے کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ بہت ممد و معاون ہو سکتا ہے۔ ہر نور کی ضیاء کا منبع مہر نبوت ہے۔ آفتاب رسالت سے نور و ہدایت کی بے شمار کرنیں پھوٹیں جن کی آب و تاب سے یہ جہان تیرہ و تار جگمگا اٹھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ

(میرے اصحاب روشن ستاروں کی مانند ہیں۔ گمراہی کی اندھیری رات میں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے)

فیضان نبوت سے سیراب ہونے والی یہ ہستیاں اگر فرشتوں کے گروہ میں قابل احترام ہیں تو ان کے مناقب و فضائل کا ذکر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے۔

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَاخْتَارَ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَۃً فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَھُمْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ

Marfat.com

عَلِیٌّ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ)

(حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو بعد پیغمبروں کے تمام عالم میں پسند فرمایا اور تمام اصحاب میں سے چار کو منتخب کر لیا اور ان کو میرا بہترین دوست بنایا وہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے)

۲۔ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَۃٌ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَھُمْ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یَبْغَضُھُمْ اِلَّا فَاجِرٌ وَھُمْ حَلَائِفُ نُبُوَّتِیْ وَ عَضُدُ دِیْنِیْ وَ عِصْمَۃُ اُمَّتِیْ وَ مَعْدِنُ حِکْمَتِیْ لَا تُقَاطِعُوْاھُمْ وَلَا تَحَاسَدُوْا مِنْھُمْ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی بابت لوح محفوظ میں میثاق لیا کہ ان کو دوست نہ رکھے گا کوئی شخص سوائے مومن کے اور ان سے بغض نہ رکھے گا کوئی شخص سوائے فاجر کے وہ میری نبوت کے حلیف ہیں اور میرے دین متین کے بازو اور میری امت کی عصمت ہیں اور میرے علم کے معدن۔ ان سے قطع تعلق نہ کرو نہ ان پر حسد کرو۔)

ان حدیث پاک میں خلفائے اربعہ کے فضائل بتدریج بیان فرمائے ہیں۔

۳۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَزِیْرِیْ وَ الْقَائِمُ فِیْ اُمَّتِیْ وَ عُمَرُ حَبِیْبِیْ وَ عُثْمَانُ مِنِّیْ وَ عَلِیٌّ اَخِیْ وَصَاحِبُ لِوَائِیْ

(آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر میرا وزیر اور میرے بعد میرا قائم مقام ہے اور عمر میرا حبیب ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی

53428

Marfat.com

اور صاحب لوا ہے (رضی اللہ عنہم) (ترمذی)

۴۔ وَقَالَ اَیضاً عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ لَا یَجتَمِعُ حُبُّ ھٰؤُلَاءِ الاَربَعَۃِ اِلَّا فِی قَلبِ مُؤمِنٍ اَبُوبَکرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثمَانُ وَعَلِیٌّ۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان چار اشخاص یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی کی محبت سوائے قلب مومن کے کسی اور جگہ جمع نہیں ہوتی (رضی اللہ عنہم)

۵۔ وَ قَالَ اَیضًا عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ اَبُوبَکرٌ بَصَرِی وَ عُمَرُ یَنطِقُ بِلِسَانِی وَ عُثمَانُ رُوحِی فِی جَسَدِی وَ عَلِیٌّ مِنِّی وَ اَنَا مِنہُ۔

(آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ابوبکر میری آنکھوں کی بینائی ہیں اور عمر میری زبان سے گفتگو کرتے ہیں اور عثمان میری روح ہے اور علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (رضی اللہ عنہم)

۶۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِینَۃُ الصِّدقِ وَ اَبُوبَکرٍ سَقفُھَا وَ اَنَا مَدِینَۃُ الصَّلَابَۃِ وَ عُمَرُ عِمَادُھَا وَ اَنَا مَدِینَۃُ الحَیَاءِ وَ عُثمَانُ جِدَارُھَا وَ اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صدق کا شہر ہوں ابو بکر اس کی چھت ہیں میں صلابت کا شہر ہوں اور عمر اس کا ستون ہیں۔ میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کی دیوار ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں (رضی اللہ عنہم) (ترمذی)

۷۔ حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

"لَا تَسُبُّوا اَصحَابِی فَاِنَّھُم اٰمَنُوا مِن خَوفِ اللّٰہِ وَ اٰمَنَ النَّاسُ مِن خَوفِ السُّیُوفِ"

(برا نہ کہو میرے اصحابؓ کو کیونکر وہ ایمان لائے صرف خدا کے خوف سے اور دوسرے لوگ تلوار کے خوف سے ایمان لائے۔

Marfat.com

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ' جب خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ نے منبر پر بیٹھ کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ حمد و نعت کے بعد آپ نے فرمایا:

۸۔ "سب لوگ سمجھ لو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام آدمیوں میں بہتر ابوبکر' عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے جو شخص ان کو برا کہے اور ان کے حق میں بہتان لگائے اس پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

۹۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے باپ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ' میں نے کہا کہ ان کے بعد کون ہے' فرمایا عمرؓ' میں نے پوچھا ان کے بعد' فرمایا عثمانؓ میں نے کہا ان کے بعد اے امیرالمومنین آپ ہی افضل ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا' میں بھی خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔"

مناقب امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ

تاجدار مدینہ سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے خلفاء میں سے آپ خلیفہ اول ہیں۔ آپ کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم ظاہری و باطنی سے فیضان عظیم حاصل ہوا۔ آپ کا نسب نامہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ چھ واسطوں کے بعد مرہ بن کعب سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش سن فیل سے دو برس اور چند روز کم چار ماہ کے بعد ہوئی۔ آپ کا رنگ گورا بدن لاغر تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر فائز ہوئے تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی عمر اڑتیس برس تھی۔ مردوں میں آپ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ آپ کی اولاد میں تین فرزند محمدؓ' عبداللہؓ' عبدالرحمٰنؓ' اور تین صاحبزادیاں ام کلثومؓ' اسماءؓ'

Marfat.com

اور عائشہؓ تھیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت دو برس چار ماہ رہی۔ بعض روایتوں میں تیس ماہ یعنی اڑھائی برس مذکور ہے۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال بہ مطابق عمر اشرف نبوی علیہ الصلوۃ والسلام ہوئی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی بیوی اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا اور پرانے دو کپڑے ہی آپ کے کفن کے طور پر دھو کر استعمال کئے۔ اسی طرح آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ "زندہ آدمی نئے لباس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔" امیرالمومنین عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارک میں حضور سرور کائنات علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتحیات کے پہلو میں آرام فرما ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا صَبَّ اللّٰہُ فِی صَدْرِی شَیْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُہٗ فِی صَدْرِ اَبِی بَکْرٍ

("کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں نہیں ڈالی کہ جس کو میں نے ابوبکرؓ کے سینے میں نہ ڈال دیا ہو۔ (بروایت ابی ہریرہؓ)

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات مبارکہ کے آخری ایام میں یہ خطبہ پڑھا:

"اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ صَاحِبُکُمْ خَلِیْلًا وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا دُوْنَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا لٰکِنْ ھُوَ شَرِیْکٌ فِیْ دِیْنِیْ وَصَاحِبِیَ الَّذِیْ اَوْجَبْتُ لَہٗ صُحْبَتِیْ فِی الْغَارِ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ۔"

(خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثناء کے بعد معلوم ہو کہ اس نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے (اس میں اشارہ اپنی ذات پاک کی طرف ہے) اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دین میں میرے شریک ہیں (یعنی میرے ناصر اور معین ہیں

Marfat.com

اور میرے دین اور یقین کو ظاہر کرنے والے ہیں) وہ میرے دوست ہیں اور میں نے غار میں اپنی رفاقت کے لیے انہیں کو منتخب کیا۔ وہ میری امت میں میرے جانشین ہیں۔ (بخاری مسلم ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ:

"اگر کوئی اور شخص اس مقام خاص میں میرا شریک ہوتا تو وہ ابوبکرؓ ہوتے۔"

اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیائے امت میں اکمل و افضل و اعلم ہیں اور پیغمبروں کے بعد گروہ صدیقین میں اکمل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر ارباب دانش قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍؓ۔"
("قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکرؓ سے بڑھ کر کسی اور بہتر شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا")

نیز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں ابوبکرؓ کو تم سب سے بہتر جانتا ہوں یہ کچھ ان کے نماز روزہ کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے۔" (یعنی ایمان اور یقین)

Marfat.com

اور یہ حدیث شریف:

لَوِ تَزَنَ اِیمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیمَانِ الثَّقَلَیْنِ لَرَجَحَ اِیمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ نمبرا

(اگر ابوبکرؓ کے ایمان کا تمام جن و انس کے ایمان کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا یعنی باستثنائے ایمان انبیاء علیہم السلام

اور حضرت ابوبکرؓ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ:

"آپؐ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟" -------- آپؐ نے فرمایا:

"عائشہؓ" ---------- صحابہؓ نے عرض کیا:

"مردوں میں سے کون؟" ---------- آپؐ نے فرمایا:

"اُس کا باپ" ----------

نمبرا:- اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرؓ سے موقوفاً" بدیں الفاظ نقل کیا ہے: لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبُوْبَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ اور حکیم ترمذی نے بھی فضائل الصحابہؓ میں اس کو نقل کیا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ اور امام بخاریؒ نے بروایت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

Marfat.com

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"مسجد میں بجز ابوبکرؓ کے کسی کا دریچہ باقی مت رکھو"
----نمبرا
ترمذی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

"میری امت میں سب سے مہربان میری امت پر ابوبکرؓ ہے" اور جس کسی پر میں نے اسلام کو پیش کیا وہ فکر میں سرگرداں ہو گیا سوائے ابوبکرؓ کے" اور جب کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنا تمام مال آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟" تو بے تکلف عرض کیا: "اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو۔" نمبر۲

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
"میں نے ایک روز جبریل امین سے دریافت کیا کہ کیا میری امت سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا؟ کہا کہ ہاں! سوائے ابوبکرؓ کے سب سے لیا جائے گا۔ ابوبکرؓ سے کہا جائے گا کہ بے حساب جنت میں جاؤ۔" وہ جواب دیں گے کہ میں اپنے دوستوں کو ہمراہ لیے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا۔ رب العزت جل شانہ کا ارشاد ہو گا کہ اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ کہ میں نے تیری ولادت کے روز یہ وعدہ کر لیا تھا اور اسی دن بہشت کو حکم دے دیا تھا کہ اے بہشت جو کوئی ابوبکرؓ کا دوست ہو گا۔ وہ تجھ میں ضرور داخل ہو گا۔"

نمبرا: اس حدیث کو امامینؒ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

نمبر۲۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ کَمَالِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا نمبر۱

(مجھ کو کسی کے مال نے ابوبکرؓ کے مال کی طرح نفع نہیں دیا ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔"

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدًا اِلَّا کَافَیْنَا مَا خَلَا اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُّکَافِیْهِ اللّٰهُ نمبر۲

(کسی شخص کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے معاوضہ ادا نہ کر دیا ہو سوائے ابوبکرؓ کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔)

منقول ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور مہاجرین و انصار میں سے سب سربر آوردہ صحابہ کرامؓ نے اپنی رضا و رغبت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر لوگ مجھ کو مجبور کرنے کی غرض سے گرفتار کر لیتے اور بصورت انکار گردن مارنے تک تیار ہو جاتے تو میں اس کو بخوشی پسند کر لیتا مگر یہ بات مجھے ہرگز منظور نہ ہوتی کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں جس میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ:

"اے ابوبکرؓ! تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے کاموں میں آگے رکھا اپنی موجودگی میں نمازوں میں امام بنایا اور

نمبر۱۔ اس حدیث کو بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احمدؒ نے اپنے مسند میں نقل کیا ہے۔

نمبر۲۔ ترمذی نے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

تمہاری اقتداء کی ہم بھی آپ کو دین و دنیا کے کاموں میں آگے
رکھیں گے پس آپ اپنا ہاتھ دیجئے تاکہ میں بیعت کروں۔"

آپ کی عظمت شان کمال یقین اور پختگی ایمان کی وجہ سے صحابہ کرامؓ میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہوا آپ نے دین کے مخالفوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی لشکر ممالک شام و عراق وغیرہ کی تسخیر میں مصروف رہے جس قدر صدقہ ' خیرات اور جزیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت المال میں وصول ہوتا تھا۔ آپ کے عہد میں بھی برابر وصول ہوتا رہا اور کسی کو زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی سے انکار کی جرات نہ ہوئی مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی خدائی کا مدعی تھا دونوں نے بہت بڑے فتنے برپا کیے تھے یہاں تک کہ ستر اسی ہزار کے قریب دنیوی حرص کے بندے ان کے دام تزویر میں پھنس گئے تھے مگر آپ کی تیغ باطل شکن نے یہ فتنے فرد کر دیے اور قیامت تک امت مسلمہ کے لیے یہ مثال قائم کر دی کہ حضور خاتم النبین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

زہری نے روایت کی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا:

وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصاً عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْماً وَلَیْلَۃً قَطُّ
وَلَا کُنْتُ فِیْھَا رَاغِباً وَلَا سَأَلْتُھَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا اَوْ
عَلَانِیَۃً وَمَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَّاحَۃٍ"

"(قسم ہے خدا کی' میں نے کبھی امارت کے لیے حرص نہیں کی اور دن میں یا رات میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا اور نہ کبھی پوشیدہ یا ظاہر اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی کیونکہ اس امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں ہے)"

یہاں تک تو ان امور کا مختصرا" ذکر آیا جن کے باعث حضرت صدیق اکبرؓ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع عشق و محبت اور اخلاص و وفا کے مظہر بنے۔

وصال کے بعد آپ کی آخری آرامگاہ حضور رسالت مآب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے پہلو میں حجرہ اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نبی اور حبیب اپنے حبیب کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنی وفات سے چند ساعات پہلے اپنی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کس دن ہوئی؟ یہ پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن اور یوم وفات میں بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی موافقت نصیب ہو۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شوق اور جذبہ اللہ اللہ!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: نمبرا

"جب حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم آپ کو شہداء میں دفن کریں گے اور بقیع میں لے جائیں گے میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیبؐ کے پاس دفن کروں گی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے ضُمُّوْ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔ میں بیدار ہو گئی تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اس آواز کو سن لیا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سنا۔"

نمبرا۔ اس حدیث کو کتاب صفوۃ میں حضرت عائشہؓ سے اور امام سیوطیؒ نے اس کا خلاصہ تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

شواھد النبوۃ میں منقول ہے کہ :

"حضرت صدیق اکبرؓ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ ان کے تابوت کو حجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے جائیں اور عرض کریں السلام علیک یا رسول اللہ اے خدا کے رسول! یہ ابوبکر ہے آپ کے آستانہ پر آیا ہے اگر یہ بات دربار رسالت میں مقبول ہو گئی تو دروازہ کھل جائے گا پھر مجھ کو وہیں رکھنا اگر دروازہ نہ کھلا تو بقیع میں لے جانا راوی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کے مطابق عمل کیا ابھی یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ دروازہ کھل گیا اور ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ حبیبؓ کو حبیب ﷺ کے پاس لے آؤ۔

ارشادات عالیہ

آخر میں تبرکاً" حضرت ابوبکرؓ کے ارشادات کا مختصر بیان ضروری ہے تفصیل کے لیے آپ کی سیرت پاک پر علیحدہ کتابیں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے قلب و روح کو تسکین حاصل ہو سکتی ہے آپ کا ارشاد ہے :

۱۔ چار چیزوں کی تکمیل کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں :

۱۔ نماز کی تکمیل سجدہ سہو سے ----

۲۔ روزہ کی تکمیل صدقہ فطر سے ----

۳۔ حج کی تکمیل فدیہ سے ----

۴۔ اور --- ایمان کی تکمیل جہاد فی سبیل اللہ سے ہوتی ہے۔

۲۔ آپ نے فرمایا، تین چیزوں سے تین چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں :

۱۔ آرزو کرنے سے مالداری

Marfat.com

۲۔ خضاب لگانے سے جوانی

۳۔ دوائی استعمال کر لینے سے تندرستی

۳۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ جو آدمی بغیر توشہ (یعنی نیک اعمال) کے قبر میں چلا گیا اس کی مثال ایسی ہے کہ دریا کا سفر بغیر کشتی کے کیا (ظاہر ہے کشتی کے بغیر پانی میں جانے والا ڈوب مرے گا)

۴۔ فرمایا: پانچ تاریکیاں ہیں اور ان کو دور کرنے کے لیے پانچ روشن چراغ ہیں:

۱۔ دنیا کی محبت تاریکی ہے اس سے نجات کے لیے پرہیزگاری کا چراغ روشن ہونا چاہئے۔

۲۔ قبر کی تاریک گہرائی ہے اسے روشن کرنے کے لیے کلمہ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا چراغ چاہیے

۳۔ آخرت کی زندگی تاریکی ہے اگر نیک اعمال کا چراغ نہ ہو۔

۴۔ پل صراط تاریکی ہے اگر یقین کا چراغ نہ ہو

۵۔ گناہ تاریکی ہے اور توبہ اس کا چراغ ہے اسی روشنی سے یہ تاریکی دور ہوگی۔

۵۔ آپ نے فرمایا عبادت کرنے والے تین قسم کے ہیں:

الف۔ جو ڈر کر عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ:

۱۔ اپنے آپ کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں۔

۲۔ اپنی نیکیوں کو کم جانتے ہیں۔

۳۔ اپنے گناہوں کو زیادہ جانتے ہیں۔

(ب) جو جنت کی امید پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے

Marfat.com

کہ :

۱۔ دنیا کے مال میں سے بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے زیادہ رجوع کرنے والے ہوتے ہیں۔

۳۔ اچھے کاموں میں قوم کے پیشوا ہوتے ہیں۔

(ج) جو محبت کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی پیاری سے پیاری چیز خدا کے نام پر بلا توقف دے دیتے ہیں۔

۲۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی خواہشات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کے پابند ہوتے ہیں۔

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"میں مدینہ طیبہ میں بوڑھوں محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کے خیال سے جاتا تھا تو ان کی سب حاجات کا انتظام موجود پاتا تھا مجھ کو یہ معلوم کرنے کی خواہش ہوئی کہ وہ کون ہے جو ان لوگوں کے تمام کام پہلے ہی کر جاتا ہے۔ تلاش و جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابو بکرؓ صدیق ہیں۔

جس وقت کوئی شخص آپ کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے :

"خدایا! میرے نفس کا تو عالم ہے اور ان لوگوں کی نسبت میں اپنے نفس کا زیادہ عالم ہوں اے اللہ! مجھے ان کے گمان سے زیادہ بہتر بنا دے میری ان باتوں کو بخش دے جن کا ان کو علم نہیں ہے اور جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ کر۔"

Marfat.com

خداوند کریم ہمیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے آفتاب رسالت سے جو نور حاصل کیا اس سے تمام عالم منور ہوگیا' اس کی ضیاء سے ہزاروں شمعیں روشن ہوئیں اور ان کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل گئی۔ آپ کے فیضان صحبت سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ممتاز صحابی کا سینہ پاک اس نسبت لطیف کا حامل ہوا سالہا سال تک ہر طرف علم و عرفان کی بارش ہوتی رہی۔ رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر اٹھتی رہیں اور تشنگان معرفت الٰہی کو سیراب کرتی رہیں۔ شام عراق' فارس' اور ماوراء النہر بلخ' بخارا' تاشقند' سمرقند اور وسط ایشیا کے علاقوں میں یہ روشنی پھیلتی چلی گئی حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ' خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ' خواجہ عبدالخالق عجدوانیؒ' خواجہ علی رامیتنیؒ' حضرت بابا سماسیؒ' حضرت خواجہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتی ہوئی آٹھویں صدی ہجری میں یہ نسبت عالیہ امام الطریقت والشریعت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ تک پہنچ گئی۔ حضورؒ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ جس شخص پر نگاہ پڑتی اس کی لوح دل پر نقش "اللہ" ثبت ہو جاتا اور ہر بن مو سے ذکر حق جاری ہو جاتا یہیں سے اس نسبت لطیف کو نسبت نقشبندیہ کا عرف عام مل گیا۔

Marfat.com

حضرت سلمان فارسیؓ

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ کا تعلق اصفہان کے ایک مجوسی خاندان سے تھا آپ نے مجوسی مذہب سے بیزار ہو کر پہلے یہودی مذہب اختیار کیا اور بعد میں عیسائیت قبول کی۔ عیسائی راہب نے مرتے وقت آپ کو نبی آخرالزمانؐ کی بشارت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہوں گے چنانچہ آپ مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے راستہ میں ایک شخص نے آپ کو غلام بنا لیا اور مدینہ شریف کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے یہودی آقا کو قیمت ادا کر کے آپ کو آزاد کرا لیا اور اس کے بعد آپ اصحاب صفہ میں شامل ہو کر ہمیشہ آپؐ کے پاس رہے۔ اور صحابہ کرامؓ میں ایک بڑا مقام حاصل کیا۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا "سلمان منا اھل البیت" (سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر بنا دیا جہاں آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ آپ نے بہت لمبی عمر پائی حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ آپ سے جاری و ساری ہوا۔ آپ کا روضہ مبارک مدائن میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت امام قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ

آپ نے جدا امجد کی نعمت ہائے نسبت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت سلمان فارسیؓ سے حاصل کی۔ آپ کی پرورش آپ کی پھوپھی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ نے کی آپ حضرت امام زین العابدینؓ کے خالہ زاد بھائی تھے اور آپ کی صحبت کی وجہ سے حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی حاصل تھی۔ آپ کبار تابعین میں سے تھے اور مدینہ منورہ میں آپ کو علم و عمل فقہ و حدیث تفسیر اور دیگر علوم میں ایک منفرد مقام حاصل تھا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں خلافت ان کے سپرد کر دیتا۔ آپ نے ستر سال کی عمر میں ۱۰۶ یا ۱۰۷ سن ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا روضہ پاک مدائن میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت امام جعفر صادقؓ

آپ کا نام نامی جعفر صادق اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم اپنے نانا جان جناب حضرت امام قاسمؓ سے حاصل کی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت اپنے والد ماجد جناب امام زین العابدینؓ سے حاصل کی چنانچہ مکتوبات میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ آپ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

آپ کی یہ اولعظم شان تھی کہ آپ نے نسبت عالیہ نقشبندیہ اور نسبت عالیہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا اور جو کسی نسبت کی خواہش کرتا آپ اس کو اسی نسبت میں بیعت فرماتے آپ کی شان کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ جیسی اولعظم ہستیاں آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ سادات اہل بیت میں سے تھے آپ کی امامت و سیادت پر سب کا اتفاق ہے آپ زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ آپ پہلے مدینہ منورہ میں لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے رہے بعد میں عراق تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا۔

ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے کہا کہ امام جعفر صادق کو میرے حضور پیش کرو تاکہ میں ان کو قتل کروں۔ وزیر بہانہ بسیار کے باوجود مجبوراً آپ کو دربار میں لے آیا۔ بادشاہ نے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ جب امام تشریف لائیں تو میں اپنا سر کا تاج اتاروں گا تو تم فوراً امام کو قتل کر دینا لیکن جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ آپ کی ہیبت و رعب سے آپ کے استقبال کے لیے خود کھڑا ہو گیا اور آپ کو صدر مقام پر بٹھانے کے بعد خود مودب ہو کر آپ کے روبرو بیٹھ گیا اور آپ سے آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ میری سب سے بڑی حاجت و ضرورت یہ ہے کہ مجھے آئندہ کبھی دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے آپ کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ روانہ کیا لیکن آپ کے رعب و دبدبہ کا اتنا اثر ہوا کہ خلیفہ منصور تین یوم بے ہوش رہا۔ ہوش میں آنے کے بعد مصاحبین نے معلوم کیا تو خلیفہ نے بتایا کہ جس وقت امام صاحب تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدہا تھا جو اپنے جبڑوں میں مجھے اپنے تخت سمیت

Marfat.com

لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے یہ کہہ بھی رہا تھا کہ اگر تو نے ذرا سی گستاخی کی تو تجھ کو تیرے تخت سمیت نگل جاؤں گا چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے امام سے معافی طلب کر لی۔

آپ اتنے حلیم الطبع تھے کہ ایک شخص نے جو آپ کو نہ جانتا تھا آپ پر الزام لگایا کہ اس کی دینار والی تھیلی آپ نے لی ہے آپ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس سے پوچھا کہ تھیلی میں کتنے دینار تھے اس نے بتایا کہ دو ہزار دینار تھے آپ نے گن کر دو ہزار دینار عنایت فرما دیئے۔ بعد میں اس شخص کی تھیلی مل گئی تو وہ شرمندہ ہو کر آپ کے دینار واپس کرنے آیا تو آپ نے یہ کہہ کر دینار واپس لینے سے انکار کر دیا کہ ہم دے کر واپس نہیں لیا کرتے۔ اس شخص کو جب آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو اسے بہت شرمندگی ہوئی اور معافی کا طلب گار ہوا۔

آپ روحانیت کے سمندر بے کراں تھے حضرت شیخ فریدالدین عطار ؒ اپنی کتاب موسوم "تذکرہ اولیاء" میں رقم طراز ہیں "آپ کے مناقب اور کرامات کے متعلق جو کچھ بھی تحریر کیا جائے بہت کم ہے۔ آپ امت محمدیؐ کے لئے صرف بادشاہ اور حجت نبوی کے لیے روشن دلیل ہی نہیں بلکہ صدق و تحقیق پر عمل پیرا اولیائے کرام کے باغ کا پھل آل علی نبیوں کے سردار کے جگر گوشہ اور صحیح معنوں میں وارث نبی ہیں" آپ کا مزار مبارک مدینہ منورہ سعودی عرب میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت بایزید بسطامیؒ

آپ کے دادا آتش پرست تھے جبکہ آپ کے والد بزرگوار کا شمار بسطام کے عظیم بزرگوں میں ہوتا تھا۔ حضرت بایزیدؒ مادر زاد ولی تھے اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر میں ہی ہونے لگا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت بایزیدؒ میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ "غذا" میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے چینی ہوتی کہ مجھے انگلی ڈال کر قے کر کے نکالنی پڑتی۔ جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورة لقمان کی یہ آیت پڑھی: اَنِ شْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ یعنی "میرا شکر کر اور اپنے والدین کا بھی" آپ نے اپنا سبق وہیں موقوف کیا اور اپنی والدہ کے پاس آکر عرض کی کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ مجھے خدا سے طلب کر لیں تاکہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیں تاکہ اس کے شکر میں مشغول رہ سکوں آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہو کر تجھے اللہ کے سپرد کرتی ہوں چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی طرف صحراؤں و میدانوں میں نکل گئے اور ریاضت شاکہ اور ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے آپ نے ستر بزرگوں سے فیض حاصل کیا جن میں حضرت امام جعفر صادقؓ شامل تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؓ نے فرمایا کہ بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا کر لے آؤ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ طاق کدھر ہے حضرت امام جعفرؓ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ طاق تو کجا آپ کے روبرو تو کبھی میں نے سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت امام جعفرؓ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے ہو .بسطام چلے جاؤ۔

آپ سفر حج پر روانہ ہوئے تو چند قدم کے بعد نفل ادا کرتے اور آگے بڑھتے اور اس طرح آپ .بسطام سے بارہ سال میں مکہ مکرمہ پہنچے اور مدینہ منورہ تشریف نہ لے گئے اور فرمایا کہ یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جاؤں اور آپ اگلے سال مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے آپ کو پیغام بھجوایا کہ تم رات کو سکون اور چین کی نیند لے کر اہل قافلہ سے پیچھے رہ جاتے ہو تو آپ نے جواب دیا کہ پوری رات سکون کی نیند لینے کے بعد اہل قافلہ سے بچھڑ کر جو پہلے منزل پر

Marfat.com

پہنچ جائے وہی کامل ہوتا ہے یہ جواب سن کر حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا یہ مرتبہ اللہ انہیں مبارک فرمائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا جس کے بعد میرا نفس آئینہ بن گیا پھر پانچ سال مختلف عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا پھر ایک سال تک اس کو بغور دیکھا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا چنانچہ پھر پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ پایا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہوگیا جس طرح لوگ نماز جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے مردہ سے جدا ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد مجھے خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ حضرت بایزیدؒ کو اولیاء میں وہ مقام حاصل ہے جس طرح حضرت جبرائیل کو ملائکہ میں۔

حضرت امام جعفر صادقؓ کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کا بیڑا آپ نے اٹھایا اور مخلوق خدا کی رہنمائی فرما کر اس کو بڑی کامیابی سے نبھایا۔ آپ کا مزار مبارک بسطام میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ

آپ خرقان کے رہنے والے تھے روایت ہے کہ آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت بایزید بسطامیؒ جب خرقان سے گزرتے تو اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لیے کھینچتا ہے آپ فرماتے کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا کیونکہ اس میں تین خصوصیات مجھ سے زیادہ ہوں گی اور وہ یہ ہیں :

اس پر ایک تو بار عیال ہوگا۔ دوسرا کھیتی باڑی کرے گا اور تیسرے درخت لگایا کرے گا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ ابتداء میں بارہ سال تک عشاء کی نماز خرقان میں پڑھ کر حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار پر انوار پر تشریف لے جاتے اور وہاں جاکر التجا کرتے کہ الٰہی جو خلعت تو نے بایزید کو عطا کی ہے اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا کر۔ پس واپس آتے اور عشاء ہی کے وضو سے صبح کی نماز باجماعت ادا فرماتے۔ واپس آتے ہوئے اپنی پیٹھ کبھی بایزید بسطامیؒ کے مزار کی طرف نہ کی۔ بارہ سال کے بعد حضرت بایزیدؒ کے مزار مبارک سے آواز آئی اے ابوالحسن جو تم نے حق سے مانگا تھا تمہیں مل چکا ہے اب تم خرقان میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رہنمائی کرو۔

ایک دن شیخ ابوالعباسؒ اور حضرت ابوالحسنؒ ایک جگہ بیٹھے تھے شیخ ابوالعباسؒ کے سامنے پانی سے بھرا ایک برتن پڑا تھا حضرت نے اس میں ہاتھ ڈالا اور ایک زندہ مچھلی اس میں سے نکالی حضرت ابوالحسنؒ کے نزدیک ایک تنور گرم تھا آپ نے تنور میں ہاتھ ڈالا اور ایک زندہ مچھلی باہر نکالی اور فرمایا پانی سے زندہ مچھلی نکالنا آسان ہے آگ سے مچھلی نکالنا چاہیے۔

ایک دفعہ سلطان محمود غزنویؒ نے اپنے غلام ایاز کا لباس خود پہنا اور اپنا لباس ایاز کو پہنا دیا اور خود غلاموں کی طرح اس کے ساتھ ہولیا کچھ کنیزوں کو بھی مردانہ لباس پہنا کر ہمراہ لیا اور سب حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ایاز جو کہ سلطان کے بھیس میں تھا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب دیا لیکن اس پر کوئی خاص توجہ نہ کی سلطان (جو کہ ایاز کے بھیس میں تھا) نے فرمایا بادشاہ اسلام آپ کے

Marfat.com

پاس آیا ہے لیکن آپ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے شیخ نے فرمایا کہ سلطان کون سا ہے۔ سلطان نے ایاز کی طرف اشارہ کیا تو آپ مسکرا دیئے اور فرمایا کہ تم نے غلاموں کا لباس پہن رکھا ہے اور یہ کہہ کر سلطان کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے سامنے بیٹھایا اور فرمایا کہ ان نامحرم عورتوں کو باہر بھیج دو جنہیں تم مردانہ لباس پہنا کر اپنے ساتھ لائے ہو سلطان نے سب کو باہر بھیج دیا تو آپ نے سلطان کو کچھ نصیحتیں فرمائیں اور جاتے ہوئے آپ نے اپنے بدن سے قمیص اتار کر سلطان کو تبرکاً" عنایت فرمائی اسی سال سلطان کو ہندوستان فتح کرنے کی مہم پر جانا پڑا۔ سومنات کے مقام پر ایک بہت بڑی جنگ ہوئی سلطان کے مقابلہ پر ہندوستان کے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اکٹھے تھے کیونکہ سومنات ان کا ایک بڑا مقدس مقام تھا اس لشکر جرار کے مقابلہ میں سلطان کی فوج بہت قلیل تھی لڑائی شروع ہوئی اور بہت زور کا رن پڑا قریب تھا کہ سلطان کو شکست ہو جاتی سلطان اپنے گھوڑے سے اترا اور ایک طرف ہو کر حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا عنایت کردہ کرتہ مبارک کو وسیلہ بنا کر فتح کی دعا کی چنانچہ اسی وقت دشمن آپس میں الجھ پڑے اور اپنے ہی ایک لشکر کو سلطان کا لشکر سمجھ کر اس پر حملہ آور ہوئے اور ہزاروں دشمن اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھوں مارے گئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ اور سلطان کو جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ اسی رات سلطان نے خواب میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کو دیکھا فرماتے ہیں اے سلطان تو نے میرے خرقہ کی توہین کی اگر تو اس وقت دعا کرتا کہ تمام اہل ہند دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ یہ دعا بھی قبول فرماتا سلطان بیدار ہوا تو بہت پچھتایا لیکن اب پچھتانا بے سود تھا۔

جب شیخ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودی جائے کیونکہ **بسطام** اس سطح زمین سے بہت نیچے ہے اور یہ خلاف ادب ہوگا کہ میرا جسم حضرت بایزید بسطامیؒ سے اونچا ہو۔

آپ اپنے وقت کے غوث اور قطب تھے بلکہ سلطان المشائخ اور قطب الاقطاب تھے۔ طریقت میں آپ کی نسبت حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے متعلق تھی۔ آپ کے چند فرمودات نقل کیے جاتے ہیں۔

فرمایا جو دل اللہ تعالیٰ کے درد میں مبتلا ہوا وہ دل تو بہت ہی مبارک دل ہے اس

Marfat.com

لئے کہ اس درد کی شفاء بھی اللہ تعالیٰ ہے فرمایا جوانمردی ایک ایسا دریا ہے کہ تین چشمے اس سے جاری ہیں ایک سخاوت' دوسرا خلق خدا پر شفقت تیسرا خلق سے بے پروائی اور خالق سے پروائی اور آشنائی۔

فرمایا جب تو نیکوں کا ذکر کرتا ہے تو اس وقت ایک سفید نورانی ابر آتا ہے اور نیکوں کے ذکر کرنے والوں پر اس نورانی ابر سے رحمت برستی ہے اور جب اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے تو ایک ہرا ابر چڑھ کر آتا ہے اور اللہ کے ذکر کرنے والے پر اس ہرے ابر سے عشق برستا ہے اور ذاکر کا دل اور دل کی کھیتی ہری بھری ہو جاتی ہے آپ کا مزار بسطام میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ

آپ کا اسم گرامی فضیل بن محمد ہے۔ طوس کے مضافات کے ایک گاؤں "فارمدیہ" کے رہنے والے تھے۔ آپ کی نسبت طریقت حضرت شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ سے تھی اور شیخ ابوالقاسم گورگانی طوسی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی نسبت تھی۔ جوانی میں آپ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے جمال کے عاشق ہو گئے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے پاس گیا تو محفل سماع تھی میں چھپ کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ شیخ ابو سعیدؒ پر جب خاص کیفیت طاری ہوئی اور وجد آیا تو کپڑے پھاڑ لئے جب وجد کی کیفیت سے باہر آئے تو مرید آپ کے لباس کے ٹکڑے تبرک کے طور پر لینے لگے شیخ ابو سعیدؒ نے اپنے لباس کی آستین اور ایک دھجی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور آواز دی "اے ابو علی طوسی کہاں ہو" آپ کے دو تین مرتبہ آواز دینے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ دونوں چیزیں آستین و تبریز مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ تم ہمارے نزدیک اس آستین و تبریز کی مانند ہو فوراً" میرے قلب میں روشنی ظاہر ہوئی اور روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور کیفیتیں طاری ہونے لگیں اس کے بعد آپ تحصیل علم میں تین سال مصروف رہے ایک دن آپ نے قلم دوات میں ڈالی تو قلم سفید باہر نکلی۔ آپ نے اپنے استاد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قلم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ ایک دن آپ کے استاد حضرت ابوالقاسم نہا رہے تھے کہ آپ نے کنویں سے چند ڈول نکال کر حمام میں ڈالے غسل سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو دریافت کیا کہ پانی کے ڈول حمام میں کس نے ڈالے۔ آپ نے جب اقرار کیا تو حضرت ابوالقاسمؒ نے فرمایا کہ میں نے ستر سال میں جو حاصل کیا تو نے پانی کے ایک ڈول سے وہ سب کچھ لے لیا۔ ایک عرصہ تک آپ ان کے پاس ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے پھر استاد محترم کی اجازت سے حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کے پاس آئے اور ان سے فیض پایا مگر دل کی خواہش روز بروز بڑھتی جاتی تھی چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بے حد و حساب فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے بالاخر آپ اپنے

Marfat.com

خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کا سن وفات ۴۷۷ ہجری ہے۔ آپ کا مزار مبارک طوس میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ

آپ کا نام یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کا تعلق ہمدان سے تھا آپ کی نسبت شیخ ابو علی فار۔ہمدی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے آپ نے شیخ ابو اسحاق شیخ عبداللہ جونی اور شیخ احسن سمنانی رحمتہ اللہ علیہم سے فیض صحبت اٹھایا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لائے۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کی مجلس میں بھی حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ آپ اولیاء اہل کمال میں سے تھے آپ نے اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا کے پیران عظام سے استفادہ کیا اور مخلوق خدا کو اپنا فیض پہنچایا۔ کافی عرصہ "مرو" میں رہے اس کے بعد ہرات میں کچھ عرصہ قیام کیا دوبارہ "مرو" کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں وفات پائی۔ آپ کا سن پیدائش ۴۴۰ یا ۴۴۱ھ جبکہ سن وفات ۵۳۵ یا ۵۳۶ ہے آپ کا مزار مبارک مرو میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

آپ خواجگان نقشبند میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں آپ کے والد کی نسبت چند واسطوں سے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ ملائک روم میں سے تھیں۔ روایت ہے کہ جب آپ اپنی والدہ کے بطن مبارک میں تھے تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کے والد کو بیٹے کی بشارت دے کر عبدالخالق نام رکھنے کو کہا ایک دن آپ اپنے باغ کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ضعیف العمر شخص تشریف لائے خواجہ صاحب نے ان کی بہت عزت و تکریم کی وہ شخص بہت خوش ہوئے اور خواجہ صاحب سے فرمایا کہ میں خضر ہوں اور تمہیں اپنی فرزندی میں لیتا ہوں نیز آپ کو ذکر خفی کی تعلیم دی خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں بیس سال کا تھا کہ خضر علیہ السلام مجھے ماوراالنہر میں خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور مجھے ان کے سپرد کر دیا میں نے خواجہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے مکمل استفادہ کیا اور اپنے عمل میں وسعت و کشادگی پائی۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں خواجہ عبدالخالقؒ ہر روز ایک وقت کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھتے تھے اور واپس آ جاتے یہ آپ کی سب سے بڑی خرق عادت تھی۔

آپ نے ۵۷۵ ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار غجدوان میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ

آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ تمام عمر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور باطنی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ بعد وفات خواجہ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ آپ مسند ارشاد پر فائض ہوئے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔ آپ علم و حلم زہد و تقویٰ ریاضت و متابعت سنت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ کا وصال ۶۱۶ ھ میں ریوگر نزد بخارا میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رح

آپ کا مولد موضع ابخیر فغنی متصل بخارا میں واقع ہے حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم خلیفہ بہترین دوست معتمد خاص اور خلوت و جلوت کے ساتھی تھے۔ آپ نے گلکاری کا کام زندگی بھر اختیار کئے رکھا آپ نے حلال کمائی کے لئے یہ پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔ آپ کو ذکر خفی کی نسبت ذکر جہر سے زیادہ لگاؤ تھا ایک مرتبہ آپ ذکر جہر میں مشغول تھے کہ بخارا کے ایک عظیم عالم خواجہ حافظ الدین آپ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ نقشبند تو ذکر خفی کرتے ہیں آپ ذکر جہر میں مشغول ہیں آپ نے فرمایا تاکہ سوئے ہوئے جاگیں۔ غافل آگاہ ہوں اور خواب غفلت سے جاگ کر صحیح راستہ پر آجائیں۔ آپ کا انتقال ۷۱۵ ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک ابخیر فغنوی میں واقع ہے

Marfat.com

حضرت خواجہ علی رامیتنی المعروف حضرت عزیزاںؒ

حضرت خواجہ صاحبؒ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ کے کبائر خلفاء میں سے تھے خواجہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت عطا کی اور اپنے جمیع اصحاب بھی تربیت کے لئے آپ کے سپرد کر دئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر حضرت خواجہ محمود الخیرؒ کے مرید ہوئے تھے اور آپ کی تربیت بھی حضرت خضر علیہ السلام نے کی اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزاں کہتے ہیں کسی نے آپ سے پوچھا ایمان کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا توڑنا اور جوڑنا یعنی خلق سے رشتہ توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ایسے کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ آپ کے دو صاجزادے تھے۔ آپ کا وصال ۲۸۔ ذیقعد ۷۲۱ ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک خوارزم علاقہ بخارا میں ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ

آپ خواجہ عزیزاں رامیتینی کے خلیفہ تھے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا آخری وقت آیا تو آپ کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا اور تمام اصحاب بھی تربیت کے لیے آپ کے حوالے کر دیئے آپ ہمیشہ استغراق میں رہتے۔ جب آپ کا گزر شہر کوشک ہندوان پر ہوتا تو آپ فرماتے اس جگہ سے ایک مرد خدا کی بو آتی ہے اور قریب ہے کہ کوشک ہندوان قصر عارفاں بن جائے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے کھانا کھانے کے بعد کچھ نان میرے پاس رکھوا دیئے اور فرمایا اسے سنبھال کر رکھنا آپ ایک جگہ روانہ ہوئے اور ایک مخلص کے مکان پر قیام فرمایا وہ مخلص آپ کے تشریف لانے سے بہت خوش ہوا لیکن وہ پریشانی میں کبھی اندر اور کبھی باہر جاتا حضرت خواجہ نے اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ حضرت دودھ موجود ہے مگر روٹی نہیں ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ روٹی ہمارے پاس موجود ہے اور حضرت خواجہ صاحب کو نان لانے کو کہا۔

آپ کا وصال ۷۵۵ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار سماسی میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت سید امیر کلالؒ

آپ حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء اجل میں سے تھے آپ صحیح النسب سید تھے آپ نے کلالی (برتن سازی) کا پیشہ اختیار کیا تھا آپ مادر زاد ولی تھے آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب آپ میرے شکم مبارک میں تھے اس وقت اگر میں کوئی لقمہ مشتبہ غذا کا کھالیتی تو مجھ کو درد شکم ہو جاتا اور جب تک قے نہ کرلیتی آرام نہ آتا۔ آپ کو جوانی میں کشتی لڑنے کا بہت شوق تھا ایک مرتبہ آپ کشتی لڑ رہے تھے حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ کا وہاں گزر ہوا بابا جی وہاں کھڑے ہو گئے اس دوران سید امیر کلالؒ کی آپ پر نظر پڑی تو آپ ان سے فورا" متاثر ہو گئے اور کشتی چھوڑ کر آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر تلقین طریقہ فرمایا اس کے بعد سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں تیس سال رہے حضرت بابا جیؒ کی نظر کرم سے آپ ولایت میں درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کا وصال ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ میں ہوا اور آپ کا مزار قصبہ سوخار میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

امام الاولیاء حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے احوال و آثار

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کی ولادت مبارک آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سلسلہ میں مستند ترین تذکرات میں اس قدر مرقوم ہے کہ حضرت بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریدین کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا کے قریب سے گزرے تو آپؒ نے فرمایا اس شہر سے عجیب و غریب قسم کی لطیف خوشبو مشام جان کو معطر کر رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ ولایت کا کوئی عظیم الشان فرد اس سرزمین میں ظہور کرنے والا ہے۔ ایک مدت بعد پھر آپ کا گزر وہیں سے ہوا تو حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ نے فرمایا اس لطیف خوشبو میں اضافہ ہو گیا ہے یقیناً وہ ہستی کہ جس کا ہمیں انتظار تھا اور جس کے نور عرفاں سے چار دانگ عالم منور ہو جائے گا۔ وہ عالم امکان میں جلوہ افروز ہو چکی ہے آپ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے بخارا کے گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے مولد مبارک پہنچ گئے۔

اس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز کو اس دنیا میں قدم رکھے ہوئے صرف تین دن گزرے تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ کے احوال و آثار اور آپ کے مقام کا صحیح تعین کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کے ادوار اور صدیوں کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے وسط ایشیا کا علاقہ منگولوں کی بربریت اور ہولناکیوں سے شعلہ زار بنا ہوا تھا کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ اہل اسلام کی تہذیب و ثقافت پاکیزہ اسلامی اقدار سب تہس نہس ہو چکی تھیں۔ انسانیت چنگیزیوں کی دست برد سے نوحہ کناں تھی۔ جس طرح فطرت الہیہ کا اصول ہے کہ ہر شر انتہا پر پہنچنے کے بعد خیر کے لیے جگہ بنا دیتا ہے اور خزاں کے بعد بہار کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس تاخت و تاراج اور بربادی و خونریزی کے بعد چمن زار ہست و بود میں حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ کا وجود اقدس ابر بہاراں بن کر آیا جس نے ملت بیضا کے کشت زار کو از سر نو اتباع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے زعفران زار بنا

Marfat.com

دیا۔

حضرت خواجہؒ کے دور مبارک میں چنگیزیوں کا ظلم واستبداد ختم ہو چکا تھا۔ خوں آشام تلواریں آسودہ نیام ہو چکی تھیں۔ وہ منگول جو انسانوں کے خون کے پیاسے تھے اور قتل و غارت ان کی فطرت ثانیہ تھی۔ انہی کی اولاد آج مسلمان ہو کر سریر آرائے سلطنت تھی اور حامی دین اور ناصر اسلام بن چکی تھی۔ آپ کے مبارک زمانے میں میراں شاہ بخارا کا فرماں روا تھا اور حضرت خواجہؒ کا فقید المثال عقید تمند تھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں میراں شاہ کی ارادتمندی کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جو عقیدت و نیاز مندی کے دفتر کا شاہکار ہے صورت واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہؒ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ خانقاہ کی دریاں اور چادریں باہر لے جا کر جھاڑ دیں اتفاقاً اس وقت بازار سے میراں شاہ عمائد سلطنت کے ساتھ گزر رہا تھا۔ گرد و غبار کو دیکھ کر وہ وہیں رک گیا۔ اعیان مملکت نے مشورہ دیا کہ آپ گرد و غبار سے بچنے کے لیے ایک طرف ہو جائیں۔ اس پر میراں شاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمتہ کے آستانہ عالیہ کی چٹائیوں کا گرد و غبار میرے جسم پر پڑ جائے اور میری نجات کا موجب بن جائے۔ اس کے انتقال پر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "میراں شاہ مرد و ایمان بہ سلامت برد" سبحان اللہ کیا عظیم الشان ہستی تھی کہ جس کے آستانہ پاک کی خاک پاک بھی نجات ابدی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن گئی۔

حضرت خواجہؒ کی تعلیمات اور اسرار و معارف ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ آپ کے جملہ اسرار کا طرہ امتیاز احکام خداوندی کی اتباع، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی اور بدعات سے اجتناب ہے۔ حضرت خواجہؒ کے نزدیک تمام عبادت و ریاضت کا مقصود رضائے الٰہی ہے۔ آپ کے نزدیک انوار و تجلیات الٰہیہ محمود ہیں مقصود نہیں، آپؒ کا ایک ارشاد گرامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور جس کے بارے میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمتہ کے ایک جملے کے باعث ان کا مرید ہو گیا ہوں وہ ارشاد یہ ہے:

"معرفت حق بر بہاؤالدین حرام است اگر ابتدائے او انتہائے بایزیدؒ نہ باشد"

Marfat.com

خود حضرت امام ربانیؒ نے اس ارشاد کی توضیح حیرت انگیز انداز سے کی ہے فرماتے ہیں کہ

"حضرت بایزید بسطامیؒ فنا کے آخری مقامات تک انوار و تجلیات میں سرگرم و سرشار رہے لیکن حضرت نقشبندؒ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا سب غیر ذات ہے کلمہ لا کے ساتھ اس کی نفی کرنی چاہئے گویا جو مقامات عالیہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے نزدیک عظیم الشان تھے حضرت خواجہ اپنے فکری اور نظریاتی انداز سے ایک ہی جست میں انہیں طے کر گئے یعنی جہاں حضرت بایزید بسطامیؒ کی انتہا تھی حضرت نقشبندؒ کی وہ ابتدا ہے۔"

حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کی شان میں یہ اشعار کہے ہیں:

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط آں سکہ نشد بہرہ مند
جز دول بے نقش شہ نقشبند
اول او آخر ہر منتہی
ز آخر او جیب تمنا تہی

حضرتؒ کے ارشادات اور آپ کی پاکیزہ تعلیم و تربیت نسبت نقشبندیہ میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ا۔ کسی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر نہ رکھنا چاہئے۔ عزیمت و سنت پر عمل کرنا اور رخصت اور بدعت سے دور رہنا چاہئے۔ اخبار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہم اجمعین کے متلاشی رہنا چاہئے اور احادیث نبویؐ کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے۔

۲۔ ہمارے طریقے میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں مگر اتباع سنت نبوی کی رعایت بدرجہ کمال رکھنا اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا لازم ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ سب سے ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت نشینی میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

۴۔ آپ فرماتے ہیں خدا کی معرفت حاصل کرنے کے تین راستے ہیں' مراقبہ۔ مشاہدہ۔ محاسبہ۔

مراقبہ یہ ہے کہ نِسْیَانُ رُؤْیَةِ الْمَخْلُوْقِ بِدَوَامِ النَّظْرِ اِلَی الْخَالِقِ ہمیشہ خالق حقیقی کی جانب نظر رکھنے اور مخلوق کی طرف سے نظریں پھیر لینے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے اور حضرات نقشبند نے اس کے حصول کا طریقہ مقرر فرمایا ہے یعنی نفس کی مخالفت کرنا۔

مشاہدہ واردت غیبی کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہیں۔
محاسبہ جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں اگر کوئی عمل نقصان دہ ہے تو اس سے باز رہتے ہیں اور اگر کوئی عمل بہتر ہے تو اس میں کوشش کرتے ہیں اور دوام اختیار کرتے ہیں۔

۵۔ آپ فرماتے ہیں کہ بات یہ نہیں ہے کہ جو شخص خدا کی جانب دوڑا اس نے خدا کو پالیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائے گا جو اس راہ میں دوڑتا رہے گا یعنی ہمیشہ اس راہ میں سعی کرتا رہے گا۔

۶۔ آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم الٰہی کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔

۷۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے۔

۸۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر طالب کو مرشد کا کوئی کام ناپسند ہو تو چاہیے

Marfat.com

کہ بقدر طاقت صبر کرے اور انتظار کرے ممکن ہے اس کا راز اس پر ظاہر کر دیا جائے لیکن اگر طالب مبتدی ہو اور طاقت صبر کی نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کر لے کیونکہ بدظنی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونے سے بچ جائے گا۔ مگر متوسط الحال طالب کے لیے لب کشائی یا سوال حلال نہیں ہے۔

کرامات

۱۔ خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ابر تھا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے، میں نے اپنی دانست کے مطابق جواب دیا کہ ابھی نہیں ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے اوپر دیکھا۔ تو بالکل ابر نہ تھا اور تمام ملا ٔکہ آسمان پر نماز ظہر کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ میں نے نادم ہو کر استغفار کی۔

۲۔ حضرت خواجہ قدس سرہ زیارت بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے حاجی عید کے دن مقام منیٰ میں قربانی کر رہے تھے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا ہم بھی قربانی کرتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے چاہیے کہ اسی کو ہم قربان کر دیں۔ واپسی پر بخارا پہنچنے پر معلوم ہوا کہ عین عید کے دن آپ کے فرزند نے انتقال کیا تھا۔

ذکر جہر اور رقص سے اجتناب کی تاکید

آپؒ کے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ مقام قرشی میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ خلوت میں رقص کر رہا تھا۔ میرے پاس ایک عمدہ رومال تھا۔ میں نے وہ رومال قوال کو دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی کام کے لیے گھر سے نکلا تو سامنے حضرت خواجہ قدس سرہ کھڑے تھے۔ میں ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت خواجہؒ قدس سرہ سے ملاقات کی۔ حضرتؒ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اہل قرابت فقراء کی صحبت رکھنی چاہیے۔ ہمارے طریقہ میں ذکر جہر اور رقص نہیں ہے" اس ارشاد

Marfat.com

کے ساتھ ہی میرا حال متغیر ہوا۔ حضرتؒ نے ایک مدت تک مجھ کو اپنی صحبت میں نہ آنے دیا جب تک کہ درویشوں کی ایک جماعت نے میری سفارش نہ کی۔

مرید کے احوال پر نظر

ایک اور درویش کہتے ہیں کہ حضرت خواجہؒ نے مجھ کو ایک کام کے لیے کسی جگہ روانہ کیا۔ موسم سخت گرمی کا تھا۔ واپسی پر میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور درخت سے پیٹھ لگا کر سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپؒ ہاتھ میں عصا لیے ہوئے میری طرف تشریف لا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ سونے کی جگہ نہیں ہے اٹھو۔ میں بے قرار ہو کر خواب سے بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو بھیڑیے خونخوار میرے قریب کھڑے ہیں میں فوراً قصر عارفاں روانہ ہو گیا۔ جب میں بستی کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہؒ راستہ میں کھڑے فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص یہاں سو رہا ہے۔

وقت رحلت

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت رحلت آئے گا تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھلاؤں گا۔ جب حضرت خواجہ قدس سرہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے کاروان سرائے میں قیام فرما لیا اور بیماری کے ایام اسی سرائے کے ایک حجرے میں مقیم رہے۔ چند خاص مرید آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ حضرت ان کے حال پر نظر مرحمت و الطاف فرماتے رہے۔ آخر وقت میں لیٹے لیٹے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور بہت دیر مصروف دعا رہے پھر دست مبارک چہرہ انور پر رکھے اور اس عالم سے رحلت فرمائی وصال سے ایک روز قبل آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو ہمارے دیکھنے کی آرزو ہو وہ خواجہ محمد پارسا کو دیکھ لے۔" آپ نے چوہترویں سال میں دوشنبہ کے دن ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف بخارا میں ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اول اور داماد تھے آپ کا نام نامی محمد بن محمد البخاری تھا آپ بچپن سے فقیری کی طرف مائل تھے۔ والد کی وفات کے بعد ان کے ترکہ کی طرف مائل نہ ہوئے بلکہ حصول علم میں مصروف رہے۔ حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ کی بیٹی جب بالغ ہوئی تو آپ خود قصر عارفاں سے چل کر شہر میں حضرت علاؤالدین کے پاس ان کے مدرسے میں تشریف لائے دیکھا کہ وہ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف ہیں اور ایک پکی اینٹ تکیہ کے طور پر سر کے نیچے رکھی ہے۔ آپ نے خواجہ علاؤالدین سے فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جو آج ہی بالغ ہوئی ہے اگر تم رشتہ قبول کرو تو میں تمہاری اس سے شادی کر دوں خواجہ صاحب نے عرض کی کہ یہ اس کمترین کے لئے بڑا باعث سعادت ہے لیکن میرے پاس دنیاوی اسباب میں سے کچھ نہیں جس سے میں خرچہ کے اخراجات پورے کر سکوں۔ فرمایا میری بیٹی ہی تیرے لئے رزق ہے تجھے غیب سے رزق ملتا رہے گا اس کے بعد حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت خواجہ علاؤالدینؒ حضرت شاہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقت سیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ حضرتؒ نے ان کی خاندانی رعونت ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ ایک ٹوکری میں سیب رکھ کر بیچا کرو اور رزق حلال کماؤ خواجہ صاحبؒ نے یہ حکم خوشی سے قبول کیا اور ٹوکری سر پر رکھ کر بازار میں سیب بیچنے لگے کافی عرصہ یہ عمل جاری رہا حتی کہ شاہ نقشبندؒ نے آپ کو خرقہ خلافت و نیابت سے نوازا جس کے بعد آپ مخلوق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔ آپ کا مزار مبارک نوجفائیاں میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت یعقوب چرخیؒ

آپ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب و احباب میں سے ہیں آپ غزنی کے قریب موضع چرخ کے رہنے والے تھے آپ نے جامع ہرات اور کچھ عرصہ مصر میں تعلیم حاصل کی جب حضرت یعقوب چرخیؒ خواجہ نقشبند صاحبؒ کی ارادت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت شاہ نقشبندؒ نے فرمایا ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے آج رات استخارہ کریں گے اگر تجھے قبول کر لیا گیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے۔ مولانا یعقوب چرخیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ آیا قبول بھی کرتے ہیں یا نہیں علی الصبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تبسم فرمایا جس سے میں سمجھ گیا کہ مجھے قبول کر لیا گیا ہے اس کے بعد مجھے آپ نے بیعت کیا اور طریقت کی تلقین کی۔ کچھ مدت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں گزاری اور اس کے بعد آپ نے سفر کی اجازت عنایت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم سے ملا ہے وہ بندگان خدا کو پہنچانا اور تین مرتبہ یہ فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں" حضرت شاہ نقشبندؒ کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک آپ حضرت علاؤالدین عطار کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے ان کے وصال کے بعد حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا حکم یاد آیا کہ ہم سے جو ملا ہے وہ مخلوق خدا کو پہنچانا چنانچہ اس حکم کے مطابق آپ مخلوق خدا کی رہبری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے ۸۵۱ ھ میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک قصبہ بلغنور میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبید اللہ شاہ احرارؒ

آپ ماہ رمضان ۸۰۴ھ میں موضع باغستان (تاشقند) میں پیدا ہوئے پیدائش کے بعد ایام نفاس میں ہونے کی وجہ سے چالیس روز اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ عمر باغستانی کی اولاد میں سے تھیں جن کی نسبت سولہ واسطوں سے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے آپ کے والد ماجد محمود شاشی اپنے عہد کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ کی نسبت خاص حضرت یعقوب چرخیؒ سے تھی۔ حضرت خواجہ احرارؒ کے دادا خواجہ شہاب الدینؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو اپنے پاس بلایا جب آپ کی نظر اپنے پوتے خواجہ احرارؒ پر پڑی تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور خواجہ عبید اللہؒ کو گود میں لے کر فرمایا "جس بیٹے کی حق تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی ہے وہ یہی ہے جلد ہی یہ پیر عالمگیر ہوگا شریعت کی ترویج کرے گا اور طریقت کو رونق بخشے گا۔

جب خواجہ احرارؒ سمرقند میں تھے مرزا بابر او مرزا شاہ رخ نے لاکھوں کا لشکر جرار لے کر سمرقند کا محاصرہ کر لیا حاکم سمرقند مرزا سلطان ابو سعید' حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی فوجی طاقت کی کمی کی وجہ سے فرار کا عندیہ ظاہر کیا حضرت خواجہؒ نے اسے تسلی دی اور فرمایا شہر میں ہی رہو فتح تمہاری ہوگی۔ سلطان ابو سعید کی کچھ فوج قلعہ سمرقند سے باہر نکل آئی اور دشمن سے جنگ شروع کر دی معمولی جنگ کے بعد مخالف فوج کا سپہ سالار خلیل ہندو گرفتار ہو گیا اور بابری فوج کی کافی تعداد کو قیدی بنا لیا گیا جنگ رک گئی اور چند دن بعد بابری فوج میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کی وجہ سے ہزاروں فوجی مر گئے مرزا بابر نے مجبور ہو کر صلح کر لی۔ آپ تمام عمر خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف رہے اور آخر ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کا مزار مبارک سمرقند میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد زاہدؒ

حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسے تھے حضرت خواجہ احرارؒ سے بیعت سے قبل کئی سال تک خوب ریاضت و مجاہدے میں مصروف رہے اور شب بیداری کرتے رہے آخر اشارہ غیبی پاکر خواجہ احرارؒ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ آپ سے بیعت کریں خواجہ احرارؒ آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر پا کر آپ کے استقبال کے لیے نکلے خواجہؒ نے مولاناؒ کو اپنی بیعت سے نوازا اور روحانی فیوض و برکات آپ تک منتقل فرما کر اسی وقت خرقہ خلافت عنایت فرمایا اور آپ کو رخصت کر دیا چنانچہ مولاناؒ کو خواجہ احرار رحمتہ اللہ سے دوبارہ شرف ملاقات نصیب نہ ہوا حضرت مولاناؒ نے حضرت یعقوب چرخیؒ کے دوسرے خلفاء سے بھی کافی اکتساب فیض کیا اور زہد و ریاضت میں مصروف رہ کر اسم بامسمیٰ بن گئے اور خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔

آپ نے ۹۳۴ھ میں دنیا کو خیر باد کہا۔ آپ کا مزار پر انوار رخش میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ درویش محمدؒ

آپ حضرت خواجہ محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے تھے آپ بیعت سے پہلے پندرہ سال ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہے اور یہ عرصہ جنگلوں اور ویرانوں میں گزارا۔ ایک روز بھوک سے سخت مجبور تھے آسمان کی طرف منہ کیا فوراً" حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں صبر و قناعت سکھائیں گے پس وہ ان کی طرف روانہ ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے بیعت کی اور طریقت کی تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور حضرت خواجہ محمد زاہدؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا آپ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور سینکڑوں لوگوں کو راہ حق کی طرف لائے۔

آپ کا وصال ۹۷۰ ھ میں ہوا مزار مبارک "استقرار" میں ہے جو کہ "بسترؔ" شہر کے مضافات میں ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجگی امکنگیؒ

آپ خواجہ محمد درویش رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ تھے۔ سمرقند کے مضافات میں واقع قصبہ امکنگ میں سکونت تھی عابد و زاہد تھے تیس سال تک آپ مسند ارشاد پر مخلوق خدا کی رہنمائی کرتے رہے روضتہ السلام میں منقول ہے کہ ایک بادشاہ پیر محمد سلطان ایک عظیم فوج لے کر سمرقند پر حملہ آور ہوا لیکن آپ کی دعا کی برکت سے وہ پچاس ہزار کی فوج کے ساتھ شکست کھا کر پسپا ہوا اور بھاگ گیا۔

حضرت نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ کے نام ایک خط لکھا اس خط کے آخر میں یہ دو شعر لکھے:

زمان تازمان مرگ یاد آیدم
ندانم کنون تاچہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا
دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپ کا وصال ۱۰۰۸ھ میں ہوا مزار مبارک امکنگ، میں ہے۔

Marfat.com

بلاد ہند میں نسبت نقشبندیہ کا ظہور

سولہویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر مغلوں کی حکومت تھی جلال الدین اکبر اس وسیع و عریض سلطنت کا شہنشاہ تھا۔ اس کے دربار میں ہندو راجاؤں کا غلبہ تھا۔ حتیٰ کہ اس کے محلسرائے کی با اثر رانیاں بھی ہندو گھرانوں سے تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ اکبر نے مشرکانہ رسوم و روایات اختیار کر لیں اور بمصداق الناس علی دین ملوکھم رعایا بھی صحیح اسلامی اور مشرکانہ رسوم میں تمیز کرنے سے عاری ہو گئی درباری علماء اہل ہوس تھے اسلامی علوم سے بے بہرہ بادشاہ کو ٹوکنے کی کسی کو جرات نہ تھی نوجوان شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) بھی اسی رنگ میں رنگا گیا اور وہ بھی اپنی ابتدائی زندگی میں مذہب اسلام سے اتنا ہی بیگانہ تھا جتنا کہ اس کا باپ شہنشاہ اکبر۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ہندوستان میں ورود مسعود

کفر و شرک کی تاریکیاں جب کشور ہندوستان میں ہر طرف پھیلنے لگیں اور مغل شہنشاہوں نے اپنی تائید و حمایت سے ان کی گہرائیوں میں اضافہ کرنے کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور ان کی اصلاح کا سامان فراہم کر دیا۔ اطراف سمرقند سے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز اپنے مرشد حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق روانہ ہوئے اور دارالحکومت دہلی میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی۔

خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کابل میں ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ ابتدا میں کابل سے سمرقند تشریف لائے علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد باطنی علوم حضرت خواجہ امکنگیؒ سے حاصل کئے۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ مبارک سے آثار ولایت ہویدا تھے اکثر گوشہ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے اور بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔

ایک مرتبہ دوران تعلیم ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ ایک تجلی کا ظہور ہوا جس سے آپ بے اختیار ہو گئے دراصل اس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کی

Marfat.com

روح پر فتوح نے وارد ہو کر تلقین ذکر و القا کا جذبہ عطا فرمایا تھا۔

ایک روز خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے امام کے پیچھے الحمد پڑھنی شروع کی اسی وقت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک آپ کے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا یا شیخ میرے پیرو کاروں میں چھوٹے بڑے ہزاروں اولیاء کرام داخل ہیں تمام نے بالا تفاق امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا چھوڑا ہے لہٰذا اس کا ترک کرنا ہی مناسب ہے چنانچہ اس کے بعد سے آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی ترک کر دی۔ خواجہ صاحبؒ کم کھاتے کم سوتے اور کم بولتے تھے نماز عشاء کے بعد نوافل اور دیگر وظائف کے علاوہ نماز فجر تک ۲۱ بار سورۃ یاسین پڑھتے صبح ہوتی تو فرماتے کہ یا اللہ رات کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنی جلدی گزر گئی۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں بروز سوموار ۲۶۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو وفات پائی آپ کا مزار مبارک دہلی (انڈیا) میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

احوال و مناقب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

ولادت و طفولیت

آنحضرت قدس سرہ کی ولادت باسعادت ماہ شوال ۹۷۱ ھ میں شہر سرہند میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ مشہور عالم دین اور بزرگ تھے جنہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت اور سلسلہ چشتیہ و قادریہ سے نسبت و اجازت حاصل تھی۔ حضرت کا نام احمد رکھا گیا۔ پیدائش کے وقت سے ہی حضرت شاہ کمال قادری کیتھلیؒ حضرت پر توجہ خاص رکھتے تھے۔ بچپن میں ایک دفعہ آپ بیماری کی وجہ سے نہایت لاغر ہو گئے تو آپ کے والد ماجدؒ آپ کو لے کر حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے پاس آئے حضرت ممدوح نے دعا فرمائی اور بولے "خاطر جمع رکھو' صاحبزادہ عمر دراز پائے گا۔ بڑا عالم اور عارف کامل ہوگا اور ہم ایسے بہت سے لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔"

تحصیل علوم ظاہری و باطنی

حضرتؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شیخ عبدلاحدؒ سے حاصل کی پھر ایک مکتب میں داخل ہو گئے اور بہت جلد قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ ازاں بعد آپ نے حصول علم کے لیے لاہور' دہلی اور سیالکوٹ میں مشہور علماء سے استفادہ کیا۔ سیالکوٹ میں مولانا کمال کشمیریؒ سے جو آپ کے زمانہ کے محقق اور جید عالم اور عابد و زاہد تھے معقول کی بعض کتابیں ان سے پڑھیں اور علم حدیث مولانا یعقوب کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا تحصیل علوم سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجدؒ کے حضور میں درس علوم میں مشغول ہوئے کتب تفسیر و حدیث صحاح ستہ وغیرہ کے درس میں آپ دقائق و رموز بیان فرمایا کرتے تھے خداداد ذہانت و قابلیت کی وجہ سے تحصیل علم میں وہ کمال حاصل کیا کہ صغر سنی میں ہی ضخیم کتابوں پر حواشی تحریر کیے حتیٰ کہ عہد اکبری کے مشہور علماء ابوالفضل اور فیضی سے

Marfat.com

جب تبادلہ خیالات ہوا تو انہوں نے آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کیا۔

کمالات باطنیہ کے اکتساب اور انوار سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے حصول کے لیے آپ نے اپنے والد بزرگوار کی صحبت کو لازم پکڑا۔ آپ کے والد ماجدؒ نے آخر وقت میں اپنے تمام صاحبزادوں میں سے خرقہ خلافت حضرتؒ کو ہی عطا فرمایا' اور اپنا جانشین مقرر کیا ایک مقام پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ :

"فقیر کو توفیق عبادات نافلہ خصوصاً ادائے صلوٰۃ نافلہ میں اپنے والد سے مدد پہنچی ہے اور ان کو یہ سعادت سلسلہ چشتیہ کے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے حاصل ہوئی تھی۔"

عزم سفر حج اور ملاقات حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہؒ

آپ ہمیشہ زیارت حرمین شریفین کے لیے بیقرار رہتے تھے مگر اپنے والد ماجد کی خدمت اور تحصیل کمالات کی وجہ سے یہ کام معرض التواء میں رہا۔ ۱۰۰۷ھ میں حضرت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور اس کے بعد آپؒ با ارادہ حج و زیارات سفر پر روانہ ہو گئے۔ کسی کو اس ارادہ کی اطلاع نہ دی۔ جب آپؒ دہلی پہنچے تو شیخ حسن کشمیریؒ سے ملاقات ہوئی وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے مخلص قدیمی تھے ان سے حضرت خواجہؒ کے مناقب اور فضائل و کرامات کا ذکر سنا تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس عظیم المرتبہ بزرگ کی زیارت کے شوق نے غلبہ کیا۔ آپؒ کو اس نسبت عزیز الوجود کا عرصہ سے اشتیاق تھا۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تاکہ حضرت سے ذکر و مراقبہ حاصل کرکے اسے راہ حرمین کا توشہ بنائیں۔ حضرت خواجہ بزرگوارؒ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا " آپ زیارت بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں اگر چند روز یہاں قیام کریں تو ممکن ہے جس چیز کی طلب میں آپ وہاں جا رہے ہیں وہ یہیں پالیں۔" نیز یہ بھی فرمایا کہ صرف تین دن یہاں مقیم رہو اگر اس کے بعد بھی ارادہ سفر مصمم رہے تو روانہ ہو جانا۔" چنانچہ تین دن کی مختصر مدت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کے اخلاق ظاہری اور تصرف باطنی سے آپ نے ارادہ سفر ملتوی

Marfat.com

کر دیا اور حضرت کی صحبت اختیار کر لی۔ برسوں کا معاملہ ساعتوں میں پورا ہو گیا۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ مقصود سے واصل ہو گئے اور مراتب کمال و تکمیل اور قطبیت و فردیت پر فائز ہو گئے۔ آپؒ خود ارشاد فرماتے ہیں :

"اس فقیر کو یہ نسبت ابتدائے تعلیم ذکر سے دو ماہ اور چند روز میں حاصل ہو گئی اس نسبت کے بعد ایک اور فنا حاصل ہوئی جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی کہ تمام عالم عرش سے لے کر مرکز زمین تک اس وسعت کے مقابلہ میں رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"

سرہند میں واپسی

اسکے بعد آپ وطن مالوف سرہند تشریف لے گئے وہاں سے تین مرتبہ اپنے شیخ حضرت خواجہ بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

پہلی دفعہ ---- حضرت خواجہ قدس سرہ نے دولت کمال و تکمیل کے حصول اور مدارج قرب و نہایت میں ترقی کی آپؒ کو خوشخبری دی۔

دوسری دفعہ ---- طالبان حق کی ہدایت اور ارشاد کی اجازت دی اور خلعت خلافت عطا فرما کر اپنے چیدہ اصحاب کی ایک جماعت حضرتؒ کے ہمراہ کر کے ان کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

تیسری دفعہ ---- جب آپؒ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں آئے تو خواجہ بزرگوارؒ قلعہ فیروزی سے چل کر کابلی دروازہ پہنچے اور آپ کا استقبال فرمایا۔ نہایت اعزاز و اکرام سے آپ کو ہمراہ لے کر جائے سکونت پر آئے۔ اپنے تمام مریدوں کو آپ کے حوالے کیا اور مشیخیت و ارشاد کا معاملہ بالکلیہ آپؒ کے سپرد فرما دیا۔ اپنے فرزندان گرامی کو جو ہنوز بچے تھے طلب فرما کر ان کے بارہ میں آپ سے توجہ کی خواہش فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "مقصود ہماری پیری مریدی سے صرف آپؒ کا ظہور تھا۔ اس لیے ہم نے اب مشیخیت کو ترک کر دیا ہے۔" نیز حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ تخم سمرقند و بخارا سے لا کر ہند میں بویا۔"

Marfat.com

آنجناب" حسب الارشاد حضرت قدس سرہ سرہند شریف میں تشریف لائے اور تربیت سالکین میں مصروف ہوئے۔ اس آفتاب علم و عرفان کی روشنی چاروانگ عالم میں سرعت سے پھیلنے لگی۔ حصول فیضان کی غرض سے ہر طرف سے کثیر تعداد میں تشنگان حق آپ" کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ عوام الناس سے لے کر اکثر اعیان سلطنت تک سب آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

فتنہ الحاد و ارتداد کی سرکوبی

سلطنت مغلیہ کے پایہ تخت دہلی سے دور اپنے وطن مالوف سرہند میں حضرت اقدس" نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ طالبان راہ حق کی تربیت و ہدایت میں مصروف ہو گئے مشرکین ہند کی ریشہ دوانیوں سے کفر و الحاد کی آندھیوں نے بلاد ہند کو گھیر لیا یہ زمانہ مغل شہنشاہ اکبر کے طویل عہد حکومت کا آخری دور تھا۔ پہلے ہندو راجاؤں اور ہندو رعایا کو خوش کرنے کے لیے دربار سے ایسے احکام صادر کیے جو سراسر احکام اسلام کے منافی تھے۔ اسی پر بس نہ کی بلکہ ایک نئے خود ساختہ مذہب دین الٰہی کی داغ بیل ڈال دی۔ یہ نیا مذہب ایسے اصولوں پر مبنی تھا جو دین اسلام سے بیزار اور بغاوت پر آمادہ کرتے تھے۔ مقصد صرف غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

حضرت امام ربانیؒ قدس سرہ العزیز کی غیرت ایمانی اس کو خاموشی سے کب برداشت کر سکتی تھی۔ آپ نے بادشاہ کے مقربین کو متنبہ فرمایا:

> "بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو گیا ہے یاد رکھو اس کی بادشاہی اور طاقت کا گھمنڈ ایک دن مٹ جائے گا۔ بہتر ہے کہ وہ ملحدانہ خیالات و افعال سے توبہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا انتظار کرے۔"

اکبر بادشاہ اپنی جاہ و حشمت کے نشے میں چور تھا۔ اس انتباہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور اپنے کوتاہ اندیش مشیروں اور وزیروں کے مشورہ سے حضرت امام ربانیؒ کو ایک

Marfat.com

خصوصی دربار میں شرکت کی دعوت دی۔ دربار کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ ایک طرف دنیاوی جاہ و جلال کا سازوسامان تھا۔ پر تکلف کھانے اور پھل تھے اور اس حصے کا نام اپنے دین الٰہی کی نسبت سے دربار الٰہی رکھا۔ دوسرے حصے کا نام دربار رسول ﷺ رکھا اور اس میں روکھے پھیکے کھانے اور درویشانہ سازوسامان تھا' پھر اعلان ہوا کہ اپنی اپنی پسند کے حصہ میں سب لوگ جگہ حاصل کر لیں۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے معتقدین دربار رسالت میں داخل ہو کر باطمینان بیٹھ گئے اور بادشاہ اور اس کے خوشامدی درباری دربار الٰہی میں چلے گئے۔ اچانک غیرت حق جوش میں آئی اور ایک خوفناک طوفان نے بادشاہ اور اس کے مصاحبین کو گھیرے میں لے لیا۔ آراستہ و پیراستہ خیمے آن واحد میں زمیں بوس ہو گئے اور سب سامان عیش و طرب خاک میں مل گیا۔ خود بادشاہ اکبر کے سر میں ایک چوب لگی جس سے وہ مجروح ہو گیا۔ مگر جس حصہ میں حضرت امام ربانیؒ کے احباب فروکش تھے وہ بالکل محفوظ رہا۔ بادشاہ اسی حادثہ کی وجہ سے کچھ دنوں بعد راہی ملک عدم ہو گیا بعض مورخین لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر نے آخری ایام میں توبہ کر لی تھی اور ملحدانہ خیالات سے باز آ گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جہانگیر کا عہد

نورالدین جہانگیر نوجوانی کے عالم میں تخت سلطنت پر بیٹھا اس کے گرد بھی متعصب ہندوؤں کا وہی حلقہ تھا بلکہ اس کی بیگم نورجہاں کے اثر کی وجہ سے دربار میں اور بھی بے دینی بڑھ گئی۔ بادشاہ کے تنگ نظر امراء نے حضرت امام ربانیؒ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ انہوں نے بادشاہ کو یہ یقین دلا دیا کہ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیشمار مریدوں کی مدد سے تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ اسی لیے وہ عوام کو ظل سبحانی کے روبرو سجدہ کرنے سے منع کرتے ہیں' چنانچہ بادشاہ نے حضرتؒ کو دربار شاہی میں طلب کیا اور حضرت سے آداب شاہی (سجدہ کرنا) بجا لانے کا مطالبہ کیا۔ حضرتؒ نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں پھر میں ایک انسان کو بھلا کیسے سجدہ

Marfat.com

کر سکتا ہوں۔"

بادشاہ نے ناراض ہو کر حضرتؒ کو وسطی ہند کے ایک قلعہ (گوالیار) میں نظر بند کر دیا۔ حضرتؒ نے اپنے متوسلین کو لکھا:

"مجھے جو قید خانے میں ڈالا گیا ہے۔ اس میں مشیت الٰہی ہے تم بادشاہ کی اطاعت قبول کرو اور بغاوت سے باز آؤ۔ میں بھی انشاء اللہ جلد قید سے آزاد ہو جاؤں گا۔"

دو سال تک قید و بند کی مصیبتیں صبر و استقلال سے برداشت کیں۔ زمانہ نظر بندی میں قلعہ کے اندر بہت سے غیر مسلم آپؒ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور آپ کا فیضان قلعہ کے اندر اور باہر یکساں طور پر جاری رہا آخر جہانگیر کا دل آپؒ کی طرف سے صاف ہوا تو اس نے آپ کو قید سے رہا کرنے پر آمادگی ظاہر کی آپ نے مندرجہ ذیل شرائط پر رہا ہونے کے لیے رضامندی کا اظہار فرمایا:

۱۔ بادشاہ وقت کے حضور سجدہ کرنے کی رسم بند کی جائے۔
۲۔ مسلمانوں کو گائے کے ذبیحہ سے نہ روکا جائے اور بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے۔
۳۔ جو مسجدیں شہید کی گئی ہیں وہ نئے سرے سے تعمیر کی جائیں۔
۴۔ کفار سے شرع شریف کے مطابق جزیہ لیا جائے۔
۵۔ قوانین شریعت محمدی کا نفاذ کیا جائے۔
۶۔ تمام قیدی رہا کیے جائیں۔

جہانگیر نے تمام شرطیں قبول کر لیں اور آپؒ قید خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ بادشاہ جہانگیر میں بھی آپؒ کی توجہ سے تبدیلی آ چکی تھی اور وہ آپ کا گرویدہ ہو

Marfat.com

چکا تھا۔ اعیان سلطنت، امیران دربار اور عوام الناس سب آپؒ کے گرد جمع ہو گئے اور کسب فیض کے لیے بہت سے مشائخ بھی مشیخیت ترک کرکے صحبت بابرکت میں پہنچ گئے۔ ایک سو کے قریب علماء و صلحاء و حفاظ آپ کی خدمت میں عموماً مقیم رہتے اور حضور و آگاہی سے لذت آشنا رہتے۔

اتباع سنت کی تاکید

آپ اعمال کی ادائیگی میں پیروی سنت کا خاص خیال رکھتے تھے عمل میں عزیمت آپ کا شعار تھا۔ بدعت اور رخصت سے ہمیشہ اجتناب فرماتے۔ اپنے عقیدت مندوں کو بھی یہی تلقین فرماتے ہر کام میں استخارہ فرماتے قبروں کو بوسہ دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ہاں کبھی کبھی اپنے والد بزرگوار اور اپنے پیر بزرگوار کی قبروں کو تبرکاً ہاتھ سے چھوتے تھے۔ کسی خاص دعوت میں تو تشریف لے جاتے لیکن عام دعوت میں جانے سے گریز کرتے مجالس سماع و سرور و مولود خوانی میں حاضر نہیں ہوتے تھے ذکر خفی آپ کا معمول تھا۔ آپ کا ارشاد ہے:

"چنیں آہستہ کن ذکرش کہ از خود نیز اخفاء کن"

نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیتے تھے۔ غلبہ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ جمیع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضوان اللہ علیہم کو جمیع اولیاء رحمہم اللہ تعالی سے افضل سمجھتے تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کو سب طریقوں سے افضل تصور فرماتے تھے۔ حضورؒ کا خلق عین خلق محمدیؐ کے مطابق تھا تسلیم و رضا برقضا اور شفقت و تواضع بر خلق خدا کا ہر وقت خیال رہتا تھا اہل حقوق سے نیک سلوک کرتے اور صلہ رحم کی بے حد کوشش فرماتے۔

Marfat.com

حضور کے خوارق و کرامات

حضورؒ کے خوارق و کرامات بے شمار ہیں بعض حضرات نے سات سو تک کا شمار کیا ہے مگر آپ کے نزدیک کوئی کرامت خدائے جل و علا کی محبت اور حضور سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بڑھ کر نہیں۔ قلوب پر تصرف اور اہل اللہ کے احوال کو سمجھنا بڑی کرامت ہے۔ اس میں آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ کشف و کرامات کے بے شمار واقعات تھے اور آنحضرتؒ کی توجہ سے مشکلات کا آسان ہونا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ہزاروں کفار آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور بیشمار فاسق و فاجر لوگ تائب ہو کر متقی و پرہیز گار بن گئے۔ آپ کے دیدار سے ہی لوگ ذکر و فکر میں جذب ہو جاتے تھے اور سالہا سال کی ریاضتوں کی بجائے مختصر مدت میں رشد و ہدایت حاصل ہو جاتی تھی۔

مکشوفات و ملفوظات

یہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے بعض اہم مکشوفات و ملفوظات کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ حضورؒ! کے بلند مقام کا اندازہ ہو سکے۔

عزلت سے صحبت بہتر ہے ---- آپ فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ میرا اردہ ہوا کہ کسی مقام خلوت میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کروں۔ بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہوا کہ مناسب و لائق اور محبوب و پسندیدہ طریقہ یہی ہے جس پر آپ قائم ہیں نہ کہ طریقہ گوشہ نشینی و تنہائی۔

نسبت مہدی موعود علیہ السلام کے متعلق ----

ا۔ آپؒ نے ایک روز فرمایا کہ:

"مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور تک یہ کمالات اور معاملات جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر افاضہ فرمائے ہیں کسی

Marfat.com

اور پر ظاہر نہیں ہوں گے۔"

۲۔ آپؒ نے فرمایا کہ ----

مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے معارف و حقائق تحریر کردہ حضرت مہدیٔ مَوعُودؑ کی نظر اقدس سے گزریں گے اور ان کی بارگاہ میں مقبول ہوں گے۔"

۳۔ آپ نے فرمایا کہ ----

"مجھ پر منکشف ہوا کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام اسی نسبت علیہ پر ہوں گے۔" اس میں آپ نے اپنی نسبت خاصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکاشفہ: آپؒ نے فرمایا ہے کہ:

"جو لوگ داخل طریقہ ہو چکے ہیں یا قیامت تک بالواسطہ یا بے واسطہ داخل ہوں گے وہ سب مرد اور عورتیں مثالی صورت میں میرے سامنے لائے گئے او ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں تو سب بیان کر سکتا ہوں۔"

ملفوظ: آپؒ نے فرمایا کہ:

"جو کچھ ہم کو عطا کیا گیا ہے وہ محض کرم حق ہے۔ اگر اس کے لیے کوئی بہانہ ہوا ہے تو وہ متابعت حضرت سید الانبیاء علیہ السلام ہے۔ جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اتباع کے راستہ سے دیا گیا ہے۔ اگر کچھ ملنے سے رہ گیا ہوگا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ہم سے بتقاضائے بشریت اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی۔"

تلقین کثرت ذکر

آپؒ ہمیشہ اپنے اصحاب کو کثرت ذکر و دوام حضور و مراقبہ کی ترغیب دلایا کرتے

Marfat.com

تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا دار عمل ہے اور مزرعہ آخرت۔

آداب شریعت کالحاظ

لوگ ریاضات و مجاہدات کی خواہش رکھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ آداب شریعت کی رعایت کے برابر نہیں ہے۔ خصوصاً" فرض و واجب و سنت نمازیں حسب اصول شریعت ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانہالکبیرۃ الاعلی الخاشعین (نماز بھاری ہے مگر ڈرنے والوں پر)

ناقص درویشوں کا بیان

بعض ناقص درویش اپنے کشف پر اعتماد کرکے شریعت بیضا کا انکار اور مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام بھی عہد نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتے تو بجز اتباع شریعت مصطفوی کے ان کو بھی اور چارہ کار نہ ہوتا اس لیے ان کور باطنوں کو مخالفت کا کوئی حق نہیں ہے۔

نسبت نقشبندیہ کی افضلیت

حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اسرارہم نے فرمایا ہے کہ: "ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بالا ہے"

چونکہ ان کا طریق اتباع سنت سنیہ اور رعایت عزیمت ہے اس لیے ان کی نسبت بھی افضل ہے۔

ملفوظ

جب تک کسی کو علم ظاہری میں پوری پوری مہارت نہ حاصل ہو جائے اس وقت تک اسرار صوفیہ سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔

ملفوظ

احوال تابع شریعت ہیں اور شریعت تابع احوال نہیں کیونکہ شریعت قطعی ہے اور

Marfat.com

وحی الٰہی سے ثابت ہو چکی ہے اور احوال ظنی امور ہیں کیونکہ ان کی بنیاد کشف و الہام پر ہے۔"

حضرت امام ربانیؒ کے علوم و معارف آپ کی متعدد تصنیفات میں بھرے پڑے ہیں اور آپ کی کرامات میں سے سب سے بڑھ کر وہ جدید علوم و معارف ہیں جن کی اشاعت کتاب و سنت کی پیروی میں آپ سے ہوئی۔ آپ کے مکتوبات شریف کے تین دفتر ہیں جن میں آپ کے علوم ظاہری و باطنی، کمالات قرب و ولایت اور افادہ فیوض الٰہی کا بیان ہے آپ کی تحریروں کی برکت سے کفر، شرک اور بدعت کی تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا نور معرفت سے بھر گئی۔

رحلت

۱۰۳۲ھ میں آپؒ کی عمر مبارک اکسٹھ سال کی ہوئی تو آپؒ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی روح پر فتوح سے بے حد لطف و کرم کا مشاہدہ کیا۔ مراجعت فرماتے ہوئے عازم سرہند ہوئے تو فرمایا کہ ہماری عمر تریسٹھ سال معلوم ہوتی ہے ۱۰۳۳ھ میں نصف شعبان کی شب خلوت میں گزاری خلوت سے باہر آئے تو ایک شخص نے کہا "معلوم نہیں اس سال کس کا نام زندہ رہنے والوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا ہے؟" آپ نے فرمایا "تو شک کے طور کہ رہا ہے اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنا نام مرنے والوں کی فہرست میں دیکھتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے مخلوق خدا کی ہدایت کا کام اپنے فرزندان گرامی کے سپرد کر دیا اور خود عبادت و تلاوت و اذکار میں مصروف ہو گئے صرف نماز پنجگانہ کے لیے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے۔ ماہ رمضان میں صیام و قیام کا پورا اہتمام رکھا اور صدقہ و خیرات کثرت سے کرتے رہے۔ ماہ ذی الحجہ میں بیماری شدت اختیار کر گئی۔ بارہویں محرم کو ارشاد فرمایا کہ اب چالیس پچاس دن کے اندر جہان فانی سے عالم جاودانی کو روانگی ہوگی۔ آخر کار ۲۸ صفر ۱۰۳۴ ہجری کو تریسٹھ سال

Marfat.com

کی عمر میں نہایت استغراق اور غلبہ ذکر اسم ذات کی حالت میں رحلت فرمائی۔ حضرتؒ اپنی وصیت کے مطابق اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد صادقؒ کے پہلو میں سرہند شریف میں آرام فرما ہیں اور روضہ پر انوار مرجع خواص و عوام ہے۔

حضورؒ کے صاجزادگان

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے وصال کے بعد یہ نسبت عزیز حضور کے فرزندان گرامی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ قیوم ثانی اور خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ خازن رحمت کے حصہ میں آئی جہاں سے یہ نسبت تمام اطراف عالم میں پھیل گئی۔ بلاد ہند اور بلاد سندھ بھی اس کی ضیاء سے منور ہو گئے۔ سندھ میں خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ لواری شریف اور مخدوم ولایت حضرت خواجہ قاضی احمد رحمتہ اللہ اس کے حامل ہوئے۔ اطراف سندھ میں ان بزرگواروں نے دین اسلام کی بہت خدمت کی۔ متعدد مقامات پر خانقاہیں قائم کیں۔ جہاں طالبان ہدایت فیض حاصل کرتے اور اشاعت اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتے۔ ان صاحب کمال بزرگوں کے طفیل پنجاب اور سندھ کا چپہ چپہ فیضان سرہدی سے سرشار ہو کر نور توحید سے جگمگا اٹھا۔

Marfat.com

فضائل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برنداز رہ پنہاں بحرم قافلہ راہ

نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں کہ پوشیدہ پوشیدہ قافلہ کو حرم تک پہچا دیتے ہیں۔ (حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ)

اے سلسلہ نقشبند تیری کیا شان ہے
ہمہ اولیاء و اتقیاء کو تیرا فیضان ہے

امام ملت و دین شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اے برادر اس بلند طریق سلسلہ عالیہ نقشبند کے سر حلقہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق نقشبندیہ کے بزرگوں کی تحریروں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضوری اور آگاہی ہے بعینہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت اور حضوری ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں انتہا اس کی ابتدا میں مندرج ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا اس سلسلہ نقشبندیہ کے ابتدا میں مل گئی تو پھر ان کی انتہا کیا ہو گی جبکہ دوسروں کی انتہا وصول بحق ہے تو پھر ان کو حق سے آگے کہاں تک سیر میسر ہو گا۔ تو میں (حضرت مجدد الف ثانی) اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ:

"اس طریقہ عالیہ کی انتہا اگر میسر ہو جائے تو وصل عریانی ہے"

وصل عریانی سے یہ مراد ہے کہ حجاب سب کے سب اٹھ جائیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو

Marfat.com

جائیں۔

اولیاء کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے پس صحو کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم (مکمل) ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے اور ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملہ کی حقیقت کی کیا خبر۔

میرا (حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ) کا خیال ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام جو ولایت کی اکملیت کے لئے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت عالیہ نقشبندیہ حاصل ہوگی اور اس سلسلہ عالیہ کی تتمیم و تکمیل فرمائیں گے کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت سے نیچے ہے۔ (مکتوب نمبر۲۵۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب شروع سے اخیر تک اس طریقہ کا بیان ہے جس طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو ممتاز کیا ہے اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے اس بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور ثمرقند سے اس بیج کو لاکر زمین ہند میں جس کا خمیر یثرب و بطحا کی خاک سے ہے بویا اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی تربیت کی جب وہ کھیتی کہاں سے کہاں پہنچ گئی تو ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔

جاننا چاہیے کہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔ اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض کو ختم کرتی ہے۔ ان کمالات کا حاصل اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانے کا خلیفہ ہے۔ اقطاب و ابدال اس کے مقامات کے ظلال میں خوش ہیں۔ ہمارے اس طریقہ نقشبندیہ میں استفادہ انعکاسی ہے۔

مرید اپنے مرشد سے محبت کے رابطہ سے دم بدم اس کا رنگ پکڑتا ہے اور انعکاس

Marfat.com

کے طریق پر اس کے نور سے منور ہوتا جاتا ہے اور صاحب دولت (پیر) کی محبت یا توجہ سے اپنے بلند مقاصد حاصل کرلیتا ہے (مکتوب نمبر ۲۶۰)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقہ صوفیہ میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے کیونکہ ان نقشبندیہ بزرگوں نے اتباع سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب کیا ہے (مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ وہ طریقہ جو نزدیک تر۔ جلد پہنچانے والا کتاب و سنت کے زیادہ موافق۔ زیادہ مضبوط زیادہ محفوظ زیادہ پختہ زیادہ سچا۔ زیادہ رہنمائی کرنے والا بہت اونچا۔ بہت بزرگ بہت بلند مرتبہ اور بہت کامل ہے وہ صرف طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہے۔

اس طریقے کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلے کے بزرگوں کی یہ بلند شان و شوکت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مطابعت اور پابندی اور ناپسندیدہ اور بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ یہ نقشبندی بزرگ ہی ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کی طرح ان کے کام کی نہایت ان کی ابتدائی شان میں ہی درج ہو چکی ہے اور ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کیا ہے اور درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں سے فوقیت لے گئی ہے۔ (مکتبو نمبر ۲۹۰)

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حدیث قدسی میں آیا ہے اپنے نفس سے دشمنی رکھ کہ یہ میری دشمنی پر کھڑا ہے" تو طریق مشائخ میں سے ہروہ طریقہ جس میں احکام شرعیہ کی زیادہ رعایت ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف قریب ترین راستہ ہوگا کیونکہ اس میں نفس کی مخالفت زیادہ ہے اور سن لو وہ ہے طریقہ نقشبندیہ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سردار قبلہ اجل شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سب طریقوں میں سے قریب ترین راستہ پایا ہے کیونکہ اس میں نفس کی زیادہ مخالفت ہے۔ (مکتوب ۹)

Marfat.com

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولائت کے بہت سے درجات ہیں کیونکہ ہر نبی کے قدم پر ایک ولائت ہے جو اس سے خاص ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی ولائت وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولائت کے ساتھ مخصوص ہے اور علم و عین ہر لحاظ سے تمام وجودی اور اعتباری حجابات کا اٹھ جانا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے اس وقت وصل پوری طرح نصیب ہوتا ہے اور وجد درجہ گمان میں نہیں بلکہ حقیقتاً" حاصل ہو جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں سے کاملین کو نصیب کامل اور حصہ وافراس نادر الوجود مقام سے حاصل ہو جاتا ہے۔ تو تم لوگ اس بلند پایہ درجہ کے حصول کی تمنا رکھتے ہو تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع اور پیروی کو لازم جانو۔ اکثر مشائخ کے نزدیک یہ تجلی برقی ہے یعنی حضرت ذات سبحانہ' سے تمام حجابات کا اٹھ جانا بجلی کی طرح تھوڑے سے وقت کے لیے ہوتا ہے پھر اسماء و صفات کے پردے لٹکا دئے جاتے ہیں اور انوار ذات کی شعاعیں پھر پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو حضور ذاتی بجلی کی طرح ایک لمحہ کے لیے ہوتا ہے اور اکثر اوقات غیبت ذاتی ہی رہتی ہے مشائخ نقشبند کے نزدیک حضور ذاتی دائمی کا اعتبار ہے زائل ہونے اور غیبت سے بدل جانے والے حضور کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا ان اکابر نقشبند قدس اللہ اسرارھم کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے اور ان کی نسبت تمام نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے اور نسبت سے مراد حضور ذاتی دائمی ہے۔ ان کاملین نقشبند کے طریقہ میں ابتدا انتہا میں درج ہے اور اس معاملہ میں ان کی اقتداء حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صحبت میں وہ کچھ پا گئے جو دوسروں کو نہائت میں میسر آتا ہے اور نہائت کے بدایت میں درج ہونے سے ہوتا ہے تو جس طرح محمد الرسول اللہ علیہ وسلم کی ولائت تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والتسلیمات کی ولائتوں سے فائق و اعلیٰ ہے اسی طرح ولائت نقشبندیہ تمام اولیاء کی ولائت سے اعلیٰ اور فائق ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ولائت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے

(مکتوب نمبر ۲۱)

Marfat.com

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر قدس اللہ اسرارھم کی عبادات میں جو واقع ہوا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے اس سے مراد حضور و آگاہی کی نسبت ہے۔ جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے "یادداشت" سے عبارت ہے اور تجلی ذاتی حضور ذات تعالیٰ سبحانہ کا ظہور اس کے اسماء صفات شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے اور اسی تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں یعنی لحہ بھر کے لئے شیون اور اعتبارات (پردے) اٹھ جاتے ہیں اور پھر انہی پردوں میں وہ ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے یعنی لحہ بھر کے لیے حضور نصیب ہوتا ہے اور اکثر اوقات حضوری نصیب نہیں رہتی اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگان نقشبند کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی بلکہ انہیں حضوری دوام رہتی ہے اور کسی وقت پوشیدہ نہیں ہوتی اس لئے یہ نسبت نقشبندیہ باقی تمام سلسلہ ہائے ولائت سے فائق و اعلیٰ ہے۔
(مکتوب نمبر ۲۷)

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس اعلیٰ نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم فقراء کو اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کرنے کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے مشرف فرمایا اور اس بزرگ خاندان کے نسبت یافتہ مریدوں میں شامل کیا۔ فقیر کے نزدیک اس طریق نقشبند میں ایک قدم آگے بڑھانا دوسرے طریقوں میں سات قدم آگے بڑھانے سے بہتر ہے وہ طریقہ جو تبیعت اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کی طرف کھولا جاتا ہے وہ اسی طریقہ نقشبند کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے طریقوں کی انتہا صرف کمالات ولائت کے انتہا تک موقوف ہے۔ وہاں سے آگے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ نہیں کھلا۔ یہی وجہ ہے کہ اس فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ ان بزرگان نقشبند کا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ علیہم نے وراثت کے طور پر کمالات نبوت سے وافر حصہ حاصل کیا

Marfat.com

اس طریق نقشبند کے منتہی بھی تبیعت کے طور پر ان کمالات سے کامل حصہ پاتے ہیں۔ وہ مبتدی اور متوسط جنہوں نے اس طریق کو لازم پکڑا ہے اور اس طریق کے منتہیوں کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی کمالات نبوت میں حصہ کے امیدوار ہیں۔
(مکتوب نمبر ۲۸۱)

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس دولت عظمی (ولائت) کا حصول اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جو ان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آجاتی ہے ان بزرگان نقشبند کا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے کہ ان کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اول صحبت میں وہ کمالات میسر آگئے جو اولیا امت کو انتہا میں پہنچ کر بھی شاید ہی نصیب ہوں اور یہ چیز نہائت کے بدائت (ابتدا) میں درج ہونے کے طور پر ہے۔ یہ اولیاء نقشبند بھی پہلی صحبت میں وہ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہا پر جا کر میسر آتی ہے تو تم پر اکابر اولیا کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنا لازم ہے کیونکہ اس معاملے پر ہی دار و مدار ہے۔ (مکتوب نمبر ۹۰)

Marfat.com

نقشبندی سلسلہ کیا ہے؟

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ نقشبند صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت اور صحبت سے مراد موافقان طریقت کی صحبت ہے نہ کہ مخالفان طریقت کی کیونکہ ایک کا دوسرے میں فنا ہونا صحبت کی شرط ہے جو بغیر موافقت میں میسر نہیں ہوتا (مکتوب نمبر ۲۶۵)

جاننا چاہیے کہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کے طریقہ کا حاصل اور خلاصہ اہل سنت و جماعت کا اعتقاد۔ روشن سنت مصطفوی علیہ السلام کی اتباع اور بدعت اور نفسانی خواہشات سے پرہیز اور حتی الامکان احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل اور رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز ہے (مکتوب نمبر ۲۹۵)

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس طریقہ نقشبند کا دارومدار دو اصولوں پر ہے ایک شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنی (عمل کرنا) کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک کرنے پر راضی نہ ہو یعنی شریعت مطہرہ پر پورا پورا عمل کرنا۔

دوسرے شیخ طریقت (پیر) کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں دلکش اور محبوب دکھائی دیں اور اللہ کی مہربانی سے یہ دو اصول درست ہو گئے تو دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب ہو گئی۔ (مکتوب نمبر ۲۲۸)

اس راہ کے طالب کو چاہیے کہ اہل حق کی درست آراء کے مطابق عقائد کی درستی کے بعد اور احکام فقیہہ ضروریہ کے بعد اور اس علم کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رکھے لیکن شرط یہ ہے کہ اس ذکر کو

Marfat.com

کسی شیخ کامل اکمل سے اخذ کیا ہو کیونکہ ناقص کامل نہیں بنا سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر سے اس طریقہ پر آباد رکھے کہ فرائض و سنن موکدہ کی ادائیگی کے بغیر کسی چیز میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ تلاوت قرآن مجید اور نفلی عبادتوں کو بھی موقوف رکھے اور باوضو ذکر کرے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی اسی کام (پیر کے بتائے عمل / ذکر) میں مشغول رہے اور آمدورفت خوردونوش اور سوتے جاگتے کسی وقت بھی اس ذکر سے خالی نہ رہے۔

اس طرح ہمیشہ ذکر میں مصروف رہے کہ مذکور (حق سبحانہ) کے سوا ہر چیز اس کے سینہ کے میدان سے اپنا سامان باندھ کر کوچ کر جائے۔ اور اس کے باطن میں ماسوا کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے یہاں تک کہ بطور وسوسہ بھی ماسوا اس کے دل میں گزر نہ کرے اور اگر تکلف سے بھی غیر کو دل میں لانا چاہے تو اس نسیان کی وجہ سے جو اس کے دل کو مذکور (حق سبحانہ) کے سوا حاصل ہو چکا ہے میسر نہ ہو اور یہ نسیان جو دل کو مطلوب کے سوا تمام ماسوا سے حاصل ہوا ہے حصول مطلوب کا مقدمہ ہے اور اس کے وصول کی بشارت دینے والا ہے اور حصول مطلوب اور وصول حقیقی کے مقصود کے متعلق کیا لکھوں کہ وہ وراء الوراء ہے

جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں۔ دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں' جو قلب' روح' سر' خفی اور اخفی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات اٹھاتے ہیں یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلمانی (سیاہ):

اِنَّ لِلّٰہِ سَبعِینَ اَلفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ وَّ ظُلْمَۃٍ (مشکواۃ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں نور اور ظلمت کے۔

اول قدم میں جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے دوسرے قدم میں تجلی صفات' تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے' جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں اور ان سات

Marfat.com

قدموں میں سے ہر قدم میں بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کے ساتھ قرب الٰہی بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ فنا اور بقا سے مشرف کر دیے جاتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس سرہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتدا میں درج ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ کر لو۔

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیرالبشر علیہ وعلٰی آلِہِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسلِیمَات کی پہلی صحبت میں ہی وہ کچھ حاصل ہو گیا جو کامل اولیاء امت کو نہائت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۲۰)

حق سبحانہ اپنی کمال مہربانی سے بعض بزرگوں کو جذبہ کے حصول اور اس جہت کے مکمل کرنے کے بعد دولت سلوک سے مشرف فرماتا ہے۔ تو جذبے کی مدد سے مسافت بعیدہ کو جس کا اندازہ پچاس ہزار سالہ راستہ لگایا گیا ہے اور آیہ کریمہ:

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

چڑھتے ہیں فرشتے اور روح ان کی طرف ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

میں اسی اندازے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ پچاس ہزار سال کی مسافت تھوڑی مدت میں طے ہو سکتی ہے اور بندہ فنافی اللہ اور بقا باللہ کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے سلوک کی انتہا سیرالی اللہ کی نہایت تک ہے جسے فنائے مطلق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر

Marfat.com

جذبے کا مقام ہے۔ جسے سیر فی اللہ اور بقا باللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ سیر الی اللہ اس سیر سے عبارت ہے جو اس اسم تک ہوتی ہے جس کا سالک مظہر ہوتا ہے اور سیر فی اللہ اس اسم میں سیر کا نام ہے کیونکہ ہر اسم لاتعداد اسماء کا جامع ہے۔

لہٰذا اس میں سیر بھی بے نہایت ہوگی اور یہ اسم مراتب عروج میں عین ثابتہ کے اوپر ہے اس لیے کہ سالک کی عین ثابتہ اسی اسم کا سایہ اور اس کی صورت علمیہ ہے اور وہ جماعت جو فضل ایزدی جل شانہ کے ساتھ مخصوص ہے اس اسم سے بھی عروج فرما جاتی ہے اور بے نہایت ترقیات جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے حاصل کرتی ہے۔

اگرچہ دوسرے سلسلوں کے واصل حضرات جہت ثانی میں ان مشائخ نقشبندیہ" کے ساتھ شریک ہیں اور فنا فی اللہ و بقا باللہ کے ساتھ موصوف ہیں لیکن وہ مسافت جسے دوسرے سلسلوں کے ارباب سلوک ریاضات اور مجاہدات کے ساتھ طے کرتے ہیں اور زمانہ ہائے دراز کے بعد اس کام کی نہایت تک پہنچتے ہیں اس بزرگ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر دولت شہود کی لذت اور مقصود کے ذوق یافت سے اس مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر لیتے ہیں اور کعبہ مطلوب تک پہنچ جاتے ہیں اور مقصود تک پہنچنے کے بعد انہیں بے نہایت ترقیات نصیب ہوتی ہیں کہ دوسرے سلسلوں کے انتہا کو پہنچ جانے والے ارباب سلوک کو اس ترقی اور قرب سے بہت کم حصہ ملتا ہے کیونکہ جذبے کا سلوک پر مقدم ہونا ایک طرح کا معنی محبوبیت چاہتا ہے جب تک کوئی شخص مراد نہ ہو' اسے جذب عطا نہیں کرتے اور جب اپنی طرف کھینچتے ہیں' تو بہت نزدیک جا پڑتا ہے اور بہت زیادہ قرب پیدا کر لیتا ہے۔ چاہے ہوئے (مطلوب و مراد) اور خود چاہنے والے (طالب و مرید) میں بہت فرق ہے:

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دوسرے سلسلوں کے مراد ارباب طریقت بھی اس ترقی اور قرب میں شریک ہیں کیونکہ جذبہ ان کے سلوک پر بھی مقدم ہے تو اس طریقہ نقشبندیہ کی دوسرے طریقوں پر فضیلت اور زیادتی کس طرح ہوگی اور اس سلسلے کو دوسرے سلسلوں سے قریب ترین راستہ کیوں کہا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے، کہ دوسرے طریقے اس معنی کے حصول کے لیے وضع نہیں کیے گئے۔ بلکہ ان میں سے بعض کو بر سبیل اتفاق یہ دولت ہاتھ آ جاتی ہے اور یہ طریقہ وضع ہی اس دولت کے حصول کے لیے کیا گیا ہے اور "یادداشت" جو اس بلند سلسلہ کے اکابر کی عبارت میں واقع ہے ان دونوں جہت و جذبہ و سلوک کے پائے جانے کے بعد سامنے آتی ہے اور اسے نہایت کہنا شہود و آگاہی کے مراتب کے نہایت کے اعتبار سے ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ شہود یا تو صورت کے آئینہ یا معنی کے آئینہ میں ہوگا یا صورت و معنی سے باہر ہوگا اس بے پرواہ شہود کو برقی کہتے ہیں۔ یعنی اس شہود کا حصول بجلی کی مانند ہوتا ہے۔ پھر پردے میں روپوش ہو جاتا ہے۔ یہی شہود اگر محض فضل ایزدی جل سلطانہ' سے دوام پذیر ہو جائے اور مکمل طور پر پردوں کی تنگی سے باہر آ جائے تو اسے "یادداشت" سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی حضور بے غیبت ہے۔ اس لیے کہ جب بھی شہود پردے میں ہوگا غیبت موجود ہوگی۔ جب تک بے پردگی پیدا نہ ہو۔ یادداشت کا نام اس پر اطلاق نہیں کر سکتے۔

یہاں ایک دقیق بات ہے جاننا چاہیے کہ ہر واصل کے باطن کے لیے رجوع نہیں ہوتا اور اس کی آگاہی دائمی ہوتی ہے لیکن اس نسبت کا اس کے بدن میں سرایت کرنا بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ بخلاف محبوبوں کے کہ جذبہ ان کے سلوک پر مقدم ہوتا ہے اور یہ سرایت کرنا ان میں دائمی ہوتا ہے اور ان کا بدن باطن کا حکم اختیار کر چکا ہوتا ہے اور باطن کا کام کرتا ہے جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے ان کے جسم نرم ہو چکے ہوتے ہیں جس طرح ان کی روحیں نرم ہو چکی ہوتی ہیں یہاں تک کہ ان کے ظاہر ان کے باطن کی طرح ہو چکے ہوتے ہیں اور ان کے باطن ان کے ظاہر کی طرح

پس لازمی طور پر غیبت کے لیے انکی آگاہی میں گنجائش نہیں ہوتی لہٰذا یہ نسبت تمام

Marfat.com

نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے اور اسی معنی کی وجہ سے ان حضرات نقشبندیہ کی کتابوں اور رسالوں میں یہ عبارت شائع اور عام ہے کیونکہ نسبت آگاہی سے عبارت ہے اور آگاہی کے مراتب کی انتہا یہ ہے کہ بے پردہ میسر آئے اور ہمیشہ رہے۔

اور وہ جو میں نے کہا ہے کہ مطلق نہایت وراء الوارء ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ اس آگاہی کے پائے جانے کے بعد اگر عروج واقع ہو تو حیرت کے بھنور میں پڑ جاتا ہے اور اس آگاہی کو باقی مراتب عروج کی طرح اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ یہ وہی حیرت ہے جس کا نام حیرت کبریٰ ہے۔ جو اکابر الاکابر کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس حیرت کے حاصل ہونے کے بعد مقام معرفت ہے دیکھیں کہ اس دولت سے مشرف فرماتے ہیں اور کفر حقیقی کے بعد ایمان حقیقی کے حصول کے ساتھ جو مقام حیرت ہے نوازتے ہیں۔ اس بارے میں محققین کا نہایت مطلوب ایمان اور مقام دعوت اور حضرت صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام والتحیہ کا ہے کہ:

اُدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِىْ

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے پیروکار کامل بصیرت پر ہیں۔

اسی مقام میں ہے:

اور وہ سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام اس ایمان کو طلب کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِىْ اِيْمَانًا صَادِقًا وَّ يَقِيْنًا لَّيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ

اے اللہ مجھے ایمان صادق عطا فرما اور ایسا یقین دے جس کے بعد کفر نہ ہو۔

اور آپ کفر حقیقی سے جو مقام حیرت سے ہے پناہ پکڑتے ہیں اور فرماتے ہیں:

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْكُفْرِ۔

Marfat.com

اے اللہ میں فقر اور کفر سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔
یہ مرتبہ مراتب حق الیقین کی انتہا ہے اس جگہ علم اور عین ایک دوسرے کا حجاب نہیں ہوتے

ان بزرگوں کا جذبہ دو قسم کا ہے۔ قسم اول جو حضرت صدیق اکبرؓ سے پہنچی ہے اور اس اعتبار سے ان مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب ہے اور اس کا حصول طریقہ خاص سے توجہ پر موقوف ہے اور یہ جذبہ تمام موجودات کا قیوم ہے اور فنا و اضمحلال اس میں نصیب ہوتا ہے۔

دوسری نوع وہ ہے کہ اس طریقہ میں اس کے ظہور کا مبداء حضرت خواجہ نقشبندؒ ہیں اور وہ معیت ذاتیہ کے راستے سے ابھرتا ہے اور وہ جذبہ حضرت خواجہؒ سے ان کے خلیفہ اول خواجہ علاؤالدینؒ کو پہنچا۔ اور چونکہ آپ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے اس لیے آپ نے بھی اس قسم کے جذبہ کے حصول کے لیے ایک طریقہ وضع فرمایا اور وہ طریقہ آپ کے خانوادہ کے خلفاء میں طریقہ علائیہ سے مشہور ہے ان کی عبارت میں واقع ہے کہ تمام طریقوں سے اقرب طریقہ' طریقہ علائیہ ہے اگرچہ اس جذبے کا اصل آغاز حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ہے۔ لیکن اس جذبہ کے حصول کے لیے طریقے کا وضع کرنا حضرت خواجہ علاؤالدین قدس اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے بلاشبہ یہ طریقہ کثیرالبرکت ہے۔ اس طریقے کا تھوڑا حصہ بھی دوسروں کے بہت سے طریقوں سے زیادہ نافع ہے۔

جذبہ کی نوع اول جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ اس کے حصول کے لیے ایک علیحدہ طریقہ مقرر ہے اور وہ وقوف عددی کا راستہ ہے اور وہ سلوک جو اس جذبہ کے حصول کے لیے ہوتا ہے وہ بھی دو قسم کا ہے۔ بلکہ کئی قسم کا ہے ایک قسم تو وہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طریقہ سے مقصود تک پہنچے اور حضرت رسالت خاتمیت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بھی جذبہ کے اس خانہ سے اسی طریقہ سے پہنچے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال اخلاص کی جہت سے جو آپ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے رکھتے تھے اور آپ میں فانی تھے تمام صحابہ

Marfat.com

کرام رضوان اللہ تعالیٰ وتقدس علیہم اجمعین کے درمیان اس راستے کی خصوصیت کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں اور یہی نسبت جذبہ و سلوک حضرت امام جعفر صادقؓ تک اسی خصوصیت کے ساتھ پہنچی اور جب کہ امام جعفر صادقؓ کی والدہ ماجدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کرام سے تھیں۔ اس بنا پر امام جعفرؓ نے اپنے آبائے کرام سے بھی ایک الگ نسبت حاصل کی۔ تو آپ ان دونوں طریقوں کے جامع ہوئے اور اس جذبے کو آپ نے ان کے سلوک کے ساتھ جمع فرما دیا اور اس سلوک کے ذریعے مقصود تک پہنچے اور ان دونوں سلوک کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے طے ہوتا ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کا سلوک سیر آفاقی سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جذبہ کے مکان میں سوراخ کیا اور مطلوب تک پہنچے حضرت علیؓ کے سلوک میں معارف حاصل ہوتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلوک میں محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر لازماً" حضرت علیؓ علم کے شہر کے دروازے قرار پائے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دوستی اور خلت کی قابلیت پیدا کی نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا اَحَدًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا

اگر میں نے کسی کو اپنا خاص دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر صدیق کو بناتا۔

اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہت جذبہ کی جامعیت کے اعتبار سے جس کا منبع محبت ہے اور سلوک آفاقی کی جہت سے جو علوم و معارف کا منبع ہے محبت اور معرفت سے وافر حصہ حاصل کیا اس کے بعد امام موصوف نے اس نسبت مرکبہ کو بطور امانت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے سپرد کیا۔

Marfat.com

طریقہ نقشبندیہ میں نئی چیزوں کی اختراع

اس طریقہ علیہ کے متاخرین بزرگوں کے کچھ خلفاء نے اس طریقہ میں کچھ نئی چیزیں داخل کر دی ہیں اور اس سلسلہ کے اکابر کی روش کو ترک کر دیا ہے ان لوگوں کے مریدوں کی ایک جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ ان محدثات سے انہوں نے اس طریقہ کی تکمیل کی ہے۔ حاشاو کلا (پناہ بخدا) کبرت کلمتہ تخرج من افواھھم (بہت بڑی بات ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے) جن لوگوں نے اس سلسلہ میں بعض نئی اور بے اصل باتیں داخل کی ہیں ان سے اس سلسلے کی تکمیل نہیں بلکہ اس میں سلسلے کی تخریب اور اسے ضائع کرنا ہے افسوس ہزار افسوس بعض وہ بدعات جن کا دوسرے سلسلوں میں وجود تک نہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں جاری کر دیا گیا ہے مثلاً" اس سلسلہ کے بعض لوگ نماز تہجد جماعت سے ادا کرتے ہیں اردگرد سے لوگ تہجد کے وقت جمع ہوتے ہیں اور پھر یہ لوگ پوری جمعیت کے ساتھ یہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل مکروہ تحریمہ ہے۔ جن فقہاء نے اس جماعت کی کراہت کے لئے تداعی (لوگوں کو بلانا) کو شرط قرار دیا ہے۔ انہوں نے بھی ایک گوشہ مسجد میں اسے جائز کہا ہے وہ بھی اس صورت میں کہ تین افراد سے زیادہ نہ ہوں۔ تین سے زیادہ افراد کامل کر یہ نماز جماعت سے ادا کرنا فقہاء کے نزدیک بالاتفاق مکروہ ہے۔ نیز اس طرح نماز تہجد ادا کرنے میں تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں۔ بارہ رکعات کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت بیٹھ کر اور ان دو کو ایک رکعت تصور کرتے ہیں اور اس طرح تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں حالانکہ بات یوں نہیں ہمارے نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیمات نے جو بعض دفعہ تیرہ رکعات ادا فرمائی ہیں اور بعض دفعہ گیارہ رکعات اور بعض دفعہ نو رکعات تو وہ وتروں کو ساتھ ملا کر جفت رکعات کے بجائے طاق رکعات قرار دی ہیں یوں نہیں کہ دو رکعات نفل کو جو بیٹھ کر ادا کی ہوں ایک تصور کیا ہے اس قسم کے علم وعمل کا منشا روشن سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیتہ کی عدم تحقیق ہے۔

حضرت" مخدوم زادہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس بلند طریقہ کی بلندی اور طبقہ نقشبندی کی رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے۔ اس لئے اس بلند

Marfat.com

طریقہ کے اکابر نے ذکر جہر سے اجتناب فرمایا ہے اور ذکر قلبی کی تلقین کی ہے اور سماع رقص وجد و تواجد سے جو آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے زمانہ میں نہیں تھا' منع کیا ہے اور خلوت نشینی اور چلہ کشی جو زمانہ صحابہ میں نہیں تھی اس کے بجائے خلوت درانجمن کو اختیار کیا ہے۔ تو لازما" اس التزام و پابندی پر نتائج عظیمہ مرتب ہوئے ہیں اور بدعت سے بچنے پر ثمرات کثیرہ حاصل ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر یہ بات ہے کہ دوسروں کی انتہا ان کی بدایت (ابتدا) میں درج ہے اور ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق و اعلیٰ ہے ان کا کلام امراض قلبیہ کے لیے دوا اور ان کی نظر بیماریوں سے شفا بخشتی ہے اور ان کی اعلیٰ توجہ طالبوں کو کونین کی گرفتاری سے نجات عطا کرتی ہے اور ان کے بلند ہمت مریدوں کو پستی سے بلندی تک پہنچاتی ہے"

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند
کہ برنداز رہ پنھاں بحرم قافلہ را
ازدل سالک راہ جاذبہ صحبت شان
برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

نقشبندی بزرگ عجب قافلہ سالار ہیں جو پوشیدہ راستے سے قافلے کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں۔ سالک راہ کے دل سے ان کی صحبت کا جاذبہ وسوسہ خلوت اور فکر چلہ کو مٹا دیتا ہے۔

لیکن اس زمانہ میں کہ یہ نسبت شریفہ عنقا اور نایاب ہو چکی ہے اور اپنا چہرہ پوشیدگی میں چھپا چکی ہے اسی طبقہ کی ایک جماعت نے اس دولت عظمیٰ اور نعمت غیر مترقبہ کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور ان نفیس موتیوں کے عوض چند ٹھیکریوں پر خوش ہو چکے ہیں اور بچوں کی طرح اخروٹ و منقا کے ساتھ آرام پذیر ہو چکے ہیں۔ انتہائی اضطراب و حیرانی کے باعث اکابر کا طریقہ چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے تعلق پکڑتے ہیں اور کبھی سماع و رقص سے آرام حاصل کرتے ہیں اور انجمن میں ان کو خلوت میسر نہیں آئی تو انہوں نے چالیس روزہ خلوت کے چلے اختیار

Marfat.com

کئے۔ عجب تر بات یہ ہے کہ ان بدعات کو اس نسبت شریفہ کا متمم و مکمل گمان کرتے ہیں اور اس تخریب کو عین تعمیر شمار کرتے ہیں۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو انصاف کی توفیق عنایت کرے اور ان کے کمالات کا ایک شمہ ہی ان کی جانوں کے دماغ تک پہنچائے ن اور ص کی برکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پاک کی حرمت کے صدقہ سے۔ ان بدعات و محدثات نے جو اس علاقہ میں پھیل چکی ہیں بہت حد تک اکابر کے اصل طریقہ کو پوشیدہ کر دیا ہے اور وہاں کے ہر شریف و کمینہ نے نئی اور جدید وضع اختیار کر لی ہے اور اصل اور قدیم راستہ سے روگرداں ہو چکے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۱۶۸)

اس طریق میں مایوس اور خسارہ والا وہ شخص ہے جو اس طریق (نقشبند) میں داخل ہو کر اس طریق کے آداب کو مدنظر نہ رکھے اور نئے نئے امور اس طریق میں پیدا کرے اور طریقت کے برخلاف اپنے واقعات اور خوابوں پر اعتماد کرے۔ اس صورت میں طریق کا کیا گناہ ہے وہ اپنے واقعات و منامات کی راہ پر چلتا ہے یعنی اپنے اختیار سے کعبہ کی طرف سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف جا رہا ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۸۲)

اور طریق صوفیہ میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر ان کو متابعت کی دولت حاصل ہو اور احوال کچھ بھی نہ ہوں تو خوش ہیں اور اگر احوال کے باوجود متابعت میں فتور جانیں تو احوال کو پسند نہیں کرتے اسی لئے ان بزرگواروں نے سماع و رقص کو جائز نہیں سمجھا اور ان احوال کا جو ان پر مرتب ہوتے ہیں کچھ اعتبار نہیں کیا ہے بلکہ ذکر جہر کو بھی بدعت جان کر اس سے منع کیا ہے اور وہ فوائد و ثمرات جو اس پر مرتب ہوتے ہیں ان کی طرف التفات نہیں کیا۔

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے پیر حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس طعام میں حاضر تھا۔ شیخ کمال جو حضرت کے مخلص دوستوں میں تھا کھانا شروع کرتے وقت آپ کے حضور بسم اللہ کو بلند آواز سے کہا۔ حضور کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور یہاں تک جھڑکا اور فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس طعام میں حاضر نہ ہوا کرے۔

Marfat.com

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال قدس سرہ کے پاس لے گئے تھے تاکہ ان کو ذکر جہر سے منع کریں۔ علماء نے حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ ذکر جہر بدعت ہے نہ کیا کریں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ آئندہ نہ کریں گے۔ (مکتوب نمبر۲۶۶)

Marfat.com

آداب مریدین

ارشادات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَدَّبَنَا بِالْاٰدَابِ النَّبَوِیَّۃِ وَ ھَدَانَا بِالْاَخْلَاقِ الْمُصْطَفَوِیَّتِہٖ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوتِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ اَتَمَّھَاوَ اَکْمَلَھَا۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں آداب نبویؐ سکھائے اور ہمیں اخلاق مصطفوی کی ہدایت دی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات و التسلیمات

امام ربانی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ اے عزیز جان لے کہ اس راہ فقر پر چلنے والے دو حال سے خالی نہیں یا مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہوں تو انہیں مبارک ہو۔ کیونکہ انہیں انجذاب اور محبت کے راستے سے کشاں کشاں لے جائیں گے اور مطلب اعلیٰ تک پہنچا دیں گے اور ہر ادب جو درکار ہو بلواسطہ یا بلاواسطہ انہیں سکھا دیں گے اور اگر ان سے کوئی لغزش واقع ہوگی تو اس پر انہیں جلدی آگاہ فرما دیں گے اور ان پر گرفت نہیں کریں گے اور اگر انہیں ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی تو ان کی کوشش کے بغیر اس دولت تک پہنچا دیں گے۔

مختصر یہ کہ عنایت ازلی جل شانہ ان بزرگوں کے حال کی کفیل ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کے کام کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں جسے چاہتا ہے برگزیدہ بنا لیتا ہے۔

اور اگر مرید ہوں گے تو ان کا کام کامل اور کامل کرنے والے پیر کے واسطہ کے بغیر دشوار ہے بلکہ ایسا پیر چاہیے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف اور فنا و بقا کی سعادت سے بھی سعادت مند ہو چکا ہو اور سیر الی اللہ' سیر فی اللہ' سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کو مکمل طور پر طے کر چکا ہو اور اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو اور مرادوں کی تربیت کا پروردہ ہو تو نہایت ہی اکسیر ہے اس کا کلام دوا ہے اور اس کی نظر شفا۔ مردہ دلوں کی زندگی اس کی توجہ شریف سے وابستہ ہے اور پژمردہ جانوں کی

Marfat.com

تازگی اس کے التفات لطیف کے ساتھ مربوط ہے اور اگر اس طرح کا صاحب دولت پیر میسر نہ آئے تو سالک مجذوب ہی غنیمت ہے اور ناقصوں کی تربیت اس سے بھی ہو جائے گی اور اس کے واسطے سے فنا اور بقا کی دولت تک پہنچ جائیں گے۔

اور اگر عنایت خداوندی جل سلطانہ' سے کسی طالب کو اس طرح کے کامل اور کامل کرنے والے پیر تک پہنچا دیں تو چاہیے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دے اور اپنی نیک بختی کو اس کی رضامندی کے کاموں میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی ناراضگی میں خیال کرے۔ مختصر یہ کہ اپنی ہر خواہش کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔

حدیث نبوی عَلَیہِ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا و اکملہا میں وارد ہے۔

لَنْ یُؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَاہُ تَبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ

تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی خواہش نفس کو اس چیز کے تابع نہ کر دے جسے میں لے کر آیا ہوں۔

یہ بات بھی مرید کے ذہن میں رہنی چاہیے کہ آداب صحبت اور شرائط کا لحاظ بھی اس راہ کی ضروریات سے ہے تاکہ فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کا راستہ کھلے۔ اس کے بغیر صحبت کا کوئی نتیجہ نہیں اور نہ مجلس کا کوئی فائدہ ہے۔ بعض آداب اور ضروری شرائط بیان کی جاتی ہیں گوش ہوش سے سنیں۔

اے عزیز! تو جان کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کے چہرے کو تمام اطراف سے موڑ کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے غیر کی طرف التفات نہ کرے اور اپنے آپ کو کلیتہ اس کی طرف متوجہ کرکے بیٹھے یہاں تک کہ اس کے حکم کے بغیر ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور فرض و سنت نماز کے علاوہ کوئی نماز اس کی مجلس میں ادا نہ کرے۔

موجودہ بادشاہ کے متعلق منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کی سامنے کھڑا تھا اتفاقاً" اس دوران میں وزیر کی توجہ اپنے کپڑوں کی طرف ہو گئی اور اس نے اپنے کپڑے کے کسی

Marfat.com

بند کو اپنے ہاتھ سے درست کیا۔ اس دوران بادشاہ کی نظر اس پر پڑی دیکھا کہ وزیر اس کی طرف متوجہ نہیں تو ڈانٹ کر کہا کہ میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے سامنے اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے۔

غور کرنا چاہیے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل کے لیے باریک آداب درکار ہیں تو جو چیزیں (مرشد وغیرہ) خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں ان کے آداب کی رعایت تو بہت کامل طریقہ پر کرنی لازم ہوگی اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑوں پر یا پیر کے سائے پر پڑتا ہو اور پیر کی جاء نماز پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو خانہ میں وضو نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو اپنے استعمال میں نہ لائے اور اس کے سامنے پانی نہ پیے اور نہ کھانا کھائے اور نہ کسی سے بات کرے بلکہ کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہو اور پیر کی عدم موجودگی میں اس طرف پاؤں نہ کرے جس طرف پیر ہو اور نہ اس طرف تھوکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اسے درست جانے اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ پیر جو کچھ کرتا ہے الہام اور اذن سے کرتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

اور اگر اس کی بعض الہامی صورتوں میں خطا بھی واقع ہو جائے تو خطا الہامی اجتہادی کی طرح ہے کہ اس پر ملامت یا اعتراض جائز نہیں۔ نیز چونکہ اس مرید کو اپنے پیر کے ساتھ محبت پیدا ہو چکی ہے اس لیے محبوب سے جو کچھ صادر ہو محب کو اچھا ہی نظر آتا ہے لہٰذا اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اور تمام کلی و جزوی امور میں اپنے پیر کی اقتدا کرے کیا کھانے میں کیا پینے میں اور کیا سونے اور ہر نیک کام میں۔ نماز کو اپنے پیر کی طرح ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو اس کے عمل سے اخذ کرنا چاہیے۔

اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات کا مطالبہ نہ کرے اگرچہ یہ طلب دل میں وسوسے و خطرے کی شکل میں ہو تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی مومن نے اپنے نبی سے معجزہ طلب کیا ہو معجزے طلب کرنے والے کفار اور منکر لوگ ہیں ؎

معجزات از بہر قہر دشمن است
بوئے جنسیت پئے دل بردن است

Marfat.com

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

معجزات دشمن کو مغلوب کرنے کے لیے ہیں اور دل قابو کرنے کے لیے جنسیت کی بو ہے معجزات ایمان کا باعث نہیں بلکہ جنسیت کی بو صفات کو جذب کرتی ہے۔

اگر دل میں کسی قسم کا شبہ بھی آ جائے تو بلا توقف پیر کی خدمت میں عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنی کوتاہی تصور کرے پیر پر کوئی عیب نہ لگائے اور جو بھی واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اس سے دریافت کرے اور جو تعبیر خود طالب پر منکشف ہو وہ بھی عرض کرے اور درستی اور خطا کو اس سے تلاش کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز اعتماد نہ کرے کیونکہ اس دنیا میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور درستی خطا کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور بے ضرورت اور بلا اجازت اس سے الگ نہ ہو۔ کیونکہ اپنے لیے پیر کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور اونچی آواز سے اس کے ساتھ گفتگو بھی نہ کرے کہ بے ادبی ہے اور ظاہر و باطن میں فتوح اور کشائش حاصل ہو تو اپنے پیر کے توسط سے جانے اور واقعہ میں دیکھے کہ دوسرے مشائخ سے فیض پہنچا ہے اسے بھی اپنے پیر کی طرف سے جانے اور یہ اعتقاد رکھے کہ جب پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے تو پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب شیوخ میں سے ایک شیخ کے مناسب کہ افاضہ کی صورت اس سے ظاہر ہوئی ہے اور پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے مرید تک پہنچا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے مرید کی آزمائش کے طور پر وہ لطیفہ دوسرا شیخ خیال کر لیا گیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے یہ عظیم مغالطہ ہے حق سبحانہ لغزش قدم سے بچائے اور پیر کے ساتھ حسن اعتقاد اور اس کی محبت پر قائم رکھے۔ بحرمتہ سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔ مختصر یہ کہ طریقت سب ادب ہے مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر مرید بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور ان کی مناسب ادائیگی تک نہ پہنچ سکے اور کوشش و سعی کے باوجود عہدہ برا نہ ہو سکے تو اس کے لیے معافی ہے لیکن اپنی اس

Marfat.com

کوتاہی کا اعتراف ضروری ہے اور اگر عیاذ باللہ سبحانہ آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۹۲)

اہل اللہ کی خدمت میں خالی ہو کر آنا چاہیے تاکہ پر ہو کر واپس لوٹے اور اپنے افلاس اور محتاجی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرمائیں اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے۔ سیر ہو کر آنا اور سیر ہو کر ہی چلے جانا بے مزہ ہے اپنے پر ہونے کا خیال مرض کے باعث ہے اور بے نیازی سرکشی میں ڈال دیتی ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرماتے ہیں پہلے نیاز مندی اور خستہ دلی درکار ہے پھر دل شکستہ کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے لہٰذا بندگان حق کی توجہ کے لیے نیازمندی شرط ہے۔

اے سعادت کے نشان والے جو کچھ ہم اور تم پر لازم و ضروری ہے وہ علماء حق شکر اللہ تعالیٰ کے طریقہ کے مطابق کتاب و سنت کے تقاضے کے موافق عقائد کی تصحیح ہے اور اپنے آپ کو ان عقائد پر قائم رکھنا ہے جو علمائے اہل سنت نے قرآن و سنت سے اخذ کئے ہیں کیونکہ ہمارا اور تمہارا قرآن و سنت کے کسی معنی کو سمجھنا کچھ اعتبار نہیں رکھتا اگر ان بزرگوں کی آراء کے مطابق نہیں کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے احکام باطلہ کو قرآن و سنت سے ہی سمجھنے کا دعویدار ہے اور یہیں سے اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ ان کا گمان حق کے مقام پر کچھ نفع نہیں دے سکتا۔ مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو متحمل یعنی رعب و داب سے آراستہ رکھیں اور مریدوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور انس اختیار نہ کریں کہ خفت اور سبکی کا موجب ہے اور افادہ اور استفادہ کے منافی ہے اور حدود شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں اور جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی اس طریقہ علیہ کے منافی اور سنت کی تابعداری کے دعوے کے مخالف ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ رِيَاءُ الْعَارِفِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اِخْلَاصِ الْمُرِيْدِيْنَ۔ عارفوں کا ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے کیونکہ عارفوں کا ریا طالبوں کے دلوں کو حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف کھینچنے کے لیے ہوتا ہے پس ضرور مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہوگا نیز عارفوں کے اعمال طالبوں کے لیے اعمال بجالانے میں موجب

Marfat.com

تقلید ہیں اگر عارف خود عمل نہ کریں تو طالب محروم رہیں گے پس عارف اس واسطے ریا کرتے ہیں۔ تاکہ طالب ان کی اقتدا کریں یہ ریاعین اخلاص ہے بلکہ اس اخلاص سے بہتر ہے جو اپنے نفع کے لیے ہو۔

اس بات سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ عارفوں کے عمل محض طالبوں کی تقلید کے لیے ہیں اور عارفوں کو عمل کی حاجت نہیں ہے نعوذ باللہ منہا یہ الحادو زندقہ ہے بلکہ عارف اعمال کے بجالانے میں عام طالبوں کے ساتھ برابر ہیں اور اعمال کے بجالانے سے کسی کو چارہ نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بسا اوقات عارفوں کے اعمال میں طالبوں کا نفع مد نظر ہوتا ہے جو تقلید پر وابستہ ہے اس اعتبار سے اس کو ریا کہتے ہیں۔

غرض قول و فعل میں بڑی محافظت کریں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ فساد و ہنگامہ کے درپے ہیں کوئی ایسا کام سرزد نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں کو بزرگوں کے طعن کا موقع مل جائے اور حضرت حق تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہا کریں۔ (مکتبو نمبر ۱۵۷)

Marfat.com

خواجہ محمد معصوم ملقب بعروۃ الوثقیٰ

آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے درمیانے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۷ھ میں ہوئی حضرت مجدد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت بہت بابرکت ثابت ہوئی کہ ان کی پیدائش کے تھوڑے ہی عرصہ بعد میں حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور سلسلہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہوا۔ ابتدائی طور پر آپ کو مدرسہ میں داخل کیا گیا جہاں آپ نے بہت قلیل عرصہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا اس کے بعد دیگر علوم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے اکثر علوم حضرت مجدد صاحب اور اپنے بڑے بھائی محمد صادق، شیخ محمد طاہر لاہوری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین سے حاصل کئے بچپن سے ہی مجدد صاحبؒ کی آپ پر خصوصی نگاہ تھی اور آپ حضرت معصوم رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی استعداد کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے سولہ سال کی عمر میں آپ جمیع علوم معقول و منقول سے فارغ ہو کر ہمہ تن متوجہ باطن ہو گئے اور بہت جلد حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی توجہ خاص سے اعلیٰ روحانی کمالات کے وارث بن گئے۔ حضرت مجدد صاحبؒ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم محبوب خدا تعالیٰ ہے اور اسی وجہ سے آپ کو بہت عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے تھے حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری عمر میں اپنے مریدوں کی تربیت کے لیے ان کو آپ کے حوالے کر دیا تھا خواجہ معصومؒ کی توجہ سے مرتبہ ولائت پر پہنچنے والے آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے جب آپ زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تو بے شمار اہل عرب و عجم آپ کے مرید ہو گئے۔ میر عسکری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کا بیٹا فوت ہو گیا اس کے والدین بہت گھبرائے ہوئے تھے اور حضرت شیخ کے حضور فریاد کر رہے تھے آخر شیخ محمد معصومؒ نے میت کے سرہانے بیٹھ کر توجہ کی ایک ساعت گزری تھی کہ متوفی کی لاش میں حرکت ہوئی وہ اٹھا اور مکمل طور پر صحت مند ہو گیا۔ میر محمد بدخشانی نے اپنی کتاب تذکرہ مشائخ "معصومیہ" میں یہ کرامت نقل کی ہے۔ وفات سے ایک روز قبل جمعہ کے دن آپ نماز جمعہ کے لیے تشریف لائے بعد نماز آپ نے فرمایا کہ امید نہیں کہ میں کل اس

Marfat.com

وقت تک دنیا میں رہوں اور آپ پند ونصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح آپ نے نماز ادا کی مراقبہ کیا نماز اشراق پڑھی بعدازاں آپ پر سکرات الموت طاری ہوگیا دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ کا روضہ مبارک سرہند شریف (انڈیا) میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے تھے آپ نے علم ظاہری اور فیض باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا آپ مظہر جمال و کمال تھے مخزن برکات و معدن کرامات تھے آپ منبع انوار واقف الاسرار' کریم الاخلاق' عمیم الاشفاق اور صاحب مقامات جلیلہ و مدارج عالیہ تھے۔ صاحب "درالمعارف" فرماتے ہیں کہ خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادگان خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ میں بے بہا جوہر ہیں یہ دونوں بچپن میں ہی "مقامات احمدیہ" تک پہنچے درالمعارف میں مزید لکھا ہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا اور میرے بیٹوں کا معاملہ صاحب شرح و قایہ کے معاملے کی طرح ہے ان کے دادا وقایہ تحریر کرتے تھے تو صاحب شرح و قایہ اسے حفظ کرلیتے تھے اسی طرح جو معارف مجھ پر منکشف ہوتے ہیں میرے بیٹے انہیں بطور خود یاد کرلیتے ہیں۔ صاحب حضرات القدس اور روضتہ السلام فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ میں اس قدر جمال ظاہری اور کمال باطنی تھا کہ جو کوئی بھی ایک بار سامنے آتا آپ کے کمالات حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ سرہند شریف میں وبائے عظیم طاعون نمودار ہوئی سینکڑوں لوگ اس وبا سے ہلاک ہو گئے چنانچہ لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج سے کوئی شخص مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا وصال ۸۰ سال کی عمر میں ۱۰۷۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف (انڈیا) میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالاحد المشہور بشاہ گل تخلص وحدت قدس سرہ

آپ حضرت مجددؒ کے پوتے شیخ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے آپ کی ولادت باسعادت سرہند شریف میں ۱۰۴۹ھ میں ہوئی آپ کے والد آپ کو دوسرے فرزندوں کی نسبت بہت عزیز رکھتے تھے اور ان کے رخساروں پر شگفتگی کی وجہ سے انہیں گل کہا کرتے تھے چنانچہ اس نام "شاہ گل" سے مشہور تھے بچپن میں قرآن پاک حفظ کر کے علوم ظاہری و باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں کمال حاصل کیا پندرہ بیس سال کی عمر میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ سفرحج پر گئے اور حالات سفر حرمین شریفین پر ایک رسالہ عربی زبان میں ایسی فصاحت و بلاغت سے تحریر کیا کہ پڑھنے والے حیران رہ جاتے اپنے والد بزرگوار کی ۱۰۷۰ھ میں وفات کے بعد زیادہ وقت اپنے چچا حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارتے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ عبدالاحد تو تمام عقل ہے اور کبھی فرماتے عبدالاحد عقل مجلس ہے ایک روز شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ نے نماز مغرب پڑھائی بعد نماز فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ جس نے تیرے پیچھے نماز پڑھی وہ بخشا جائے گا اور فرمایا جو اس حلقہ نقشبندیہ میں داخل ہے وہ مغفور ہے۔ آپ نے ۷۸ سال کی عمر میں دہلی میں بعارضہ حبس بول درد مثانہ ۱۱۲۶ھ میں انتقال فرمایا اور سرہند شریف (انڈیا) حضرت خواجہ معصوم رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد کے مشرقی جانب دفن کیے گئے۔

حضرت خواجہ محمد حنیف پارسا رحمتہ اللہ علیہ

آپ کو نسبت سلوک اور فیض صحبت حضرت خواجہ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے ہے اور آپ انہیں کے اکابر خلفاء میں سے ہیں کابل کے قریب بامیال نامی ایک گاؤں میں تلقین و ارشاد اور تبلیغ میں معروف رہے اس علاقہ میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کو متعارف کرانے والے آپ ہی ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک بامیال میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ذکی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کو نسبت فیض حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی اور ان کے خلیفہ مجاز تھے آپ مقربان بارگاہ الٰہی کے امام و پیش رو انتہائے کمالات کے مدارج طے کرانے والے صاحب تصرف تھے۔ حضرت شاہ صاحب کلانوری رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق آپ کی جائے سکونت ملک عرب کی اتقی نامی ایک بستی ہے آپ مشہور و معروف شیخ المشائخ حضرت علی بن علم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں لوگ آپ کی محض صحبت سے بغیر کسی ریاضت مجاہدہ اعلیٰ روحانی مقامات حاصل کر لیتے ملک عرب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشو و نما آپ ہی کے ذریعے ہوئی آپ کے خلفاء میں اس وقت کے قطب حضرت شیخ محمد ٹھٹوی سندھی رحمتہ اللہ شامل تھے جنہیں آپ الہام الٰہی کے تحت ، عرب سے سندھ میں آکر صرف دو ہفتہ کے اندر منازل سلوک طے کرا کے واپس ملک عرب تشریف لے گئے۔

حضرت شیخ محمد قدس سرہ العزیز

آپ شیخ محمد ذکی رحمتہ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں تھے آپ سندھ میں ٹھٹھہ کے مقام پر پیدا ہوئے آپ آسمان شریعت و طریقت کے روشن ستارہ تھے آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی سندھی قدس سرہ العزیز کے خلفاء میں سے تھے آپ سندھ میں لواری شریف کے رہنے والے تھے آپ علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس میں لگ گئے اور کسی پیر کامل کی تلاش میں سرگرداں رہے ایک رات حضرت شیخ محمدؒ کو خواب میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواجہ صاحب کی تربیت و تکمیل کے لیے ارشاد فرمایا چنانچہ حضرت شیخ نے چودہ روز کی قلیل مدت میں روحانیت میں درجہ کمال کو پہنچا دیا خواجہ صاحب اپنے شاگردوں کو جو بھی پڑھاتے وہ انہیں اسی وقت از بر ہو جاتا ایک دن ایک شاگرد چند اعتراضات کم فہمی اور بیوقوفی سے بنا کر لایا آپ نے ان کے شافی جواب دے دیئے لیکن اس شاگرد کو بے ادبی کی وجہ سے نقصان پہنچا اور وہ پڑھا ہوا سب کچھ بھول گیا بہت عرصہ ندامت میں گرفتار روتا رہا ایک روز اس کے رونے پر آپ نے ترس کھایا اور اس پر نظر التفات فرما کر اس کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ کا وصال لواری شریف میں ہوا اور وہیں مزار مبارک ہے۔

حضرت خواجہ حاجی احمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مسکن سندھ کا ایک گاؤں قاضی احمد ضلع نواب شاہ تھا ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد باطنی علم کے لئے لواری شریف خواجہ محمد زمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے کئی سال آپ کو اپنے پاس رکھا اور فیض باطنی سے نوازا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر آپ کو اپنے وطن واپس بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے مخلوق خدا کی رہنمائی کا بیڑا اٹھایا اور لاکھوں بندگان خدا کو راہ حق پر لگایا۔ آخر آپ ۹ ذوالحجہ ۱۲۲۳ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے قاضی احمد (سندھ) میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

Marfat.com

شہباز توحید حضرت سید شاہ حسینؒ
(المعروف بھورے والے)

شمالی ہند افغانستان اور ترکستان میں نسبت نقشبندیہ کے فروغ کے لیے کئی پاک ہستیاں کام کر رہی تھیں۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کے بے شمار خلفاء اور فرزندان گرامی اور ان کے خلفاء نے ملت اسلامیہ کی خدمت اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں وقف کر دیں یہی پاک نسبت سرزمین سندھ سے شہباز توحید حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ کے وجود پاک میں منتقل ہو کر پنجاب میں آئی۔ دریائے راوی کوہ ہمالیہ سے اتر کر جس جگہ میدانی علاقے میں داخل ہوتا ہے وہاں دریا کے کنارے پر ایک گاؤں رتڑ چھتڑ آباد تھا۔ اس گاؤں کے نصیب جاگے اور حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ المعروف "بھورے والی سرکار" کے وجود پاک کی برکت سے اس کا نام مکان شریف ہوگیا۔

حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ بتاریخ ۱۰ ذیقعدہ ۱۱۸۰ھ اسی گاؤں میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش سے ساڑھے تین سو سال پہلے ان کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ دانیالؒ عرب سے آ کر یہاں آباد ہوئے تھے حصول تعلیم کے بعد حضرت سید شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ پشاور چلے گئے۔ وہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا شغل بھی جاری رہا اور کسب معاش کے لیے گھوڑوں کی تجارت بھی شروع کر دی قدرت نے کسی اور کام کے لیے یہ گوہر یکتا پیدا کیا تھا ایک دن بازار سے گزرتے ہوئے حفیظ نامی رنگریز کے منہ سے مثنوی شریف کے اشعار رقت انگیز لہجے میں سنے عشق حقیقی کی چنگاری کام کر گئی اور حضرت سید شاہ حسینؒ سب کچھ چھوڑ کر خالق حقیقی کی تلاش میں کہساروں، جنگلوں، بیابانوں، بستیوں اور شہروں میں سات سال تک گھومتے رہے۔ آخر مخدوم ولایت حضرت قاضی احمد رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سندھ کے ایک گاؤں قاضی گوٹھ جا پہنچے۔ حضرت مخدوم ولایت پہلے ہی اس شہباز توحید کے منتظر تھے۔ جب در اقدس پر پہنچے تو ارشاد فرمایا:

"جب ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا ایک عزیز علاقہ پنجاب سے بڑی مصیبت جھیل کر تمہارے پاس آئے گا۔ وہ سرمست مقبول بارگاہ اور مخمور بادہ وحدت ہوگا۔ جب وہ بلند ہمت آپ کے پاس آئے تو وہ امانت جو آپ کو سونپی گئی ہے اس کے حوالے کر دینا۔"

چند دنوں کے بعد ہی حضرت کے فیضان صحبت سے حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ پر جذب و مستی کی حالت طاری ہو گئی۔ دیوانہ وار کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔ جب ذرا افاقہ ہوتا تو سوز فراق میں ڈوبے ہوئے عاشقانہ اشعار پڑھتے اور دیار محبوب کی طرف رخ کرتے۔ جوں ہی نگاہ درودیوار پر پڑتی پھر بسمل کی طرح زمین پر لوٹتے اور جنگل کو بھاگ جاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد پیر و مرشد کی توجہ سے جذب و سکر میں سکون پیدا ہوا اور انہیں خلافت کی سند عطا فرما کر اپنے وطن مالوف واپس جانے کا حکم دیا۔

حضرتؒ جب واپس وطن شریف میں آئے تو اطراف و اکناف سے لوگ پروانہ وار اس شمع توحید کے گرد جمع ہو گئے۔ بے شمار لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہو کر مقصود کو پہنچے۔ حضرتؒ کا زمانہ بہت پر آشوب تھا۔ سکھوں نے ملک میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ سرہند شریف کی بے حرمتی ہو رہی تھی۔ مسلمانوں کے گھروں کو برباد کر کے ہل چلائے جاتے تھے حضرت تشریف لائے تو اس علاقہ سے نہ صرف کفروشرک کی بالا دستی ختم ہو گئی بلکہ جابجا ذکر و فکر تسبیح و تحلیل کی صدائیں از سرنو بلند ہوئیں ویران مسجدیں پھر آباد ہو گئیں اور مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی۔

وصال

حضرتؒ نے بعمر تریسٹھ سال ۷ صفر ۱۲۴۴ھ مکان شریف میں ہی دنیائے ناپائیدار کو خیر باد کہا اور خالق حقیقی سے واصل ہو گئے۔ ابتداء میں حضرت کی قبر شریف بہت سادہ اور کچی تھی کسی قدر گہرائی میں ہونے کی وجہ سے حضرت کا مدفن "بھورہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی نسبت سے حضرتؒ کو "بھورے والی سرکار" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ خلفاء میں سید بڈھنؒ شاہ کلانوری اور ابوالبرکات حضرت سید امام علیؒ شاہ کو بہت قبول عام حاصل ہوا۔

Marfat.com

قطب الاقطاب قیوم العالم ابو البرکات
حضرت سید امام علی شاہؒ

ولادت ۱۲۱۲ھ رحلت ۱۲۸۲ھ مزار شریف رتڑ چھتڑ (مکان شریف)

حضرت سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲۱۲ھ بمقام رتڑ چھتڑ میں ہوئی۔ حضرتؒ کے والد بزرگوار سید حیدر علی شاہؒ طبابت میں شغف رکھتے تھے بچپن میں ہی باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اور آبائی پیشہ طبابت کی کتب حافظ محمد رضا اور مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے پڑھیں۔ انہی ایام میں فخر خاندان حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے دریافت فرمایا "صاحبزادے کون سی کتاب پڑھتے ہو؟" یہ ابھی جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ خود ہی ارشاد فرمایا "مثنوی شریف پڑھا کرو۔ اس کے مطالعہ سے عمل میں اصلاح، اعتقاد میں پختگی، قلب میں روشنی اور روح میں قوت پیدا ہوتی ہے۔"

اگلے روز حضور نے انہیں طلب کیا اور مثنوی شریف کے چند اشعار کی تشریح فرمائی۔ حضرت بہت متاثر ہوئے اور اس کے بعد ہر روز کتاب لے کر حضور کے پاس پہنچ جاتے اور باقاعدہ سبق لیتے۔

ادھر اعلیٰ حضرتؒ مثنوی شریف کا سبق پڑھاتے تھے اور ادھر ان کے دل میں ان کی عظمت گھر کر رہی تھی۔

بیعت و خلافت

دوران تعلیم ایک دفعہ اعلیٰ حضرتؒ کے ساتھ حافظ محمود صاحبؒ کے پاس سموال شریف ضلع جہلم جانے کا اتفاق ہوا۔ دونوں اولیاء کامل راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے گردونواح کے لوگ حضرت حافظ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ انہوں نے بھی حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لیے درخواست پیش کر دی اس پر حافظ صاحبؒ نے فرمایا: "اللہ پاک تمہیں اپنے مرشد پاک کی محبت کاملہ عطا فرمائیں۔" اسی دن سے ان کے دل میں اعلیٰ حضرتؒ کی محبت امڈ آئی اور واپس گھر پہنچ کر بیعت کی التجا کر دی اعلیٰ

Marfat.com

حضرتؒ نے ازراہ عنایت درخواست قبول فرما کر سلسلہ میں داخل کیا اور ذکر کی تلقین فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اعلیٰ حضرتؒ کی توجہ سے انہیں وہ مقام حاصل ہوگیا جس کے لیے سالک سالہا سال مجاہدے کرتے ہیں، کئی کئی رات مراقبہ میں مشغول رہتے اور تنہائی میں اللہ اللہ کرتے اوراد و وظائف کا جو معمول حضرت کے پیرو مرشد نے ان کے لیے مقرر فرمایا تھا اس پر تمام عمر کاربند رہے۔ اعلیٰ حضرتؒ کا بے حد احترام فرماتے اور خوشنودی طبع مبارک کے لیے ان کی خدمت گزاری کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اور ان کے گھوڑے کا بول و براز مٹی کے برتن میں بھر کر سر پر رکھتے اور ہر روز دریا میں بہا دیتے اور طبیعت میں کبھی کراہت محسوس نہ کرتے بلکہ جب لوگ طنزاً دریافت کرتے کہ سر پر کیا ہے تو جواب دیتے کہ اس میں عطر ہے۔" حضرت کو ان بے بہا خدمات کے صلہ میں حق سبحانہ' نے بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ حضرت کے چہرہ مبارک پر انوار کی بارش ہوتی رہتی تھی۔

ارشادات

اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت قیوم العالمؒ کو بیعت کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو بہت فروغ دیا۔ حضرت نے مریدین اور طالبین کو جو ارشادات فرمائے وہ بیش بہا جواہرات سے کم نہیں ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

احترام پیر

"مرید کے دل میں شیخ کا ادب اس درجہ تک چاہیے کہ پیر کے روبرو بغیر اجازت کے بات نہ کرے پیر کی طرف بے باکانہ نہ دیکھے پیر کی محبت کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دے طریقت ادب کا نام ہے بے ادب دین و دنیا کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔ شیخ کا کلام ہمہ تن گوش ہو کر سنے کیونکہ ان ارشادات کا سننا ہزاروں کتابوں کے مطالعہ سے بڑھ کر ہے اور پیر جس کام کا حکم دے اسے دل و جان سے بجا لائے۔"

Marfat.com

مرید صادق کی تعریف

"مرید وہ ہے جس کی نفسانی خواہشات کو محبت اور شوق الہی کی آگ نے جلا کر رکھ دیا ہو۔ جب صبح سویرے اٹھے تو حسرت اور افسوس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو بہتے ہوں۔ عاجزی اور انکساری اس کا شعار ہو۔ گذشتہ اعمال پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے پناہ مانگتا ہو۔ مصیبت' تکلیف' اور سختی میں صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور انہیں خدا تعالٰی کی طرف سے جانے۔ اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور بخشش کا طلب گار رہے۔ کوئی سانس ذکر الہی کے بغیر نہ لے اور یہی سمجھے کہ یہ اس کا آخری سانس ہے۔

فرماتے ہیں توبہ اس طرح کرے کہ گناہ کا خیال ہی دل میں نہ آئے۔

فرماتے ہیں

کل عبادات کا مقصود اللہ جل شانہ کا ذکر ہے پس کسی حالت میں بھی اس سے غافل نہ رہے ذکر کی بے شمار فضیلتیں ہیں جس کا دل غیر اللہ سے پاک ہوتا ہے دنیا کی ہر چیز اس کے تابع ہوتی ہے۔

فرمایا

بوجہ لحاظ و فضیلت حضور سید المرسلین محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم حق سبحانہ و تعالٰی کو پہلی نافرمان امتوں کی طرح امت محمدی کے چہروں اور جسموں کا مسخ منظور نہیں۔ البتہ معبود حقیقی سے ڈرنے اور توبہ نہ کرنے سے لوگوں کے دل مسخ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ گناہوں میں آلودہ ہو جاتے ہیں"

فرمایا

ہر حالت میں متوکل رہ کر کام کاج میں مشغول رہنا چاہیے۔ بے کار نہ بیٹھے اور رزاق حقیقی پروردگار عالم کو سمجھے۔ اللہ تبارک و تعالٰی ہر ذی جان کو رزق پہنچاتے ہیں البتہ مقسوم زیادہ ملنا محال ہے۔ تنگی میں حق سبحانہ کی شکایت نہ کرے کیونکہ یہ نافرمانی ہے اس میں دونوں جہان کا خسارہ ہے۔ زیادہ لالچ حرام ہے۔

Marfat.com

کرامات

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل کے صلے میں حضرتؒ کو دو خصوصی انعام عطا فرمائے تھے اول نگاہ اکسیر صفت ' دوسرے پر کشش نورانی چہرہ۔

حضرتؒ کی نگاہ مبارک جس کور باطن پر پڑ جاتی اس کی سب سیاہیاں دھل جاتیں اور جو شخص حضور کا روئے منور دیکھتا اس کا قلب زندہ ہو جاتا۔ چنانچہ ہزاروں غیر مسلم اور بے دین لوگ حضرتؒ کی زیارت سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور صحیح معنوں میں مسلمان بن گئے۔ حاجت مندوں' بیماروں اور دکھیا مخلوق خدا کو جو فوائد آپ کی ذات سے پہنچے ان کے ذکر کے لیے ایک علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے۔

خلفاء و رحلت

آخری ایام میں حضرت اکثر بیمار رہتے تھے ۱۳ شوال ۱۲۸۲ ھ بروز جمعرات اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے اور مکان شریف میں ہی دفن ہوئے۔ حضرت کے وصال کے بعد صاجزادہ سید صادق علی شاہؒ مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے۔

حضرت صاجزادہ سید صادق علی شاہؒ

حضرت قبلہ قطب الاقطابؒ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور بے شمار مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھائی پینتیس (۳۵) سال تک درگاہ مبارک کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے چلایا اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور معتقدین سے خاص محبت رکھتے تھے اور سب وابستگان سلسلہ ان کا بہت احترام کرتے تھے حضرت خواجہ بابا امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ کو آپ نے ہی کوٹلہ شریف میں کارخاص پر بھیجا اگرچہ خلعت خلافت حضرت قطب الاقطاب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ امیرالدینؒ

ولادت : ۱۲۰۷ھ رحلت : ۱۳۳۱ھ ۔عمر ۱۲۵ سال

مزار شریف : کوٹلہ پنجو بیگ (ضلع شیخوپورہ)

ابتدائی حالات

حضرت بابا امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۰۷ھ میں ایک معزز گکے زئی خاندان میں بہ مقام دھرم کوٹ رندھاوا متصل مکان شریف (ضلع گورداسپور پنجاب انڈیا) پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی۔ بچپن سے ہی ان کو بزرگان مکان شریف سے گہری محبت و عقیدت تھی۔ حضرت قطب الاقطاب سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے اور مخلوق خدا ان سے اکتساب فیض کرنے لگی تو حضرت بابا امیرالدینؒ بھی حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ہر وقت اپنے پیر و مرشد کی چوکھٹ پر پڑے رہتے اور ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ فرماتے حضرت قبلہؒ بھی بہت محبت فرماتے اور ان کے حال پر ہمیشہ نظر کرم رکھتے۔

تھانیداری

اعلیٰ حضرتؒ کے حکم کے مطابق ابتدا میں پولیس میں تھانیدار بن گئے لیکن تین برس کے بعد ملازمت ترک کر کے پیر و مرشد کی صحبت اختیار کر لی طبعیت کا میلان یاد الٰہی کی طرف تھا اور دل میں اسم ذات سما چکا تھا دریا کے کنارے یاد حق میں محو رہنے لگے۔ اس قدر دل جمعی حاصل ہوئی کہ فیوض و برکات کی بارش ہونے لگی اور منازل سلوک طے کر کے بلند مقامات پر پہنچ گئے۔

نئی تقرری

پنجاب میں سکھوں کی شورش ختم ہو رہی تھی اور انگریزی حکومت کے پاؤں جم رہے تھے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب نے کوٹلہ پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ کے مقام پر زرعی اراضی کا وسیع رقبہ خرید کیا۔ اس رقبہ پر قبضہ حاصل کرنے اور اس کا انتظام

Marfat.com

درست کرنے کے لیے متعدد اشخاص کو حضرتؒ نے وہاں روانہ کیا لیکن کسی کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی آخر یہ کام حضرت خواجہؒ کے سپرد ہوا انہوں نے وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ذاتی وجاہت ' ظاہری فراست اور باطنی ہمت سے جاگیر کا انتظام درست کر لیا۔ پھر حضرتؒ کے ایما سے وہاں کوٹلہ میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ باطنی فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ ان کی خدمت میں آنے لگے اور جوق در جوق داخل سلسلہ ہونے لگے۔

کرامات

آپؒ کی بے شمار کرامات ہیں لیکن سب سے بڑی کرامت شہباز ولایت' قطب الاقطاب حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے دام عقیدت میں لا کر باطنی تربیت سے مقام کمال تک رہنمائی کرنا ہے خود فرمایا کرتے تھے :

> "جب قیامت کے دن حق سبحانہ مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے ہمارے حضور پیش کرنے کے لیے کیا تحفہ لائے ہو تو میں "شیر محمدؒ" کو پیش کر دوں گا۔"
>
> نیز یہ بھی فرمایا کہ : "میری اور میاں شیر محمدؒ کی مثال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔"

وصال

آپؒ کا وصال ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ میں کوٹلہ شریف میں ہوا اور یہیں آپؒ کا مزار مبارک ہے۔ ایک سو پچیس سال کی طویل مدت حیات پائی۔ آپؒ نے خلافت کا منصب دریکتا حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ آپ کی نسبی اولاد میں دو صاحبزادے تھے جن کی اولاد اب بھی کوٹلہ شریف میں موجود ہے۔

Marfat.com

مجدد دوراں قطب زماں حضرت میاں شیر محمدؒ

ولادت : ۱۲۸۲ھ رحلت : ۱۳۴۷ھ

مزار مبارک : شرق پور شریف

علم و عرفان کا گہوارہ "شہر لاہور" دریائے راوی کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔ اس سے بیس میل دور جنوب مغرب کی جانب اسی دریا کے دائیں کنارے پر شرق پور کا قصبہ آباد ہے۔ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا۔ سکھوں نے دو مرتبہ قصور شہر کو لوٹا اور اس بارونق قصبہ کے باشندوں کو امن وامان سے محروم کر دیا۔ اہل کمال قصور کو خیرباد کہہ کر ادھر ادھر بکھر گئے۔

آباؤ اجداد

اسی پر آشوب زمانہ میں ایک نہایت نیک اور پاک باز ہستی حضرت مولانا غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ قصور سے نقل مکانی کر کے بالآخر قصبہ شرق پور میں آکر آباد ہو گئے۔ اہالیان شرق پور نے ان کی آمد پر اظہار خوشنودی کیا اور ان کی رہائش کے ضروری انتظامات کر دیئے شاملات کا ایک قطعہ مسجد کی تعمیر کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اس جگہ کی صفائی کروائی اور ایک "قلمی حمائل شریف" جو ان کے فن خطاطی کا نادر نمونہ تھی ایک سو پچیس روپے میں ہدیہ کر کے اس رقم سے وہاں کنواں کھدوایا اور مسجد کے دروازے کی چوکھٹ تیار کروائی۔ اس مبارک ابتدا سے ایک بابرکت مسجد تیار ہو گئی جہاں حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور علوم دینیہ کی ابتدائی تعلیم کا مرکز قائم ہو گیا شہر کے وسط میں اب یہی مسجد حضرت میاں صاحبؒ کی مسجد مبارک مشہور ہے۔

قیام شرق پور کے دوران حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی شادی شرق پور کے معزز زمین دار گھرانے میں ہوئی۔ انہوں نے بیٹی کو ایک کنواں مع ملحقہ اراضی (ڈیک والا کنواں) بطور جہیز دیا۔ حضرت کی اولاد میں ایک لڑکی بی بی آمنہ تھیں۔ ان کا نکاح اپنے خاندان کے ایک صالح نوجوان حافظ محمد حسین قصوریؒ سے کر دیا اور نکاح کے بعد وہ

Marfat.com

قصور سے شرق پور ہی چلے آئے۔ ۱۲۸۲ھ میں حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت کے بعد ان کے داماد حافظ محمد حسین قصوریؒ نے شرق پور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے تین فرزند تھے۔

حافظ محمد حسین قصوری رحمتہ اللہ علیہ

میاں عزیزالدینؒ　　میاں حمیدالدینؒ　　میاں نظام الدینؒ

مجدد دوراں حضرت میاں شیر محمدؒ　　حضرت میاں غلام اللہؒ

ولادت باسعادت

تینوں بھائیوں میں سے بڑے بھائی میاں عزیزالدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں اس مرد حق، شیر محمدؒ نے جنم لیا۔ جس کی برکت سے سرزمین پنجاب میں اعلائے کلمتہ الحق اور احیائے سنت کے عظیم کارنامے سرانجام پائے سکھ عمل داری کی نحوست اور انگریزوں کی نجاست سے مسلمانان پنجاب میں مذہب اسلام سے بیگانگی اور ارکان اسلام سے غفلت بہت بڑھ چکی تھی۔ یہ خطہ کسی ایسے صاحب کمال کے فیضان کو ترس رہا تھا جو مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کر کے ان کو غفلت اور لادینی کے پنجے سے نجات دلائے۔ اعلیٰ کردار اور یقین محکم والی ہستی اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے والی شخصیت ہی اس عظیم کام کا بیڑا اٹھا سکتی تھی۔ قدرت نے یہ عظیم کام اس نومولود مسعود سے لینا تھا جس کی آمد کی راہ کئی بزرگ تک رہے تھے۔

امیر طریقت حضرت بابا امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کی ولادت سے بہت پہلے ہر سال شرق پور شریف تشریف لاتے اور فرماتے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف ظاہر فرمایا ہے کہ اس مقام پر ایک عظیم المرتبہ شیر خدا پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت میاں صاحبؒ کی ولادت سے لے کر سن شعور تک حضرت امیر طریقت رحمتہ اللہ علیہ آپ کی باطنی خبر گیری فرماتے رہے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت

Marfat.com

سے بہت سال پہلے ایک مجذوب بھی حضرت قبلہ کے مولد پاک کے ارد گرد چکر لگایا کرتے تھے لوگوں نے جب پوچھا تو کہا "اس محلہ میں ایک مقبول بارگاہ رب العلمین پیدا ہوگا میں اس کی بوئے مست سے روح کو مسرور اور دل و دماغ کو تازہ کرتا ہوں"۔

۱۲۸۲ھ کے اوائل میں وہ ساعت سعید آ پہنچی کہ حضرت میاں عزیزالدین رحمتہ اللہ علیہ کے کاشانہ مبارک میں اس پاک اور پر نور وجود کی آمد ہوئی جس کی ضیاء سے شرک والحاد کی تاریکیاں چھٹ جائیں خلاف سنت رسوم کے سلسلے کٹ جائیں اور عشق الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سرشار و مست ہو جائیں۔ آپؒ پیدا ہوئے تو گھر بھر میں عجیب کیفیت پائی جاتی تھی۔ سب خورد و کلاں خوش و خرم تھے ولادت کے وقت حضرت مولانا غلام رسولؒ اس مولود مسعود کے استقبال کے لیے بھی موجود تھے آپؒ نے حضرت قبلہ کو گود میں لیا اور خوب پیار کیا پھر اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی اور حضرت نے اسے چوسا بار بار سینے سے لگاتے اور چومتے ساتویں روز اسم مبارک "شیر محمد" رکھا گیا۔

حضرتؒ مادر زاد ولی تھے بچپن سے ہی کھیل کود سے بیزار اور متنفر تھے۔ تنہائی بہت پسند تھی والد بزرگوار کے اصرار پر مدرسہ میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی پھر اپنے محترم چچا میاں حمیدالدین صاحبؒ کے پاس مسجد میں دینی کتابیں پڑھیں اور قرآن حکیم ناظرہ نہایت ذوق و شوق سے پڑھا خطاطی کا بہت شوق تھا بڑے بلند پایہ طغرے لکھے رفتہ رفتہ سعادت ازلی نے اس کام کی طرف پورے طور پر متوجہ کر دیا جو قدرت کاملہ نے آپ سے لینا تھا۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میلش اندر طبع او انداختند

کبھی مسجد کے گوشہ میں بیٹھے اللہ اللہ کر رہے ہیں تو کبھی قبرستان یا ویرانوں کی تنہائیوں میں محو ذکر و فکر ہیں۔ جوں جوں زمانہ شعور آتا گیا غلبہ جذب و مستی بڑھتا گیا ٹوٹی پھوٹی قبروں میں لیٹ جاتے اور انتہائی کیف و سرور محسوس کرتے۔ حتیٰ کہ کسی کے ہاتھ میں "بوتل دیکھتے تو حالت سکر میں گر پڑتے کہیں جلتی دیا سلائی دیکھ لیتے تو بے خودی طاری ہو جاتی کنوئیں کی چرخی کی آواز سن کر جذب طاری ہو جاتا اور گھنٹوں بے ہوش

Marfat.com

پڑے رہتے اس حالت بے خودی میں آپ" کی نظروں سے بجلیاں سی کوندتی تھیں۔

کہتے ہیں انہی ایام میں آپ کے والد بزرگوار ایک دن صبح سویرے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ کسی مرد غیب نے راستہ روک کر گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور فرمایا۔ جس لڑکے کو آپ دیوانہ سمجھتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں وہ ایک دن بہت بلند اقبال ہوگا اور اس کے بڑے چرچے ہوں گے اگرچہ آپ نہیں دیکھیں گے۔ "حضرت قبلہ" کے والد بزرگوار اس دن سے حضرت قبلہ" کی طرف سے مطمئن ہو گئے اور ہر طرح خیال رکھنے لگے۔

بیعت و خلافت

حضرت قبلہ" خود ذکر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ امیرالدین رحمتہ اللہ علیہ اکثر کوٹلہ شریف سے شرق پور آتے اور آپ" کے جد امجد کے پاس مسجد میں قیام فرماتے اور پھر واپس چلے جاتے کچھ عرصہ کے بعد پھر لوٹ آتے۔ یہ آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا لیکن حضرت میاں صاحب" ابتدا میں اس عمر رسیدہ بزرگ کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے آخر حضرت خواجہ" کی توجہ اور کشش کام کر گئی اور جب ایک نظر خاص آپ" پر پڑی تو آپ" نے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک ہونے کی آرزو ظاہر کر دی۔ حضرت بابا صاحب" تو اسی شہباز کو اپنے دام میں لانے کے لیے چکر لگا رہے تھے۔ نہایت شفقت اور توجہ سے ذکر کی تلقین فرمائی اور داخل سلسلہ کر لیا۔

اس کے بعد غلبہ جذب وسکر سے آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری رہتی تھی گریبان چاک کرتے تڑپتے زمین پر لوٹتے بے قراری کے عالم میں مسجدوں کے دروازوں پر پہنچ کر زور زور سے اللہ اللہ کے نعرے بلند کرتے۔ کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے اور راستہ میں ملنے والوں سے اللہ کا پتہ پوچھتے۔ اکثر قبرستان کی طرف نکل جاتے اور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں دیر تک لیٹے لیٹے اسم ذات کے ذکر میں محو رہتے۔ ہوش میں آتے تو حضرت بابا صاحب" کیخدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے: "مجھے کیا ہو گیا ہے۔" آپ" خاموش رہتے تو پھر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی چنانچہ نہایت قلیل عرصہ میں کمال

Marfat.com

حاصل کر لیا اور منازل سلوک طے کر کے مقام قرب و قبول پر پہنچ گئے حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عطائے خلافت کی تحریر آپ کے حوالے کرنا چاہی لیکن آپؒ کی عالی ظرفی نے نہایت انکساری سے خدمت والا میں عرض کیا۔ "حضور! میں خلیفہ بننے کے لیے مرید نہیں ہوا ہوں بیعت سے میرا مقصود معبود حقیقی کا بندہ بننا ہے۔" اسی طرح کچھ وقت گزر گیا تو ایک روز حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ "میں آپ کا مرشد ہوں اور آپ پر تعمیل ارشاد لازم ہے اس امانت کا آپ سے بڑھ کر میری نظر میں اور کوئی اہل نہیں۔" اس پر آپ خاموش ہو گئے اور رضائے مولا کو مقدم سمجھا۔

رشد و ہدایت

منصب خلافت حاصل ہو جانے کے بعد بھی آپؒ کچھ عرصہ اصلاح احوال کی طرف ہی متوجہ رہے اور مخلوق خدا کی ہدایت و رہبری کا جو کام آپؒ کے سپرد ہوا تھا اس سے کنارہ کش رہے۔ آپؒ ازراہ انکسار فرماتے:

"میں خود کو ہرگز اس منصب کا اہل نہیں پاتا ہوں۔ کیا کروں حضرت پیرو مرشد مجبور کرتے ہیں۔"

"خزینہ معرفت" میں صوفی محمد ابراہیم قصوریؒ نے اسی زمانہ کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ حضرت قبلہؒ کے ہمراہ ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بیان کیا کہ وہ متعدد مرتبہ حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن پذیرائی نہ ہوئی --- اب وہ ایک ایسے پیر کے دام تلبیس میں گرفتار ہو گیا ہے جس نے پہلے اس نوجوان سے اپنے باپ کو سجدہ کروایا اور پھر اپنے آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ صوفی صاحب نے یہ بات سن کر بہت افسوس کیا اور حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ خلق خدا کی ہدایت پر کمربستہ نہ ہوئے تو لوگ اسی طرح شرک و ضلالت میں مبتلا ہوتے رہیں گے چنانچہ حضرت قبلہؒ نے اس

Marfat.com

کے بعد طالبان راہ ہدایت کی راہنمائی کا کام ہاتھ میں لے لیا۔ شمع توحید کے پروانے نزدیک و دور سے آپ ؒ کے گرد جمع ہو کر فیض یاب ہونے لگے۔

صورت و سیرت مبارک

حضرت قبلہ ؒ میانہ قد اور نحیف الجثہ تھے کتابی چہرہ' پیشانی چوڑی' بینی بلند' داڑھی مبارک گھنی جس میں کچھ بال سفید اور باقی سیاہ تھے۔ اکہرے جسم کے تھے۔ آنکھیں سیاہی مائل کثرت گریہ کی وجہ سے آخری عمر میں بینائی کمزور پڑ گئی تھی۔ مطالعہ کے وقت عموماً چشمہ کا استعمال کرتے تھے۔ رنگ گندمی تھا۔ چہرہ مبارک پر ذکر و فکر کی گہرائی کے اثرات نمایاں تھے۔

جمعہ کے روز غسل کے بعد صاف ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے اور خوشبو بھی لگاتے۔ طبیعت بے حد لطیف پائی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں ریشم کی طرح ملائم پائی تھیں۔ حیاداری کا یہ عالم تھا کہ حضرت قبلہ ؒ جب گھر سے نکلتے تو چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔ محلّہ کی عورتیں انہیں دیکھ کر کہتیں۔ "ہمارے محلے میں یہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوئی ہے جو سب سے منہ چھپاتی پھرتی ہے۔"

لباس میں انتہائی سادگی ہوتی تھی۔ سر پر پانچ پلی ٹوپی اور اس کے اوپر دستار مبارک ہوتی تھی۔ ڈھیلی آستینوں کا کرتہ اور تہبند زیب تن فرماتے۔ جاڑوں میں بند گلے کی واسکٹ اور بند گلے کا کوٹ پہنتے تھے۔ چلتے پھرتے وقت عموماً گز بھر کا سفید یا کالا رومال کندھے پر رکھتے تھے۔ سردیوں میں چمڑے کے موزے بھی استعمال فرماتے تھے اور سر پر لمبی روئی دار ٹوپی بھی رکھتے تھے۔ تہبند ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ سفید لباس پسند تھا۔

گرمی کے موسم میں کبھی کبھی دو کرتے بھی بیک وقت پہنتے کوئی ضرورت مند آ جاتا تو ایک اتار کر اس کو دے دیتے۔ بعض اوقات کسی کو بغیر پگڑی کے دیکھتے تو اپنی آدھی پگڑی پھاڑ کر اس کو دے دیتے یا نئی دلوا دیتے۔ قصوری زرد رنگ کا جوتا استعمال کرتے سیاہ جوتے سے نفرت کرتے۔

ہمیشہ دوزانو بیٹھتے کھانے کے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کر لیتے۔ آنے والے سے السلام

Marfat.com

علیکم کی خود پہل فرماتے۔ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے۔ راستہ سے اینٹ پتھر یا پھل کے چھلکے جن سے ایذا کا خطرہ ہو خود ہاتھ سے ہٹا دیتے۔ رفتار میں تیزی ہوا کرتی تھی۔

وتر کی خاص رعائت رکھتے۔ مہمانوں کے آگے روٹیاں بھی تین تین رکھتے کسی خادم کو اپنا جوتا چھونے نہ دیتے۔ اگال دان بھی خود ہی اٹھاتے۔ حضرت چٹائی (صف)) پر ہی دوزانو بیٹھتے کوئی پر تکلف فرش یا قالین نہیں ہوتا تھا۔ اسی پر بعض اوقات سر کے نیچے اینٹ رکھ کر لیٹ بھی جاتے۔

معمولات

حضرت میاں صاحب" اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند تھے اور خلق محمدی کا صحیح نمونہ تھے۔ اٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے اور بات چیت میں وہی رنگ نمایاں تھا۔ نماز' تسبیح' نوافل اور وظائف میں وقت کی پابندی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور ان کی ادائیگی میں استقامت اختیار فرماتے۔ حضرت قبلہ" صلہ رحمی فرماتے۔ غریبوں اور ناداروں کی اعانت کرتے۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے' مظلوم کی حمایت کرتے برائی کے بدلے برائی نہ کرتے بلکہ معاف فرمادیتے۔ ذاتی معاملہ کے لیے کبھی کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے تھے۔ البتہ دین کے معاملہ میں غصہ میں آجاتے تھے مگر جب کوئی شخص اپنی غلطی کا احساس کر کے اظہار ندامت کرتا تو اس پر بے حد مہربان ہو جاتے۔

ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں سے ملتے اور ان کی اصلاح کی انتہائی کوشش کرتے۔ مہمانوں کی تواضع اور عمدہ کھانوں سے ان کی خاطر مدارات کرتے مگر خود سادہ خوراک کھاتے اور بعض اوقات لذیذ اور عمدہ سالن میں پانی ملا لیتے تاکہ نفس کی سرزنش ہوتی رہے۔

ہم نشینوں میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔ حضرت قبلہ" کے زانو ہم نشینون سے بڑھے ہوئے نہ ہوتے تھے۔ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے۔ سب سے باری باری گفتگو فرماتے ملنے والے سے سلام کی خود پہل کرتے۔ رخصت کرتے وقت کبھی کبھی مصافحہ بھی فرماتے۔ کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہ دیتے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ پاؤں سے جوتے بھی اپنے ہاتھ سے نکالتے۔ کوئی شخص بھول کر آپ کے جوتوں کو ہاتھ لگاتا تو سخت

Marfat.com

خفا ہوتے۔

عموماً ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے۔ وضو کے دوران بات چیت سے اجتناب کرتے۔ ریش مبارک میں خلال کرتے اور کنگھی بھی کرتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک بھی استعمال میں لاتے۔ وضو میں زیادہ پانی صرف نہ کرتے نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مسجد کی چھت پر تشریف لے جاتے۔ چھ رکعت نماز نفل ادا کرتے۔ اس کے بعد حاضرین صفیں باندھ کر بیٹھ جاتے اور ان سے مصروف گفتگو ہوتے۔ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے۔ وتر پہلی رات ہی ادا کر لیتے۔ تہجد کی نماز گھر میں ادا کرتے۔ نماز جمعہ حنفی طریقہ کے مطابق ادا فرماتے۔ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے۔ ہر چہار رکعت کے بعد تسبیح بڑی دل جمعی اور شوق سے پڑھتے۔ سفر ہو یا حضر نماز تراویح میں کمی نہ کرتے تھے جنازے کی نماز میں اکثر شرکت فرماتے۔ متوفی کے پس ماندگان کے پاس تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے بھی جاتے۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور زبان مبارک سے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد پڑھتے پھر سورۃ فاتحہ پڑھ کر متوفی کے لیے دعائے مغفرت کرتے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے جاتے۔ اکثر زیارت قبور کے لیے قبرستان جاتے اور سب کے لیے دعائے مغفرت فرماتے۔ کسی قبر کو ہاتھ نہ لگاتے فرماتے: "ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے جب تک دل نہ لگے۔" مزارات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ دن چڑھے حضرت قبلہ نماز اشراق ادا کرتے اور کبھی بچوں کو قرآن پاک کا درس بھی دیتے۔ جو لڑکا سبق کی طرف سے بے توجہی کرتا یا بھاگ جانے کا عادی ہوتا حضرت قبلہ اس کے ایسی چٹکی لیتے کہ وہ شرارتیں بھول جاتا۔

مہمانوں کے لیے کھانا آپ خود گھر سے اٹھا کر لاتے اور اپنے ہاتھ سے دسترخوان پر چنتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے ان کے ہاتھ دھلاتے۔ ایک ایک لقمے پر بسم اللّٰہ شریف پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے۔ کھانے کے بعد مہمانوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور پھر سب کو ہاتھ دھونے کی تاکید فرماتے۔ دوپہر بعد از طعام قیلولہ فرماتے اور دوستوں سے بھی آرام کرنے کو کہتے۔ فرماتے:

"اگر ہمارا کھانا، پینا، لیٹنا، اٹھنا، بیٹھنا، شرع شریف کے مطابق ہو تو یہ بھی

Marfat.com

عبادت میں داخل ہے۔"

مسجد ہو یا گھر جوتے کا سر ہمیشہ قبلہ رخ رکھتے۔ اگر کوئی شخص بے خبری میں اپنا جوتا قبلہ رخ نہ رکھتا تو خود اپنے دست مبارک سے اسے سیدھا کر دیتے۔ لوٹے کی ٹونٹی بھی ہمیشہ قبلہ رو رکھتے۔ سمت قبلہ کا بہت خیال رکھتے۔

نماز با جماعت ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ نماز کے لیے جب صفیں بندھ جاتیں تو ان کی درستی کا بہت خیال فرماتے۔ دائیں بائیں نظر دوڑا کر نمازیوں کے پاؤں سیدھے کرتے۔ جس شخص کی ایڑیاں ملی ہوتیں اور پنجے کھلے ہوتے اسے درست کر کے کھڑا کرتے فرماتے نماز میں کھڑے ہوتے وقت پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ ہونا چاہیے۔ نیز فرماتے کہ دونوں پاؤں کے درمیان چار تا چھ انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے نماز کے بعد خشوع و خضوع سے دعا مانگتے۔ درود شریف بڑے ذوق شوق سے بکثرت پڑھتے فرماتے:

> "جب درود شریف پڑھا جائے تو یہ خیال ہونا چاہیے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربار احدیت میں جلوہ افروز ہیں اور اس ذات گرامی کے روبرو درود شریف پڑھ رہا ہوں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں۔"

ارشادات عالیہ

بندہ مومن جب عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وادیوں سے گزرتا ہوا معرفت الٰہی کی منزل میں قدم رکھتا ہے تو اس کی کایا پلٹ چکی ہوتی ہے اس کے قول و فعل فکر و عمل کے سب نقوش قرآن و سنت کے اتباع کامل پر مبنی ہوتے ہیں عقل و دانش کے یہی دونوں سرچشمے دراصل ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں۔ قیامت تک ان میں کوئی نقص یا رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مومن کامل بھی قرآن و سنت کی روشن قندیلوں کی ضیاء سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اور اس کے روزمرہ کے اعمال کا ہر جزو کتاب و سنت سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہے عارف رومیؒ فرماتے

Marfat.com

ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو کلمات نکلتے وہ کتاب اللہ کی تفسیر اور سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و تعبیر ہوتی تھی۔ ایسی بات زبان سے نہ نکالتے جس پر خود عمل پیرا نہ ہوتے۔ تصنع یا بناوٹ کو مطلق دخل نہ ہوتا تھا۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں تبرکاً" آپ کے کچھ ارشادات نقل کئے جاتے ہیں یہ قیمتی موتی حرز جان بنانے کے قابل ہیں۔

فرمایا: کم بخت وہ ہے جس کو آخرت کی فکر نہیں اور دنیا کی لذات میں مبتلا ہے۔ ایسی دولت جمع کرو جو تمہارے ہمراہ جا سکے۔ دنیا کا مال و متاع تو اسی دنیا میں رہ جائے گا۔

فرمایا: حماقت یہ ہے کہ اعتقاد رکھے اور عمل نہ کرے۔

فرمایا: ایک بری عادت کو چھوڑنا سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔

فرمایا: ایمان کی بنا چار اصولوں پر ہے بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اصول یہ ہیں:
۱۔ زبان کا اقرار ۲۔ دل کی تصدیق ۳۔ تن کا عمل
۴۔ سنت کی مطابقت

۱۔ جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔

Marfat.com

۲۔ جو شخص زبان سے اقرار کرے اور دل سے بھی تصدیق کرے مگر عمل نہ کرے وہ فاسق ہے اور فاسق اپنے قصور کے مطابق دوزخ میں جائے گا۔ کم سے کم ایک ساعت یا زیادہ سے زیادہ ستر برس۔

۳۔ جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے، دل سے تصدیق بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے مگر سنت نبویؐ کی متابعت میں تغافل کرتا ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی دوزخ میں جائے گا۔

فرمایا: اگر تم میں یہ تین عادتیں ہوں تو حساب آخرت میں آسانی ہوگی اور مولا کریم جنت میں داخل کریں گے۔

۱۔ جو تم کو نہ دے تم اس کو دو اور محروم نہ رکھو

۲۔ جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کردو۔

۳۔ جو رشتہ دار تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملو جلو اور قطع نہ کرو۔

فرمایا:

حدیث شریف وہی ہے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا۔ اور قرآن شریف بھی حضور کی زبان مبارک سے نکلا گویا قرآن شریف بھی حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر ہی قرآن شریف کی صداقت ہے۔

فرمایا:

ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرو۔

Marfat.com

فرمایا:

دنیا ایک دریا کی مانند ہے آخرت اس کا کنارہ ہے اور اس دریا سے پار اترنے کے لیے "تقویٰ" کی کشتی چاہیے اس کے بغیر پار اترنا محال ہے۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ مسلمان بیکار باتوں کو چھوڑ دے اور ان میں مشغول ہو کر وقت ضائع نہ کرے۔

ظاہر کی پاکی باطن کی پاکی کے موافق ہو جب ہاتھ دھوئے تو چاہیے کہ دل کو حب دنیا سے دھو ڈالے جب استنجا کرے تو جس طرح ظاہر کی پلیدی سے نجات حاصل کی اسی طرح باطن کو غیر کی دوستی سے پاک کرے۔

فرمایا:

تمام مخلوق ان تین صفات پر ہے۔

۱۔ فرشتے عقل رکھتے ہیں، مگر خواہش اور غضب نہیں رکھتے۔
۲۔ حیوان خواہش اور غضب رکھتے ہیں مگر عقل سے محروم ہیں۔
۳۔ انسان خواہش اور غضب اور عقل تینوں رکھتا ہے اگر انسان خواہش اور غضب کو تابع عقل کرے تو فرشتہ کا اعلیٰ درجہ حاصل کرے لیکن عقل کو خواہش اور غضب کے تابع کرنے سے یہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ انسان لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کی طلب تو کرے مگر بقدر ضرورت وہ بھی ایسی جیسے مصالحہ کی مقدار طعام میں ہوتی ہے۔

زندگی کو بہتر نہ سمجھو جب تک کوئی بہتر کام تم سے نہ ہو۔
کسی میت کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرو۔
شریر وہ ہے جو کہ شرارت کرے اور غریبوں کو ستائے
جس کو طعام سے سیری ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔

Marfat.com

جس کو مال سے تونگری ہوتی ہے وہ ہمیشہ درویش ہے۔
جو لوگوں سے حاجت چاہتا ہے وہ محروم ہے۔
جو اپنے کام میں خدا سے یاری نہیں چاہتا خوار ہوتا ہے۔
جو آدمی جوانی میں خدا کے فرمان کو ضائع کرتا ہے خداوند تعالیٰ بڑھاپے میں اس کو خوار کرتے ہیں۔
جو آدمی ایک دن صدق دل سے خدمت کرتا ہے، اس ایک دن کی برکت ساری مخلوق کو پہنچتی ہے پس اس کا کیا حال ہوگا جو ساری عمر خدمت میں رہتا ہے۔

فرمایا چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے۔

۱۔ عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کی وجہ سے
۲۔ گاؤں کے رئیس تکبر کی وجہ سے
۳۔ سوداگر دغابازی کی وجہ سے
۴۔ عوام جہل کے سبب سے
۵۔ حاکم ظلم کی وجہ سے
۶۔ عالم حسد کی وجہ سے، کیونکہ حسد نیکیوں کو جلا دیتا ہے اور حاسد کا کوئی مددگار نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب مطلوب کل مظہر العجائب والغرائب کرم اللہ وجہہ نے ایسی حکمت آموز باتیں بیان کیں جن کی طرف کسی کا ذہن نہیں دوڑا:۔

۱۔ جس کی بات میں نرمی ہوگی اس کے دل میں محبت کا ضرور مادہ ہوگا۔
۲۔ جس بندہ نے اپنے نفس کی قدر پہچانی۔ وہ کبھی ہلاک نہ ہوا۔
۳۔ جس سے چاہے مانگ مگر اس بات کا یقین کر لے کہ تو اس کا قیدی ہو چکا

Marfat.com

ہے تو جس کو چاہے دے اس کا حاکم و امیر ہوگا تو جس سے چاہے استغنا اور بے پروائی برت' انجام کار اسی جیسا ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں کو کفر سے اجتناب کرنے کے بعد چاہیے کہ اپنی آنکھ' کان' پیٹ' شرمگاہ' ہاتھ پاؤں دل اور زبان کو صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے روکے

فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں آباد ہوں گی' مگر درحقیقت وہ ہدایت سے خالی ہوں گی اس زمانے کے علما روئے زمین کے آدمیوں میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے انہیں کی طرف سے فتنہ و فساد شروع ہوگا اور انہیں پر ختم ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں گرفتار ہوں گے ان کی بڑائی دنیا کی دولت کے لحاظ سے ہوگی ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی' ان کا مطلوب سیم و زر ہوگا یہ لوگ خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ بڑے ہوں گے حالانکہ خداوند کریم کے نزدیک ان کی کچھ وقعت نہ ہوگی اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب لوگ دین کو مٹا دیں گے اور بدعتیں جاری کریں گے اس وقت جو کوئی میری سنت پر عمل کرے گا غریب تنہا رہ جائے گا اور جو بدعت کی پیروی کرے گا پچاس ساٹھ سے زیادہ اس کے مصاحب بن جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' کیا ہمارے بعد کوئی ہم سے افضل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" اصحابہؓ بولے حضور وہ لوگ کس طرح رہیں گے۔

فرمایا "جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اسی طرح سے ان کے دل گھلا کریں گے' ان کی زندگی اس طرح ہوگی جیسے سرکہ کے کیڑے سرکہ میں بسر کرتے ہیں پھر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ دین کی حفاظت کس طرح کریں گے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

جس طرح تم انگیٹھی کی حفاظت کرتے ہو' چھوؤ تو بجھ جائے ہاتھ لگاؤ تو جل جائے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے تیر کی طرح دبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ کرے گا۔ جب تک حرام سے نہ بچو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام ہوتا ہے۔

سہل تشتری رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی تہہ کو نہیں پہنچتا جب تک اس میں چار خصلتیں نہ ہوں۔

۱۔ فرائض کا ادا کرنا (معہ سنن کے)
۲۔ حلال کھانا پرہیز کے ساتھ
۳۔ ظاہر و باطن کو منع کی گئی چیزوں سے بچانا
۴۔ ان باتوں پر موت تک جما رہنا

فرماتے جو آدمی چالیس دن تک مال شبہ کا کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت ابن مبارکؒ کہ شبہ کا ایک درم واپس پھیر دینا میرے نزدیک ایک سے چھ لاکھ درم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے' فرمایا شبہ کے مال سے ایک آدمی لقمہ کھاتا ہے اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور اصلی حالت پر نہیں آتا۔

Marfat.com

واردات

ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں اٹاری جا رہا تھا کہ راستے میں آندھی آگئی' بارش اور اولے بھی پڑنے لگے' آندھی چونکہ زوروں پر تھی اس لئے درخت گرنے لگے تھے۔ حضرت قبلہؒ نے سوچا کہ سڑک سے ایک طرف ہو جائیں الہام ہوا کہ سڑک پر ہی چلو ---- چنانچہ اولے بھی پڑ رہے تھے اور بارش بھی ہو رہی تھی اور آندھی سے درخت بھی گر رہے تھے مگر یہ نہایت امن سے اٹاری پہنچ گئے لوگوں نے ان کے یوں سلامتی سے پہنچنے پر تعجب کا اظہار کیا جب وہاں سے لوٹے تو سڑک پر بہت سے درخت گرے پڑے تھے۔ سبحان اللہ! اللہ پاک اپنے بندوں کو ہر بلا و وبا سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جب حجام ہماری حجامت بناتا ہے تو استرے کے پھیرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ میرے دل پر پھیر رہا ہے نیز فرمایا جب میں چلتا ہوں تو نیچے سے اوپر تک تمام بدن میں ایک ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ تمام دل ہی معلوم ہوتا ہے اور ہر رونگٹے سے اسم ذات ظاہر ہوتا ہے۔

مکاشفات و کرامات

اس عنوان کے تحت اگر حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کمالات کا ذکر شروع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے مگر یہ بیان پھر بھی تشنہ تکمیل ہی رہے گا۔ آپ کی حیات مبارکہ کے ہر لحہ میں بیشمار کرامتوں کا ظہور ہوا۔ دنیا کی حاجات والے آتے تو آپؒ دنیا اور آخرت کی برکتیں ان کے دامن میں ڈال دیتے دین سیکھنے کے لیے کوئی آتا تو اس کے دل کا کاسہ ذوق و شوق اور محبت الٰہی و عشق محبوبؐ سے بھر دیتے دروازے پر آنے والا کوئی شخص خالی ہاتھ نہ جاتا اپنے سوال کے مطابق متاع دو جہاں حاصل کرتا۔

ایک ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مکمل طور پر کتاب و سنت کا پابند اور اسوہ رسولؐ کا شیدائی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کا ایک منفرد مقام تھا۔ آپؒ قرون اولیٰ کے بزرگواروں کی صف میں نظر آتے ہیں حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کے دل کی بات جان لینا کچھ بڑی چیز نہیں۔ہاں اس کے دل کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف پھیر دینا البتہ بڑی بات ہے میرے ہادی و مرشد حضرت سرکار "کرماں والے" رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شان اتنی بلند ہے کہ آپؒ کے دربار میں فرشتے بھی حکم کے منتظر دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔

منشی محمد حسین فیروزپوری کے چچا قصور میں رہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قصور سے پیدل روانہ ہوئے راستہ میں باتوں باتوں میں ایک شخص نے کہا ہم تو حضرت میاں صاحبؒ کو تب بزرگ مانیں گے جب آپ ہمیں ایسی چیز کھلائیں جو پہلے کبھی نہ کھائی ہو۔ یہ لوگ جب خدمت عالیہ میں پہنچے کھانے کا وقت تھا حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے حسب معمول ان کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے تو حضرت قبلہؒ نے آہستہ سے ارشاد فرمایا۔ "فقیروں کا امتحان نہیں لینا چاہیے۔" اور کھیر کی ایک تھالی ان کی طرف بڑھائی کھیر بے حد لذیذ تھی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؒ نے دریافت فرمایا بھلا یہ کھیر کس چیز کی تھی۔" جب انہوں نے لاعلمی کا اقرار کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ یہ کھیر ہرنی کے دودھ کی تھی۔ سبحان اللہ! انہیں وہی چیز کھلا دی جس کی راستہ میں ان میں سے ایک نے طلب کی تھی۔

میاں عبداللہ ساکن بھرچوکی کے ہمراہ ایک مرتبہ ایک نوجوان طالب علم بھی حضرت قبلہؒ کے پاس حاضر ہوا۔ راستہ میں مکئی کے ہرے بھرے کھیت دیکھ کر اس کا جی للچانے لگا جب بارگاہ عالیہ میں پہنچا تو ایک رکاب میں ابلی ہوئی مکئی کے بھٹے رکھے تھے حضرتؒ نے فرمایا۔ "یہ کھالو۔" اسی اثناء میں گلی سے ایک شخص کی آواز اس کے کانوں میں پڑی "کالے را جامن" طالب علم کو پھر جامن کھانے کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت قبلہ نے گھر کے دریچہ سے جامن سے بھری ہوئی تھالی اٹھا کر ان کی طرف بڑھا دی اور فرمایا۔ "لو یہ بھی کھاؤ۔" تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا۔ "ہر وقت کھانے پینے کی طرف ہی دھیان نہیں رکھنا چاہیے کچھ اللہ اللہ بھی کرنا چاہیے۔"

Marfat.com

اہل حاجت کی امداد

کوئی حاجت مند حضرت قبلہ" کے دربار میں حاضر ہوتا تو حضرت" اس کی شکستہ حالی سے آگاہی فرماتے ہوئے چپکے سے اس کے پلے اتنی رقم باندھ دیتے کہ اس کی حاجت روائی ہو جاتی۔

قاضی ضیا الدین لاہوری فرماتے ہیں کہ میں مقروض تھا اور اسی دوران ایک روز حضرت قبلہ" کے پاس حاضر ہوا طبیعت میں سخت پریشانی تھی جب آپ سے رخصت کا وقت آیا تو ارشاد فرمایا۔ "تمہارے ذمہ کچھ قرضہ تو نہیں ہے۔" بولے۔ "جی حضور تقریباً" تین صدر روپیہ کی رقم کا مقروض ہوں۔" فرمایا۔ " خداوند کریم اپنے فضل سے ادائیگی کا سبب بنا دیں گے۔" قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ واپسی پر نہایت عمدہ طریقہ سے رقم کی فراہمی اور قرضہ کی ادائیگی کا چند دنوں کے اندر انتظام ہو گیا۔

مولانا مفتی محمد غلام جان متولی اونچی مسجد لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضرت قبلہ" کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے ساتھ نیچے والے کمرے میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سادہ لباس میں ملبوس ایک صاحب بالائی منزل سے تشریف لائے اور میرے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔ میری یہ پہلی ملاقات تھی اور میں حضرت قبلہ" کا صورت آشنا نہ تھا میرے ذہن میں حضرت" کا جو تصور تھا حضرت صاحب" اس سے بالکل مختلف سادگی کا مرقع تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا "کہاں سے آئے ہو" عرض کیا لاہور سے حاضر ہوا ہوں۔" فرمایا "کیا کام کرتے ہو۔" عرض کیا مدرسہ نعمانیہ میں پڑھاتا ہوں۔" فرمایا "مولویوں کا فقیروں کے پاس آنے سے کیا مطلب۔" یہ بولے۔ "انہیں بھلا فقراء سے کیا عداوت ہو سکتی ہے۔" پھر مولوی غلام مرشد صاحب اور مولوی احمد علی صاحب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بھی فقراء کو نہیں مانتے۔ آپ" نے فرمایا "آپ تو خفا ہو گئے۔ اچھا آپ کو کیا کام ہے؟" مولوی صاحب نے کہا حضرت میاں صاحب سے ملنا ہے ابھی تک وہ اسی خیال میں تھے کہ ان کا مخاطب کوئی حضور کا خادم ہے حضرت قبلہ" اس کے بعد کسی دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پاس سے کسی شخص نے مولانا صاحب کو اشارہ سے بتلایا کہ

Marfat.com

حضرت میاں صاحب تو یہی ہیں۔ مولانا صاحب بہت پشیمان ہوئے کہ ان سے لاعلمی میں کیا کچھ سرزد ہوگیا۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہؒ پھر نیچے تشریف لائے ہاتھ میں کشف المحجوب کی ایک جلد تھی کتاب مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا "چار جگہ نشانیاں رکھ دی ہیں دیکھ لیں۔" اور خود پھر بالا خانہ پر تشریف لے گئے مولوی صاحب نے کتاب کھولی اور چاروں پر ان کے چاروں سوالات کے جواب تھے۔

۱۔ قرآن پاک کی تلاوت بلاناغہ کرنی چاہیے۔
۲۔ برادری میں کسی سے مخالفت پیدا نہ کرو۔
۳۔ فقراء کی صحبت کو غنیمت جانو۔
۴۔ حتی المقدور علماء کی خدمت کرو۔

جوابات پر غور کر رہے تھے تو کاندھے سے رومال لینے کے لیے ہاتھ ادھر اٹھایا۔ اتنے میں سامنے سے حضرت میاں صاحبؒ پھر نیچے تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا "دیکھ لی آپ نے کتاب۔" اور اس ارشاد کے ساتھ ہی مولوی صاحب کا رومال ان کے کندھے پر رکھ دیا اور ان کو رخصت کیا۔ مولوی صاحب رومال سنبھال کر اٹھے تو اس کے ایک کونے میں کچھ نقدی بندھی ہوئی تھی جو مولوی صاحب کا آمدورفت کا کرایہ تھا۔

ماسٹر محمد احسان صاحب مرحوم بانی پیکو آرٹ پریس، حافظ عبدالرزاق اور ایک ہندو دوست کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماسٹر صاحب ایک اعتقادی مسئلہ میں الجھے ہوئے تھے اس کے حل کے متمنی تھے اور ہندو دوست سوچتے تھے کہ ماس کھانا چاہیے یا نہیں۔

پہلی ملاقات تھی حضرت قبلہؒ جب بالا خانے سے تشریف لائے تو حاضرین سے پرسش احوال کرتے ان کے سامنے آگئے ماسٹر صاحب بوجہ رقیق القلبی زبان سے کچھ نہ کہہ سکے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ آپ نے تسلی آمیز لہجے میں فرمایا

Marfat.com

"تفسیر حقانی پڑھا کریں کہیں سے مل جائے گی۔" ان دنوں تفسیر حقانی باسانی دستیاب نہیں ہوتی تھی لاہور پہنچ کر ان کو کافی تلاش کے بعد کتاب مل گئی اور اس کے مطالعہ سے ان کے شکوک و شبہات جاتے رہے۔

ہندو بابو سے آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ منو سمرتی کا مطالعہ کرو۔ اس نے منو سمرتی کا مطالعہ کیا تو اس میں گوشت خوری کے متعلق سب کچھ لکھا تھا۔ سبحان اللہ کیا بے پایاں علم ہے کہ غیر مذاہب کے عقائد کی باتوں اور کتابوں کے حوالہ جات بھی بیان فرما دیئے۔

اصلاح عقاید

حضرت قبلہؒ ہدایت خلق کے منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ اس زمانے میں سب سے بڑا فتنہ انگریزی تعلیم اور تہذیب کے اثرات بد تھے جن کی وجہ سے عوام الناس اور بالخصوص نوجوان طبقہ میں شعائر اسلامی سے بیگانگی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ حضرت قبلہؒ برملا انگریزی تہذیب کی تباہ کاریوں سے نوجوان نسل کو آگاہ کرتے اور اس کی پیروی سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ یہ خبر حکمرانوں کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ آپؒ کی نگرانی اور تفتیش احوال کے لیے سرکاری جاسوس مقرر ہو گئے۔ آپؒ نے فرمایا "تم خواہ کتنی مدت یہاں پڑے رہو تمہیں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ کلمہ طیبہ کو ہم چھوڑنے سے رہے۔" آخر دوسرا شخص آیا تو آپؒ نے اس سے دریافت کیا "تم تھانیدار ہو یا حوالدار" "وہ شرمندہ ہو کر بولا۔ "جی حوالدار ہوں کیا کروں ملازمت ہے۔ جیسا حکم ہو کرنا پڑتا ہے۔" مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہؒ کے ہمراہ شاہ عالمی بازار لاہور سے گزر رہے تھے۔ حضرت قبلہؒ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ جب شاہ عالمی دروازہ کے اندر پری محل کے چوک میں آئے تو حضرت قبلہؒ رک گئے چہرہ مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا۔ بازار پر نظر ڈالتے ہوئے عصا پر زور دے کر فرمایا۔ "یہ مکان کب نذر آتش ہوں گے" تین مرتبہ بلند آواز سے یونہی ارشاد فرمایا۔ صوفی صاحب پریشان تھے کہ ہندوؤں کا گڑھ ہے کہیں کوئی فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو لیکن پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور کسی نے بات کرنے کی جرات نہ کی۔ اس فرمان کے

Marfat.com

تیس بتیس سال بعد یعنی ۱۹۴۷ء میں یہ جگہ فرقہ وارانہ فسادات کا مرکز بن گئی اور سب مکانات اور دکانات نذر آتش ہو گئیں۔ اب اس جگہ پھر نئی عمارات تعمیر ہوئی ہیں۔ اللہ کے بندوں کی نظر سے ماضی یا مستقبل کی کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ قصور میں تشریف فرما تھے۔ چوہدری نبی بخش سکنہ ترن تارن پکے شرابی تھے اور ہر وقت نشہ میں چور رہتے تھے۔ قصور میں حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شراب خوری سے توبہ کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ اس وقت حضرت قبلہؒ کے ایک خاص خادم بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی چوہدری نبی بخش کے حق میں سفارش کی۔ حضرت قبلہؒ نے نبی بخش کے کاندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر دو مرتبہ فرمایا: "تو پی لیا کر --- تو پی لیا کر۔" چوہدری نبی بخش نے بیان کیا کہ اسی وقت اس کے دل میں شراب سے سخت نفرت پیدا ہو گئی اور پھر اس کی بو بھی ان کے لیے بے حد تکلیف دہ ہوتی۔

تحصیل دار صاحب دیپال پور حضرت قبلہؒ کے معتقد تھے۔ حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین پیر عارف علی شاہ صاحب اور پیر سید علی شاہ صاحب حضرت قبلہؒ کے پاس تشریف لائے اور تحصیل دار صاحب مذکور کے نام ایک سفارشی رقعہ تحریر کرنے کی درخواست کی۔ آپؒ نے فرمایا کہ آپ کا منشا یہ ہے کہ بھائی کا حصہ بھی آپ کو مل جائے۔ مگر وہ رقعہ حاصل کرنے پر اصرار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت قبلہ نے رقعہ تحریر کر دیا کہ قرآن پاک کی رو سے ان کا فیصلہ کر دیا جائے۔

شاہ صاحب نے باہر آ کر جب یہ الفاظ پڑھے تو مایوس ہوئے اور رقعہ تحصیل دار صاحب کو نہ پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاریخ مقررہ پر جب عدالت میں حاضر ہوئے تو تحصیل دار صاحب نے سب سے پہلا سوال یہی کیا۔ "لائیں حضرت میاں صاحبؒ کا خط مجھے دے دیں۔ وہ خط کہاں ہے۔" انہوں نے پس و پیش کی اور ادھر ادھر کی باتوں میں ٹالنا چاہا کیونکہ وہ تحریر ان کے خلاف تھی۔ تحصیل دار صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے بعد عین قرآن پاک کے مطابق فیصلہ سنا دیا جس سے طرفین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوئی۔

Marfat.com

حکیم محمد اسحاق مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب" کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات شرق پور سے تشریف لائے ہیں تو بیساختہ فرمایا۔ "وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے۔ تمنا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں۔ چنانچہ وہ حضرت قبلہ" کی حاضری کے لیے شرق پور تشریف لائے اور بوقت روانگی حضرت قبلہ" سے پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

حضرت قبلہ" کے خالہ زاد بھائی میاں سر محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ علامہ اقبال" کے ہمراہ در دولت پر حاضر ہوئے۔ میاں صاحب" نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع کی۔ حضور میاں محمد شفیع صاحب" نے فرمایا۔ "میں نہیں جانتا تجھے یا تیرے ڈاکٹر کو۔" سر شفیع اپنا سا منہ لے کر رہ گئے لیکن جلد ہی دریائے رحمت جوش میں آگیا اور ان کو شرف باریابی حاصل ہوا۔ حضرت" نے ان کے سامنے انگریزی معاشرت کی بھرپور مذمت کی اور فرمایا کہ انگریزی تمدن اور معاشرت نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور اس کا اثر ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اس نے ہمیں دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا ہم نے جب سے اسے اپنایا ہے ہم پر خیروبرکت کے دروازے بند ہو گئے ہیں" داڑھی منڈانے پر ان کو ٹوکا اور انگریزی طور طریقوں کی مذمت فرمائی۔ علامہ جھٹ حضرت قبلہ سے معروض ہوئے۔ "بے شک حضرت" کو گناہوں سے نفرت ہونی چاہیے مگر گناہ گار سے نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین ہیں۔" ان کا یہ کہنا تھا کہ حضور میاں صاحب" دھیمے پڑ گئے آقائے دو جہاں" کے نام نامی اور ذکر خیر سن کر سب جوش و خروش (جو محض غیرت دین مبین تھی) ٹھنڈا پڑ گیا۔ علامہ صاحب مرحوم کی خاطر تواضع کی اور خوشی خوشی ان کو رخصت کیا۔

ایک دن ملک مہدی زمان خان ڈپٹی کمشنر گجرات حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضور" نے مجھے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ علی پوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا

Marfat.com

تھا۔ وہاں گیا تھا مگر تشنگی پھر حضورؒ کے پاس کھینچ لائی ہے مکان شریف بھی حاضری دی تھی۔ وہاں کچھ سکون قلب حاصل ہوا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت میں کبھی ناغہ ہو جاتا ہے حضرت دعا فرمائیں کہ ناغہ نہ ہو۔" حضرت نے فرمایا۔ "کسی کام کے لیے جب کمشنر آپ کو حکم بھیجتا ہے تو آپ تعمیل کرتے ہیں یا اسے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔ افسوس اس وقت تو خود بخود عمل ہو جاتا ہے۔"

دوپہر کے وقت ان کے لیے دسترخوان بچھایا گیا۔ وہ کھانا کھانے کے لیے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ "اس طرح تو شداد' ہامان اور فرعون بیٹھتے تھے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ اس لیے ہم مسلمانوں کو اس طرح بیٹھنا چاہیے کہ جس طرح ہمیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ ہمیں بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اور دائیں گھٹنے کو کھڑا کر کے کھانے کے لیے بیٹھنا چاہیے۔ اسلام ادب سکھاتا ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں میں تکبر آگیا ہے۔"

بے شک

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

خدمت انسانیت

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ شرق پور شریف میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ایک شخص اس موذی مرض میں مبتلا ہو کر چل بسا لوگ اس کی میت چھوڑ کر بھاگ گئے سب ڈرتے تھے کہ کہیں وہ خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ میت کسمپرسی کے عالم میں دیر تک پڑی رہی۔ حضرت قبلہؒ کو خبر ملی تو ایک خادم کو ہمراہ لے کر اس مکان میں پہنچ گئے اور میت کو لے کر ایک قریبی مسجد کی طرف بڑھے تو لوگوں نے مسجد کے کنوئیں پر میت کو غسل دینے سے روک دیا۔ آپ میت کو لے کر ایک اور کنوئیں پر گئے وہاں بھی لوگوں نے رکاوٹ ڈالی۔ آخر آپ نے کنوئیں سے دور ایک کھیت میں میت کو رکھ کر وہاں اسے غسل دیا گھڑوں میں پانی بھر بھر کر لے

Marfat.com

جاتے رہے اور خود ہی اس کی تدفین کا انتظام کیا۔ انسانی ہمدردی کا یہ جذبہ خاصان خدا میں ہی نظر آتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہؒ اپنی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہی ہوئی تھی حاجی عبدالرحمٰن پاس ہی تھے ان سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا۔ "کچھ دیکھا ہے" وہ ادھر ادھر نظر دوڑا کر بولے: "جی نہیں۔" آپ نے فرمایا: "ابھی دیکھ لو گے" چند منٹ کے بعد حاجی صاحب بول اٹھے: "جی ہاں دیکھ لیا ہے۔" فرمایا: "کیا" بولے: یہی کہ حضرت قبلہ امام علی شاہؒ صاحب تشریف لائے ہیں۔" سبحان اللہ مسجد کی تعمیر دیکھنے کے لیے کس شان کے بزرگ کا فیضان آیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا: "ایک وقت ایسا تھا کہ دنیا مجھے ایک تھالی کی مانند معلوم ہوتی تھی۔"

نیز ایک بار یہ بھی فرمایا کہ:

"میں ایک دفعہ شاہی مسجد لاہور گیا تو وہاں ایسے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میرے پاس آگیا ہے اور میں نے اس کا طواف کیا ہے۔"

وفات

عمر کے آخری ایام میں حضرت قبلہؒ کی صحت بہت کمزور ہو گئی تھی حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے میں بھی دقت محسوس ہوتی تھی۔ رحلت سے چند ماہ قبل تو جمعہ کی نماز کے لیے بھی مسجد میں جانا دشوار ہو گیا تھا عقیدت مند اور احباب دور دور سے نماز جمعہ کی برکات میں شامل ہونے کے لیے آتے تھے اور زیارت سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون حاصل کرتے تھے لیکن اب انہیں اس شرف سے بھی محرومی ہونے لگی تھی۔ مرض شدت اختیار کر گیا تو مخلص احباب کے مشورہ کے مطابق تبدیلی آب و ہوا کے لیے کشمیر کا سفر اختیار کیا چند ہی دنوں میں طبیعت اکتا گئی اور واپس لاہور تشریف لے آئے۔ لاہور کے تمام ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ محرقہ تشخیص کیا لیکن علاج معالجہ سے کچھ افاقہ نہ ہوا چند دنوں کے بعد حضرت قبلہؒ لاہور سے شرق پور تشریف لے آئے۔ کہتے ہیں کہ رحلت سے دو ہفتے پہلے اردو زبان میں گفتگو فرمانے لگے اور نماز اشاروں سے ہی ادا کرتے

Marfat.com

تھے۔ وصال سے چند یوم پیشتر اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ رحمتہ اللہ کو بلایا اور حضرت سید نور الحسن بخاری شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری کی موجودگی میں وصیت فرمائی۔

"گھبرانا نہیں۔ مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ جمعہ کی نماز پڑھانا باقی نمازوں اور مسجد کا اہتمام قاری ابراہیم" اور حاجی عبدالرحمٰن" کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً" فوقتاً" اور نمازیں بھی مسجد میں پڑھانا۔

انہی ایام میں آپ عصا کے سہارے سے زنان خانہ میں تشریف لے گئے اور سب کو پیار کیا اور الوداع کہتے ہوئے فرمایا:

"اب میں ڈوہراں والا جانا چاہتا ہوں۔"

۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء بروز دوشنبہ آپ" نے اس عالم ناپائیدار سے رخت سفر باندھا رات کے ساڑھے گیارہ بجے حضرت قبلہ" کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بوقت رحلت آپ کی عمر پینسٹھ برس تھی۔ آپ کو قبرستان ڈوہراں والا میں دفن کیا گیا۔ حضرت قبلہ" نے خود اپنی قبر کے لیے زمین کے اس ٹکڑا کو پسند فرمایا تھا۔ یہ پاک قطعہ زمین اب انوارالٰہیہ کا مرکز اور فیض کا سرچشمہ ہے۔

خلفائے کرام

حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی فیض کا یہ عالم تھا کہ طالبان راہ حق دور نزدیک سے کشاں کشاں چلے آتے تھے آپ سب کو سیراب کرتے چلے جاتے تھے۔ جو شخص بھی دین کی طلب میں یا دنیا کی غرض سے در دولت پر حاضر ہوا محروم نہ لوٹا۔ سب کے ظاہر و باطن کو کتاب و سنت کے مطابق ڈھالنے کی سعی فرماتے رہے۔ یہ حضور" کا ہی کمال ہے کہ جو شخص بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اس پر آپ کی نظر عنایت پڑی تو کایا پلٹ کر رکھ دی۔ دین حق کی پیروی کا جذبہ اور اللہ اور اس کے محبوب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں بھر دی۔ آپ کے ملنے والے اپنے چہرے کے نور اوضاع و اطوار اور لباس کی پاکیزگی سے فوراً پہچانے جاتے۔ آپؒ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا لاکھوں بندگان خدا نے اس چشمہ معرفت سے فیض حاصل کر کے دولت دو جہاں حاصل کی۔ آپؒ کے متوسلین نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیضان حاصل کیا۔ پاک ہستیوں کے اس انبوہ کثیر میں بعض مقربین نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے زہد و تقویٰ عشق و محبت اور منازل سلوک میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی وجہ سے آپؒ نے ان کو خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی پر مامور فرمایا ان باکمال ہستیوں نے آپؒ کے بعد آپؒ کی تعلیم اور طریقہ کو جاری رکھا حضرت میاں غلام اللہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کے حقیقی جانشین اور خلیفہ مجاز تھے اعلیٰ حضرت سرکار شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق آپؒ نے تیس برس تک انتہائی خوش اسلوبی سے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا انتظام چلایا اور عقیدتمندان دربار کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپؒ کے خلفاء میں سے مندرجہ ذیل حضرات بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف "حضرت کرمانوالےؒ"
رحمتہ اللہ علیہ
حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کیلیاں والا شریفؒ
حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ، بیربل شریف
حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ، مکان شریف
حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ، قصور

مندرجہ بالا نامور اور باکمال ہستیوں کے علاوہ معرفت کے اس نیراعظم کے نور سے اور بھی کئی سینے منور ہوئے۔ جن کے ذکر کے لیے الگ دفتر مطلوب ہیں۔ انشاء اللہ پھر کسی وقت ان کے احوال جمع کیے جائیں گے۔

اس کتاب میں قطب دوراں، شاہباز ولایت حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی کے حالات قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی

Marfat.com

ہے۔ حضرت اقدس رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات جامع جمیع کمالات تھی۔ کتاب کے مطالعہ سے قارئین کو اس کی ایک جھلک نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو یہ ذکر دل نشیں انداز میں بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے میری نجات اخروی کا ذریعہ بنائیں۔ اس کتاب کے موجودہ ایڈیشن میں حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے لخت جگر، منظور نظر قطب دوراں پیر طریقت غوث زمان سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بڑے صاجزادہ سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے صاجزادہ جناب پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس سعی مشکور کو قبول و منظور فرمائے۔

Marfat.com

ارشادات/ملفوظات
حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

چونکہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو چشتیہ سلسلہ سے بھی بہت محبت تھی اور آپ اکثر پاکپتن شریف' سیال شریف' چشتیاں شریف اور بالخصوص تونسہ شریف تشریف لے جاتے تھے اور اکثر اپنے جمعہ کے خطبات میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے اقوال بھی بیان فرماتے تھے مناسب ہوگا کہ حضرت خواجہ" صاحب کے چند ارشادات و ملفوظات کا بھی تبرکا" ذکر کیا جائے (بحوالہ تذکرہ خواجہ تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اردو ترجمہ نافع السالکین)

فرمایا کہ ہر کسی نے ازلی نصیبہ کے مطابق اس دنیا میں ظہور کیا ہے چنانچہ حدیث نبویؐ ہے:

اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ

(نیک بخت اپنے ماں کے پیٹ سے نیک بخت پیدا ہوتا ہے بدبخت اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوتا ہے)

پس فرمایا آنحضرت سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ایک روز بچپن کے زمانہ میں ایک کوچہ سے گزر رہے تھے ایک راہب نے آپ کو دیکھا تو آنحضرت" کو سجدہ کیا لوگوں نے اس سے سجدہ کرنے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ تمام فرشتے' درخت اور پتھر اس لڑکے کو سجدہ کرتے ہیں جب حق تعالیٰ نے اس کو اس قدر بزرگی عطا کی ہے تو مجبورا" میں نے بھی اس کو سجدہ کیا ہے۔

میاں محمد یار منشی نے جو کہ حضور انور کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ بیان کیا کہ ابوجہل نے جس کا زمانہ جاہلیت میں "ابوالحکم" نام تھا۔ ایک اعرابی کے اونٹ ظلم و تعدی سے چھین لئے وہ اعرابی مصلحتا" مشورتا" جناب رسالت علیہ وعلیٰ آلہ افضل التحیات واکمل الصلوۃ جو کہ ابھی بچے ہی تھے کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اونٹوں کو چھڑانے کے

Marfat.com

واسطے سفارش چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو میرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ میرے کہنے سے کیسے تیرے اونٹوں کو رہا کر دے گا۔ لیکن وہ نہ مانا اور نہایت عاجزی سے اصرار کیا مجبورا" آپ اس کے ساتھ چل پڑے ' ابوجہل آنحضرت سرور کائنات علیہ السلام کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور دست بستہ آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ جناب اس جگہ کیسے تشریف لائے ہیں فرمایا کہ اس اعرابی کے اونٹوں کے چھڑانے کے واسطے آیا ہوں اس نے کہا کہ اونٹوں کو رہا کر دیا جائے سیدالمرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی واپسی کے بعد حاضرین نے حضور کی تعظیم کرنے اور آپ کا حکم ماننے کا سبب پوچھا اور کہا کہ ہم حیران ہیں کہ پہلے تو تجھے اس لڑکے کے ساتھ دشمنی تھی کیا وجہ ہے کہ آج اتنی تعظیم کی اور ان کا حکم بجا لایا۔ کہنے لگا کہ جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ کو ان کے دونوں کندھوں کے برابر دو شیر منہ کھولے ہوئے نظر آئے ان کے دیکھنے سے مجھ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ اگر بال برابر بھی ان کی تعظیم اور فرمابرداری میں کوتاہی کرتا تو مجھے ڈر تھا کہ وہ میری گردن توڑ دیتے۔

حضرت" نے فرمایا کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ جنگل میں جا رہے تھے جب قصبہ خرقان کی جگہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے لگے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی کہنے لگے کہ یہاں ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام ابوالحسن خرقانی ہو گا میری وفات کے کچھ سال بعد پیدا ہو گا اور میری قبر پر آ کر مجھ سے مستفیذ ہو گا۔

Marfat.com

ولی کامل

آپؒ نے فرمایا کہ ہر ولی کا آخری مرتبہ تسلیم و رضا ہے اس پر میاں محمد منڑل جو کہ آپؒ کے حضرتؒ کے عشاق میں سے تھے عرض کیا کہ جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ وہ ہر بات پر سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں تو اہل حاجت جو ان کے پاس آتے ہیں ان کی حاجتیں کیسے پوری ہوتی ہیں فرمایا کہ چونکہ حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ بندہ تسلیم و رضا کی وجہ سے ہماری جناب میں عرض نہیں کرتا خود بخود اس کی حاجت کو پورا کر دیتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ فاتخذہ وکیلا اس معنی پر صریحاً" دلالت کرتی ہے نیز فرمایا کہ ہر قول و فعل جو کہ کاملین سے سرزد ہوتا ہے وہ عین شریعت ہوتا ہے اگرچہ عوام الناس کے فہم میں نہ آئے۔ ★

★ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کامل اگر خلاف شریعت بھی کرے تو اسے شریعت ہی کہا جائے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ کامل ہوتا ہی وہ ہے جس کا ہر قول شریعت کے مطابق ہو۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔

خبردار: جان لو کہ اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ ہی ملال یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔ .... (مترجم)

Marfat.com

لیکن حقیقت میں وہ شریعت کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مجھے حضرت کے ساتھ حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے جانے کا اتفاق ہوا' راستے میں ایک روز ایک کنوئیں پر قیلولہ کے لیے ٹھہرے فقیروں نے جسارت کرکے اس کنوئیں کی زراعت خربوزہ اور مٹر وغیرہ کو حضرت کے سامنے کھانا شروع کیا آپ نے کسی کو منع نہ فرمایا۔ میں اس بات سے بہت متعجب اور حیران ہوا جب اس کنوئیں کا مالک حاضر ہو کر حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا تو کہنے لگا کہ اس غلام کی بہت ہی خوش نصیبی ہے کہ ذات گرامی اس کنوئیں پر تشریف لائی ہے اور اس غلام کے ہاتھ کی کاشت کردہ زراعت درویشوں کے کام آئی ہے اس کنوئیں کا آباد کرنا اور زراعت کا کاشت کرنا میری ابدی سعادت کا باعث بنا ہے اس کے بعد باقی زراعت بھی خوشی سے درویشوں کے حوالہ کر دی پس معلوم ہوا کہ درویشوں کا (خربوزے وغیرہ) کھانا اور حضرت کا منع نہ فرمانا شریعت کے خلاف نہ تھا۔ اس لئے کہ نص شریعت سے ثابت ہے کہ صدیق کا مال بغیر اجازت کے کھانا جائز ہے۔

نیز فرمایا کہ زیتون کی تسبیح پر پڑھنا مستحب ہے اور پتھر کی تسبیح پر پڑھنا منع ہے اس لئے کہ یہ دل کو سخت کرتی ہے اور تسبیح کو کلائی پر لپیٹنا اور گلے میں ڈالنا نحوست کا سبب ہے اور کپڑے کو الٹا کر سینا بھی ادبار کے اسباب میں سے ہے۔ ان باتوں سے احتراز کرنا چاہیے۔

حضرت قبلہ" نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دنیا داروں کی صحبت سے دور رہے کیونکہ یہ لوگ حب دنیا میں مستغرق ہو جاتے ہیں تو خدا کا خوف ان کے دلوں سے نکل جاتا ہے حتیٰ کہ ان کے دلوں میں چیونٹی کے کاٹنے کے خوف کے برابر بھی خوف نہیں رہتا

Marfat.com

جیسا کہ اگر کوئی چیونٹی کسی کے بدن پر چڑھ جائے تو وہ اس کے ڈنگ مارنے کے خوف سے اس کو اپنے بدن سے دور کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا کہ دنیاداروں کو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ نصیحت نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی تو حق تعالیٰ کے ساتھ نسبت دشمنی پیدا ہو چکی ہے لہٰذا دشمن کے سامنے بات نہ کرنی چاہیے بلکہ پہلے ان کی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

حضرت قبلہؒ ایک روز بعد نماز عصر مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی خدمت میں بے شمار علماء صلحاءاور اغنیاء ہر علاقہ کے حاضر تھے کہ ایک شخص شیخ احمد نام جس کو عرف عام میں زنبو کہتے تھے ایک برتن پانی کا بھرا ہوا حضورؒ کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا کہ میں نے جو نیا کنواں کھدوایا ہے یہ اس کا پانی ہے آپ اس کو چکھیں کہ کیسا ہے؟ حضرت قبلہؒ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی نوش فرما کر فرمایا۔ کہ تیرے کنویں کا پانی چاہ داد والہ کے پانی سے زیادہ میٹھا اور تر ہے اس نے جواب دیا کہ یہ جناب ہی کے طفیل ہے کیونکہ اگر جناب والا اس غلام کو مبلغ دو سو روپیہ عطا نہ فرماتے تو اس کی تعمیر نہ ہو سکتی کیونکہ میرے گھر میں جو کچھ موجود تھا میں نے خرچ کر دیا تھا لیکن کنواں کی تکمیل نہیں ہو سکی تھی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ بات اس طرح نہیں ہے جس طرح تم کہتے ہو بلکہ دینے اور دلانے والا تو وہی ہے۔ میں درمیان میں نہیں ہوں اس لیے کہ آخر شب میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل نے کہا کہ مبلغ مذکور شیخ زنبو کو دینے چاہئیں اور چونکہ تمہارا مکان شہر سے باہر تھا اس لیے ایک دن کا توقف ہو گیا تھا اور عادت کے مطابق کہ مسنون طریقہ بھی ہے میں سونے کے لیے لیٹ گیا تھا اور نماز فجر کے بعد تجھے بلا کر جب تک مبلغ مذکور ادا نہیں کر دیا گیا مجھے

Marfat.com

آرام نہیں آیا --- مولف ملفوظات کہتا ہے حضرتؒ کی یہ بات
سن کر میرے دل میں فوراً یہ بات آئی کہ حضرت قبلہؒ کا یہ قول
اسی طرح ہے جس طرح کہ مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا ہے:

از پئی روپوش عامہ مومناں
وحی دل گوئیز ایں را صوفیاں

اس لیے کہ حضرت قبلہ نے دل کے کہنے کے بعد قرار نہیں کیا (یعنی جو دل نے کہا اسے کر گزرے پس معلوم ہوا کہ وحی دل سے مراد (مجازاً) وحی ہی ہے۔

ایک شخص واصل نامی مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا کہ میں نے عرب و عجم کی سیر کی ہے لیکن جناب کی ذات مبارک کی نظیر میں نے کہیں نہیں دیکھی کہ آپ گھوڑے اونٹ اور دوسرے جانور اور نقد اور جنس کپڑے اور آٹا اور طعام لوگوں کو دیتے ہیں اور مریضوں کے لیے دوائیں عطا فرماتے ہیں پھر اس کے ساتھ گمراہوں کو حق تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ بھی بتاتے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے جواب میں فرمایا کہ اے میاں واصل! میری بات توجہ سے سنو! میں جب اپنے وطن کوہ درگ سے علم پڑھنے کے لیے اس شہر میں آ کر مسجد سفید میں سکونت پذیر ہوا تو ایک نور باف نے میرا وظیفہ مقرر کیا' اس کے دروازہ پر ایک کتا تھا اور میں اس سے بہت ڈرتا تھا۔ پہلے مسجد کے صحن سے --- جو کہ اس کے گھر سے اونچا تھا --- جھانک کر دیکھتا تھا۔ اگر کتا اس کے دروازہ پر اس وقت نہ ہوتا تو دوڑ کر اپنا وظیفہ لے آتا اور کھا لیتا۔ ورنہ سارا دن فاقہ سے گزار دیتا --- میں تو وہی ہوں لیکن حق تعالیٰ کی ذات کریم ہے کہ اس نے مجھے اپنی عنایات سے نوازا ---
مولف کہتا ہے کہ غور کرنا چاہیے کہ مردان خدا باوجود یہ کہ ان کا مقام نہایت بلند ہوتا ہے کس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے اور تحدیث نعمت کرتے ہیں اور ان کے کلام اور ان کے وجود میں نفسانیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا' اسی لیے عراقی قدس سرہ نے فرمایا ہے

گل توحید نروید بہ زمینے کہ درد
خار شرک و حسد و کبر و ریا و کیں است

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ والعفو عند رسول اللہ مقبول یعنی عفو و

Marfat.com

بخشش رسول اللہ کے ہاں مقبول ہے نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ چار چیزیں اپنے اوپر لازم کرلے۔ قِلَّةُ الطَّعَامِ وقِلَّةُ الْكَلَامِ وقِلَّةُ الْمَنَامِ وَقِلَّةُ الصُّحْبَتِ مَعَ الْاَنَامْ یعنی تھوڑا کھانا، تھوڑا بولنا، تھوڑا سونا اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے تاکہ کامل ہو جاوے۔

نیز فرمایا کہ صُحْبَةُ الْاَغْنِيَاءِ تَمِيْتُ الْقَلْبِ وَلَو كَانَتْ سَاعَةً امراء کی صحبت میں دل مردہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت نے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ دنیا سے دور رہے کیونکہ دنیا کی مثال کوڑا کرکٹ کی سی ہے اور دنیا کا طالب مانند گدھے کے ہے اس بات کی دلیل کے لیے یہ شعر پڑھا

چیست دنیا سربسر بے سر شدن
درپی آں کو لحن چوں خر شدن

نیز فرمایا کہ اگر درویش کو کشفی طور پر معلوم ہو جائے کہ حق تعالٰی کی مرضی فلاں کام کے پورا نہ ہونے میں ہے پھر بھی اس کے لیے ہمیشہ دعا کرتا رہے کیونکہ بندہ کے لائق بندگی ہی ہے اور فقر کا کمال بھی عبودیت و عجز ہی میں ہے۔ نیز اس کے حکم کی تعمیل بھی اسی میں ہے کیونکہ اس نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْلَکُمْ (تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) القرآن۔

نیز فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ حق تعالٰی کی جناب میں خشوع خضوع کرتا رہے اور اس کی جناب میں گریہ زاری کرکے اپنا مقصود دلی طلب کرے تاکہ اس پر رحمت کے دروازے کھولے جائیں بعدہ یہ شعر ارشاد فرمایا

تانگرید کود کے حلوا فروش
بحر بخشائش کجا آید بہ جوش
تانہ گرید ابر کے خند و چمن
تانگرید طفل کے جو شد لبن

نیز فرمایا کہ دونوں جہانوں کی بادشاہی تو حق تعالٰی نے اپنے دوستوں کو عطا فرمائی ہے چنانچہ ایک دفعہ نادر شاہ خراسانی نے جاسوسی کے لیے ایک شخص کو ہندوستان کی طرف

Marfat.com

بھیجا۔ وہ شخص اجمیر شریف پہنچا اور حضرت خواجہ معین الحق والدین کے تصرف کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ان کی عجب حکومت ہے کہ تمام اشیاہ کا نرخ روزانہ ان کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی حاجات سے متعلق درخواستیں ان کے دربار میں عرض کرتے ہیں۔ جب وہ شخص شاہ مذکور کے پاس لوٹ کر گیا تو اس نے حال احوال پوچھا۔ اس نے جو دیکھا سنا تھا بیان کیا اور کہنے لگا کہ ہندوستان کے عجائبات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہاں ایک قبر ہے جو کہ بادشاہی کر رہی ہے۔

نیز فرمایا کہ حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہ سفر میں ایک رات کے لیے ایک مسجد میں ٹھہرے۔ مسجد کا متولی مسجد کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ رات کو شیخ قدس سرہ قضائے حاجت کے لیے اٹھے۔ باہر جانے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن وہ کھلا نہیں۔ آخر مجبوراً انہوں نے مسجد کے ایک گوشہ میں ایک موٹے کپڑے میں قضائے حاجت کر کے اس کو مسجد کے ایک طاق میں رکھ دیا صبح سویرے مسجد کا متولی آیا۔ مسجد کا دروازہ کھولا شیخ قدس سرہ مسجد سے باہر چلے گئے۔ جب نمازی ادائیگی نماز کے لئے آئے تو مسجد کو ایک ایسی خوشبو سے معطر پایا جو کہ مشک و عطر سے بڑھ کر تھی انہوں نے متولی سے پوچھا کہ یہ عجیب قسم کی خوشبو کہاں سے آ گئی۔ اس نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں۔ جب انہوں نے مسجد کے طاق میں سے اس ٹاٹ کو اٹھا کر سونگھا تو کہنے لگے کہ ایسی خوشبو تو دنیا بھر میں کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی حتی کہ اس علاقہ کے بادشاہ کو بھی اس کی خبر پہنچی اس نے وہ خوشبو طلب کی اور اس کو اپنے تاج میں رکھ لیا نیز ہفت اقلیم کے بادشاہوں کو ہدیہ کے طور پر بھیجی سب نے اسے بہت پسند کیا اور اپنے تاجوں میں رکھا۔ بعدہ حق تعالٰی نے حضرت ابراہیم قدس اللہ سرہ الاقدس کی طرف الہام کیا کہ ہم نے تجھ کو دنیا کے چھوڑ دینے کے سبب سے ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ تیرے فضلہ کو دنیا کے بادشاہ اپنے سروں پر رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا کہ ایک رات حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہ برفباری سے بچنے کے لیے ایک غار میں گئے اور ایک بڑے سانپ کی پیٹھ کی پشم پر آرام کیا اور ساری رات وہاں گزار دی۔ سانپ نے حکم الٰہی کے مطابق حضرت کو کوئی تکلیف نہ دی۔ جب دن چڑھا تو حضرت اس واقعہ سے مطلع ہوئے اور صحیح سلامت غار سے باہر آئے۔ اس وقت حق

Marfat.com

تعالیٰ نے اس خطاب سے سرفراز فرمایا۔ کہ:

نَجَّيْنَاكَ عَنِ الْمُتْلِفِ بِالْمُتْلِفِ

(یعنی ہم نے تم کو ہلاک کرنے والی چیز (برف) سے دوسری ہلاک کرنے والی چیز (سانپ) کے ذریعہ بچالیا۔۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ایک عام اور خاص شخص کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ جو کوئی خداوند تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے اور اس کے دل میں زیادتی کی طلب اور حرص نہیں ہوتی وہ خواص میں سے ہوتا ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ عوام میں سے ہوتا ہے۔

ایک روز میرے حضرتؒ نے یہ شعر پڑھا:

آن تلخوش کہ صوفی ام الخبائش خواند
آشی لنا واحلی من قبلۃ العذارا

حاجی کاتب حضورؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ یہ فقیر بھی تھا۔ اس نے حضور انورؒ سے سوال کیا کہ یا حضرت اس شعر کے کیا معنی ہیں' جواب میں فرمایا کہ جب صوفی مقام جمع میں پہنچتا ہے تو واجب اور ممکن اسے ایک نظر آتے ہیں (یعنی ممکن کو واجب میں فانی دیکھتا ہے) اور تفرقہ اس کی نظر سے اٹھ جاتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ مستی سے مراد فنائیت اور مست سے مراد فانی فی اللہ ہے اس کے بعد یہ شعر کہا

مستی بچشم شاہد و دلبند ماخوش است
زاں روسپردہ اندبہ مستان زام

نیز فرمایا

حافظ چوروزہ رفت کل نیزے رود
لاچار بادہ نوش چوررفت است کارما

روزہ سے مراد زہد ہے کل سے مراد تجلیات اور مے سے مراد عشق ہے۔

نیز فرمایا کہ سالک کے لیے چند چیزوں کے بغیر چارہ نہیں ہے اور صوفیاء ان کو دنیا

Marfat.com

میں شمار نہیں کرتے بلکہ ان کو امور دینیہ میں شمار کرتے ہیں جیسا کہ قوت لایموت عبادت کے لیے، کپڑا ستر عورت کے لیے اور کپڑا بقدر حاجت بقاء زندگی کے لیے اور ٹھکانا عبادت کے لیے اور علم بقدر ضرورت عمل کے لیے۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے مطابق ماسوائے پانچ چیزوں کے ساری دنیا فضول اور بے کار ہے وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

۱۔ اتنی خوراک جس سے قوت باقی رہے۔
۲۔ پانی جس سے پیاس بجھ سکے۔
۳۔ علم جس پر عمل کیا جا سکے۔
۴۔ گھر جس میں سکونت اختیار کی جائے۔
۵۔ پانچویں بات کا مولف نے ذکر نہیں کیا غالباً" کپڑا ہوگا جس سے بدن ڈھانپا جا سکے .... احقر مترجم)

نچانچہ امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمہ تن دنیا کمانے میں لگ جائے وہ بدبخت ہے اور جو کوئی ہمہ تن آخرت کے کام میں مشغول ہو وہ نیک بخت ہے اور جو کوئی کچھ وقت اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی کے لیے کسب دنیا میں صرف کرے اور باقی وقت حق تعالیٰ کی یاد میں گزارے وہ بھی نیک بخت ہے لیکن کامل وہی ہے جو اپنے سارے اوقات اپنے مولیٰ کی یاد میں صرف کرے اور تمام اسباب سے قطع نظر کرکے مولیٰ پر توکل کرے کیونکہ بغیر توکل کے مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جب سالک اپنے شیخ کی زیارت کو جائے تو چاہیے کہ اس کے پاس ہی قیام کرے کیوں کہ صحبت سے ہی کچھ حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ شیخ کی صحبت کے ساتھ اس کا ادب بھی ملحوظ رہے کیونکہ بغیر ادب کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور اگر اپنے شیخ کے

Marfat.com

مزار کی زیارت کے لیے جائے تو بھی اپنے شیخ کے مزار کے قریب قیام کرے اور شہر میں نہ ٹھہرے تاکہ اسے کچھ حاصل ہو صرف شیخ کے شہر میں ٹھہرنے سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

عورت سجادہ نشین نہیں ہوسکتی۔

آپ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے نہ پیغمبری ثابت ہے نہ عہدہ قضا نہ بیعت لینا اور نہ سجادہ نشینی۔ مگر باوجود اس کے حاجی شیخ احمد کی موجودگی میں جو کہ ایک مرد صالح اور لائق سجادگی تھے حکومت خراسان نے دنیا کے لالچ کی وجہ سے حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی مسند سجادگی پر ایک عورت کو مقرر و مسلط کردیا اس روز سے شاہ خراساں کے حکم میں خلل ظاہر ہوا اس لیے کہ بعض مردان کامل نے دیکھا کہ صاحب مزار مزار سے سینے تک باہر آکر فرماتے ہیں کہ ان کتوں کو مار مار کر یہاں سے نکال دو۔ عورتوں کو مسند سجادگی پر انہی خراسانی حاکموں کے حکم سے بٹھایا گیا تھا۔

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں عورتوں کے لیے ثابت نہیں ہیں ایک نبوت، دوسرے مشیخیت، تیسرے قضا کیونکہ یہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہیں پھر آپ نے یہ حدیث مبارک ارشاد فرمائی هُنَّ نَاقِصَاتُ العَقْلِ وَالدِّيْنِ (عورتیں ناقص العقل اور ناقص دین ہیں)

عورتوں سے بچو

آپ نے فرمایا کہ پیر میراں سید بھیک ؒ نے فرمایا کہ ایک روز ان کے حجرہ کے پاس کسی عورت کی آواز آئی تو انہوں نے اپنے درویشوں کو بلا کر فرمایا اے سالکان حق عورتوں کی صحبت سے ہمیشہ دور رہو کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے راستہ میں رکاوٹ ہیں۔ جو کوئی بھی عورت کی صحبت میں پڑا وہ حق تعالیٰ کے وصال سے محروم رہ گیا۔

ایک ساتھی نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہم سے بغیر آپ کی امداد باطنی کے کوئی کام دین و دنیا کا نہیں ہوسکتا۔ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ مقصود دارین اسی میں منحصر ہے حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم دعا کرتے

Marfat.com

ہیں ' حق سبحانہ و تعالیٰ ہمارے تمام دوستوں کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائیں۔ کیونکہ بغیر ہدایت کے اور کچھ مقصود نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم آمِيْن يَارَبَّ الْعٰلَمِيْن۔

نیز فرمایا کہ امرنا مشروع ہے ہمیشہ دور نہ ہو' اور مثال بیان فرمائی کہ فقیر مانند ایک سفید چادر کے ہوتا ہے۔ جس طرح ایک سفید چادر میں داغ برا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر عیاذاً" باللہ فقیر سے کوئی برا کام صادر ہو تو وہ زیادہ برا ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ غریب نواز! ہماری معاش کا دارومدار اسباب ظاہر پر ہے ہم نے زراعت کاشت کی تھی' لیکن بندش باراں کے سبب خشک ہو گئی ہے۔ حضرت قبلہ" نے فرمایا کہ اکثر لوگ اسباب پر نظر رکھتے ہیں لیکن ہزاروں میں ایک ایسا بھی ہوتا ہے جو سبب حقیقی پر نظر رکھتا ہے اور اسباب کو ترک کر دیتا ہے نیز فرمایا کہ ترک اسباب کا یہ مرتبہ ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

اگر ژالہ ہر قطرہ در شدے
چو خرمہرہ بازار از و پر شدے
کسب اسباب زحمت پستی است
ترک اسباب نہ بالا دستی است

نیز فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کسی کو اپنی درگاہ سے دور کر کے مردود بنانا چاہتے ہیں تو نفس و شیطان کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اور مرتکب مناہی ہوتا ہے چنانچہ شراب خوری کرتا' بھنگ اور چرس پیتا' اور دوسرے غیر مشروع کاموں میں لگ جاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک اور جب کسی کو اپنی درگاہ کا مقبول و محبوب بناتے ہیں تو اس سے تمام کام نیک ہی صادر ہوتے ہیں کوئی غیر مشروع کام وہ نہیں کرنے پاتا اور نفس و شیطان بھی اس پر غلبہ نہیں پا سکتے۔

قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَمَنْ يَّهْدِى اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔

ایک سال حضرت قبلہ" قدس سرہ کی خدمت میں صاحبزادہ نور احمد رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی غریب نِواز! صادق خان کی ملاقات کے لئے میرے ساتھ تشریف لے چلئے حضرت

Marfat.com

قبلہ" نے فرمایا کہ میں صرف جناب کی دلجوئی کے واسطے چلتا ہوں ورنہ مجھے ملاقات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایک سال قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ کی زندگی میں میں ایک دفعہ حضرت قبلہ" عالم کی زیارت کے واسطے جا رہا تھا' اچانک راستے میں ایک شخص نمودار ہوا اور میرے پاس آ کر سلام کہا' میں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے سوا اس کی طرف مطلق توجہ نہ کی' اور چل پڑے' دوبارہ اس شخص نے سلسلہ کلام چھیڑا قیامت کے روز ہمارا کیا حال ہوگا حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ فقرا تونگروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے الحمد للہ علی ذالک

ایک رات حضرت قبلہ" نے ارشاد فرمایا کہ نیک درویش کا مال چور چرا کر لے گئے اس درویش نے چوروں سے مال طلب کیا لیکن چوروں نے انکار کیا درویش نے ان کے لیے بد دعا کی کہ تم کو چیونٹیاں کھائیں گی اس کے بعد وہ چور جہاں بیٹھتے چیونٹیاں ان کے گرد جمع ہو جاتیں حتی کہ ان کو ہلاک کر دیا۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص کو کسی نے کچھ تکلیف پہنچائی اس نے تنگ دل ہو کر کہا کہ تجھے مکھیاں ہلاک کریں چنانچہ اسی طرح ہوا کہ اس شخص کو مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ افضل الناس انبیاء اور اولیاء ہیں جنہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور حق تعالیٰ کی یاد کو حق تعالیٰ ہی کے لیے اختیار کیا ہے نہ کہ کسی اور غرض کے واسطے

حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ روپا نام ہندو متو خان کے کارداروں میں سے تھا اس نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ میری ایک کسان کے ساتھ دشمنی تھی میں نے اپنے ایک آشنا سے کہا کہ جب فلاں کسان اپنی زراعت میں سے گھاس لے آوے تو تم خفیہ طور پر گھاس کے گٹھے میں چند خوشے چھپا دینا تاکہ اسے چور ثابت کیا جا سکے) اس شخص نے اسی طرح کیا جب وہ کسان اپنے گھر کے قریب لے آیا تو شخص مذکور نے اس کی تلاشی لی لیکن اس کی گھاس میں سے کوئی خوشہ برآمد نہ ہوا سی طرح تین روز تک اس کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن کوئی خوشہ گھاس میں سے برآمد نہ ہو سکا۔ جب حق تعالیٰ خود اس کے حافظ و ناصر اور ستار تھے ہمارا کوئی فریب اس کے ساتھ نہ چل سکا اس کے بعد روپا مذکور کہنے لگا کہ میں نے جب سے یہ معاملہ دیکھا ہے لوگوں کے ساتھ دشمنی کرنے سے

Marfat.com

توبہ کرلی ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک شخص پر اس کے دشمن نے اٹھارہ دفعہ تفنگ کے ساتھ حملہ کیا لیکن چونکہ حق تعالیٰ اس کے محافظ تھے۔ اس کو موت سے بچالیا۔

حضرت قبلہ" قدس سرہ نے فرمایا کہ ہر شے کی اپنے وقت پر قدر ہوتی ہے چنانچہ پانی کی قدر گرمیوں میں معلوم ہوتی ہے گرمیوں میں اگر ایک دو وقت روٹی نہ ملے تو آدمی صبر کر سکتا ہے لیکن اگر پانی نہ ملے تو جان لبوں تک آ پہنچتی ہے اور پیاس پر صبر نہیں ہو سکتا اور چونکہ سب چیزوں سے زیادہ پانی کی احتیاج بہت ہوتی ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اس کو عام کر دیا ہے اگر پانی کی بھی قیمت ہوتی تو غریب لوگ مارے پیاس کے مرجاتے۔ اسی طرح آگ کی قدر سردیوں میں معلوم ہوتی ہے غریب لوگ آگ کے بغیر سردیوں میں گزارہ نہیں کر سکتے پھر آپ نے یہ قول ارشاد فرمایا

اَلنَّارُ فِی الشِّتَآءِ خَیْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

نیز فرمایا کہ ایک سال مکڑی بہت آئی ہم نے سرفراز خان کو کہا کہ مکڑی کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ اس ملک سے نکل جاؤ ورنہ ہم اسے سزا دیں گے۔ سرفراز خان نے پیغام پہنچا دیا کہ میرے پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ تمہیں قید کر دیں گے مکڑی نے جب یہ پیغام سنا اسی وقت علاقہ سنگھڑ سے نکل کر دوسری طرف کو چل دی۔

دوسرے سال پھر مکڑی علاقہ سنگھڑ میں آئی اور لوگوں کی زراعت کو خراب کرنے لگی۔ لوگوں نے حضرت قبلہ" کی خدمت میں دعا کے واسطے بہت عاجزی و زاری کی فرمایا کہ ایک آثار طعام میری طرف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے ایصال ثواب کے واسطے خیرات کیا جائے حق تعالیٰ اس بلا سے نجات دیں گے جن لوگوں نے نذر مقرر نہ کی ان کی کھیتی کو مکڑی نے تباہ کر دیا۔

نیز فرمایا کہ آدمی کا کوئی دشمن نفس امارہ سے زیادہ سخت نہیں ہے اس لیے کہ ہر دشمن متابعت اور تواضع کے ذریعے مطیع ہو جاتا ہے بخلاف اس کے کہ یہ متابعت اور پیروی کرنے میں دشمنی میں زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور انسان کو گناہوں کے سمندر میں اوندھا ڈال دیتا ہے اور آدمی جس کو اپنی زندگی سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے جب

Marfat.com

اپنے نفس کو بڑھاتا ہے تو اس کی پیروی میں اپنی زندگی تک کو برباد کر دیتا ہے۔ نفس کے سخت دشمن ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرا دشمن تو کبھی کبھار سامنے آتا ہے اس لئے اس کا خطرہ بھی کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں لیکن نفس سے مرتے دم تک ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہر لحہ آدمی کے پہلو میں موجود ہے اور حضرت قبلہؒ کا یہ کلام اس حدیث مبارک کے معنی کے مطابق ہے

اَعْدَا عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِی بَیْنَ جَنْبِکَ

اس کے بعد فرمایا کہ اس رہزن سے تو وہ شخص نجات پاتا ہے جو ہر وقت اس کی مرضی کے خلاف کرنے پر کمربستہ رہے

نفس را سرکوب دوائم خواردار
ناتوانی دورش از مردار دار

نیز فرمایا کہ انسان کا نفس اس کے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن ہے کیونکہ جس دشمن کے ساتھ بھی مہربانی کی جاوے وہ فرمانبردار ہو جاتا ہے بخلاف نفس کے کہ جس قدر اس کے ساتھ مہربانی کرو گے زیادہ دشمنی کرے گا جیسا کہ سعدیؒ فرماتے ہیں

مراد ہر کہ بر آری مطیع امر شود
خلاف نفس کہ فرماں و ہد چویافت مراد

اور مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں مثنوی

اے شہاکشتم ماخصم بروں
ماند خصے زو بتر در اندروں
کشتن ایں کار عقل و ہوش
شیر باطن سخرہ خرگوش نیست
خصم بیروں قصد جان ماکند
نفس قصد برون ایمان کند

حدیث مبارک

اَعْدَا عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِی بَیْنَ جَنْبِکَ

(تیرے تمام دشمنوں سے زیادہ سخت دشمن تیرا اپنا نفس ہے جو کہ تیرے دونوں

Marfat.com

پہلوؤں کے درمیان ہے۔)

حدیث دیگر

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالْ

ہم چھوٹے جہاد (میدان جنگ) سے بڑے جہاد زندگی کی طرف لوٹے ہیں اپنے نفس کو چھوڑ اور آ جا!

Marfat.com

زبدۃ العارفین ، قطب الاقطاب ،

سید محمد اسمٰعیل شاہ البخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے

سنِ ولادت : ۱۲۹۷ ہجری —— وصال : ۲۷۔رمضان المبارک ۱۳۸۵ ہجری

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

Marfat.com

Marfat.com

ولادت باسعادت و عہد طفلی اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ

حضور رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سادات اُچ شریف حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤاجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اختیار کرتے رہے۔ آپ کے بزرگوار جد امجد بالاخر تیرھیوں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور کی حدود میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کے والد بزرگار سید سید علی شاہ المعروف سید سکندر علی شاہ" اپنی خاندانی وجاہت ' نیکی اور پاک بازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت سید سید علی شاہ بخاری" کے گھر کی چار دیواری اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک باسعادت بچے کی پیدائش سے مطلع انوار بننے والی تھی۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخری سالوں میں اس وجود مسعود نے عالم شہود میں قدم رکھا آپ کے جسد پاک کی شکل میں اس نور نے ظہور فرمایا جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہونے والا تھا۔ آپ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تھوڑے سے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں میں واقع ہے اور شہر فیروز پور سے تقریباً" پندرہ میل مشرق میں ہے۔ آپ کا سن ولادت ۱۲۹۷ھ یا ۱۲۹۸ھ ہے۔ سن عیسوی کے مطابق یہ مبارک سال ۱۸۸۳ء یا ۱۸۸۴ء تھا۔ آپ کا اسم مبارک محمد اسمٰعیل شاہ تجویز ہوا۔

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہوولعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ اپنے چچا سید قطب الدین شاہ" سے زیادہ مانوس تھے اور زیادہ وقت ان کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک متقی اور شریف الطبع استاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ عربی فارسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

Marfat.com

حصول علوم دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم ان دنوں تشنگان علم دین کے لیے ایک چشمہ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا، "برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل و قال تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں ان دنوں مولانا خلیل احمد رحمتہ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیل علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب" میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورہ حدیث ختم کیا۔

قیام دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجالس اس مدرسہ میں وقتاً" فوقتاً" ہوتی رہتی تھیں۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیر تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی تھیں۔ طلبہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ صدر مجلس نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، "آپ بھی کچھ کہیں گے؟"

مشفق استاد کا اشارہ پا کر آپ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

آپ نے آیتہ مبارک:

اَیۡنَمَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریر دل پذیر کی کہ سب اساتذہ عش عش کر اٹھے اور آپ کے ہم عصر ہندوستانی طلبہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ دنیا کی بے

Marfat.com

ثباتی اور یاد الٰہی کی اہمیت کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ اس دن سے اساتذہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

علوم دین کی تحصیل کے لیے آپ مدرسہ نعمانیہ لاہور میں بھی کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے۔ شمالی ہندوستان میں یہ مدرسہ علوم دین کا سرچشمہ تھا اور ان دنوں جامع عالمگیری (بادشاہی مسجد) سے ملحق تھا۔ بڑے بڑے فاضل علماء یہاں درس و تدریس کا کام سرانجام دیتے تھے۔

منازل سلوک

جن دنوں آپ نے تکمیل علوم ظاہری کی غرض سے سہارنپور اور دہلی کا عزم کیا' ان ہی ایام میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ فیروز پور شہر میں جلوہ افروز تھے۔ ان کا شہرہ ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ سلسلہ چشتیہ کے یہ بزرگ تشنگان راہ حقیقت کو جام معرفت سے سیراب کر رہے تھے۔ آپ بھی حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ چشتیہ میں نسبت حاصل کی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ سہارنپور چلے گئے۔

تحصیل علوم ظاہری کے بعد آپ وطن مالوف موضع کرموں والا میں واپس آگئے۔ ایک چھوٹی سی مسجد میں چند طالب علم جمع کرکے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر اب کچھ اور ہی لگن اور تڑپ ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ دل میں علم باطن کے حصول کے لیے بے پناہ تشنگی پیدا ہو چکی تھی۔ وطن واپس آئے تو حضرت مولانا شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔

جلد ہی بخت نے یاوری کی اور مشائخ نقشبندیہ قدس اسراھم کی ارواح طیبہ نے رہبری کی۔ ان دنوں شہر لاہور سے جنوب مغرب کی جانب قصبہ شرقپور شریف میں شبلی دوراں' جنید زماں' قدوۃ العارفین' زبدۃ الواصلین' محبوب حبیبؐ رب العالمین حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب بن کر آسمان طریقت پر چمک رہے تھے۔ توحید و رسالت کے پروانے دیوانہ وار اس شمع دل افروز کے گرد جمع

Marfat.com

ہو رہے تھے۔ شمالی ہندوستان میں آپ کے تقویٰ اور علم و عرفان کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ چنانچہ جذبہ شوق آپ کو بھی کشاں کشاں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں لے آیا۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت ملاقات دریافت فرمایا' "شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟" آپ نے عرض کیا "حضور پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا" قبلہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرما دیں گے۔" اس پہلی ہی ملاقات میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نسبت نقشبندیہ القا فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ پھر حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے"۔ شیخ کامل کی پہلی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دل کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔

یک لحظہ عنایت تو اے بندہ نواز
بہتر زہزار سالہ تسبیح و نماز

بعد ازاں آپ نے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں کئی بار حاضری دی اور جلدی جلدی منازل سلوک طے کرتے گئے۔ حتیٰ کہ شیخ کامل نے مکمل طور پر اپنے رنگ میں رنگ دیا اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ضلع فیروزپور اور اس نواح سے آنے والے طالبان طریقت سے فرما دیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب (حضرت کرماں والے) وہاں موجود ہیں۔ ان سے مل لیا کرو۔ ایک ہی بات ہے اتنی دور آنے کی کیا ضرورت ہے:

در خانہ عشق سلطنت نیست
جز درد و نیاز و مسکنت نیست
ہر کس کہ بود نیاز مندتر
کارش زہمہ بود بلند تر

سال عیسوی ۱۹۴۵ء تک آپ موضع کرموں والا میں مقیم رہے۔ یہی مقام مرجع خاص و عام بنا رہا۔ اہل طلب کے لیے یہی کعبہ مقصود تھا۔ اس آفتاب ولایت کی روشنی دن بدن دور دور تک پھیلتی جا رہی تھی اور لوگ جوق در جوق اس آستانہ عالیہ پر اکتساب فیض کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ طالبین کے احوال کی درستی اور ان میں شریعت

Marfat.com

و سنت کی پیروی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے آپ کی ہمت باطنی کام کر رہی تھی۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی کثیر تعداد میں آتے اور فیضیاب ہوتے۔ ان میں سے بعض ہندو اور سکھ حضرات کو میں نے خود ذکر و فکر میں مشغول، تہجد گزار اور صوم و صلوٰۃ کا پابند دیکھا۔ بعد میں یقیناً" ان کا ظاہری حجاب بھی اسی طرح دور ہو گیا ہو گا جیسے کہ ان کے باطنی حجاب ختم ہو چکے تھے۔

پاکستان بننے سے دو سال پہلے ہی آپ اپنے آبائی گاؤں کرموں والا کو چھوڑ کر فیروزپور چھاؤنی کے قریب موضع اچھے والا میں اقامت گزین ہو گئے تھے۔ دو سال کا عرصہ (یعنی ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان تک) آپ نے اسی موضع میں ایک کنوئیں پر چھوٹے سے خیمہ میں گزار دیا۔ یہ ترک علائق کی ایک منزل تھی۔ اس خیمے میں آپ کے بستر، کپڑوں کی گٹھڑی اور چند کتابوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ اسی جگہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا "مولوی صاحب! ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں مکانات قبلہ رخ ہوں پاس ہی پکی سڑک ہو۔ ریلوے لائن ہو اور نہر ہو۔ سب ساتھ ساتھ ہوں تاکہ بیلیوں (دوستوں) کو آمدورفت میں آرام رہے۔ وہاں سے ریل میں سوار ہو کر سید ھا مدینے شریف چلیں" کے معلوم تھا کہ آپ موجودہ دربار حضرت کرمانوالہ شریف کا نقشہ اپنی نظر کے سامنے رکھ کر زبان مبارک سے اس کی نشاندہی فرما رہے تھے اور مدینہ شریف جانے سے آپ کی کیا مراد تھی۔ یقیناً" وصال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ تھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کی سنت پر عمل کرکے قصور سے ہوتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے۔ ہمراہیوں کو عاف والا کے قریب ایک گاؤں چک نمبر ۵۷۔ ای بی میں آباد کرنے کے بعد آپ ۱۹۵۰ء میں حضرت میاں صاحب" کے عرس مبارک کے موقع پر شرقپور شریف حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ تقریباً" تین ہفتے لاہور میں ہی مقیم رہے اور درگاہ مبارک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دیتے رہے۔ یہیں سے آپ رخصت ہو کر اوکاڑہ پہنچے اور ایک چھوٹے سے ریلوے کوارٹر میں ڈیرہ لگا دیا۔ جب کچھ عرصہ بعد موضع ۵۶۔۲۔ایل میں مکان مل گیا اور مزروعہ اراضی بھی مل گئی تو آپ نے اس گاؤں میں مستقل رہائش اختیار

Marfat.com

فرمائی۔ یہ گاؤں پکا چک آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے حضرت کرمانوالہ شریف بن گیا۔ یہیں اب رشد و ہدایت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا اور تشنگان جام وحدت اپنی پیاس بجھانے لگے۔ یہی مقام توحید و رسالت کے نور سے معمور ہو گیا۔ آپ تادم آخر اسی جگہ قیام پذیر رہے حتی کہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اللہ کریم کی بے شمار رحمتیں آپ کی روح پاک پر نازل ہوں

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

حلیہ مبارک

ذکر و فکر اور مراقبہ و مجاہدہ بے شک روحانی ترقی کا موجب ہیں لیکن اپنے شیخ سے رابطہ قائم رکھنا قرب الٰہی حاصل کرنے کے سب راستوں سے قریب کا راستہ ہے۔ آپ کا حلیہ مبارک اسی مقصد کے پیش نظر بیان کیا جاتا ہے کہ سالکان راہ طریقت و حقیقت اس کو وصول الی اللہ کا ذریعہ جان کر صاحب حلیہ کی طرف راغب ہوں اور فیوض و برکات اس ذریعہ اور رابطہ سے حاصل کریں

سایہ رہبر بہہ است از ذکر حق
(رہبر کامل کا سایہ ذکر حق سے بہتر ہے۔)

آپ کا رنگ گندمی اور قد متوسط تھا۔ جسم اطہر مائل بہ فربہی تھا۔ لیکن اتنا نہیں کہ تناسب اعضاء باقی نہ رہے۔ آپ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی اور رخساروں اور پیشانی پر نور کی چمک تھی۔ آپ کشادہ ابرو تھے۔ آپ کے ابرو بصورت قوس منحنی اور باریک تھے۔ آپ کی آنکھیں معرفت الٰہی کے نشے سے مست اور چمکدار تھیں۔ بینی مبارک بلند تھی۔ بائیں رخسار پر آنکھ کے گوشے کے قریب ایک بڑا مہاسہ تھا۔ آپ کا دہن مبارک نہ دراز تھا نہ کوتاہ دندان مبارک زمانہ جوانی میں خوشنما تھے۔ ریش مبارک زیادہ گھنی نہ تھی جس کی لمبائی قدرتی طور پر ایک قبضہ پر رک گئی تھی۔ آپ لبوں کے بال کٹواتے تھے۔ سر کے بال مبارک ریشم کی طرح نرم تھے۔ مہینے میں ایک بار مشین سے کٹوا دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی استرے سے بھی صاف کرواتے تھے۔ دونوں ہتھیلیاں پر گوشت

Marfat.com

تھیں اور انگلیاں باریک' پاؤں مبارک صاف اور تلوے نرم تھے۔ آپ کے پسینہ سے خوشبو آتی تھی۔ آپ حسن ملیح کے مالک تھے اور وجیہہ اور پر شوکت نظر آتے تھے۔

لباس

آپ سفید لباس پسند فرماتے تھے کبھی کبھی آپ نے صوفیانہ رنگدار لباس بھی زیب تن کیا۔ پانچ گز لمبائی کا سفید باریک ململ کا عمامہ استعمال فرماتے تھے۔ عمامہ کے نیچے پانچ کلیوں والی ململ یا چکن کی بنی ہوئی کلاہ نما ٹوپی ہوتی تھی۔ کرتہ لمبا اور سفید پہنا کرتے تھے۔ جس کا چاک سامنے کی طرف ہوتا اور تین بٹن لگے ہوتے تھے۔ آستین کھلے ہوتے تھے۔ بند بازوؤں والی یا کالر والی قمیض نہیں پہنتے تھے۔ متوسط موسم اور سردیوں میں کرتے کے اوپر بند گلے کی لمبی صدری زیب تن فرما لیتے تھے۔ محفل ہو یا تنہائی آپ کبھی ننگے سر نہیں رہتے تھے۔ حتیٰ کہ رات کو یا دن کو آرام کرتے وقت بھی سر مبارک پر ٹوپی موجود ہوتی۔ جب کبھی ٹوپی سر سے ذرا سرکتی اسی وقت آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے پھر اسے درست فرما لیتے۔ ایک سفید بڑا رومال یا چارخانہ رومال یا ململ کا دوپٹہ ہروقت ہمراہ رہتا۔ راستہ چلتے وقت یہ رومال بائیں کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ تہہ بند سفید لٹھے کا ہی پسند خاطر تھا۔ میں نے آپ کو پاجامہ یا شلوار پہنے کبھی نہیں دیکھا۔ پاؤں مبارک میں ہمیشہ سادہ جوتا دیسی ساخت کا پہنتے جس کی نوک نہیں ہوتی تھی۔ انگریزی طرز کا جوتا کبھی آپ نے استعمال نہیں کیا۔ سیاہ رنگ کا جوتا پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے عموماً جوتے کا رنگ براؤن یا زرد ہوتا تھا۔ جراب یا موزہ بھی کسی موسم میں آپ نے نہیں پہنا۔ ہر روز فجر کی نماز کے بعد جوتے کا پاؤں بدل لیا کرتے تھے۔

خوردونوش

آپ سادہ غذا پسند فرماتے تھے۔ چھلنی میں چھانے بغیر گندم کے موٹے آٹے کی روٹی مرغوب تھی۔ جسے سالن کے ہمراہ استعمال فرماتے۔ لنگر میں پکنے والی دال اور کترا ہوا پیاز یا کوٹا ہوا پیاز اور سبز مرچ استعمال میں لے آتے تھے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ ضرور دھویا کرتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانے کی ابتداء کرتے۔

Marfat.com

گوشت یا سالن روٹی کے اوپر رکھ کر نہیں کھاتے تھے۔ لقمے چھوٹے ہوتے تھے اور خوب چبا کر تناول فرماتے۔ کدو اور کریلہ پسند فرماتے تھے۔ چائے پینے کی عادت نہ تھی بلکہ کلی اجتناب تھا۔ میٹھے کھانوں یا مٹھائی سے بھی رغبت نہ تھی۔ گائے کا تازہ دودھ نماز فجر کے بعد اور پھر نماز عصر کے بعد نوش فرماتے اس کے ہمراہ اسبغول کا چھلکا بھی پھانکتے۔ دودھ میں میٹھا نہیں ملاتے تھے۔ ہر موسم کے پھل کبھی کبھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے اور منہ میں انگلی پھیر کر کلی کرتے تھے۔ دانتوں میں خلال بڑے اہتمام سے کیا کرتے تھے تولیہ یا رومال سے ہاتھ صاف کرنے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَسَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن

بعض اوقات ان کلمات کا بھی اضافہ فرماتے: مِنْ اُمَّةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰى آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْن بعد ازاں خلال استعمال فرماتے خلال کبھی ہاتھ دھوتے وقت بھی استعمال فرماتے۔

رمضان شریف میں عموماً آپ دودھ سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ سحری آخری وقت میں اور افطاری اول وقت پر کرتے۔ رمضان المبارک میں کھانا بہت تھوڑا کھایا کرتے۔ سحری اور افطاری کی دعائیں بلند آواز سے پڑھتے۔ افطاری سے پہلے کافی دیر تک خاموشی سے دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ عام ایام میں آپ دن رات میں دو دفعہ کھانا تناول فرماتے۔ صبح کا کھانا عموماً دوپہر سے دو گھڑی پہلے کھا لیتے۔ رات کا کھانا نماز عشاء سے پہلے کھایا کرتے تھے۔

معمولات و عبادات

پچھلی رات بیدار ہوتے ہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے۔ تھوڑی دیر ستانے کے بعد آپ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے بستر سے اٹھتے اور بیت الخلاء کا رخ کرتے۔ اندر داخل ہوتے وقت بایاں قدم پہلے رکھتے اور باہر آتے وقت دایاں قدم پہلے

Marfat.com

باہر لاتے۔ پھر وضو کرتے۔ وضو کرتے وقت تمام اعضاء کو اچھی طرح دھوتے اور دعائیں پڑھتے جاتے۔ بوقت ضرورت تیمم مٹی کی کچی اینٹ یا پتھر کے ٹکڑے پر دونوں ہاتھ مار کر روئے مبارک پر اور پھر دوسری دفعہ اینٹ یا پتھر پر ہاتھ مار کر دائیں اور بائیں بازو پر مسح فرماتے۔

تہجد کے بارہ نفل دو دو رکعت سے ادا کرنے کے بعد بڑے انہماک اور ذوق سے درود شریف تسبیح کے دانوں پر پڑھتے۔ تسبیح لکڑی کے پانچ سو باریک دانوں کی تھی۔ قبلہ رخ دو زانو بیٹھ کر انتہائی محویت اور حضور قلب سے درود شریف پڑھتے۔ فراغت کے بعد اکثر سجدہ ہائے شوق و عجز میں مصروف ہو جاتے اور کئی کئی طویل و قصیر سجدے بیک وقت کرتے چلے جاتے۔ اس وقت ایک قسم کا وجد و کیف آپ پر طاری ہوتا تھا۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے جو کافی دیر تک جاری رہتی۔

صبح صادق پر موذن اذان کہتا تو آپ سنبھل کر بیٹھ جاتے۔ ساتھ ساتھ کلمات اذان دہراتے جاتے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه کی آواز پر احترام کے ساتھ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور پڑھتے: قُرَّةُ عَيْنَایَ بِکَ يَارَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَیَّ عَلَى الْفَلَاح پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم پڑھا کرتے تھے۔ اذان کے خاتمہ پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مسنونہ پڑھا کرتے تھے۔ صبح کی روشنی کھل جاتی تو دو سنتیں ادا کرتے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد نماز فجر با جماعت ادا کرتے۔ نماز میں آپ عموماً صف کے ایک سرے پر ہوتے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھتے اور دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

نماز کے بعد سفید چادریں بچھا دی جاتیں اور ان پر کھجور کی گٹھلیوں کے شمارے بکھیر دیے جاتے پھر اس چادر کے دونوں جانب دو زانو بیٹھ کر سب حاضرین درود شریف:

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّم پڑھتے۔ اختتام پر ہاتھ اٹھا کر آپ ایک سرے پر بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّم۔

Marfat.com

وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلٰئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ
عَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی اَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَ
حَبِیْبِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ
مُشَاھَدَتِکَ وَ مُحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ ہ الشَّوْقِ اِلٰی
لِقَائِکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ○

خدایا بدہ شوق ذات رسول
بدرد محمدؐ مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار
ہمہ عمر در وصل احمدؐ گزار
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما
عطا کن وصال مرا مصطفٰی
نداریم غیر از تو فریادرس
توئی عاصیاں راخطا بخش و بس
نگہدار مارا زراہِ خطا
خطا در گزار و صوابم نما

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

زمجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی برحال لب خشکاں نگاہے

ہمہ انبیا در پناہ تو اند
مقیم در بارگاہ تو اند
تو مہر منیری ہمہ اختر اند
تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَ اِنِّي
عَلٰى قَدَمِ النَّبِيْ بَدْرِ الْكَمَالِ

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
وز برائے حضرت خواجہ امیرالدینؒ ولی
آنکہ چوں خضراست پیر کامل مرد جلی
وز برائے حضرت شیر محمدؒ بدر عید
آنکہ از تیغ محبت کرد بسمل ہر کہ دید

نوٹ: مولف کتاب ہذا (محمد اکرم) نے مندرجہ ذیل دو اشعار کی منظوری حضرت پیر و مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے عین حیات میں ہی لے لی تھی اور بندہ یہ اشعار بھی اب اس دعا میں اضافہ کرتا ہے:

وز برائے خواجہ ما سید اسمٰعیل شاہ
در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ
نور چشم مصطفےٰ و سید عالی مقام
می نوازد خلق را از لطف خاص و فیض عام

ظاہر و باطن ہو برائے خدا

Marfat.com

چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا
دیدہ و بینا ہو ہر اک موئے تن
محو تجلی رہے روح و بدن
اے مرے مولا مرے والی ولی
کرعطا مجھ کو بہ طفیل نبیؐ
اور جو مسلمان ہیں بھائی میرے
ان کو تو فضل سے اپنے رتبہ دے

صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ اَنْبِیَآءِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ حَمَلَۃِ عَرْشِہٖ وَ جَمِیْعَ اُمَّتِہٖ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِہٖ اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَ عَشِیْرَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

اس وقت حاضرین پر عجیب کیف و مستی کا عالم طاری ہوتا تھا۔ کوئی شخص دوران دعا یا اختتام پر اونچی آواز سے آمین نہیں کہتا تھا۔

قیام حضرت کرمانوالہ شریف کے دوران یہ دعا اکثر اوقات فقیر مولف (محمد اکرم) ہی پڑھا کرتا تھا۔

پھر آپ تخلیہ میں تشریف لے جاتے اور دن چڑھے تک وظائف میں مشغول رہتے۔ طلوع آفتاب کے بعد نہایت خشوع و خضوع سے قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے' دعا سے فارغ ہو کر استنجا کے بعد تازہ وضو یا نیا تیمم کرتے اور یاران طریقت و حاضرین سے ملتے۔ سب حاضرین صفوں میں دو زانو بیٹھ جاتے اور آپ بھی ایک مقام پر تشریف فرما ہوتے۔ آنے والوں کی باتیں غور اور توجہ سے سنتے اور سب کے لیے حسب حال دعا فرماتے۔ اسی دوران قرآن کریم کی تفسیر یا احادیث مبارکہ کا بیان ہوتا۔ بعض شرعی مسائل پر بھی روشنی ڈالتے اولیاء اللہ اور صلحائے امت کا نہایت دلنشیں انداز میں ذکر فرماتے۔ سیاسی اور دنیاوی باتوں کے تذکرے نہیں ہوتے تھے۔ کبھی ضمناً" کوئی ذکر آ

Marfat.com

جائے تو اس پر بھی مذہبی نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالتے۔ جس خوش نصیب کو حلقہ غلامی میں قبول کرنا ہوتا تھا۔ اسے اسم ذات کے تصور اور ذکر کی تلقین فرماتے اوراد و وظائف اور تہجد کے نفلوں اور درود شریف پڑھنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔ گرمیوں کے موسم میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز مسجد میں با جماعت ادا کرنے کے بعد پھر احباب سے ملاقات ہوتی اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوتے۔ عصر کی چار سنتیں ہمیشہ ادا کرتے۔ اس کے بعد مغرب تک عموماً" تخلیہ فرماتے۔ لیکن بعد میں اس دوران میں بھی آنے جانے والوں سے ملنے میں تامل نہیں فرماتے تھے۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد سب حاضرین اسی طرح صفوں میں دوزانو بیٹھے ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے اور آپ بھی ایک جانب تشریف فرما ہوتے۔ آپ خود دعا فرماتے یا کوئی اور صاحب جن کو اجازت ہوتی تھی دعا پڑھتے۔ اس سے تھوڑی دیر بعد دسترخوان بچھ جاتا۔ کوئی شخص باوضو بھی ہوتا مگر کھانے کے لیے ہاتھ دھونے کا سب کو یکساں حکم تھا۔ دسترخوان پر بیٹھتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور بایاں لٹا کر بیٹھنے کا حکم تھا۔ سب مل کر اکٹھا کھانا کھاتے۔ بعض علماء اور رؤسا کے لیے حسب مراتب الگ بھی کھانے کا انتظام ہوتا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب مل کر دعا مانگتے اور ہاتھ دھو کر کلی کرتے۔ عشا کے بعد عموماً" آپ تخلیہ فرماتے اور وتر اول شب ہی ادا فرماتے۔

جمعہ مبارک کے دن آپ بعض باتوں کا خاص اہتمام فرماتے تاکہ اس دن کی عظمت سب پر واضح ہو جائے۔ وظائف سے فارغ ہو کر احباب سے مختصر ملاقات کے بعد آپ حجامت بنواتے لبوں کے بال قینچی سے کتراتے۔ ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن اس طرح کٹواتے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ابتدا کر کے چھنگلی پر ختم کرتے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرتے۔ سب سے آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن اترواتے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔ پھر آپ غسل خانہ میں تشریف لے جاتے اور غسل کرتے وقت موسم کے مطابق وافر مقدار میں گرم یا تازہ پانی استعمال فرماتے۔ غسل خانہ کے اندر ہی اجلا اور پاکیزہ لباس زیب تن فرماتے۔ اور وضو کر کے باہر تشریف لاتے۔ پہلے دایاں پاؤں باہر رکھتے پھر بایاں۔ پاکیزگی اور نفاست کا یہاں تک خیال ہوتا تھا کہ دست مبارک سے تہبند کا گوشہ پکڑ کر دروازہ بند کرتے، گیلا ہاتھ کنڈے

Marfat.com

یا دستی کو نہ لگاتے۔ پھر آپ بیٹھ کر آئینہ سامنے رکھ کر ریش مبارک میں شانہ کرتے۔ شانہ دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ سرمہ اور عطر لگاتے اور اس طرح نماز جمعہ کی تیاری مکمل ہو جاتی۔ نماز جمعہ میں آپ منبر کے اوپر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے اور وعظ و تلقین فرماتے۔ اوائل میں کرموں والہ ضلع فیروز پور میں آپ زمین پر کھڑے ہو کر طویل خطبے دیا کرتے تھے۔ خطبوں کے دوران معارف و اسرار کی بارش ہوا کرتی۔ وعظ مبارک عام فہم پنجابی زبان میں ہوتا جس میں شاذ و نادر ہی کوئی شعر پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی بغیر ترنم کے۔

ایک دفعہ جمعہ مبارک کے وعظ کے دوران فرمایا:

"بیلیو میریاں گلاں غور نال سنو۔ میریاں گلاں سادیاں سادیاں پنجابی زبان وچ ہندیاں نے۔ پر نہ جانئے انہاں نوں کوئی عارف دی ورلا ای سمجھ سکدا ہووے۔"

اول وقت پر تمام نمازوں کی ادائیگی کا بہت اہتمام فرماتے اور اکثر اوقات صفیں بچھاتے وقت خود ساتھ امداد فرماتے اس کے باوجود جب نمازی جماعت کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ نمازیوں کے مونڈھے پکڑ کر صفیں درست کرتے۔ قیام نماز میں دونوں پاؤں کے درمیان پانچ انگشت کا فاصلہ رکھنے کی تاکید فرماتے۔ رکوع و سجود میں تسبیحیں زیر لب پڑھنے کی تاکید ہوتی تھی۔ ہر نمازی کو خواہ وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کر رہا ہو آپ نہایت خاموشی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ تا آنکہ ساتھ والے آدمی کو بھی آواز سنائی نہ دے۔ پہلی صف میں صرف وہ نمازی کھڑے ہوتے جن کی داڑھی شریعت کے مطابق ہوتی تھی۔ داڑھی منڈوانے والے اور کٹوانے والے اگلی صف میں نہیں کھڑے ہو سکتے تھے۔

کرموں والا (ضلع فیروزپور) میں سکونت کے ایام میں آپ خود بھی کبھی کبھی عصر کی نماز میں امامت فرماتے مگر وہاں عموماً" ایک صاحب نسبت اور صاحب حال بزرگ المعروف میاں بالا رحمتہ اللہ (جو آپ کے مریدان با اخلاص میں سے ایک باکمال فرد

تھے) امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ موجودہ دربار شریف کے قیام کے دوران مختلف اصحاب امامت کرتے رہے ہیں۔

اخلاق کریمانہ

آپؒ نہایت خوش خلق اور خوش ذوق تھے۔ اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے مالک تھے۔ اپنے عقید تمندوں کے علاوہ دیگر حضرات جو خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے، سب سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ویسے یہ ایک قدرتی امر تھا کہ سب حاضرین مجلس پر آپ کی ذات مبارک کی ایک ہیبت اور رعب سا طاری ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض قلبی اور روحانی بیمار جن کی باطنی حالت اصلاح طلب ہوتی تھی جب محفل مبارک میں آجاتے تو آپ پر جلالی رنگ غالب ہوتا تھا۔ لیکن اس طرح اس شخص پر ہیبت اور رقت طاری ہو کر اس کی اصلاح کا کام آسان ہو جاتا تھا۔ بالعموم آپ جمالیات کا مرقع تھے۔

نمود و نمائش اور ریا سے سخت نفرت تھی۔ حاضرین میں بھی اگر کوئی شخص ان امراض باطنی کا شکار ہوتا تو آپ پوری توجہ کے ساتھ اس کی اصلاح کا خیال فرماتے دست بوسی کرنا یا پاؤں کو چھونا سخت ناپسند تھا حتیٰ کہ رسمی مصافحہ کے شائقین کو سمجھانے کے لیے آپ کبھی فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہر انسان کے دل میں سب سے زیادہ ماں کی محبت ہوتی ہے مگر یہ بتاؤ کہ گھر میں آتے جاتے وقت ماں سے کتنی دفعہ مصافحہ کیا جاتا ہے۔ محبت اور احترام دل سے ہوتا ہے۔ دل محبت سے لبریز ہونا چاہیے"۔

Marfat.com

ویسے آپ مصافحہ کے خلاف نہ تھے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر اگر کوئی شخص تعظیماً" اٹھنے کا قصد کرتا تو آپ روک دیتے۔ کسی کو اٹھ کر کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ رخصت کرتے وقت محبت اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ محبت بھرے الفاظ زبان مبارک پر ہوتے :

"ایسا کہنا تو نہیں چاہیے کہ جاؤ۔ اچھا خراماں خراماں جائیں۔ اَللّٰہُ حَافِظُنَا وَحَافِظُکُمْ فِیْ کُلِّ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا"ط"

پیدل سفر کے دوران ایک ہمراہی اپنے ساتھ رکھتے اور باقی ساتھیوں کو آگے یا پیچھے کچھ فاصلے پر چلنے کا حکم ہوتا تاکہ جلوس اور نمودونمائش کی شکل نہ بنے۔ ساتھ چلنے والے شخص کو اپنی دائیں جانب لے کر چلتے۔ آپ ہر موقع پر سفرو حضر میں تسبیح کی نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔

مجلس میں حاضر ہونے والوں کی عرضداشتیں سنتے جاتے اور دعا فرماتے جاتے۔ آپ کے فیضان نظر سے لا علاج مریض شفایاب ہو جاتے اور مشکلات میں گھرے ہوئے لوگ مشکلات سے نجات پاتے۔ دعا کرنے میں آپ ذرا بھی بخل نہیں کرتے تھے۔ لبوں پر عموماً" یہ دعائیہ کلمہ ہوتا تھا۔ " اللہ فضل کرے "۔ دنیاوی امور کے لیے دعا کی غرض سے حاضر ہونے والے اگر سچی بات بیان کر دیتے تو آپ دعا فرمانے میں دیر نہ کرتے چونکہ آپ کے کشف کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی اس لیے غلط بیانی کرنے والوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ نے فقیر سے کئی دفعہ فرمایا کہ مجھے لوگوں کے حالات کی جستجو اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ سچی بات بتانے سے اقرار گناہ کی شکل پیدا ہوتی ہے اور اقرار گناہ میں توبہ کا پہلو ہے۔ پس جب بات توبہ تک آ جاتی ہے تو رحمت حق جوش میں آ جاتی ہے۔ مولا کریم غفور الرحیم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

Marfat.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

اور وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کرلیں (یعنی گناہ کا ارتکاب کرلیں) اور آپ کے در دولت پر حاضر ہو جائیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کریں اور رسول بھی ان کی مغفرت کی سفارش کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاؤ گے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ عموماً" قرض ' مرض یا غرض لے کر آتے ہیں۔ یعنی دنیاوی مقاصد لے کر آتے ہیں۔ اللہ اللہ سیکھنے والا اور ذکر فکر کا شوق رکھنے والا تو کوئی ہی آتا ہے میں تو ایسے ہی لوگوں کے لیے بیٹھا ہوں۔

آپ کی مجلس میں سب لوگ دوزانو بیٹھتے تھے۔ صرف بعض بیماروں کو رخصت ہوتی تھی۔ آپ خود بھی دوزانو ہی بیٹھا کرتے تھے۔ ضعیفی کے زمانے میں آپ زمین یا چارپائی پر اس صورت میں لیٹتے کہ سر مبارک قبلہ کی جانب اور پاؤں مشرق کی جانب ہوتے۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر آپ کبھی نہیں لیٹے اور نہ ہی گھٹنے کھڑے کرکے۔ کعبتہ اللہ کی جانب پشت کرنا ناپسند فرماتے۔ شعائراللہ کی تعظیم بدرجہ اتم فرماتے۔ غیر جاندار اور غیر مکلف اشیاء مثلاً" جاروب ' لوٹا ' درانتی وغیرہ کو بھی قبلہ رخ رکھنا سکھاتے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ ہر ذی شعور انسان بھی اپنا رخ مالک حقیقی کی طرف ہی موڑ لے۔ اصحاب ذکر و فکر اور متبعین سنت کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرماتے۔ ہر چیز میں طاق عدد کو پسند فرماتے۔ اَللّٰهُ وِتْرٌ وَّيُحِبُّ الْوِتْرَ۔

باجود کشف کے آپ نام لے کر کسی کی اصلاح نہ فرماتے۔ بلکہ ستر احوال کا خیال

Marfat.com

رکھتے اور عمومی رنگ میں کسی کی لغزش یا خامی کا تذکرہ کرکے اس کے ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتے۔ اصلاح میں بڑی کوشش فرماتے۔ آپ کے فیضان صحبت سے دلوں سے غفلت کے پردے اٹھ جاتے اور ذکر و فکر میں مشغولیت حاصل ہو جاتی تھی۔ لوگ ذکر خفی کی تاثیر سے سرشار اور مسحور ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض کی زبان سے بے اختیار ھو کا نعرہ نکل جاتا تو آپ فرماتے:

"بات تو یہ ہے کہ آدمی سمندر پی جائے اور لب خشک ہی رہیں۔"

آپ پردہ نسواں کے سخت پابند تھے۔ کبھی کوئی عورت آپ کی مجلس مبارک میں نہیں آ سکتی تھی بلکہ پانچ چھ سال کی بچیوں کے آنے کی بھی ممانعت تھی۔ آپ نے اگر کسی وقت زنان خانہ میں جانا ہوتا تو پردے کا اہتمام ہو جاتا۔ محرم مستورات کے سوا کوئی عورت آپ کے روبرو نہیں آتی تھی۔ بچوں سے آپ شفقت سے پیش آتے اور بچوں کو انواع و اقسام کی اشیاء کھانے کے لیے دیتے۔ ان سے محبت اور پیار کی باتیں کرتے۔ ان کے سر اور پشت پر دست شفقت پھیرتے۔ بچے بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ انسان تو کیا حیوانوں اور پرندوں سے بھی آپ ایسی نرمی سے پیش آتے کہ وہ بھی آپ سے بے حد مانوس ہو جاتے۔ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اور لڑکے کا نام پوچھا جاتا تو آپ بالعموم یہ نام تجویز فرماتے نصراللہ، لطف اللہ، انعام اللہ، عزیزاللہ، فتح اللہ وغیرہ وغیرہ۔

آپ نہایت نفاست پسند اور راست رو تھے۔ کسی امر میں ذرا سی کجی بھی آپ کی طبیعت پر ناگوار گزرتی تھی۔ مسجد کی صفیں ہوں یا کھیتوں کے راستے یا حد بندی۔ کاغذ کی تراش ہو یا کاغذ پر کوئی لکیر، ہر چیز میں ذرا سا ترچھا پن بھی برداشت نہیں فرماتے تھے۔

Marfat.com

اسی طرح آپ ہمیشہ اپنے عقیدتمندوں کے احوال کی درستی کی جانب متوجہ رہتے۔ شریعت مطہرہ یا سنت سنیہ سے انحراف یا روگردانی آپ برداشت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق و محبت آپ کو حاصل تھا اس کا تقاضا بھی یہی تھا۔ آپ ہمیشہ اس امر کے متمنی تھے کہ آپ کے عقیدت مند اور متوسلین دین و دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا اور اس کا مال و دولت بری چیزیں نہیں ہیں ان کا ناجائز مصرف ان کو برا بناتا ہے۔ مال کی محبت بری چیز ہے۔ مال و دولت حاصل کر کے نیک کاموں پر خرچ کرنا برا نہیں۔ دنیا کی دولت ایک خوشنما سانپ کی مانند ہے۔ جو شخص اس سانپ کا منتر جانتا ہے وہ اسے قابو میں رکھتا ہے ورنہ اس کا زہر ہلاک کر دیتا ہے۔

احوال و ارشادات عالیہ

آپ نے جب اپنے شیخ علیہ الرحمتہ کے ارشاد کے مطابق متلاشیان حق کو راہ ہدایت کی دعوت دینی شروع کی اور نسبت نقشبندیہ کو پھیلانا شروع کیا تو آپ جس شخص کو ذکر کی تلقین فرماتے اور ورد و وظائف پڑھنے کے لیے بتاتے' اس کا فوری اثر اس شخص میں ظاہر ہوتا اور اس کی دنیا ہی بدل جاتی۔ ابتدا میں بعض اوقات آپ کی توجہ کا اتنا گہرا اثر ہوتا تھا کہ لوگ بے قرار ہو جاتے اور جوش و خروش میں نعرے لگاتے اور بعض لوگ کنویں میں چھلانگ تک لگا دیتے تھے۔ کرموں والا ضلع فیروز پور میں ایک شخص سراج دین نامی آپ کی توجہ کے بعد غلبہ حال سے اس قدر بے خود ہوا کہ بے اختیار اللہ کا نعرہ لگا کر کنویں میں جا گرا۔ سب نے سمجھا کہ اب وہ زندہ سلامت نہیں نکل سکتا لیکن جب ایک اور شخص کو کنویں میں مضبوط رسوں کی مدد سے اتارا گیا تو اس نے کنویں میں سے آواز دی کہ یہاں صرف سراج دین ہی نہیں ہے بلکہ ایک اور شخص بھی اسی طرح ذکر میں محو ہے دونوں کو باہر نکالا گیا تو وہ صحیح سلامت تھے۔ کنوئیں کے اندر اللہ کے ذکر میں محو اور دنیا و مافیہا سے بے خبر تھے۔ باہر نکلنے کے بعد بھی ان کی وہی حالت کافی دیر تک قائم رہی۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند رہے۔

ایک دفعہ آپؒ پاک پتن شریف میں شیخ عبدالرحمٰن کے مکان میں دوسری منزل میں

Marfat.com

قیام فرماتھے۔ آپ کے ایک درویش نے غلبہ حال سے بے قرار ہو کر اللہ کا نعرہ لگایا اور اچھل کر نیچے سڑک پر جاگرا۔ ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا اور بیہوشی کی حالت میں اسے جلدی سے ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہ بدستور اللہ ' اللہ ' کہہ رہا تھا۔ ہسپتال کے ہندو انچارج نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس شخص کو بہت تیز نشہ پلایا گیا ہے اور اس کے زندہ بچ رہنے کی کوئی امید نہیں۔ رات بھر وہ ہسپتال میں رہا۔ صبح کو خود ہی چل کر پھر اسی مکان کی سیڑھیوں میں آگیا اور بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ "باباجی میں آگیا ہوں۔"

حضرت کرمانوالہ شریف میں ایک دن لوگ باہر سے مٹی لاکر پلاٹ میں ڈال رہے تھے۔ آپ مکان کے شمالی چبوترے پر بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ بھاولنگر کا مستری علی محمد اور اس کے دو کمسن بچے بھی مٹی لا رہے تھے۔ باہر سے چھوٹے لڑکے کے سر پر مستری نے مٹی کا ڈھیلا رکھا اور اسے کہا کہ بیٹا حضرت صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس سے گزرو تو اللہ ' اللہ ' کہتے چلو۔ جب بچہ آپ کے پاس سے اسی طرح گزرا تو آپ نے اس فقیر کو ارشاد فرمایا "مولوی صاحب! اس بچے کو منع کریں کہ ایسا نہ کرے اور خاموشی سے کام کرے۔" چنانچہ میں نے بچے کو اور اس کے باپ کو سمجھایا لیکن باپ نے کہا کہ "جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔ چلو بیٹا اسی طرح اللہ اللہ کرتے چلو' جب بچہ اسی طرح کرتا ہوا پھر آپؒ کے پاس سے گزرنے لگا تو اس کی حالت بدل گئی۔ آنکھیں بند کر کے بیہوشی کے عالم میں زور زور سے اللہ اللہ کے نعرے لگانے لگا اب اس کے باپ کو فکر لاحق ہوئی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس مت لاؤ۔ باہر لے جاؤ۔ پھر آپؒ نے اس فقیر کو ارشاد فرمایا کہ درود شریف پڑھ کر بچے کو دم کرو اور درود شریف پانی پر دم کر کے پلاؤ۔ تب کہیں بچے کو سکون ہوا۔ کئی سالوں تک بچے کو ذکر میں محویت حاصل ہو جایا کرتی تھی۔

آپؒ کو اپنے شیخ طریقت قطب زماں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ آپ اکثر اوقات اپنے شیخ معظم رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ جب بھی حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر

Marfat.com

شروع ہوتا آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی اور پھر آپ بے اختیار فرماتے "بڑی شان ہے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی۔" اکثر اوقات آپ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی نوازشات کا ان الفاظ میں اعتراف کیا کرتے تھے۔

"ہمیں کون جانتا تھا۔ یہ سب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے۔"

آپ اپنی عرضداشتوں میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کرتے، "میرے روف و رحیم" --- اسی بات کا ذکر کرتے ہوتے آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں شرقپور شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ نے ذرا زوردار لہجہ میں فرمایا "یہ کیا طریقہ ہے خط لکھنے کا؟" لیکن جب میرے ذہن میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْم کی آیہ مبارکہ آئی تو آپ نے فوراً" تسلی دیتے ہوئے فرمایا "ہاں تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں ناراض تو نہیں ہوں۔"

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ذکر مبارک کے دوران اس واقعہ کا بھی کبھی کبھی ذکر فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ مکان شریف (رتڑ چھتڑ۔ ضلع گورداسپور) جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک راستہ سے گزرتے ہوئے جب مجھے سامنے کچھ بچے کھیلتے اور گردوغبار اڑاتے نظر آئے تو میں نے ذرا پیچھے ہٹ کر بچوں کو ہاتھ کے اشارہ سے ایک طرف ہٹنے کے لیے کہا آپ نے فوراً" پیچھے مڑ کر میری جانب دیکھا اور فرمایا:

"ہونہہ! ہونہہ! شاہ جی یہ مکان شریف کے رہنے والے بچے ہیں اور دھول بھی مکان شریف کی ہے۔"

آپ نہایت سادہ الفاظ اور دلنشیں طریقے سے اصلاح احوال کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ بے معنی اور بے مقصد باتوں سے آپ کی محفل پاک ہوتی تھی۔ بات کی وضاحت

Marfat.com

کے لیے آپ بزرگان دین کے اقوال اور ان کی حکایات بیان فرمایا کرتے تھے۔ استقامت احوال پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فِی الشَّرِیْعَۃِ وَالطَّرِیْقَۃِ فَھِیَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ

(ترجمہ) شریعت اور طریقت میں استقامت ہی کرامت سے بڑھ کر ہے۔" حقیقی عرفان حاصل کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کے احکام کی کماحقہ پابندی ضروری ہے اور عمل صالحہ میں استقامت ایک لازمی امر ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

"اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ"

ترجمہ: ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔"

تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"خوف اس کے عدل اور امید اس کے فضل سے ہے۔ پس اس کی بارگاہ میں کامیابی وہی حاصل کر سکتا ہے۔ جس میں دونوں باتیں اپنے اپنے محل پر موجود ہوں۔"

پھر آپ نے فرمایا:

گر عدل کنی ہم مارے ' ہم مارے ' ہم مارے
گر فضل کنی ہم تارے ' ہم تارے ' ہم تارے

ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ وَعِلْمُ اللِّسَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ فَذٰلِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ عِلْمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی بَنِیْ اٰدَمَ

ترجمہ:

علم دو طرح کا ہے ۱۔ علم قلب اور ۲۔ علم لسان (یعنی ایک دل سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا زبان سے۔)

Marfat.com

علم قلب : یہ ایک نفع دینے والا علم ہے۔ یہ علم انبیاء اور مرسلین کو حاصل ہے۔

علم لسان : یہ علم اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی طرف حجت ہے یعنی علم باطن علم ظاہر پر فوقیت رکھتا ہے جس کو علم باطن حاصل ہو جائے وہی صحیح معنوں میں عالم ہے۔ پھر آپ یہ شعر پڑھا کرتے ؂

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

ذکر فکر کی رغبت دلانے کے لیے آپ فرمایا کرتے :

"ہتھ کار ول دل یار ول"

اور علم ظاہری پر فخر کرنے والے یا بھروسہ کرنے والے سے آپ فرمایا کرتے :

" صد کتاب و صد ورق درنار کن جان و دل را جانب دلدار کن "

آپ نے ارشاد فرمایا :

"شیطان تین راستوں سے مومن کے دل پر حملہ کرتا ہے۔ یہ ازلی دشمن آنکھ' کان اور منہ کے راستے حملہ آور ہوتا ہے۔ منہ سے کسی کو عیب جوئی' غیبت' جھوٹ یا مشرکانہ باتوں کا اعلان کرواتا ہے۔ آنکھ سے بری اور حرام چیزوں کو دیکھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے اور کان سے چغلی یا بری باتوں کے سننے پر

Marfat.com

اکساتا ہے۔اس طرح یہ غارت گر ایمان نیکیاں اور متاع ایمان لوٹ کر لے جاتا ہے۔"

پھر آپ فرماتے ہیں:

" آنکھ ' کان ' منہ ' بند کر نام نرنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے "

ساتھ ہی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے مثنوی شریف کا یہ شعر بھی پڑھتے :

" چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی ذات حق بر من **بخند** "

پھر آپ فرماتے:

"کم کھاؤ ---کم سوؤ---اور کم بات کرو"

مکر اور ریا کی مذمت کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا:

ہتھ وچہ مالا مکر دی دھاگے لئی پروئے
دل وچہ گھنڈی پاپ دی نام جپے کیا ہوئے

ساتھ ہی ہندی کا یہ دوہا بھی پڑھا:

نہائے دھوئے کیا بنے جد اندر میل سمائے
مچھلی جل میں نت رہے دھوئے باس نہ جائے

(یعنی ظاہری میل کچیل دور کرنے کی بجائے باطنی کدورتوں کو دور کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے)

Marfat.com

آپ فرمایا کرتے تھے:

"سالک کو حصول مقصد کے لیے دو چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اکل حلال اور صدق مقال۔ حلال روزی کما کر اپنا اور اپنے متوسلین کا پیٹ پالنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہوتا ہے۔

نیز جھوٹ سے بچنا درجات کی بلندی کا باعث ہوتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"جس شخص نے گوشت کے دو لوتھڑوں کو اپنے قابو میں کر لیا وہ کامیاب ہوا۔ ایک زبان اور دوسرے شرم گاہ۔

بول اور بول کی جگھوں پر قابو پالیا تو انسان تباہی سے بچ گیا۔

آپ نے فرمایا:

"حقوق اللہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ کوئی شخص ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا ہو اور ورد و وظائف میں دن رات مشغول رہتا ہو مگر اس کے ماں باپ اس سے خوش نہ ہوں یا بیوی بچے اس سے مطمئن نہ ہوں یا کسی انسان کی دل آزاری کا باعث ہو تو وہ عبادت اور ریاضت اسے کچھ نفع نہیں دے سکتی۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آذر است

Marfat.com

دل گزر گاہ جلیل اکبر است

اس ضمن میں آپ وہ واقعہ بیان فرماتے جو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے ترقی مدارج کا سبب بنا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جاڑے کے موسم میں ان سے ایک رات پانی طلب کیا جب وہ پانی لے کر واپس آئے تو مائی صاحبہ سو چکی تھے۔ آپ پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے ساری رات منتظر کھڑے رہے۔ صبح کے وقت جب مائی صاحبہ نے آنکھ کھولی تو بیٹے کو پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا دیکھا۔ دل سے اس کے حق میں دعا کی اور بیٹے کو علم و عرفان کی دولت عطا ہوئی۔

اپنے عقیدت مندوں کو سنت کی پیروی کرنے کی تاکید فرماتے۔ اپنا ظاہر درست کرنے کی طرف توجہ دلاتے بالخصوص لباس پر زور دیتے۔ سر پر ٹوپی اور ٹوپی کے اوپر عمامہ رکھنے کی تلقین فرماتے۔ کھلے آستینوں والا کرتہ پہننے کا ارشاد فرماتے داڑھی بڑھانے اور لبوں کے بال کٹوانے کی تاکید فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر کو درست کرنا خود انسان کا کام ہے اس کے بعد باطن کو درست کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

ایک دفعہ فرمایا:

"روزی کمانے کے جائز اور شرعی اسباب کو چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو توکل نہیں کہتے۔ سبب کی طرف نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ سبب تو دروازے کی مانند ہے جس میں سے گزر کر مسبب کی طرف پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دروازہ اس امید پر بند کرلے کہ رزق اس کے منہ میں کہیں سے خود بخود پہنچ جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی ہے۔ کیونکہ دروازہ یا سبب بھی اسی کا بنایا ہوا ہے پس دروازہ کو بند نہیں کرنا چاہیے ویسے اس قادر مطلق کے اختیار میں ہے کہ دروازہ سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے پھر

Marfat.com

آپ نے مثنوی مولانا روم علیہ الرحمتہ کا یہ شعر پڑھا:

گفت پیغمبرؐ باآواز بلند
بر توکل زانوئے اشتر ببند

یعنی ظاہری اسباب کو حتی المقدور کام میں لانے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا جائے) آپ فرمایا کرتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"اللہ کریم رات اور دن کی ساعات میں ہر بندے کی جانب تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت سے دیکھتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تین سو ساٹھ مرتبہ رسالت کی نظر کرم سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح خاصان خدا بھی تین سو ساٹھ مرتبہ اپنے متوسلین پر نظر لطف فرماتے ہیں۔ کتنی بے پناہ محبت ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اور کتنی عظیم شفقت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر اور کتنے مہربان ہوتے ہیں خاصان خدا مخلوق خدا پر مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان غفلت میں وقت گزار دے اور ان رحمتوں اور برکتوں سے اپنا دامن بھر لینے کی طرف توجہ نہ دے۔ اسی ضمن میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی وقت ننگے سر نہ رہو۔ معلوم نہیں وہی وقت نظر رحمت یا نظر شفقت کا ہو۔"

آپ نے فرمایا کہ:

ارکان اسلام میں سے اقرار توحید و رسالت کے بعد نماز کو اولیت حاصل ہے ہر مسلمان عاقل بالغ مرد عورت پر نماز فرض عین ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ سالکان راہ طریقت نے اس کی پابندی سے گوہر مقصود کو پا لیا۔ مسلمان اور کافر میں نماز ہی وجہ امتیاز ہے۔ نماز کے بغیر دیگر اعمال

Marfat.com

کسی شمار میں نہیں ہیں۔"

پڑھے لکھے نوجوانوں کو سمجھانے کے لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ:
"یوں سمجھ لو کہ ایک لازمی مضمون حساب میں فیل ہونے والا کوئی طالب علم دوسرے سب مضامین میں پاس بھی ہو تو اعلیٰ جماعت میں ترقی کا مستحق نہیں سمجھا جاتا اور فیل ہی قرار دیا جاتا ہے۔
نماز اگر رسما" نہ پڑھی جائے اور نمازی جو کہہ رہا ہو اسے سمجھے بھی تو اس میں کیف و حضوری خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ نمازی دل میں یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حاضر و ناظر ہے اور اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی نماز بے کیف اور بے حضور ہو۔

آپ نے فرمایا:
اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا ساری عبادت کا مغز ہے۔
گویا دعا بھی عبادت ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہوتا ہے اور بندے کی بندگی کا اعتراف۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے۔

آپ نے پھر فرمایا:
"یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں میں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا۔

پھر آپ نے فرمایا:
اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ "مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا منظور کروں گا" پھر یوں بھی باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ "اللہ تعالیٰ کی ذات پاک غنی ہے اور تم سب محتاج ہو" آپ نے فرمایا بتاؤ کوئی ایسا نبی ہے جس نے حضور حق میں

Marfat.com

دعا اور التجا نہیں کی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تو لغزش معاف ہوئی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت اور آزمائش کے ایام میں دعائیں کیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں معافی اور نجات کے لیے دعا مانگی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ حضور رسول مقبول محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ ایک عمر کو مسلمان بنا کر اسلام کو تقویت دے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر میں سربسجود ہو کر دعا کی "الٰہی یہ تیرے تین سو تیرہ بندے تیرے ہی نام کی عظمت کے لیے نکلے ہیں انہیں دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کر"۔ آپ نے امت کے لیے بار بار دعا کی۔ تو پھر وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے جو اللہ رب العالمین سے مانگنا عار سمجھتا ہے۔

ایک محفل میں کسی نے دریافت کیا "حضور راضی بہ رضا رہنے کے کیا معنی ہیں" آپ نے فرمایا کہ: حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ رضا کی دو قسمیں بتاتے ہیں:

۱۔ خداوند تعالیٰ کا بندے سے راضی ہو جانا۔

۲۔ بندے کا اپنے اللہ سے راضی ہو جانا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جب اپنے بندوں سے راضی ہو جاتا ہے تو ان پر انواع و اقسام کی رحمتوں کی بارش برساتا ہے۔ نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے اور چاردانگ عالم میں ان کی کرامت اور مقبولیت کا شہرہ پھیل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں رنگا رنگ ہیں کسی کو زر و مال اور جاہ و حشم سے نوازا جاتا ہے اور کسی کو اطاعت اور بندگی کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے جس کو جس طرح چاہیں سرفراز فرماتے ہیں۔

بندے کا اپنے رب سے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے احکام کی تعمیل کرنے لگتا ہے اور بندگی پر کاربند ہو جاتا ہے۔ اللہ سے راضی ہونے کا مطلب اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے اور ہر حال میں مطمئن رہنا ہے۔ اگر کچھ مل جائے تو اس پر شکر ادا کیا جائے اگر نہ مل سکے تو شکایت زبان پر نہ لائے۔ اس احکم الحاکمین سے دعا اور التجا کا سلسلہ قائم رکھے اور مایوسی کو نزدیک نہ آنے دے۔ کیونکہ

Marfat.com

اس کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کریم کی ذات ارحم الراحمین ہے وہ ہمارے حال سے بھی واقف ہے اور ہماری ضروریات سے بھی۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا مناسب ہے اور کیا فائدہ مند ہے۔ ہمارا علم مستقبل کے متعلق محدود ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شی راز اور مخفی نہیں اگر کوئی چیز ہمیں عطا نہیں ہوئی تو اس میں ہماری کوئی بہتری مضمر ہو سکتی ہے ہمیں راضی بہ رضا رہنا چاہیے مگر راضی بہ رضا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے در سے مانگنا ہی چھوڑ دیں۔ اپنی درخواست پیش کرتے رہنا اور اس کے بعد جو کچھ مل جائے اس پر شکر گزار ہونا یہی راضی بہ رضا رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بندے کی رضا پر مقدم ہے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے بندہ اس کی راہ میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

مرشد کامل دراصل کتاب و سنت کی روشنی میں مریدوں کو معرفت الٰہی کی طرف رہنمائی کرتا ہے وہ روح کی طہارت کی تلقین کرتا ہے اور نفس کی کدورتوں سے پاک کرتا ہے۔ چونکہ اس کا ظاہر سنت نبوی کے عین مطابق ہوتا ہے اور باطن پاک ہوتا ہے اس لیے مرید اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شریعت اور سنت پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کامل پیر کا کام یہ ہے کہ سنت نبوی کی پابندی کا خیال رکھے۔ خود سنت اور شریعت کے مطابق عمل کرے اور اپنے متوسلین کو بھی شریعت مطہرہ کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی تلقین کرے۔

اتباع شریعت کا جذبہ

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان کاملین میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت اسلام ہے وہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور سنت کے علمبردار تھے ان کے ہاں ایسی رسومات جو دوسرے لوگوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں بالکل نہیں تھیں ان کے یہاں نماز کی پابندی تھی اور حضور خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی تاکید۔ ان کا قول تھا کہ جو شخص شرع شریف کا پابند نہیں اسے ولی نہ مانو۔ خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔ حضرت قبلہؒ اپنے ملنے والوں کو نماز روزہ کی

Marfat.com

پابندی اور درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ طویل وظائف اور چلہ کشی کو ناپسند فرماتے تھے۔ البتہ ہمیشہ اس تمنا کا اظہار فرماتے تھے کہ ان کے ملنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت بنائیں۔ داڑھی نہ منڈوائیں لباس و اطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

"یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے عمدہ سب سے حسین اور خوبصورت سراپا جو بنایا ہے وہ نبی پاکؐ کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر کردار حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ ویسی ہی صورت اور ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہی ذریعہ ہے۔"

ایک نوجوان نے ایک دفعہ عرض کر دیا۔ "قبلہ داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ انسان کا دل صاف ہونا چاہیے۔

آپ نے فرمایا:

"برخوردار تمہارا قرآن پر ایمان ہے ؟" اس نے عرض کیا: "جی ہاں۔ کیوں نہیں آخر میں مسلمان ہوں۔" آپ فرمانے لگے:

"قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے اسوہ کو اسوہ حسنہ فرمایا گیا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور داڑھی رکھنا حضورؐ کا ہی اسوہ حسنہ ہے اور قرآن مجید میں جا بجا حضورؐ کی ہی تقلید اور اطاعت کا حکم ہے۔ حضورؐ کے کسی فعل کی خلاف ورزی کرنا یا مذمت کرنا کسی ہوشمند انسان کا کام نہیں۔" کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا:

"بابو جی! تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو دل کا بھید تو خدا جانتا ہے۔ ظاہری صورت بھی درست کرو تاکہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبان خلق کو

Marfat.com

نقارہ خدا سمجھو شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دیں۔ اور یہ یاد رکھو کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے مسلمانو! جس نے میری شکل و صورت بنائی اللہ پاک اس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقال کا قصہ بیان فرمایا جو ازراہ تمسخر آپ کی نقل کیا کرتا تھا لیکن مرنے کے بعد مولا کریم جل جلالہ نے اس کی صرف اس وجہ سے بخشش فرما دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ظاہری شکل و صورت بنا کر لوگوں کے سامنے آتا تھا اور حضرت کلیم اللہ کی نقل اتارا کرتا تھا۔ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے واقعہ کو نظم فرمایا ہے جس کا آخری شعر یہ ہے

آنکہ بر نقل برگزیدہ ماست

بعذاب مخالفاں نہ سزا است

(ابوالبیان) حضرت مولانا غلام علی صاحب مفسر قرآن مہتمم اشرف المدارس اوکاڑہ ایک موقعہ پر جماعت علماء کے ہمراہ مجلس مبارک میں موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"مولانا! لوگ محض دکھاوے کے لیے یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر شوق اور محبت سے ایک دفعہ یا رسول اللہ کہا جائے تو رب کریم کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔"

مکاشفات و کرامات

قرآن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر جا بجا آتا ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت بھی ملتا ہے معجزات اور کشف و کرامات حق کی دلیل ہیں۔ مگر ستر احوال کے پیش نظر اولیا اللہ بالعموم کشف و کرامات کے اظہار سے اجتناب کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں جب ان کے علوم باطنی کی ایک جھلک کسی شخص کو حق کی طرف بلانے کے لیے ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہو یا کسی کی اصلاح اور اس کے ایمان کی مظبوطی کا باعث بن سکتی ہو تو انسانی محبت کے جذبہ کے تحت ان سے بعض کرامات کا ظہور ہوتا ہے اس

Marfat.com

میں بھی ان کا دخل بہت کم ہوتا ہے ان کی ذات رضائے الٰہی کی طلب گار ہوتی ہے اور ان کے تقرب و قبولیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ جل جلالہ خود ان کی رضا کے مطابق حکم جاری فرما دیتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے:

وسائل قرب حق

مَا اَتَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّرِجْلًا وَّلِسَانًا۔

ترجمہ: جس چیز کو میں نے بندے پر فرض کیا ہے۔ اس کی ادائیگی کے بغیر وہ میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ہاں فرائض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعے وہ میرا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ حتی کہ میں بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر میں ہی اس کے کان آنکھیں' ہاتھ پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں۔)

قرب و حضوری کے باعث ان کے قلوب اور ارواح کو وہ روشنی اور نور حاصل ہو جاتا ہے جس کے سامنے کوئی تاریکی اور کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ دنیا و مافیہا ان کے نزدیک ہاتھ کی کھلی ہتھیلی کی مانند یا اس پر رکھے ہوئے رائی کے دانے کے مطابق ہو جاتی ہے۔ تمام کائنات ان کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہے اور اس کے تمام راز ان پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ ان کی نظر اور سماعت میں وہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے سامنے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔ اسی لیے ارشاد ہوا ہے:

Marfat.com

"اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (حدیث)
(مومن کی فراست سے خبردار رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے)

نیز ارشاد ہوا:
اِنَّھُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ (یعنی وہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں یعنی دل کے رازوں سے واقف ہوتے ہیں۔

اولیا اللہ کے بہت سے ایسے احوال ہیں جو کشف و کرامت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا تذکرہ سلیم الفطرت انسانوں کے لیے تقویت ایمان کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اب حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بعض ایسے ہی مکاشفات و کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ موجودہ مادہ پرستی کے دور میں بعض "دانشوروں" کی دانش و بینش میں یہ باتیں نہیں سما سکیں گی مگر حقیقت حقیقت ہے اور اس کے اظہار سے گریز نہیں کیا جاسکتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

شیخ کی نظر کرم

ایک دفعہ حضرت کرماں والا شریف میں بہت سے احباب مجلس میں حاضر تھے۔ فقیر مولف (مولوی محمد اکرم) بھی موجود تھا۔ حضرت اعلیٰ شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ:

ہم ایک دفعہ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں مکانات تعمیر کروا رہے تھے۔ ایک مکان کی چھت کا کام شروع تھا کہ اچانک آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی حاضری کا خیال قلب و ذہن پر چھا گیا۔ سب کام چھوڑ کر اسی وقت بغیر کسی تیاری کے روانہ ہو گئے۔ رائے ونڈ سے ریلوے سفر ختم

Marfat.com

کر کے سیدھے موہلن وال پتن پر دریائے راوی عبور کیااور شرقپور شریف جا پہنچے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ سرکار شرقپوری علیہ الرحمتہ کی خدمت بابرکت میں بازیابی ہوئی تو حضور نے دریافت فرمایا: "شاہ جی! میں نے آپ کو یاد کیا تھا کیا آپ کو بھی کوئی خیال آیا تھا؟" اس پر حضور علیہ الرحمتہ چپ رہے۔ بے شمار احباب جمع تھے اور سب خاموش اور غمگین تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سب طرف نظر دوڑائی اور پھر ارشاد فرمایا: "شاہ جی! آپ نماز جنازہ پڑھائیں"۔ چنانچہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے الامر فوق الادب کے ماتحت آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کا مقام بلند

مولانا غلام علی صاحب مفسر قرآن مہتمم دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ نے بیان فرمایا کہ ایک دن بعض علما کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حصول برکات کے لیے حاضر ہوئے۔ دوران گفتگو حضرتؒ نے فرمایا: مولوی صاحب! بعض کم فہم لوگ جن کو اپنے علم پر فخر ہوتا ہے۔ حضور مخبر صادق، محبوب رب العالمین، سید الانبیاء والمرسلینؐ کے علم کو تولنے اور ناپنے لگ جاتے ہیں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرکار مدینہ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ قیامت کا تو میں دعوے نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ مولا کریم نے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔

حضرت مولانا کا بیان ہے کہ ایک موقع پر جب خدمت عالیہ میں حاضری کے لیے گئے تو ہم ڈیوڑھی کے صدر دروازے سے گزر کر اندر داخل ہوئے۔ ڈیوڑھی میں ہم نے ایک ملنگ کو دیکھا۔ وہ کھڑا لاف زنی کر رہا تھا کہ "کچھ دیکھ لو یا دکھا دو" سامنے کچھ دور درختوں کے سائے میں آپ تشریف فرما تھے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپؒ

Marfat.com

نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اس کم بخت کو باہر نکال دو۔ وہ کیا دکھائے گا ہم نے جو کچھ دیکھنا تھا، دیکھ لیا، خادم جونہی اس کے قریب پہنچا اور بازو سے پکڑا تو وہ مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا۔ ہیبت زدہ ہو کر ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سڑک پر جا کر رکا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی ہیبت تھی جس نے اس بے دین کو لرزہ براندام کر دیا۔

تصدیق کمال

عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ حضور اعلیٰ سرکار شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ "ولی را ولی می شناسد" کے مصداق وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے منصب عالی سے کماحقہ، واقف تھے۔ ان کی خدمت میں ایک صاحب نے ضلع راولپنڈی سے خط لکھا جس میں راہ سلوک میں اپنی بعض مشکلات کے حل کے لیے دستگیری کی التجا کی تھی۔ حضرت صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی خط کی پشت پر اپنے دست مبارک سے یہ تحریر لکھ کر خط واپس بھیج دیا:

"آپ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالہ شریف ضلع ساہیوال سے رجوع کریں۔ فقیر کے نزدیک موجودہ زمانے میں اور کوئی ایسی باکمال ہستی نہیں ہے جس کی توجہ عالیہ سے آپ گوہر مقصود حاصل کر سکتے ہوں۔" اپنا یہ خط جو بیربل شریف سے ہو آیا تھا ایک دوسرے خط کے ہمراہ انہوں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا۔ ان ایام میں خطوط کے جوابات تحریر کرنے کی خدمت اس فقیر (مولوی محمد اکرام) کے سپرد تھی۔ یہ خط حضرت صاحب قبلہؒ نے مجھے علیحدہ دے کر ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دیں اور فقیر نے ان کو خط لکھ دیا۔

چند دنوں کے بعد وہ بزرگوار اپنے وطن مالوف سے آئے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں باریاب ہو کر اپنا دامن مراد گوہر مقصود سے پر کر کے واپس گئے۔ واپس جاتے ہوئے وہ ہر طرح سے مطمئن اور مسرور تھے۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد چہلم کے ختم مبارک کے موقعہ پر

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب" بھی دیگر مشائخ عظام دامت برکاتہم کی طرح حضرت کرمانوالہ شریف میں موجود تھے۔ ختم شریف کے بعد آپ" نے جناب صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب دامت برکاتہم سے بوقت ملاقات فرمایا: "آج اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مفارقت شدت سے محسوس ہونے لگی ہے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی میں اطمینان تھا کہ ہمارے درمیان ایک ایسی باکمال ہستی موجود ہے جو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی صحیح جانشین ہے۔"

علوشان کا اعتراف

مولوی مقصود احمد صاحب سکنہ باجڑہ گڑھی ضلع سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمارے گاؤں سے شمالی جانب قریباً" تین میل کے فاصلے پر موضع مینڈر وال میں ایک معمر سید بزرگ مقیم تھے جو مجذوب بھی تھے اور سالک بھی۔ اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے اور اپنا لباس بھی خود اپنے ہاتھ سے سی کر پہنتے تھے۔ باتیں مجذوبانہ کرتے تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے۔ خلق خدا کے لیے چشمہ فیض تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کا شہرہ ہوا تو بندہ بھی زیارت کے لیے وہاں حاضر ہوا۔ بندہ کو دیکھتے ہی خندہ پیشانی سے فرمایا "آپ کا مدرسہ بہت بڑا ہے" یہ فقرہ بار بار دہرایا۔ میرے بعد بعض دوسرے یاران طریقت بھی جب ان کے پاس گئے تو کھانے وغیرہ سے ان کی خاطر تواضع کی اور وہی باتیں دہرائیں کہ آپ لوگوں کا مدرسہ بہت بڑا ہے اور آپ وہی سبق یاد کریں جو آپ کو ملا ہے۔ گویا انہوں نے حضرت صاحب قبلہ" کے قطب مدار ہونے کی تصدیق کی۔"

مقام قرب حق

ڈاکٹر محمد عبداللہ مسلم صاحب نے بیان کیا کہ بی۔اے پاس کرنے کے بعد وہ اکثر اوقات اعلیٰ حضرت سرکار شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے محاسن و محامد لوگوں کی زبانی سنتے رہتے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد آپ کا ذکر خیر سن کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جانب کشش پیدا ہوئی۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں

Marfat.com

سے حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں اور حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کرموں والا ضلع فیروزپور میں بڑی باکمال ہستیاں ہیں۔ چنانچہ ان کے دل میں ان دونوں باکمال ہستیوں کی زیارت کا شوق جوش مارنے لگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پہلے انہیں اپنے برادر نسبتی حکیم عبدالحمید عاصی مرحوم کے ہمراہ حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع مل گیا۔ دونوں حضرات ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عاصی مرحوم نے جرات کر کے حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ "حضور وقت خاص میں یاد فرمائیں اور اس عاجز کے حق میں دعا فرمائیں۔ اس پر حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جوش میں آ کر فرمایا کہ "حیف ہے اس وقت خاص پر جس میں تمہاری یاد بھی درمیان میں آ حائل ہو۔ اچھا اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔" پھر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "آپ کرموں والا جائیں آپ کا حصہ وہاں ہے۔"

اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ بعد دونوں حضرات کرموں والا شریف میں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ وہاں پر بھی عاصی مرحوم نے اپنا وہی سوال دہرایا کہ "حضور وقت خاص میں اس عاجز کے لیے بھی دعا فرمائیں"

"وقت خاص؟" قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا "یہاں آٹھوں پہر ہی وقت خاص ہوتا ہے!" اور ان کے لیے دعا فرمائی پھر ڈاکٹر محمد عبداللہ مسلم صاحب کی جانب بھی نظر کرم فرما کر ان کے لوح دل سے سب شکوک و شبہات اور شیطانی وساوس حرف غلط کی طرح مٹا دیے۔

اس واقعہ سے اہل قلب و نظر دونوں شاہان ملک ولایت و معرفت کے علوشان کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

تمنائے دل پوری کر دی

پاکستان بننے سے بہت پہلے کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ درگاہ اجمیر شریف حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ تقریباً گیارہ افراد تھے۔ اجمیر ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی ایک مسجد میں سامان ایک دیوار کے ساتھ رکھا

Marfat.com

گیا۔ آپ نے سب ہمراہیوں سے فرمایا کہ تازہ وضو کر کے سب درگاہ شریف کی حاضری کے لیے تیار ہو جاؤ۔ سب وضو کرنے میں مصروف ہو گئے وضو کرتے ہوئے اس فقیر (مولوی محمد اکرم) کے دل میں خیال آیا کہ یہاں سامان کے پاس ایک آدمی کا ٹھہرنا ضروری ہے اگر یہ خدمت میرے سپرد ہو تو میں بخوشی سرانجام دوں گا۔ جب سب احباب وضو کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ سامان کے پاس کون ٹھہرے گا اور پھر بلا توقف فرمایا " اچھا مولوی صاحب آپ ٹھہریں چنانچہ میں نے اپنے لیے اسے عین سعادت سمجھا اور سب کے رخصت ہو جانے کے بعد تین پارے تلاوت کر کے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی فاتحہ نذر کر دی۔

حصول عرفان کی ترغیب

فیصل آباد کے ایک نواحی گاؤں کے ہائی سکول میں یہ فقیر (مولوی محمد اکرم) بطور صدر مدرس کام کرتا تھا۔ آپؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے چند سال ہو چکے تھے۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عمر یونہی بیکار ضائع جا رہی ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر جامعہ ازہر چلنا چاہیے اور دینی علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد دین کی خدمت کرنی چاہیے تاکہ عاقبت درست ہو یہ خیال دل کو ہر وقت بے قرار رکھتا چنانچہ فیصلہ کیا کہ ملازمت ترک کرنے سے پہلے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت حاصل کر لوں تو بہتر ہو گا اور اسی نیت سے کرموں والا شریف ضلع فیروزپور (آپ کی اصل جائے سکونت) پہنچا۔ فجر کی نماز کے بعد حاضری ہوئی' پندرہ بیس حضرات اور بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کے دل میں دین کی خدمت کا شوق موجزن ہوتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جامعہ ازہر چلے چلیں اور دینی تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت کریں۔ جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ جب مولا کریم جل شانہ کا کرم ہو جائے تو سارے علم خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ علم اور ہے اصلی علم اور ہے وہ علم تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص لوہار یا بڑھئی کا کام سیکھ کر روزی کمانے لگ جائے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ ید العلیا خیر من ید السفلی۔ (حدیث شریف) میں نے اردگرد نظر دوڑائی تو حاضرین میں

Marfat.com

جامعہ از ہر جانے والے کوئی اور صاحب نظر نہ آئے۔ سمجھ لیا کہ موضوع سخن اسی فقیر کا وسوسہ ہے۔

درود شریف پڑھنے کا صحیح طریقہ

میاں علی محمد مرحوم موضع سلطان خان والے بیان کرتے تھے کہ میرے دل میں ایک دفعہ یہ خیال آیا کہ اگر کسی ولی اللہ کی پشت کے پیچھے درود شریف پڑھا جائے تو ان کو فوراً پتہ چل جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے ایک موقعہ پر آپ کی پشت کے پیچھے ہو کر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ فوراً منہ پھیر کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "علی محمد درود شریف پڑھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رخ دوزانو بیٹھ کر پڑھا جائے کسی کی پشت کے پیچھے درود شریف نہیں پڑھنا چاہیے۔"

حیرت انگیز شفایابی

حاجی عبدالحمید صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ان کا بھتیجا جس سے ان کو بے حد محبت تھی سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر بھی اس کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ وہ اسی بے قراری میں کرموں والا شریف ضلع فیروزپور آپ کی خدمت بابرکت میں جا پہنچے۔ شام کو آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی لیکن عرض مدعا نہ کر سکے۔ دوسری صبح جب پھر خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو دل میں خیال تھا کہ بچہ تو ختم ہو چکا ہوگا۔ اب کیا عرض کرنا ہے۔ واپس چلتا ہوں تاکہ تجہیز و تکفین میں تو شامل ہو سکوں چنانچہ رخصت کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا "اچھا خراماں خراماں جائیں۔ بچے کو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے" یہ خوشخبری پا کر میں روانہ ہوا اور جب واپس گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ہندو ڈاکٹر بچے کو دیکھ کر واپس جا رہا تھا۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ اب روبصحت ہے اس کو دوا سے نہیں بلکہ کسی بزرگ کی دعا سے شفا حاصل ہوگئی ہے" یہی ڈاکٹر پہلے کہہ چکا تھا کہ بچے کے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

Marfat.com

عظمت فقر کا احساس

کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں یہ فقیر (مولوی محمد اکرام) چند دنوں سے آپ کے آستانہ عالیہ میں قیام پذیر تھا۔ ایک دن صبح کے معمولات کے بعد آپ حلقہ احباب میں تشریف فرما تھے اور نہایت دلنشیں انداز میں بعض مسائل پر روشنی ڈال رہے تھے۔ آپ اچانک سلسلہ کلام منقطع کر کے غسل خانہ میں تشریف لے گئے میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اتنے میں ضلع کا کپتان پولیس باوردی اور اس کے ہمراہ چند دوسرے افسران آ گئے۔ ہم نے صفوں پر سفید چادریں بچھا کر ان کو بٹھا دیا۔ ان کے بیٹھ جانے کے بعد آپ مسکراتے ہوئے غسل خانہ سے نکلے اور سب افسر تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں سمجھ گیا کہ غسل خانہ میں آپ کے جانے کی وجہ یہی تھی۔

عدالتی فیصلہ سے آگاہی

ایک صاحب کا بیان ہے کہ کرموں والا شریف کے ایک زمیندار بیلا نامی نے آپ کے خلاف مزروعہ اراضی کے متعلق ایک دعویٰ افسر مال فیروز پور کی عدالت میں دائر کر رکھا تھا۔ اس زمیندار نے کئی قسم کی چالیں چلیں تاکہ مقدمہ میں اس کی جیت ہو جائے۔ لیکن سب چالیں ناکام ہو گئیں۔ آخر کار جب فیصلہ کی تاریخ آئی تو آپ نے چار بجے شام اپنے احباب سے برملا کہا کہ مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا ہے۔ عین اسی وقت فیروز پور میں افسر مال نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا تھا۔ دوسرے دن جب صوفی نور عالم مقدمہ کے فیصلہ کی خبر لے کر آئے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ افسر مال نے ٹھیک چار بجے ہی فیصلہ سنایا تھا۔

ایک ناگہانی حادثہ سے نجات

حاجی شیخ عبدالعزیز تاجر رنگ محل لاہور کا بیان ہے کہ وہ ہر اتوار کو اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ لاہور سے حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر خدمت تھے اور ان کے علاوہ اور احباب بھی موجود تھے مولوی محمد امین شر قپوری اور سیٹھ محمد شفیع بھی ہر اتوار کو اپنی کار پر آتے تھے اور پھر اسی کار پر آپ چک نمبر ۳۶ ایس

Marfat.com

پی متصل پاک پتن شریف میں حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ سے ملنے کے لیے چلے جاتے۔ اس دن آپ نے دو تین مرتبہ ذکر فرمایا کہ مولوی محمد امین ابھی تک نہیں آئے اللہ خیر کرے۔ ٹھیک آٹھ بجے اچانک آپ نے سب حاضرین کو یک لخت اٹھ جانے کے لیے کہا اور خود چادر تان کر لیٹ گئے تقریباً" ساڑھے آٹھ بجے مولوی محمد امین شرقپوری اور سیٹھ محمد شفیع کار میں آ گئے۔ ہم سب باہر نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے دونوں حضرات قدرے پریشان نظر آتے تھے۔ ان سے وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ لاہور سے روانگی میں ہمیں آج کافی دیر ہو گئی تھی اس لیے ہم بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آ رہے تھے۔ واں رادھا رام والے موڑ پر موٹر لڑھکتی ہوئی ایک طرف جا گری اور شیشم کے قد آور درختوں سے ٹکرانے سے بال بال بچی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کار کو کسی نے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہے۔ ہوش و حواس درست ہونے پر ہم پھر روانہ ہو گئے انہوں نے بتایا کہ جب یہ حادثہ پیش آیا اس وقت ٹھیک آٹھ بجے تھے لگتا ہے حضور کی توجہ مبارک ہماری طرف تھی جب مولوی محمد امین شرقپوری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دور سے ہی بآواز بلند السلام علیکم کہا اور فرمایا مولوی صاحب خیر ہو گئی آخر آپ پہنچ ہی گئے۔ مولوی محمد امین شرقپوری کہا کرتے تھے کہ اس دن ہمارا زندہ سلامت بچ جانا آپ کی ہمت باطنی کا کرشمہ تھا۔

میٹھے پانی کا کنواں جاری کر دیا

کرموں والا ضلع فیروزپور سے تھوڑے فاصلے پر ایک گاؤں قادا بوڑا واقع ہے اس گاؤں میں جو کنواں بھی کھودا جاتا تھا اس کا پانی کھارا ہوتا تھا۔ وہاں کی عورتیں دوسرے گاؤں سلطان خاں والا سے بڑی مشقت کے ساتھ پانی لایا کرتی تھیں۔ ایک دن آپ" موضع سلطان خاں والا تشریف لے گئے تو قادا بوڑا کی بہت سی عورتیں آپ کے گرد جمع ہو گئیں اور سب نے مل کر عاجزی سے التجا کی کہ ہم تو سروں پر اتنی دور سے پانی ڈھوتے ڈھوتے تھک گئی ہیں ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمیں ٹھنڈے میٹھے پانی کا کنواں عطا فرمائیں۔ بعد میں حضرت صاحب" قادا بوڑا تشریف لے گئے اور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا کہ "اس جگہ کنواں کھودو اللہ کریم میٹھا پانی دے دیں

Marfat.com

گے۔" چنانچہ گاؤں کے لوگوں نے وہاں کنواں کھودا۔ اس کا پانی نہایت خوش ذائقہ تھا۔

توجہ' رحمت' آثار

دھنال کھتری موضع کرموں والا ضلع فیروز پور کا باشندہ ہے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بے حد عقیدت مند تھا۔ چنانچہ اس کا چہرہ بھی پوری داڑھی سے مزین۔ وہ ساٹھ گھماؤں کے قریب اراضی کا بھی مالک تھا۔ اپنی اراضی اپنے ہاتھوں سے کاشت کیا کرتا تھا اور شروع شروع میں آپ کی اراضی بھی وہی کاشت برداشت کیا کرتا تھا اس لیے نہایت اعلیٰ نسل کے بیلوں کا ایک جوڑا ہمیشہ رکھا کرتا تھا لنگر کے لیے آٹا بھی انہی بیلوں کی مدد سے پیسا جاتا تھا۔ ہر جمعرات اور جمعہ کے دن تقریباً" دو بوری آٹا خرچ ہوتا تھا۔

قیام پاکستان سے پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ حسب معمول جمعرات کی شام تک لنگر کے لیے آٹا پینے میں مشغول رہا۔ رات کو اس نے دونوں بیل اور بھینس اپنے گھر میں کمرے کے اندر باندھ دیے۔ مکان کو باہر سے تالا لگایا اپنی چارپائی اور بستر باہر دروازہ کے آگے بچھا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جا حاضر ہوا روزمرہ کے معمول کے مطابق ساری رات آپ کے قدموں میں گزار دی اور نماز فجر کے بعد گھر کو روانہ ہو گیا۔ جا کر تالا کھولا اور مویشیوں کو باہر نکالنے کے لیے مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ دونوں بیل بھینس اور اس کا بچہ سب غائب ہیں۔ چور عقبی دیوار میں نقب لگا کر سب مویشی چرا لے گئے تھے۔ لوگوں نے چوروں کا تعاقب کرنے کے لیے جمع ہونا شروع کیا دھنال خدمت اقدس میں پہنچا اور جب آپ وظائف سے فارغ ہوئے تو دھنال کو دیکھ کو پوچھا کہ کیسے آئے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور" چور مکان میں نقب لگا کر سارے مویشی ہانک کر لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب مویشی مل جائیں گے جاؤ لوگوں کے ساتھ مل کر کھوج وغیرہ لگاؤ۔ مگر ہاں یہ تو بتاؤ کہ لنگر کا آٹا کتنا پیا ہوا ہے؟ دھنال نے کہا کہ حضور آج کے دن کے لیے کافی ہو گا۔ دو بوری کا کل ہی پیسا گیا تھا۔

آپ نے فرمایا۔ "اچھا جاؤ اور بیلوں کی تلاش جاری رکھو۔"

گاؤں کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ دھنال سارا دن بیلوں کا کھوج لگانے میں سرگرداں رہا لیکن شام کو سب ناکام لوٹ آئے۔ دھنال حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے پاس حاضر ہوا تو آپؒ نے دریافت فرمایا کہو کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ دھنامل نے کہا، حضور معلوم ہوتا ہے کہ چور تین ہیں۔ مگر ان کے قدموں کے نشانات کچھ دور جا کر مٹ گئے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اچھا گھر جاؤ اور تلاش جاری رکھو غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد تھانہ مکھو کا ایک سپاہی دھنامل کے پاس آپہنچا کہ چلو تھانہ سے اپنے بیل لے آؤ۔ پولیس کی ایک گشت پارٹی نے دو چوروں کو بیلوں سمیت پکڑ لیا ہے۔ دوسرے دن آپ سے اجازت لے کر دھنامل تھانے گیا اور اپنے بیل لے آیا۔

تیسرے چور کے حصے میں بھینس آئی تھی۔ گھر پہنچ کر اس بھینس کا دودھ دوہا اور گھر کے سب خورد و کلاں نے مزے سے دودھ پیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سب دودھ پینے والوں کے پیٹ میں شدت کا درد شروع ہو گیا اور تمام چیخنے چلانے لگے۔ چور سمجھ گیا بھینس واپس کرنے سے ہی جان بچے گی۔ چنانچہ اس نے بھینس آوارہ مویشیوں کے پھاٹک میں پہنچا دی اور کسی شخص کے ذریعہ دھنامل کو پیغام بجھوا دیا۔ دوسرے دن وہ جا کر اپنی بھینس بھی گھر لے آیا۔

محبت شیخ اور اس کے ثمرات

کرموں والا کے ملحقہ گاؤں کے ایک کھاتے پیتے گھرانے کا ایک نوجوان خوشی محمد جوئیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معلوم نہیں اس کی کونسی ادا پسند آگئی کہ وہ خویش و اقارب کو چھوڑ کر آپ کی محبت میں ہی مست و سرشار ہو گیا۔ ہر وقت آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے والدین اور رشتہ دار اسے ہمراہ لے جانے کے لیے آئے تو اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ وقت اسی طرح گزرتا گیا۔ ایک دن جوئیا قوم کا ایک بڑا زمیندار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میری صرف دو لڑکیاں ہیں بڑی لڑکی شادی شدہ ہے اگر آپ قبول فرمائیں تو میں اپنی چھوٹی لڑکی کا رشتہ آپ کے درویش خوشی محمد سے کرنے کو تیار ہوں چنانچہ آپ نے قبول فرما لیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد اس شخص کی بڑی لڑکی قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی۔ اس زمیندار کی بیوی نے کہا کہ بہتر ہے اب چھوٹی لڑکی ہم اپنے پہلے داماد کو ہی بیاہ دیں تاکہ

Marfat.com

مرحومہ بیٹی کے بچوں کی نگرانی ٹھیک طور پر ہوتی رہے۔ اس شخص نے کہا کہ تمہیں معلوم ہی ہے کہ میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک درویش کو اس لڑکی کا رشتہ کہہ آیا تھااب میں کس منہ سے بات بدل سکتا ہوں۔ تم چاہتی ہو تو جاؤ گھر میں مائی صاحبہ سے جاکر عرض کر آؤ۔ چنانچہ وہ عورت گئی اور مائی صاحبہ کی خدمت میں اپنا مافی الضمیر عرض کر دیا جب یہ بات حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اس لڑکی کی شادی اب خوشی محمد سے ہی ہوگی۔ وہ عورت تو جواب دے کر گھر جا چکی تھی لیکن وہاں پہنچنے پر اس کو آرام کہاں نصیب تھا۔ متواتر تین چار رات تک گھر کا کوئی فرد چین سے نہ سوسکا۔ گھر کی ہر چیز سے وحشت ٹپکتی تھی۔ آخر دونوں میاں بیوی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معافی مانگی اور اپنی بیٹی کا نکاح خوشی محمد درویش سے کر دیا۔

کرم نوازی کے نرالے انداز

ایک صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں علی محمد نے نہایت پریشانی کی حالت میں آپ سے اپنی تنگدستی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ علی محمد کوئی باغ ٹھیکہ پر لے لو۔ علی محمد نے عرض کیا کہ حضور میرے پلے تو کچھ بھی نہیں باغوں کے مالک تو ٹھیکہ کی رقمیں پیشگی طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "مولا کریم سب انتظام کر دیں گے۔" شام کو جب حضرت صاحبؒ سے رخصت ہو کر میاں علی محمد اپنے گھر پہنچا تو گھر والوں نے کہا کہ تمہیں سوڈھی صاحب کا آدمی بلانے آیا تھا۔ میاں علی محمد تھوڑی دیر کے بعد سوڈھی زمیندار کے گھر گیا۔ وہ اس کا انتظار کر رہا تھا میاں علی محمد کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ہم نے باغ ٹھیکہ پر دینا ہے تم لے لو۔ ٹھیکہ کی رقم گیارہ سو روپیہ ہوگی میاں علی محمد نے کہا کہ میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے یہ سن کر سوڈھی نے کہا کہ اچھا تم باغ کا مال فروخت کرنے کے بعد رقم دے دینا۔ میاں علی محمد نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے چنانچہ باغ ایک سال کے لیے اسے ٹھیکہ پر مل گیا۔

دوسری صبح جب میاں علی محمد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو باغ ٹھیکہ پر لینے کا سارا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور چاندی کا ایک

Marfat.com

روپیہ میاں علی محمد کو عنایت فرما کر ہدایت کی کہ یہ روپیہ اپنے خزانہ میں رکھنا اللہ کریم برکت فرما دیں گے۔ میاں علی محمد کا بیان ہے کہ اس سال باغ کے ٹھیکہ سے اتنا فائدہ ہوا کہ اس کی مالی حالت سدھر گئی اور گھر میں ہر چیز کی بہتات ہو گئی۔

مکروہات پر تنبیہہ

ایک دفعہ موضع کرموں والا کے ایک زمیندار گھرانے میں شادی کی تقریب تھی۔ رات عورتوں نے سرشام سے ہی راگ رنگ شروع کر دیا اور گاؤں میں اودھم مچا دیا۔ آپ نے گاؤں کے ایک معزز آدمی کے ذریعہ شادی والے گھر میں پیغام بھجوایا کہ راگ رنگ بند کر دو۔ یہ شرعاً" ناجائز ہے اس سے درویشوں کی عبادت اور ذکر فکر میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ گھر کی عورتوں نے جواباً" کہلا بھیجا کہ خوشی کا موقعہ ہے ہم تو خاموش نہیں رہ سکتیں آپ نے پھر ایک درویش کو بھیجا کہ جا کر ان کو سمجھاؤ کہ اس شیطانی حرکت سے باز رہیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہیں۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ گانے والی لڑکیاں اور بات نہ ماننے والی بڑی بوڑھیاں پیٹ کے درد کے باعث تڑپنے لگیں۔ گاؤں میں کہرام مچ گیا سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ آخر گاؤں کے چند معزز اور معمر آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عاجزی سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی بھی گاؤں میں کسی قسم کا گانا نہیں ہوگا۔ جب سب نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ جن کے پیٹ میں درد ہے ان سب کو اجوائن کی ایک ایک چٹکی دے دو۔ چنانچہ وہ سب شفایاب ہو گئیں اور اس کے بعد گاؤں میں کبھی بیاہ شادی کی محفلوں میں ناچ گانا نہ ہوا۔

ہر کس و ناکس پر نگاہ کرم

میر منظور محمود ولی وارثی صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ امرتسر سے کرموں والا شریف ضلع فیروزپور آپ کی خدمت میں جا رہا تھا۔ قصور پہنچ کر گاڑی تبدیل کی تو میرے نزدیک ہی تین سکھ بھی آ بیٹھے ان میں سے دو ادھیڑ عمر کے تھے اور تیسرا نوجوان تھا۔ اس کا نام دلدار سنگھ تھا۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ وہ بھی میرے پیرومرشد کی

Marfat.com

خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک سکھ نے بیان کیا کہ وہ ضلع منٹگمری ساہیوال کے زمیندار ہیں اور دلدار سنگھ اس کا بیٹا ایف اے میں پڑھتا ہے۔ اسے پتھری کی شکایت ہو گئی تھی اور ڈاکٹروں حکیموں کے علاج سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ لڑکے کی والدہ اپنے بچے کا آپریشن کروانے پر ہرگز رضامند نہ ہوتی تھی۔ اسی اثنا میں کسی نے ہمیں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ہم بچے کو ساتھ لے کر کرموں والے پہنچ گئے۔ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا "سردار جی بچے کو پتھری کی شکایت ہے کوئی ڈر نہیں خیر ہو جائے گی۔ بچہ تو گھوڑے کی طرح ہو جائے گا۔" پھر دالدار سنگھ کو کہا کہ جا مسجد کی ٹونٹیوں کا پانی خوب سیر ہو کر پی لے اور اس درخت کے نیچے جا کر لیٹ جا۔" بچے نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ بچے کو خوب کھل کر پیشاب کی حاجت ہوئی اور ساتھ ہی اس کی ساری تکلیف ہمیشہ کے لیے جاتی رہی۔ اب ہم تو ہر سال آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے آتے ہیں۔

آنکھوں کی بینائی مل گئی۔

چوہدری امانت علی نے بیان کیا کہ تقسیم ملک سے کچھ عرصہ پہلے جب آپ موضع اچھے والا متصل فیروز پور چھاؤنی میں مقیم تھے ایک دن غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے ایک ادھیڑ عمر کا سکھ اور اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نہایت عجزوانکساری کے ساتھ عرض کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی ہے اور وہ دعا کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے امانت علی کو بلایا اور کہا کہ یہ دو مہمان آئے ہیں ان کا خیال رکھنا۔ امانت علی اس کے بعد کام میں مصروف ہو گیا اور ان کا اسے مطلق خیال نہ رہا دونوں کے پاس کھانے پینے کی کچھ چیزیں تھیں وہ کھا پی کر خراس کے نیچے جا بیٹھے کہ اب کسی کو کیا تکلیف دینی ہے رات یہیں بسر کر لیں گے۔

آدھی رات کے وقت آپ نے پھر امانت علی کو بلایا کہ ذرا خبردار رہو رات اندھیری ہے کچھ مشتبہ آدمی ڈیرہ کے اردگرد گھوم رہے ہیں۔ امانت علی نے اپنے دو تین دوسرے ساتھیوں کو جگا کر خبردار کیا۔ وہ ہاتھوں میں ڈنڈے لے کر چاروں طرف گھومنے

Marfat.com

لگے۔ ایک درویش ولی محمد خراس کی طرف جا نکلا۔ خراس کے نیچے سے اسے دو آدمیوں کی کھسر پھسر کی آواز آئی تو اس نے آگے بڑھ کر ان کو نکالا اور لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں بیچارے سکھ کے ماتھے پر ایک کاری ضرب لگی اور خون کا فوارہ پھوٹ نکلا عورت کو بھی ایک لاٹھی لگی اور اس کی انگلیاں ٹوٹ گئیں۔ اس پر انہوں نے شور مچایا کہ ہم تو بابا جی کی خدمت میں آئے تھے۔ دور سے یہ بات سن کرامانت علی شور مچاتا ہوا بھاگا آیا کہ ان کو نہ مارو ان کو نہ مارو یہ اپنے آدمی ہیں۔" پھر ان کی مرہم پٹی کی گئی اور صبح کے وقت جب وہ آپؒ سے رخصت ہونے کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا سردار رب کریم نے خیر کر دی ہے بچوں نے رات کو خیال ہی نہیں کیا آپ لوگوں کو خواہ مخواہ پیٹ کے رکھ دیا اچھا اب آپ جائیں اور انہیں کچھ پھل وغیرہ دیے۔

دو ماہ کے بعد وہ سکھ اپنی بیوی بچوں سمیت پھر حاضر ہوا۔ اس کی دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں اور دس بارہ سیر مصری کے علاوہ اور بہت سی اشیا نذر نیاز پیش کیں۔

سلب مرض کا ایک واقعہ

کرموں والا میں ایک شخص دین محمد عرف دینا گاؤں کا زمیندار تھا۔ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول کر کپا ہو گیا علاج معالجہ کرتا رہا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ جب سب طرف سے مایوسی نے گھیر لیا تو ناچار حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے آتے ہی اس سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ اس نے عرض کیا حضور پیٹ میں دو تین ماہ سے تکلیف ہے اور کھیتوں میں کام کاج کرنا تو کجا چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوں آپ نے فرمایا "تم تندرست ہو جاؤ گے۔ لیکن میں رشوت لیا کرتا ہوں تم بھی رشوت دے دو گے۔" اس نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ دس بیس پچاس روپے لے لیں گے تو کوئی بات نہیں اور عرض کیا کہ حضور دے دوں گا۔ مجھے تو صحت کی ضرورت ہے کلم الناس علی قدر عقولھم کے تحت یہ ارشاد ہوا آپ مسکرائے اور فرمایا اچھا میرے ساتھ وعدہ کرو کہ داڑھی نہیں منڈواؤ گے اور نماز پڑھو گے یہی میری رشوت ہے۔" اس نے بدل جان یہ بات ماننے کا عہد کر لیا۔ اتنے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا حضور نے فرمایا کہ اچھا اب نماز کا وقت ہو گیا ہے کوئی بیلی سبیل میں کنوئیں

Marfat.com

سے ڈول کے ساتھ پانی ڈالے تاکہ وضو کرکے سب نماز ادا کریں۔ پھر اسی دین محمد کو پوچھا دین محمد تم پانی ڈال سکو گے یا بیماری کی وجہ سے معذور ہو" دین محمد نے اس ارشاد کے بعد اپنے اندر ایک نئی قوت محسوس کی اور اٹھ کر بخوشی پانی کھینچ کھینچ کر سبیل میں ڈالنے لگا حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ لاغری کی وجہ سے بمشکل چل کر دربار میں حاضر ہوا تھا ایک ہی نظر سے حضور نے اس کی بیماری سلب فرما دی۔ پھر وہ نماز کا بھی پابند ہو گیا اور ڈاڑھی بھی رکھ لی۔

تختہ دار سے رہائی

ماسٹر خوشی محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونوالہ شریف میں نماز عشاء کے بعد حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضورؒ نے حکم دیا کہ دیوار سے لگی ہوئی گھڑی کو دیکھ کر وقت بتاؤ۔ انہوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا "وقت درست کرنا ہے۔ تم سوئی چلاتے جاؤ جب گیارہ بجے پر سوئی آ جائے تو تم ٹھہر جانا اور مجھے بتا دینا۔" چنانچہ وہ سوئی گھماتے رہے اور گھنٹیاں بجتی رہیں جب گھڑی پر گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ "تم بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گئے۔ حضورؒ اٹھے اور گھڑی کے پاس جاتے ہی جلدی سے گھڑی کی سوئی گیارہ بجے سے دس منٹ آگے کر دی اور فرمایا "اب وقت درست ہو گیا ہے" اس کے بعد آپ نے ان کو فرمایا کہ جاؤ اب سو رہو۔ ماسٹر صاحب خیال کرتے رہے کہ یہ کیا حکمت ہے۔ سارا وقت میں نے درست کیا۔ صرف دس پندرہ منٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے آگے کیے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

چند دنوں کے بعد ایک بوڑھا دیہاتی اپنے دو نوجوان بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ نوجوانوں کے سروں پر سرخ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ حضورؒ نے فرمایا (کیوں بھئی کنویں گل ہوئی) یعنی مجھے بتاؤ کہ کس طرح سب بات ہوئی۔ نوجوان نے عرض کیا "حضور مجھے پھانسی کے تختے پر لے گئے تھے اور ایک افسر کی نظر گھڑی پر تھی۔ حکم یہ تھا کہ اس کو پورے گیارہ بجے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ وہ وقت بتاتا رہا۔ جب گیارہ بجنے کے بالکل قریب ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سوئی گیارہ بجے کی بجائے گیارہ بج کر دس منٹ پر کر دی۔ وقت پھانسی کا

Marfat.com

گزر چکا تھا اس لیے مجھے پھانسی کے تختہ سے اتار دیا گیا۔ افسر نے کہا کہ پھانسی کا وقت گزر گیا وہ لڑکا بات بھی کر رہا تھا اور آپ کی جانب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں آپ کے دست مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی وقت بول اٹھا "بس یہی ہاتھ مبارک تھا۔ جس نے گھڑی کی سوئی دس منٹ آگے کی تھی۔ میں نے پہچان لیا ہے"۔ حضورؒ نے مسکرا کر فرمایا کہ کوئی اور ہاتھ ہوگا اور ان کو کہا کہ کسی اور سے یہ بات نہ کرنا۔

ماسٹر خوشی محمد کو رات کے وقت گھڑی کا وقت درست کرنے کی حکمت کا پھر علم ہوا۔

طاقت گویائی عطا کر دی

کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور میں ایک دن آپ محفل پاک سجائے بیٹھے تھے۔ ایک صاحب خوش الحانی سے شاہنامہ اسلام پڑھ رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک بابو صاحب آئے جن کے ہمراہ دس اور بارہ سال کے دو بچے تھے۔ بابو صاحب نے دونوں بچوں کو آپ سے کچھ فاصلے پر نیم کے درخت کے نیچے بٹھا دیا اور اپنی سوٹی ایک کے سپرد کر کے آپؒ کی مجلس میں آ بیٹھے۔ آپ نے پوچھا " بابو جی آپ کا نام کیا ہے اور آپ کہاں سے آئے ہیں۔" بابو صاحب نے نام بتانے کے بعد عرض کیا کہ وہ لدھیانہ سے آئے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ "کس طرح آئے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "حضور یہ میرے دو بیٹے ہیں جنہیں میں نے نیم کے درخت کے نیچے بٹھایا ہے۔ یہ دونوں گونگے ہیں۔"

آپ نے فرمایا کہ کیا یہ باتیں نہیں کرتے تو اس نے جواب دیا کہ حضور یہ دونوں باتیں نہیں کرتے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ یہ بات سن لیتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ بات نہیں سنتے۔ ہاتھ کے اشاروں سے سمجھایا جاتا ہے۔" تو آپ نے فرمایا "بابو جی ایک صرف گونگے ہوتے ہیں اور ایک گونگے اور بہرے ہوتے ہیں تو یہ گونگے بھی ہیں اور بہرے بھی"" یہ بات سن کو بابو صاحب گھبرا گئے اور ان کو پسینہ آ گیا۔ آپ نے فرمایا " بابو جی گھبراؤ نہیں اللہ رحم کر دے گا۔" اس کے بعد آپ نے پھر نعت خواں کو اشارہ کیا اور آپ شاہنامہ اسلام سننے لگے۔ حضور کبھی بچوں کی

Marfat.com

جانب نظر ڈالتے اور کبھی ان کے باپ کو تسلی دیتے کہ گھبراؤ نہیں اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔ لیکن بابو صاحب کی گھبراہٹ اور پریشانی بڑھ رہی تھی۔ اتنے میں نیم کے نیچے بیٹھے ہوئے دونوں لڑکے ایک دوسرے سے سوٹی چھیننے اور زور آزمائی کرنے لگے پھر وہ اونچی آواز سے اپنے باپ کو ابا ابا کہہ کر پکارنے لگے۔ ایک کہہ رہا تھا ابا یہ میری سوٹی چھینتا ہے اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ ابا تو مجھے سوٹی دے کر گئے تھے۔ یہ سوٹی میری ہے۔"

یہ سن کر حضرت صاحبؒ مسکرائے اور ہنس کر فرمایا "بابو جی! دیکھو وہ تو بول رہے ہیں آپ یونہی کہتے ہیں کہ وہ نہ بولتے ہیں نہ سنتے ہیں۔" خوشی سے باپ کی باچھیں کھل گئیں۔ بچوں کو خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے شفقت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا پھر وہ بابو صاحب بچوں کو ساتھ لے کر شاداں و فرحاں گھر کو روانہ ہو گئے۔

نور فراست

قیام پاکستان سے تین چار سال پہلے آپ نے فیروزپور چھاؤنی کے قریب موضع اچھے والا میں تقریباً ساٹھ ایکڑ اراضی بمعہ چاہ خرید کی۔ مالک زمین موہر سنگھ نامی ایک سکھ رئیس تھا۔ حکیم جمال الدین ان دنوں آپ کے مختار عام تھے۔ وہ فیروزپور گئے اور دن بھر کی تگ و دو کے بعد **بعینامہ** کی تحریر اور رجسٹری کے کاغذات مکمل کر لیے۔ اس پر صرف موہر سنگھ کے دستخط ہونے باقی تھے کیونکہ وہ بیماری کی وجہ سے کچہری تک نہیں جا سکا تھا۔ حکیم صاحب اور موہر سنگھ کے بچوں کی اس یقین دہانی پر کہ موہر سنگھ کے دستخط کل کروا لیے جائیں گے۔ تحصیلدار نے رجسٹری کی تصدیق بھی کر دی۔ رجسٹری کی دستاویز لے کر حکیم صاحب عصر کے وقت آپؒ کی خدمت میں کرمونوالا پہنچ گئے۔ آپ نے دستاویز دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نامکمل ہے اس پر موہر سنگھ کے دستخط نہیں ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ وہ بیماری کی وجہ سے کچہری تک نہیں آ سکا تھا۔ کل اس کے دستخط گھر پر ہی کروا لیے جائیں گے۔ فکر کی کچھ بات نہیں۔ یہ سن کر آپؒ نے حکیم صاحب کو تاکید کی کہ ابھی واپس فیروزپور جا کر موہر سنگھ کے دستخط کروائیں اور دستاویز مکمل کریں۔

حکیم صاحب اسی وقت پھر فیروزپور روانہ ہو گئے۔ مغرب کے بعد وہاں پہنچے اور

Marfat.com

سیدھے موہر سنگھ کے مکان پر گئے۔ اس کے لڑکوں سے دستخطوں کے لیے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ان کے باپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔ فکر نہ کریں۔ کل دن چڑھے گا تو دستخط کروالیں گے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ ان کو سہارا دے کر بٹھائیں اور ابھی دستخط کروائیں کیونکہ مجھے حضرت صاحبؒ نے یہی تاکید کی ہے۔ چنانچہ موہر سنگھ کو سہارا دے کر بٹھایا گیا اور اس نے رجسٹری کی دستاویز پر دستخط کر دیے۔ حکیم صاحب دستاویز لے کر شہر میں کسی دوست کے ہاں جا ٹھہرے صبح اٹھ کر جب چلنے لگے تو خیال آیا کہ موہر سنگھ کی مزاج پرسی کرتا چلوں۔ اس کے مکان پر گئے تو گھر میں کہرام مچا ہوا تھا اور پچھلی رات کو موہر سنگھ کی موت واقع ہو چکی تھی۔ حکیم صاحب کو پھر سمجھ آئی کہ آپ نے کیوں اس کے دستخط حاصل کرنے کے لیے اتنی تاکید فرمائی تھی۔

اولاد نرینہ عطا ہوئی

شیخ عبدالرحمن پاک پتن والے آپؒ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ ان کے ہاں لڑکیاں تھیں۔ مگر جو لڑکا پیدا ہوتا وہ کچھ عرصہ کے بعد مرجاتا۔ دو تین لڑکے اسی طرح فوت ہو گئے۔ آخر پریشان ہو کر ایک موقع پر شیخ صاحب نے حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور ان کے ہاں کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا۔ لڑکے پیدا ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ دعا فرمائیں مولا کریم کرم فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "مولا کریم حیاتی والا بچہ دے دیں گے۔ اب جو بچہ پیدا ہو اس کا نام انعام اللہ رکھیں۔" چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام حسب ارشاد انعام اللہ رکھا گیا' اور اللہ کریم کے فضل سے وہ بچہ اس وقت شیخ صاحب کے گھر کی رونق و آبادی کا باعث ہے۔

معالج روحانی کا عجیب تصرف

بابو نور عالم ریلوے ڈویژنل آفس فیروزپور میں ملازم تھے۔ وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خاص معتقدین میں سے تھے۔ ان کے بڑے لڑکے مظہرالحق کا بایاں بازو ٹوٹ گیا۔ بچے کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی ہو گی۔ ان ہی ایام میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بازو کی تکلیف تھی۔ فیروزپور کے سول سرجن نے آپؒ کا علاج کیا لیکن

Marfat.com

بازو کی ہڈی کا جوڑ ٹھیک نہ ہوا۔ آخر دیسی علاج کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چوہدری والا ضلع فیصل آباد میں ایک مشہور معالج رہتے تھے۔ آپ نے وہاں جانے کی تیاری کر لی۔ بابو نور عالم نے بھی اپنے بیٹے مظہر الحق کو اسی حکیم کے پاس لے چلنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ دونوں باپ بیٹا بھی آپ کے ہمراہ چک چوہدری والا جا پہنچے اور آپ کے ساتھ گاؤں کی مسجد میں اقامت اختیار کی۔

حکیم نے دونوں کے بازو دیکھے۔ حضرت صاحب کے لیے ایک تیل کی مالش تجویز کی اور بچے کے بازو کو دوسرے دن توڑ کر دوبارہ ٹھیک کر کے باندھ دیا۔ اسی طرح تین چار دن گزر گئے۔ وہ معالج حضرت صاحبؒ کا بازو دیکھنے کے لیے دن میں ایک دفعہ آتا اور سرسری معائنہ کر کے چلا جاتا۔ ساتھ ہی بچے کو بھی دیکھ جاتا۔ چوتھے پانچویں دن حکیم صاحب حسب معمول عصر کے وقت آئے۔ تو بچے کو بہت تکلیف تھی۔ اس کا بازو سوج گیا تھا اور اس میں شدت کا درد تھا۔ خوب غور سے معائنہ کرنے کے بعد اس نے کہا کہ بچے کا بازو تو خراب ہو گیا ہے۔ کل اگر فیصل آباد جا کر اسے کہنی کے قریب سے کٹوا دیا جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر دو دن بعد کندھے تک کٹوانا پڑے گا۔ بابو نور عالم نے یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اسی بیقراری میں اٹھ کر مسجد کے اندر حضرت صاحبؒ کے پاس چلے گئے۔

آپ نے دریافت فرمایا "بابو جی خیر تو ہے؟" بابو نور عالم نے جواب دیا۔ "حضور خیر ہے۔" آپ نے دریافت کیا "پھر کیا بات ہے۔" تو بابو نور عالم نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضور حکیم نے کہا ہے کہ بچے کا بازو خراب ہو گیا ہے اور کل فیصل آباد چل کر بازو کہنی کے قریب سے کٹوانا پڑے گا۔" یہ کلمات سن کر آپؒ نے فرمایا۔ "بابو جی فکر نہ کریں اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ بچے کا بازو کاٹنا نہیں ہے یہ ٹھیک ہو جائے گا۔" بابو نور عالم کو تسلی ہو گئی۔ رات ہوئی تو کھانا کھا کر سب آرام کرنے لگے۔ صبح کو اٹھے تو مظہر الحق کے بازو میں درد نہ تھا۔ حکیم صاحب نے جب آ کر پٹی کھولی تو سوج اتر چکی تھی اور بازو بالکل ٹھیک تھا۔ حکیم حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ حضرت صاحبؒ جو مریض کے رنگ میں اس کے پاس آئے ہوئے ہیں سب معالجوں سے بڑے معالج ہیں۔ ان کی نظر کرم سے جسمانی اور روحانی امراض "آناً فاناً" دور ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کا ادنیٰ تصرف

Marfat.com

ہے۔ گاؤں والوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو لوگ جوق در جوق زیارت کے لیے آنے لگے۔ ابر کرم برسنے کے لیے خود چل کر ان کے گاؤں میں آگیا تھا۔ چنانچہ گاؤں کے بہت سے لوگ ہدایت پا گئے۔

نظر کرم سے حل مشکلات

شیخ عبدالرحمٰن پاک پتن سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس کے موقع پر حضرت صاحبؒ پاکپتن شریف کی مسجد عید گاہ میں قیام پذیر تھے۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے حضور دیوان صاحب کا خادم خاص میاں رحیم حجام جناب دیوان صاحب کے بھیجے ہوئے کچھ تبرکات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت ادب سے سلام کیا اور تبرکات پیش کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ آپ نے بڑے احترام کے ساتھ تبرکات رکھوائے اور پھر میاں رحیم کی طرف متوجہ ہوئے میاں رحیم بہت جہاندیدہ آدمی تھا۔ بہت سے بزرگوں کا نیاز حاصل کرنے کا شرف اسے میسر آچکا تھا۔ حضرت صاحب کو متوجہ پا کر عرض کیا غریب نواز مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے بڑے بزرگوں کی موجودگی میں اس خادم کا ایک چھوٹا سا کام کیوں اٹکا ہوا ہے۔" آپ نے فرمایا "میاں رحیم کیا بات ہے۔ بات تو کرو" میاں رحیم نے کہا "حضورؒ میں اپنے لڑکے کی سگائی ایک جگہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ لوگ مانتے نہیں ہیں" آپ نے بلا توقف فرمایا۔ میاں رحیم وہ تو مان گئے ہیں فکر نہ کرو اللہ کرم کر دے گا" میاں رحیم ادا شناس تھا سمجھ گیا کہ عقدہ حل ہو گیا اور مراد حاصل ہو گئی۔ اجازت لے کر واپس جناب دیوان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کام سے فارغ ہو کر رات گئے گھر پہنچا تو اس کے سدھی اس کے گھر آئے بیٹھے تھے اور وہ کہنے لگے کہ آج ہی سگائی کے لیے دن مقرر کر لو۔

گم شدہ بچی کی بازیابی

غلام مصطفیٰ زرگر اور اس کا بھائی محمد بخش پاکپتن میں رہائش رکھتے تھے۔ محمد بخش کی پانچ چھ سالہ بچی ایک دن گھر سے باہر کھیلتی ہوئی گم ہو گئی۔ گھر والوں کو سخت پریشانی کا سامنا تھا اسی پریشانی کے عالم میں دونوں بھائی حضرت قبلہؒ کی خدمت عالیہ میں حضرت

Marfat.com

کرمانوالہ شریف میں حاضر ہوئے اور زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ؒ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا۔ "جاؤ بچی گھر ہی آ جائے گی، گھبراؤ نہیں۔"

دونوں بھائی واپس چلے گئے اور تلاش جاری رکھی پولیس میں بھی اطلاع درج کروا دی لیکن بچی کا کچھ سراغ نہ مل سکا۔ پریشان ہو کر پھر حضرت صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ؒ ہر دفعہ تسلی دیتے کہ بچی مل جائے گی۔ اس طرح تین سال گزر گئے والدین کی بے قراری حد سے بڑھنے لگی اور پھر آپ ؒ کے دراقدس پر حاضر ہوئے۔ آپ ؒ نے پھر تسلی دی کہ بچی واپس گھر آ جائے گی فکر نہ کرو اور تسلی رکھو۔" آخر جب تقریباً چار سال کا عرصہ گزرنے کو آیا تو ایک دن غروب آفتاب کے وقت ان کے دروازے کے سامنے ایک جیب کار آ کر رکی۔ ایک تھانیدار کار سے باہر نکلا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا غلام مصطفیٰ کا بھائی باہر آیا تو تھانیدار نے دریافت کیا کہ محمد بخش غلام مصطفیٰ زرگر کا یہی مکان ہے محمد بخش نے کہا کہ اسی کا نام محمد بخش ہے اور غلام مصطفیٰ اس کا بھائی ہے تھانیدار کو یقین ہو گیا تو اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا اور وہ کار سے نیچے اترے۔ ایک بچی بھی ان کے ساتھ کار سے باہر نکلی باپ نے بیٹی کو پہچانا اور خوشی سے باپ بیٹی ایک دوسرے سے لپٹ گئے چار سال سے بچھڑی ہوئی لڑکی جب گھر کے اندر گئی تو خوشی اور مسرت سے گھر میں ایک شور بپا ہو گیا عورتیں رو رو کر اسے گلے لگا رہی تھیں۔ لڑکی کی دستیابی کے متعلق تھانیدار نے بتایا کہ لڑکی حیدر آباد سندھ سے ایک مکار نشہ باز فقیر سے ملی ہے جو جرائم پیشہ تھا اور فقیروں کے بھیس میں ان زرگروں کے مکان کے قریب ہی ایک کٹیا میں کچھ دن گزار چکا تھا۔ اب حیدر آباد جا کر آباد ہو گیا تھا۔ وہاں کسی شبہ کی بنا پر اس کی جھونپڑی پر پولیس نے چھاپا مارا تو وہ لڑکی برآمد ہوئی۔

عازم حج کے لیے زادراہ

مولوی محمد حنیف نے حافظ سید محمد سکنہ پاکپتن شریف سے سن کر بیان کیا کہ ایک موقع پر وہ حضرت صاحب ؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حاضرین اپنی اپنی گزارشات یکے بعد دیگرے پیش کر رہے تھے دو معزز آدمیوں کی باری آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ حج اور زیارت حرمین شریفین کا ارادہ رکھتے ہیں دعا فرمائیں کہ انہیں یہ سعادت

Marfat.com

حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "مولا کریم مہربانی فرمادیں گے۔ آپ حج کر آئیں۔" یہ سن کر ایک نادار شخص جو مجلس میں موجود تھا بول اٹھا کہ حضور میں بھی حج کرنا چاہتا ہوں۔ مگر میرے پاس کچھ زاد راہ نہیں ہے" آپ نے مسکراتے ہوئے ایک چونی اس کو دی اور فرمایا کہ جاؤ تم بھی حج کر آؤ۔ یہ لو زاد راہ اس شخص نے چونی سنبھال لی اور کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔

حج کے لیے روانگی کے ایام آئے تو وہ دونوں آدمی جو پہلے آپ سے اجازت سفر لے چکے تھے۔ حج کے لیے تیار ہو گئے اور ٹکٹ لے کر کراچی چلے گئے۔ اس شخص کو بھی خیال آیا کہ حضرت صاحبؒ نے زاد راہ دیا تھا چلنا چاہیے چنانچہ وہ بھی تھوڑا بہت سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اسٹیشن پر جا پہنچا۔ کراچی جانے والی گاڑی کا وقت ہو چکا تھا بابو صاحب کو چونی پیش کر کے کراچی کا ٹکٹ طلب کیا۔ بابو نے چونی واپس کر دی اور کہا کہ "جاؤ بابا گاڑی آنے والی ہے ٹکٹ کی کیا ضرورت ہے تم گاڑی میں سوار ہو جانا تمہیں کوئی ٹکٹ نہیں پوچھے گا۔" گاڑی آئی تو وہ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں اس کو کسی نے نہ پوچھا اور وہ سیدھا کراچی پہنچ گیا۔

اسی طرح کراچی سے بعض مخیر حضرات نے جدہ تک آمدورفت کا انتظام کر دیا اور راستہ میں کسی نے بھی باز پرس نہ کی۔ جدہ میں جہاز سے اتر کر مکہ معظمہ پہنچ گیا اور وہ چونی بدستور اس کے پاس تھی۔ وہاں سے مدینہ منورہ جانے کا بھی کوئی ذریعہ بن گیا اور اس طرح وہ حج اور زیارت سے مشرف ہو کر واپسی سفر کے لیے جدہ سے بحری جہاز پر سوار ہو کر سارا سفر مکمل کر کے گھر پہنچ گیا۔ پھر وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ "سناؤ حج کر آئے۔" عرض کیا کہ حضورؒ آپ کے عنایت کردہ زاد راہ کی برکت سے سارا سفر باآرام طے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "خوب ہوا لیکن ہاں وہ ہماری چونی کہاں ہے۔" اس نے جیب سے چونی نکال کر پیش کر دی۔ آپ نے چونی لے کر فرمایا کہ "حج تو تم کر آئے ہو اب یہ ہماری چونی ہمیں واپس کر دو۔"

نوٹ:

راقم الحروف فقیر (محمد اکرام) مولف نے جب یہ واقعہ مولوی محمد حنیف

Marfat.com

صاحب کی زبانی سنا تو اس کو قلمبند کرنے میں تذبذب ہوا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا میں اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھا۔ ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذالحجہ کی مناسبت سے کتاب "فضائل حج مولف مولانا الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی ورق گردانی کرنے لگا اچانک صفحہ نمبر ۲۵۵ پر نظر رک گئی۔ حضرت مولانا نے عنوان نمبر ۲۰ کے ماتحت ایک واقعہ درج کیا ہے جو اس کتاب سے من و عن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہؒ اور متقدمین کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔

(نقل)

(۵۹) حضرت ابو عمرو زجاجیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درم مجھے عطا فرمایا میں نے اس کو اپنے کمر بند میں باندھ لیا۔ اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ "لاؤ ہمارا درم میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی مہر کیسی پائی میں نے کہا "بڑی چالو"

........................(روض)

دنیوی معاملہ کی درستگی

میر منظور محمود صاحب امرتسری حال مقیم لاہور بیان کرتے ہیں کہ وہ امرتسر سے اکثر آپ کی خدمت میں حصول برکات و فیوض کے لیے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دوپہر کی گاڑی سے جانے کا پروگرام بنایا۔ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانگی کے

Marfat.com

لیے بالکل تیار تھی ٹکٹ لینے کا وقت نہ تھا اس لیے بغیر ٹکٹ ہی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی چل دی اور سفر شروع ہو گیا فیروز پور چھاؤنی پہنچے تو ٹکٹ انسپکٹر نے آکر ٹکٹ طلب کیا اور سختی سے ہمکلام ہوا معاملہ طول پکڑتے پکڑتے رہ گیا۔ غروب آفتاب کے قریب فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچے راستہ میں اپنی بیٹری (ٹارچ) جلائی تو وہ ٹمٹما کر بجھ گئی اس کا بلب جل گیا۔

نماز مغرب کے بعد جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحبؒ نے دریافت کیا "وہ ٹی ٹی کیا کہتا تھا۔ بڑا گستاخ تھا۔ مگر آپ نے بھی تو ٹکٹ نہیں لیا تھا آپ اگر اطمینان سے ٹکٹ خرید کر گاڑی میں سوار ہوتے تو گاڑی آپ کو لے کر ہی آتی۔" گویا مجھے بلا ٹکٹ سفر کرنے سے منع فرمایا۔ پھر خادم سے فرمایا کہ راستہ میں ان کی بیٹری خراب ہو گئی ہے۔ ان کی جائے قیام میں لالٹین جلا کر رکھ دینا۔

اولاد نرینہ کے لیے دعا

میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد ان کے ہاں دو بچیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں جب تیسرے بچے کی ولادت کے آثار ہوئے تو وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولاد نرینہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شیرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جا کر یہ پھل اپنی بیوی کو کھلا دینا گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل انہوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ جس کا نام میر منصور محمود رکھا گیا اور وہ اب لاہور میں ایک کامیاب وکیل ہیں۔

سنگین مقدمات سے بریت

میر محمود صاحب کا بیان ہے کہ غالباً" ۱۹۳۳ء یا ۳۴ء کا واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم پر ایک سنگین مقدمہ کھڑا کر دیا۔ یہ مقدمہ مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ ان پر جو الزامات عاید کیے گئے تھے ان کے نتیجہ میں ان کو سخت ترین سزا دی جا سکتی تھی۔ میر صاحب امرتسر کے

Marfat.com

رہنے والے تھے اور ان کی شاہ صاحب سے راہ و رسم تھی سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ان کو کہا کہ کرمونوالہ شریف جا کر حضرت صاحبؒ سے ان کے حق میں دعائے خیر کروائیں۔

چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بخاری صاحبؒ کی طرف سے التجائے دعا کی اس پر آپ نے لٹھے کی ایک ٹوپی مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہ ٹوپی سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کو پہنا دیں اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں باعزت طور پر بری کر دیں گے۔ انجام کار مسٹر کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو باعزت بری کر دیا۔

مخلصانہ خدمت کا صلہ

محمد مہرالدین کھوکھر سکنہ شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں ایک وقت ان پر ایسا بھی آیا کہ وہ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ عین ممکن تھا کہ وہ پھسل جاتے اور پھر کہیں کے نہ رہتے مگر خوش قسمتی سے ان کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کا خیال پیدا ہوا۔ وہ دربار عالیہ میں پہنچے اور کافی دنوں تک وہاں قیام کیا حتی کہ طبیعت میں پختگی پیدا ہوئی اور خیالات فاسدہ سے نجات مل گئی۔ ایک دن وہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک خادم آیا اور تین آدمیوں کو بلا کر حضرت صاحبؒ کے پاس لے گیا۔ دربار شریف میں بڑا کمرہ زیر تعمیر تھا اور اس پر گارڈر چڑھائے جا رہے تھے۔ ان گارڈروں کے سروں پر زنگ سے بچاؤ کے لیے تارکول لگایا گیا تھا۔ کوئی شخص آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے کے لیے نہیں نکل رہا تھا۔ کیونکہ کپڑے خراب ہونے کا ڈر تھا۔ محمد مہرالدین کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سفید ریشمی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ اس لیے میں بھی ذرا جھجک گیا۔ حضرت قبلہؒ سامنے کھڑے تھے۔ آپؒ کو دیکھتے ہی فوراً سیڑھی پر چڑھا اور گارڈر کو کندھے کا سہارا دے کر اوپر اٹھایا اور دیوار پر رکھ دیا۔ سیڑھی سے نیچے اتر کر دیکھا تو قمیص پر بہت بڑا داغ تارکول کا لگ چکا تھا۔ دل میں افسوس پیدا ہوا کہ قمیص ضائع ہو گئی۔ حضرت قبلہؒ اس وقت دروازے میں کھڑے تھے۔ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جاؤ اب آرام کرو۔ ساتھیوں

Marfat.com

کے ساتھ جب میں باہر نکلنے لگا تو میرے داغدار کندھے پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "انسان کو جسم کے داغ سے بچنا چاہیے۔ کپڑے کے داغ معمولی ہوتے ہیں۔" اس وقت حضورؒ میری ظاہری اور باطنی اصلاح کی طرف متوجہ تھے تھوڑی دیر بعد نہانے کی غرض سے جب قمیض اتاری تو دیکھا کہ جہاں تارکول کا داغ تھا وہ جگہ قمیض کی دوسری جگہ سے زیادہ سفید تھی۔ میں اس وقت دل و دماغ میں ایک انقلاب سا محسوس کر رہا تھا۔ جب دوسرے دن اجازت لے کر گھر پہنچا تو حالات بدل چکے تھے اور آنے والا حادثہ ٹل چکا تھا۔ حضورؒ نے نہ صرف باہر کے داغ دھو دیے بلکہ اندر کے داغ بھی نظر کرم سے صاف کر دیے۔

ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں پر نظر کرم

حضورؒ کو تمام مخلوق خدا سے محبت تھی۔ اپنے گاؤں اور گردونواح کے لوگوں کے لیے آپ بالخصوص سراپا رحمت تھے۔ حتیٰ کہ جو لوگ مخالفت کرتے ان سے بھی آپ پیار' محبت اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اول تو یہ عاشق الٰہی ہوں اگر یہ مقام نہیں تو کم از کم جنت کے تو حقدار بن جائیں۔ جس طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ملک عرب کا جو حال تھا بعینہ آپؒ کے گاؤں کے قریباً" قریباً" تمام لوگ جرائم پیشہ تھے۔ جوا کھیلنا' شراب پینا' چوری' ڈاکہ زنی' بدمعاشی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی کرنا ان کے مرغوب مشغلے تھے حتیٰ کہ ملحقہ ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں نے پولیس کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ کرمونوالے گاؤں کا کوئی آدمی ریاست میں داخل ہو تو اسے فی الفور گرفتار کر لیا جائے کیونکہ وہاں کے باشندوں کی اکثریت جرائم پیشہ ہے اور ریاست میں نقص امن کے لیے آتے ہیں۔

حضورؒ نے جب اپنے آبائی گاؤں میں اقامت اختیار کی اور آفتاب ولایت کا نور ہدایت دور نزدیک پھیلا تو ریاست فرید کوٹ کے نئے راجہ کی ماں خود چل کر آپؒ کی خدمت میں آئی۔ اس نے عرض کیا کہ حضور ہمارے خاندان میں زمانہ قدیم سے یہ المناک صورت حال ہے کہ جب ہمارا کوئی نیا راجہ گدی پر بیٹھتا ہے تو وہ گدی نشینی کے

Marfat.com

تھوڑے ہی عرصہ بعد مر جاتا ہے۔ گدی نشین ہونے سے پہلے خواہ جتنا عرصہ جی لے۔ حضورؒ نے رانی کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ "مائی جاؤ اب ایسا نہیں ہو گا۔ اللہ کریم خیر و برکت کر دیں گے آپ محلات نئی جگہ تعمیر کر لیں۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کچھ عرصہ بعد وہ رانی اور نیا راجہ بہت کچھ نذر نیاز لے کر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ سلام کے بعد عرض کی کہ حضور فرید کوٹ تشریف لے چلیں وہاں ہر ایک چیز حضور کے قدموں میں حاضر کر دی جائے گی۔ آپ نے دعائیں دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم تو اللہ کے حکم کے ماتحت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اپنی مرضی سے نہیں۔

اصل حقیقت یہ تھی کہ پرانے محلات کی تعمیر کے وقت اس وقت کے راجہ نے کہیں حضرت بابا فریدؒ الدین گنج شکر کو مزدوروں میں بیگار کے طور پر رکھا ہوا تھا اور اس مرد خدا کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھے۔ "باہر سکھ تے اندر دکھ" اس لیے کئی پشتوں سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا تھا۔ چنانچہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد مبارک سے بچاؤ کی صورت نکالنا بھی ان کے ہی مقبول بارگاہ صاحب کمال مردیگانہ کا حصہ تھا۔

حضورؒ سے فیض یاب ہونے کے بعد اسی راجہ نے نیا حکم جاری کیا کہ کرمونوالے شریف کا کوئی بھی آدمی ریاست میں آئے تو اس کی ہر طرح سے خاطر مدارات کی جائے اگر گاڑی بان ہو تو اس کے بیلوں کو سرکاری خرچ پر چارہ وغیرہ و روٹی کھلاؤ۔ بستر دو اور ہر طرح سے خاطر مدارات کرو اور راجہ حضورؒ کے غلاموں کو شوق سے ملازمت میں قبول کرتا تھا

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کاروبار میں برکت کی دعا

میاں غلام مصطفیٰ غازی مالک غازی اینڈ کمپنی انجینئرز میاں چنوں لوہے کا معمولی کاروبار کرتے تھے۔ انہوں نے بڑی محنت سے (وھیٹ تھریشر) گندم گاہنے کی مشین تیار کی۔ لیکن اس کی کارگردگی اچھی نہ تھی۔ اس میں چند ایسے نقائص تھے جو ان کی سمجھ میں نہ آتے تھے اور مشین تسلی بخش طور پر کام نہیں کر رہی تھی۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ حضرت کرمانوالہ شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد خاموش

Marfat.com

بیٹھ گئے۔ دریائے کرم جوش میں آیا اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا غازیا! فکر نہ کرو تمہاری مشینیں بہت چلیں گی۔" اس ارشاد سے مطمئن ہو کر وہ میاں چنوں واپس پہنچے پہلی مشین کے نقائص دور کر کے نئی مشین تیار کی، جس کی کارکردگی بے حد تسلی بخش تھی۔

بعد ازاں ان کے کارخانہ کی بنی ہوئی مشینیں مغربی پاکستان میں سب جگہ قبولیت عامہ حاصل کر گئیں اور غازی صاحب نے ایک بڑا کارخانہ زرعی آلات بنانے کا بھی قائم کر لیا۔

آپ کی عظمت کا اعتراف

میر منظور محمود ولی وارثی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مشہور و معروف شاعر نفیس خلیلی مرحوم سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ نفیس خلیلی بدعات اور رسومات کے خلاف زور دار نظمیں لکھا کرتے تھے۔ ان نظموں میں اکثر پیروں فقیروں کے خلاف بھی لکھ جاتے تھے۔ مگر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے پوچھ ہی لیا "نفیس صاحب! آپ تو عام پیروں فقیروں کے قائل نہیں ہیں مگر یہ دیکھا ہے کہ آپ حضرت کرمانوالے" شاہ صاحب کا نام مبارک ادب سے لیتے ہیں؟" کہنے لگے "ولی بھائی سید اسمٰعیل شاہ صاحب کا میں بھی قائل ہوں۔ ایک تو ان کے ہاں وہ بدعتیں نہیں جو اسلام کا حلیہ بگاڑتی ہیں دوسرے اس احترام کے پس منظر میں ایک قابل ستائش واقعہ بھی ہے۔ ہمارے دفتر کے ایک کلرک نے کسی موقع پر بامر مجبوری پٹھانوں سے کچھ رقم قرض لی تھی۔ ہر ماہ تقریباً" ساری تنخواہ سود میں ادا ہو جاتی اور خانگی ضروریات پوری کرنے میں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا۔ کسی نے اس مصیبت کے مارے کو بتایا کہ حضرت کرمانوالہ جا کر شاہ صاحب" سے دعا کراؤ۔ امید ہے ان کی دعا سے یہ بلا ٹل جائے گی۔

یہ بیچارہ ایک دن وہاں جا حاضر ہوا۔ حضور" کی محفل میں کافی ہجوم تھا۔ اس نے گوارا نہ کیا کہ سر مجلس اپنا مدعا بیان کرے اور تخلیہ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کا اضطراب بڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور اس کا ہاتھ

Marfat.com

پکڑ کر دوسرے کمرے میں لے گئے۔ مطلوبہ رقم ایک بکس سے نکال کر اسے عنایت کی اور کہا "بابو جی جاؤ اطمینان سے قرض ادا کرو آئندہ ان نامرادوں سے قرض نہ لینا۔"
ولی بھائی بتاؤ ایسے پیر کی کون مخالفت کر سکتا ہے۔ بھائی وہ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے طریق کو بدعات سے کیا واسطہ وہ تو خالص اسلام ہے خالص اسلام۔ بھلا میں ان کے خلاف کیسے لکھ سکتا ہوں۔"

مرید کے حال سے کامل آگاہی

قیام پاکستان سے چند ماہ بعد آپ پاکپتن میں عیدگاہ میں مقیم تھے۔ صوفی نور عالم بھی فیروزپور سے آپ کے ہمراہ پاکپتن آ گئے تھے۔ اپنے بال بچوں کو ایک مکان میں ٹھہرانے کے بعد صوفی نور عالم ایک دن قصور چلے گئے تاکہ ہندوستان سے بعد میں آنے والے قافلوں سے اپنے آدمیوں کو تلاش کر کے لائیں۔ ان کو وہاں آٹھ دس دن رکنا پڑا۔ اسی اثنا میں کسی نے صوفی نور عالم کے گھر جا کر کہہ دیا کہ ان کو قصور میں سکھوں کے قافلہ والوں نے شہید کر دیا ہے یہ سنتے ہی گھر میں کہرام مچ گیا۔ آپ مسجد عیدگاہ میں قیام پذیر تھے۔ کسی نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ بات غلط ہے صوفی نور عالم فوت ہو جائیں اور ہمیں علم نہ ہو وہ بالکل صحیح سلامت ہیں۔" لیکن ان کے اہل وعیال کو تسکین نہیں ہوتی تھی۔ دوسری صبح نماز فجر کے بعد آپ خود بابو نور عالم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے بیوی بچوں کو تسلی دے کر فرمایا کہ "گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہیں اور جلدی گھر آجائیں گے" چنانچہ صوفی صاحب دوسرے تیسرے دن گھر واپس پہنچ گئے۔

لاعلاج مریض کی صحت یابی

غازی انڈسٹریز لیمیٹڈ کے مالک میاں غلام مصطفیٰ کے بڑے بھائی سائیں غلام نبی آرے والے ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج پر ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیئے لیکن دن بدن مریض کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بدن کی رگیں اور پٹھے کھنچ گئے چلنا پھرنا تو درکنار حرکت

Marfat.com

کرنا بھی ناممکن ہو گیا گردن اکڑ گئی اور حلق سے پانی بھی نہیں اترتا تھا۔ الغرض سائیں غلام نبی ہڈیوں کا محض ایک ڈھانچہ بن کر رہ گئے۔

اسی مایوسی کے عالم میں غازی صاحب کو حضرت صاحب قبلہ کی طرف رجوع کرنے کا خیال آیا۔ ایک کار میں بھائی کو بٹھا کر حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ گئے۔ یہ فقیر اس وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ غازی صاحب جب اپنے بھائی کو دونوں بازوؤں میں اٹھائے ہوئے بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ "مولوی جی! وہ دیکھیں غازی کیا اٹھائے چلا آ رہا ہے۔" میں نے دل میں خیال کیا کہ کوئی بیمار ہے اور بیمار کو آپ اپنے پاس آنے نہیں دیتے۔ اس لیے جا کر انہیں روکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں مولوی صاحب! ان کو آنے دیں۔" اتنے میں غازی صاحب نے اپنے بھائی کو لا کر آپ کے سامنے صف پر بٹھا دیا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ تو گھوڑے کی مانند ہو جائے گا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر کنوئیں سے پانی منگوا کر دیا تو مریض نے چند گھونٹ پی لیے کچھ دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ لنگر کا کچھ کھانا بھی اسے کھلاؤ چنانچہ چند لقمے کھانے کے بھی حلق سے نیچے اتر گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ فضل کر دے گا۔ دوائی کی اب کوئی ضرورت نہیں۔" چنانچہ چند دنوں میں سائیں غلام نبی کی صحت بالکل ٹھیک ہو گئی۔

مالیخولیا سے شفا

ملک کرم داد صاحب چیف ایڈ منسٹریٹر اوقاف پنجاب نے بیان کیا کہ وہ ضلع ساہیوال میں بطور ڈپٹی کمشنر متعین تھے۔ ایک دن وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ انکے ہمراہ ضلع سرگودھا کی ایک اور معزز ہستی ملک نور محمد ٹوانہ بھی تھے۔ ملک نور محمد کچھ عرصہ سے بعارضہ مالیخولیا و امراض سوداوی بیمار تھے۔ اس لیے انکے اعزہ و اقربا سخت پریشانی میں مبتلا تھے۔ ملک کرم داد صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں ملک نور محمد کی شفایابی کے لیے دعا کی التجا کی حضرت صاحب نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ مولا کریم شفا عطا فرما دیں گے۔ یہ تو ٹھیک ہیں۔" چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ اس موذی مرض سے نجات پا گئے اور پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

Marfat.com

نیز ملک کرم داد صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس سال بہت خشک سالی تھی۔بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے۔ میں نے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں باران رحمت کے نزول کے لیے بھی دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ان ہی ایام میں خوب بارش ہوئی۔

پولیس افسر کی فوری ترقی

مرزا محمد عباس اوکاڑہ میں بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کام کر رہے تھے۔ ایک دن وہ شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی (اوکاڑہ) کے ہمراہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ یہ فقیر اس وقت حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا۔ شیخ خادم حسین نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا "یہ مرزا محمد عباس صاحب اوکاڑہ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں۔" آپ نے فرمایا یہ ڈپٹی تو نہیں یہ تو بڑے کپتان ہیں۔" پھر مرزا صاحب سے باتیں ہوتی رہیں اور آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی آپ مظفر گڑھ بھی گئے ہیں یا نہیں۔ وہاں بہت اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں۔ وہاں جائیں تو ہمارے لیے کھجوریں بھیجیں۔" بعد میں ان کو رخصت کیا۔

ملاقات کے بعد مرزا صاحب سیدھے اپنے دفتر میں گئے۔ ان کی میز پر تار کے ذریعے حکم آیا پڑا تھا کہ آپ کو بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس مظفر گڑھ تبدیل کیا جاتا ہے۔ فوراً جا کر چارج لیں۔ مرزا صاحب اسی وقت پھر اپنی جیپ میں واپس حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عقیدت پیش کیا۔

پریس کے لیے کشادہ قطعہ زمین

ماسٹر محمد احسان مرحوم مالک پیکو آرٹ پریس لاہور آپ کے خاص عقیدتمندوں میں سے تھے۔ ان کا پریس موچی دروازہ کے باہر برکت علی اسلامیہ ہال کے قریب ایک کرایہ کے مکان میں بہت عرصہ سے قائم تھا۔ پاکستان بننے کے بعد مالکان مکان نے ماسٹر محمد احسان مرحوم کو مکان خالی کرنے کا نوٹس دینے کے بعد مقدمہ بازی شروع کر دی۔ ماسٹر

Marfat.com

صاحب نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا مولا کریم کوئی بہتر سبب بنا دیں گے۔

ان ہی ایام میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ عرس کے موقع پر ماسٹر محمد احسان کی کار میں شرقپور شریف تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ کے ہمراہ سیٹھ محمد شفیع اور ماسٹر محمد احسان کے علاوہ یہ فقیر بھی تھا۔ جب ہم سب ملتان روڈ بیگم کوٹ سے آگے بڑھے تو آپ نے سڑک کی بائیں جانب نظر کرکے ہاتھ اٹھا کر فرمایا "ماسٹر صاحب اپنے پریس کے لیے ایسی جگہ موزوں ہے۔"

حضرت کرمانوالہ شریف سے دوسرے دن ماسٹر محمد احسان آپ سے رخصت حاصل کرکے واپس لاہور پہنچے تو اپنے ایک خاص آدمی کو اس علاقہ کے پٹواری مال کے پاس بھیجا۔ کاغذات مال دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں تقریباً" چار پانچ ایکڑ رقبہ سرکاری اراضی کا خالی پڑا ہے۔ ماسٹر صاحب نے اس رقبہ کی فرد حاصل کرکے محکمہ انڈسٹری کے ذریعے پنجاب گورنمنٹ کے پاس حصول اراضی کے لیے درخواست دے دی۔ چنانچہ یہ رقبہ ان کو صرف دس ہزار روپے فی ایکڑ کے عوض مل گیا۔ بعد میں ان کے مخالفین نے اس حکم کی منسوخی کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف اور کرم نوازی کی وجہ سے کسی کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اب اسی جگہ پیکو آرٹ پریس کی نئی شاندار عمارت واقع ہے۔

مخلص مرید کی جانب توجہ

رائے نیاز احمد خاں نے ایک موقعہ پر بیان کیا کہ وہ چیچہ وطنی سے لاہور آتے اور جاتے ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضری دے کر گزرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ لاہور سے شام کے قریب واپس روانگی ہوئی۔ مستورات بھی ہمراہ تھیں۔ اس لیے خیال کیا کہ سیدھے ہی بغیر سلام کے نکل چلتے ہیں۔ جب اوکاڑہ کے دیپالپور چوک میں پہنچے تو کار کا انجن یک لخت بند ہو گیا۔ ڈرائیور نے انجن کو غور سے دیکھا اور کار کو چلایا تو چل پڑی لیکن چند قدم آگے جا کر پھر رک گئی۔ تین چار مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ رائے نیاز احمد خاں نے کہا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ہم بغیر سلام کیے جا رہے ہیں کہیں اسی وجہ سے رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ ڈرائیور کو کار واپس حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف لے جانے

Marfat.com

کے لیے کہا۔ کار بالکل ٹھیک چلنے لگی۔ انہوں نے جا کر خدمت عالیہ میں حاضری دی اور معذرت کی پھر اجازت لے کر روانہ ہوئے اور بخیر و خوبی گھر پہنچ گئے۔

روئی کے کارخانہ کی الاٹمنٹ

رائے محمد اقبال احمد خاں اور رائے نیاز احمد خاں دونوں بھائی موضع رائے کوٹ لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں آکر قیام پذیر ہو گئے کپاس کے ایک کارخانہ میں جو کہ اب رائے کاٹن فیکٹری کے نام سے مشہور ہے رہائش اختیار کر لی۔ اس کارخانہ اور اس میں واقع مکانات کی عارضی الاٹمنٹ ان کے نام ہو گئی۔ دو تین سال بعد جب مستقل تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا تو رائے کاٹن فیکٹری کی عارضی الاٹمنٹ منسوخ ہو گئی اور اس کی نیلامی کا حکم بھی صادر ہو گیا۔ اب دونوں بھائیوں (رائے صاحبان) کو فکر لاحق ہوئی کہ یہ کارخانہ ہاتھ سے جاتا رہا تو سر چھپانے کے لیے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ اس پریشانی کے عالم میں دونوں بھائیوں نے نیلامی کی تاریخ سے ایک دن پہلے حضرت کرمانوالہ شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور اگر کارخانہ ہاتھ سے نکل گیا تو بڑی مشکل پیش آئے گی اور چیچہ وطنی میں رہنے کی کوئی صورت نہیں رہے گی۔ آپؒ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا "رائے صاحب! آپ بالکل نہ گھبرائیں اللہ کریم فضل کر دیں گے اور کارخانہ ہمیں ہی ملے گا۔"

دوسرے دن آپ نے جناب صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحبؒ اور اس فقیر (محمد اکرام) کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ چیچہ وطنی میں رائے صاحب کو نیلامی میں کارخانہ لے کر دینا ہے صوفی نور عالم کو بھی ساتھ لے جاؤ چنانچہ ارشاد کے مطابق ہم تینوں چیچہ وطنی پہنچ گئے۔

نیلامی شروع ہوئی۔ ایک ریٹائرڈ بریگیڈیر جو سیٹلمنٹ کمشنر کے عہدے پر فائز تھے نیلامی پر مامور تھے۔ بولی تین لاکھ تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ رائے صاحب گھبرا گئے اور تھرائی ہوئی آواز سے چالیس ہزار کہا۔ یہ سنتے ہی بریگیڈیر صاحب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور گرجدار آواز میں ایک دو تین کہہ کر بولے کہ یہ فیکٹری ہم نے رائے صاحب کو دے دی ہے اور یہ ان کے پاس ہی رہے گی۔ دوسرے خواہشمند حضرات کو اور

Marfat.com

کارخانے دیئے جاسکتے ہیں۔ اس کارخانہ کے لیے کوئی شخص اپیل بھی نہ کرے۔ واپس جا کر جب حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سب ماجرا بیان کیا گیا تو آپ نے رائے نیاز احمد خاں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کارخانہ اب ہمارا ہی رہے گا۔ اسے کوئی نہیں لے سکتا۔ چنانچہ اپلیں کرنے والوں کی اپلیں بھی ناکام رہیں۔

پابندی وقت کے لیے تصرف

اجمیر شریف سے واپسی پر ایک دفعہ آپ سبزی منڈی دہلی میں بابو نثار احمد خاں کے مکان میں فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ دس بارہ اشخاص تھے۔ صبح کے وقت جب آپ روزمرہ کے وظائف سے فارغ ہوئے تو ریلوے کے چیف میڈیکل افسر کا فرزند حاضر ہوا اور معذرت کی کہ اباجی مصروفیت کے باعث خود حاضر نہیں ہو سکے اور اسے بھیجا ہے کہ سب ہمراہیوں سمیت دوپہر کے کھانے کی دعوت قبول فرمائیں۔ آپ نے دعوت قبول فرمالی۔

چلتے ہوئے نوجوان نے عرض کیا کہ حضور اباجی نے کہا تھا کہ ٹھیک ایک بجے سب حضرات کوٹھی نمبرا' نئی دہلی تشریف لے آئیں۔ ذرا پابندی وقت کا خیال رہے۔ آپ نے فرمایا۔ "بھئی ہمارے سب بیلیوں کے پاس گھڑیاں تو نہیں ہیں بہر حال ایک بجے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

اس کے چلے جانے کے بعد سب احباب مختلف مقاصد کے لیے اجازت حاصل کر کے روانہ ہو گئے۔ یہ فقیر بھی تین ساتھیوں کے ہمراہ جن میں رائے نیاز احمد خاں مرحوم اور حاجی عطا محمد خاں بھی شامل تھے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں سلام کے لیے چلا گیا۔ سب احباب کو آپ اجازت دیتے جاتے تھے اور ساتھ ہی فرما دیتے تھے کہ ایک بجے نئی دہلی کوٹھی نمبرا' میں پہنچ جانا۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس صرف ایک صاحب رہ گئے۔

ایک بجنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے کہ آپ کے سب ہمراہی کوٹھی نمبرا' والے چوک میں مختلف اطراف سے آتے ہوئے جمع ہو گئے اور ٹھیک ایک بجے آپ بھی ایک جانب سے ایک ساتھی کے ہمراہ مسکراتے ہوئے تشریف لے آئے۔ پھر آپ نے گھڑی پر

Marfat.com

وقت دیکھا اور سب کو ساتھ لے کر ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کا وہی فرزند استقبال کے لیے موجود تھا۔ آگے بڑھ کر معذرت کرنے لگا کہ ابا جی کا ابھی ابھی ٹیلی فون پر پیغام آیا ہے کہ وہ ایک بڑے اپریشن کی وجہ سے رک گئے ہیں اور آدھا گھنٹہ دیر سے آئیں گے۔

آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "برخوردار ہم تو ٹھیک وقت پر پہنچ گئے ہیں۔" چنانچہ ہم سب کھانے سے فارغ ہو چکے تھے کہ ڈاکٹر صاحب گھر پہنچے۔

ٹیوب ویل درست ہو گیا

مولوی حکیم احمد دین صاحب مانگا منڈی والے بیان کرتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد مجھے اپنی بیکانیر والی زمین کے عوض ضلع گوجرانوالہ میں وسیع رقبہ مل گیا۔ میں نے اس رقبہ کی آبپاشی کے لیے ٹیوب ویل لگانے کا فیصلہ کیا چنانچہ ایک ٹھیکدار سے معاوضہ طے کرنے کے بعد ٹیوب ویل نصب کرنے کا کام شروع ہوا۔ جب کھدائی (بور) ۲۷۵ فٹ پر پہنچی تو یک لخت اس سے نیچے کھدائی رک گئی۔ آٹھ دن تک سخت کوشش کے باوجود کام رکا رہا۔ نہ نیچے گہرائی پر بور جاتا تھا اور نہ ہی نالیں اوپر کی طرف نکلتی تھیں۔ مایوس ہو کر کام بند کر دیا۔ ٹھیکیدار سخت پریشان تھا کہ بجائے کمانے کے یہاں تو اب سارے سامان کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور اس طرح ناقابل برداشت مالی نقصان ہو گا۔ مولوی حکیم احمد دین کو اپنی جگہ سخت پریشانی تھی کہ ٹیوب ویل نصب نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ حکیم صاحب اس پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے۔ آپ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا "وہ میرا پیر بھائی آ گیا --- آ بھائی حکیماں! تمہارا ٹیوب ویل تو ٹھیک ہو گیا ہے۔ غم نہ کرو۔" حکیم صاحب کو زبان سے کچھ عرض کرنے کی نوبت ہی نہ آئی

اے لقائے تو جواب ہر سوال

پھر حکیم صاحب کے لیے کھانا منگوایا اور ان کو اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا اور تسلی دیتے رہے۔ بعد دوپہر حکیم صاحب جب آپ سے رخصت ہو کر گھر پہنچے تو عین اسی وقت جب آپ نے فرمایا تھا "حکیماں تمہارا ٹیوب ویل ٹھیک ہو گیا ہے۔" بور خود بخود بارہ

Marfat.com

فٹ نیچے چلا گیا تھا۔ شہتیریاں وغیرہ ٹوٹ گئی تھیں لیکن باقی سب کام ٹھیک تھا۔ چنانچہ ٹیوب ویل کا کام بخیر و خوبی مکمل ہو گیا۔

دریا کا رخ بدل گیا

مولوی حکیم احمد دین نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے اپنی کچھ اراضی کی آبپاشی کے لیے ایک بڑا دو رہٹ والا کنواں لگوایا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کنوئیں کے اردگرد درخت بھی لگ گئے اور مکانات بھی تعمیر کر لیے۔ وہاں خوب چہل پہل اور آبادی ہو گئی۔

چند سالوں بعد ایک دفعہ اچانک موسم برسات میں دریا کا پانی میرے کنوئیں کی جانب بڑھنے لگا تھوڑے ہی دنوں میں عین کنوئیں کے نزدیک آپہنچا میرے مزارعین نے مکان گرا کر لکڑیاں محفوظ جگہ پر دور ہٹا لیں۔ درخت کاٹ لیے اور پانی اسی اثنا میں کنوئیں کی طرف تیزی سے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ کنوئیں کی جنوبی دیوار سے پانی کی لہریں ٹکرانے لگیں۔ میں سخت پریشان ہوا کہ اب کنواں برباد ہو جائے گا اور بہت نقصان ہو گا۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے چل پڑا۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا "حکیم جی فکر نہ کرو تمہارے کنوئیں کا بال بھی بیکا نہیں ہو گا۔" پھر کمال شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور علمی باتیں شروع ہو گئیں۔ دوپہر کا کھانا اپنے پاس بٹھا کر کھلایا اور فرمایا حکیم صاحب کچھ دن ہمارے پاس ٹھہر جائیں لیکن فکر مندی کے باعث میں رخصت حاصل کرنے کے لیے اصرار کرتا رہا۔ چنانچہ رخصت حاصل کر کے شام کو گھر پہنچا۔ دریا کی موجیں پوری تندی کے ساتھ کنوئیں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ گھبراہٹ میں میں نے عشاء کی نماز مسجد میں ادا کی اور وہیں بیٹھا رہا۔ کچھ رات گئی ہو گی کہ میرا مزارع مجھے تلاش کرتا ہوا وہاں آنکلا اور کہنے لگا حکیم صاحب! مبارک ہو دریا ہمارے کنوئیں سے دوسری جانب رخ کر گیا ہے۔" اگلی صبح جب میں نے جا کر دیکھا تو دریا کا رخ ایک ایسے دھارے میں بدل چکا تھا جو میرے کنوئیں سے کافی فاصلے پر تھا۔

Marfat.com

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی

ایک روز مولوی خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ چند احباب کے ہمراہ حضرت قبلہؒ کے پاس حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد مولوی صاحب نے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا' "تھوڑی دیر تو اور بیٹھیں" وہ بیٹھ گئے لیکن کچھ دیر کے بعد پھر اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا "کچھ دیر اور رک جاتے تو اچھا تھا خیر آپ کو جلدی ہے" مولوی صاحب اجازت لے کر باہر نکلے سڑک پر کھڑے اوکاڑہ کی طرف جانے والی کسی سواری کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک سائیکل سوار مولوی صاحب سے آ کر ٹکرایا۔ مولوی صاحب سڑک پر گر پڑے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مولوی صاحب کو احباب تانگہ میں بٹھا کر اوکاڑہ ہسپتال لے گئے۔ مگر علاج سے تکلیف بڑھتی گئی۔ ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے چارہ جوئی کی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مولوی صاحب کا ایک آدمی ہر روز حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض حال کے لیے آتا تھا اور آپ تسلی دیتے تھے کہ گھبرائیں نہیں آرام ہو جائے گا۔ جب ان کی تکلیف اوکاڑہ ہسپتال میں کم نہ ہوئی تو احباب ان کو میو ہسپتال لاہور لے گئے۔ وہاں ڈاکٹروں نے ایکسرے سے معائنہ کے بعد بتایا کہ کولہے کی ہڈی چار جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ اس کے درست ہونے کی کوئی امید نہیں۔ ٹانگ کاٹنی پڑے گی۔ چنانچہ ایک آدمی واپس آپ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ شریف آیا اور ڈاکٹروں کی رائے کا آپ کے پاس ذکر کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ "مولوی صاحب کی ٹانگ نہ کٹوائیں۔ ان کو واپس لا کر گھر پر ہی دیسی علاج کریں اللہ کریم شفا عطا کر دیں گے۔ چنانچہ مولوی خلیل اختر صاحب کو واپس اوکاڑہ لے آئے اور دیسی علاج شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی۔ وہ چلنے میں تھوڑا سا لنگڑاتے ہیں لیکن حضور رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے ان کی ٹانگ کٹنے سے بچ گئی۔

ہندو جج کا فیصلہ

شہزادہ فیروز الدین تحصیل فیروز پور میں نائب تحصیلدار تھے۔ ان کے والد کسی

Marfat.com

مقدمہ میں پھنس کر سخت پریشان تھے۔ شہزادہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لیے عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے فرمایا "شہزادہ صاحب فیصلہ آپ کے حق میں ہوگا گھبرائیں نہیں، جج صاحب پہلے آپ کے والد کے خلاف فیصلہ لکھیں گے اور پھر اس فیصلے کو پھاڑ کر ان کے حق میں فیصلہ دیں گے۔"

کچھ دنوں کے بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ جج ہندو تھا اور سرکاری وکیل بھی ہندو تھا۔ طرفین کے وکلاء نے خوب زور شور سے بحث کی۔ بحث سننے کے بعد جج نے فیصلہ لکھوایا اور وہ فیصلہ شہزادہ صاحب کے والد کے خلاف تھا۔ شہزادہ صاحب کے والد نے اونچی آواز سے کہا کہ "جناب مجھ سے تو سرکاری وکیل نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جج ہندو ہیں اس لیے فیصلہ تمہارے حق میں نہیں ہوگا۔ چنانچہ مجھے علم تھا کہ آپ میرے خلاف فیصلہ دیں گے۔ مجھے آپ کے فیصلہ سے کوئی حیرانی نہیں ہوئی۔" جج نے سوالیہ نظروں سے سرکاری وکیل کی طرف دیکھا۔ سرکاری وکیل نظریں نیچی کیے خاموش کھڑا تھا۔ جج نے فیصلہ کا کاغذ لے کر پھاڑ ڈالا اور نیا فیصلہ لکھوایا جو کہ شہزادہ صاحب کے والد کے حق میں تھا۔

مستوں سے محبت

سرہند شریف کے عرس مبارک پر حاضری ہوئی۔ ختم شریف سے فارغ ہو کر آپ سب ہمراہیوں سمیت سرہند اسٹیشن کی طرف پا پیادہ روانہ ہو گئے۔ سب ہمراہیوں کو آگے آگے چلنے کا حکم ہوا صرف یہ فقیر (محمد اکرام) آپ کے ہمراہ تھا۔ چلتے چلتے جب ہم فتح گڑھ اسٹیشن کے قریب پہنچے اور مسجد کے سامنے سے گزرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ "مولوی صاحب! مسجد میں تھوڑی دیر رک کر دم نہ لے لیں؟" چنانچہ آپ سیڑھیاں چڑھ کر مسجد میں داخل ہوئے اور مشرقی دیوار کے ساتھ صف پر جا بیٹھے۔ میں بھی پاس ہی جا بیٹھا۔ میری نظر جب جنوبی دیوار کی جانب گئی تو وہاں ایک مست دیوار سے ٹیک لگائے اپنا سر گھٹنوں میں دبائے ہوئے بیٹھا دکھائی دیا۔ اس پر کثیر تعداد مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جونہی آپؒ بیٹھے مست نے سر اٹھایا اور آپ کی جانب دیکھا۔ پھر جسم کو جھٹکا دیا۔ سب مکھیاں دیوار پر جا بیٹھیں اور وہ اٹھ کر آپ کے سامنے آ بیٹھا۔ خاموشی کا عالم تھا

Marfat.com

تھوڑے وقفے کے بعد آپ نے فرمایا۔ "متا ہن خوش ایں۔" چنانچہ مست اٹھا اور پھر اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔ مکھیاں پھر اس پر ٹوٹ پڑیں۔ معلوم نہیں اس مست کی کیا مشکل تھی جو آپ نے توجہ عالیہ سے "آنا" فانا" دور کر دی۔

اتنے میں ہمارے کچھ اور ساتھی بھی واپس آ کر مسجد میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اس فقیر کو ارشاد فرمایا "مولوی صاحب یہ لوٹا لے جائیں۔ مسجد کے نیچے لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ بوڑھے بابا سے اپنے لیے لنگر لے آئیں۔" میں گیا تو بوڑھے بزرگ نے میری طرف دیکھا اور لنگر تقسیم کرنے والے شخص کو حکم دیا کہ ان کو بارہ آدمیوں کا کھانا دے دو۔ میں کھانا لے کر واپس مسجد میں پہنچا تو آپ نے فرمایا چلو سرہند اسٹیشن پر چل کر کھانا کھائیں گے۔

لاہور کی جانب جانے والی گاڑی کی آمد میں ابھی کافی وقت تھا۔ آپ نے اسٹیشن کے قریب واقع ایک مسجد میں جا کر قیام کیا۔ سب احباب وہاں جمع ہو گئے۔ اتنے میں دہلی سے بابو نثار احمد خاں اور ان کے ایک ساتھی بھی آ پہنچے۔ دونوں جب حضرت صاحبؒ سے ملاقات کے بعد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ کھانا لاؤ۔ چنانچہ سب نے مل کر کھانا کھایا اور کھانے والے بارہ آدمی ہی تھے۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد بابو نثار احمد خاں نے اس فقیر کو بتایا کہ ان دونوں نے دو وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا اور عرس مبارک کی تاریخ میں مغالطہ لگ جانے کی وجہ سے دیر سے پہنچے تھے۔

حضرت بو علی شاہ قلندرؒ سے روحانی تعلق

بابا نور عالم مرحوم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپؒ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ پر حاضری کے لیے پانی پت تشریف لے گئے درگاہ کے سب مست آپ کے گرد و پیش منڈلانے لگے۔ سب نہایت مسرور نظر آتے تھے۔ دو مست بطور پہرے دار سارا وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ حاضری کے بعد آپ منشی عطا محمد خان صاحب کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ سامنے راستہ میں زمین پر کچھ چمکدار چیز پڑی ہوئی نظر آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا' "منشی جی! دیکھو وہ کیا چیز ہے؟" اٹھا

Marfat.com

کر بغور دیکھنے کے بعد عرض کیا کہ حضور سونے کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اسے سنبھال کر رکھ لیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا قلندر صاحبؒ کی درگاہ عالیہ سے کرایہ عطا ہوا ہے۔ آستانہ عالیہ کرموں والا شریف پہنچ کر دوسرے دن بابو نور عالم صاحب کو سنار کے پاس وہ عطیہ دے کر بھیجا تو سنار نے کہا کہ یہ خالص سونے کا ٹکڑا ہے جب وزن کرکے قیمت معلوم کی گئی تو وہ ٹکڑا ساڑھے سات روپے کا تھا اور پانی پت سے فیروز شاہ اسٹیشن کا کرایہ بھی پورا ساڑھے سات روپے تھا۔

فوج سے سبکدوشی

فتح جنگ کے رہنے والے منشی محمد حسین قریشی نے بیان کیا کہ دوسری جنگ عظیم زوروں پر تھی۔ جرمن فوجیں ہر طرف یلغار کرتی ہوئی بڑھ رہی تھیں۔ ان کا ایک قریبی عزیز فوج میں ملازم تھا۔ مگر وہ فوجی ملازمت سے سخت دل برداشتہ تھا۔ ملازمت سے فارغ ہونے کی ہرچند کوشش کی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آخر وہ نوجوان منشی محمد حسین کے ہمراہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور فوج میں ملازم ہوں۔ وہ عرض مدعا کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا "جاؤ داڑھی رکھ لو' وہ تمہیں چھوڑ دیں گے۔ یہ بھی آزما کر دیکھ لو (لے ایہہ وی ہتھ دیکھ) نیز اس کی یہ بھی خواہش تھی کہ کہیں شادی خانہ آبادی کا انتظام بھی ہو جائے۔ یہ التجا بغیر اظہار کے ہی منظور ہو گئی چنانچہ جب حضرت قبلہؒ سے رخصت ہو کر واپس گھر پہنچا تو اس کے ایک قریبی امیر ترین شخص کے ہاں اس کی نسبت ہو گئی اور چند دنوں کے بعد نکاح بھی ہو گیا۔ لڑکی والوں نے ایک پیسہ تک خرچ نہ کروایا۔ اور جب چھٹی گزار کر وہ واپس نوکری پر حاضر ہوا تو افسران بالا نے اسے چند دنوں کے بعد خود بخود فارغ کر کے گھر بھیج دیا۔

سنگرہنی سے شفا

قریشی صاحب کا یہ بھی بیان ہے کہ وہ عارضہ پیچش اور اسہال میں مبتلا تھے۔ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ دن رات میں چالیس پچاس دفعہ تکلیف کے ساتھ اجابت ہوتی تھی۔

Marfat.com

کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ مرض بڑھتے بڑھتے سنگرہنی کی شکل اختیار کر گیا۔ حکیموں اور ڈاکٹروں نے آخر الامر مایوسی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ خوش قسمتی سے کسی نے ان کو حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ ۱۹۳۵ء میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا (ضلع فیروزپور) پہنچ گئے۔ حضور نے کمال شفقت فرمائی۔ ایک معمولی سی دوائی تجویز فرما دی لیکن درحقیقت باطنی توجہ سے مرض سلب فرما دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بالکل صحت حاصل ہو گئی جیسے کبھی یہ مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا۔ مرض کے دوران یہ عالم تھا کہ کھچڑی ' دودھ اور ساگو دانہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ سرکار کی نظر کرم سے لنگر مبارک کی روٹی کھا کر بخوبی ہضم کرنے لگا حتیٰ کہ ایک دن باجرہ کی روٹیاں لنگر میں تقسیم ہوئیں تو دو روٹیاں کھالیں اور ہضم ہو گئیں۔

حضرات مشائخ سے روحانی تعلق

آپ کو حضرت شیخ الشائخ باوا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت تھی اور ہمیشہ عرس مبارک کے موقعہ پر آستانہ عالیہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک سال بیماری کی وجہ سے ارادے میں ذرا سا تذبذب واقع ہوا۔ تکلیف زیادہ تھی اور سفر دشوار نظر آتا تھا۔ اس لیے خیال پیدا ہوا کہ بعد میں صحت یاب ہونے پر حاضری دے لی جائے گی۔

رات کو آپ استراحت فرما رہے تھے کہ حضرت باوا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عالم مثال میں ظاہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ "شاہ صاحب صبح سواری آئے گی اور اس پر بیٹھ کر آ جانا غیر حاضری نہیں ہونی چاہیے۔" آپ اسی وقت اٹھے اور تیاری شروع کر دی اور صبح کو جب گاؤں سے باہر نکلے تو وہاں ایک تیز رفتار سانڈنی جس پر کجاوہ کسا ہوا تھا' آپ کے انتظار میں تھی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور پاکپتن شریف پہنچ گئے۔

خواجہ غریب نوازؒ کی کرم نوازی

سیٹھ محمد شفیع لاہوری کا بیان ہے کہ ایک دن آپؒ کی طبیعت مائل بہ کرم تھی۔

Marfat.com

حضرات خواجگان چشت کے فیضان کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ سے بذریعہ خط پیغام موصول ہوا کہ آپ درگاہ عالی کی حاضری کے لیے اجمیر شریف پہنچیں۔ آپ نے خیال کیا کہ حاضری کا اسی صورت میں لطف ہوگا جب بوقت حاضری کمال تخلیہ حاصل ہو۔ چنانچہ آپ نے خواجہ غریب نواز کے لطف و کرم کی توقعات دل میں لیے ہوئے رخت سفر باندھا اور بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئے۔ جس وقت آپ در اقدس پر حاضر ہوئے دروازہ اندر سے بند تھا اسی وقت اچانک دروازہ کھلا اور آپ نگاہ ادب جھکائے جبین ارادت خم کیے درگاہ شریف میں داخل ہوئے۔ دروازہ فی الفور بند ہوگیا اور آپ کے خادم بھی باہر کھڑے رہ گئے بہت دیر کے بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک صاحب آپ کے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ ان کے چہرہ مبارک پر انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ وہ بزرگ آپ کو الوداع کہہ کر پھر اندر چلے گئے اور دروازہ بند ہوگیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب اندر داخل ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ حضور بہ نفس نفیس سامنے تشریف فرما ہو گئے ہیں پھر حضور نے مجھے دونوں شانوں سے پکڑ کر کمال محبت اور شفقت سے ہلایا۔ اس وقت جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔

فراست کاملہ

سیٹھ محمد شفیع لاہوری کا بیان ہے کہ ۱۹۷۰ء میں حضور شفیع المذنبین رحمتہ العالمین سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی سجادہ نشین تونسہ شریف بھی وہاں موجود تھے۔ ہم دونوں حضور سرور کائنات کے قدمین مبارک کی جانب بیٹھے تھے۔ وہاں پر خواجہ خان محمد صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب سرکار کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ پہلی مرتبہ تونسہ شریف درگاہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری کے لیے گئے تو میں نے تمام خادموں کو جناب شاہ صاحب (سرکار کرمانوالے) رحمتہ اللہ علیہ کی رہنمائی کرنے سے منع کر دیا تاہم ایک خادم کو بوقت حاضری ساتھ رہنے پر مقرر کر دیا خیال یہ تھا کہ وہ خود اپنی

Marfat.com

مرضی مبارک سے جس طرح چاہیں حاضری دیں اور فاتحہ خوانی کریں۔ چنانچہ آپ نے درگاہ شریف میں داخل ہو کر سب سے پہلے حضرت خواجہ شاہ سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پیچھے ہٹے اور حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے سرہانے جا رکے اور وہاں فاتحہ پڑھی۔ خواجہ صاحب نے یہ واقعہ بیان کر کے سیٹھ صاحب سے کہا کہ میں تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بلند شان کا پہلے ہی قائل تھا۔ اس دن کے بعد کبھی آپؒ کے علو مرتبت میں گمان اور وہم بھی نہ ہوا۔

حضرت نور الحسن شاہ بخاری صاحبؒ (حضرت کیلیانوالے) کے یوم وصال پر آپؒ کی بے چینی

حضرت اعلیٰ حضور میاں صاحب شرقپوری سرکار قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ ہمیشہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی شرقپور شریف میں عرس کے موقعہ پر حصول برکات و فیوض کے لیے حاضر ہو جاتے تھے۔ ایک سال حسب دستور آپ شرقپور شریف پہنچے اور نالہ ڈیک کے قریب ایک کنویں پر چھوٹی سی مسجد میں قیام کیا۔ آپ شہر سے باہر قیام پسند فرمایا کرتے تھے۔ ربیع الاول کی دو تاریخ ہوئی تو آپ کی طبیعت مبارک میں عجیب قسم کی شان جلالی کا ظہور ہوا۔ حاجی نظام الدین اور دوسرے سب احباب دہشت زدہ ہو کر قریب نہ آتے تھے۔ صرف یہ فقیر آپ کے پاس موجود رہا مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ رضائی اوڑھ کر خاموش لیٹ گئے۔ اس دن شہر کے ایک رئیس نے کھانا بھجوایا تھا مگر میں نے احتیاطاً لنگر کا کھانا بھی منگوا کر رکھ لیا تاکہ آپ جو کچھ چاہیں اور جب چاہیں پیش کر سکوں۔

رات جب کافی گزر گئی تو آپ نے کروٹ بدلی اور رضائی اوڑھے ہوئے لمبا ٹھنڈا سانس لیا پھر چہرہ مبارک سے رضائی ہٹا کر دریافت فرمایا کہ کیا وقت ہے؟۔ میں نے گھڑی دیکھ کر عرض کیا کہ حضور گیارہ بج کر دس منٹ ہوئے ہیں۔ آپؒ نے پوچھا کہ کیا نماز پڑھ لی ہے""؟ میں نے عرض کیا حضور ابھی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا پہلے نماز پڑھ لیں۔ آپ نے تیمم کیا اور نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا۔ "مولوی

Marfat.com

صاحب کچھ کھانے کو جی تو نہیں چاہتا یہ اتنے برتن کیسے ہیں؟" میں نے عرض کیا کہ حضور ملک مظفر صاحب نے کھانا بھیجا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تو لنگر مبارک کی دال روٹی پسند ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہے چنانچہ آپ نے چند لقمے تناول فرمائے۔ بعد ازاں آپ پھر لحاف اوڑھ کر محو استراحت ہو گئے ۔۔۔ علی الصبح پھر بیدار ہوئے اور نماز و معمولات کے بعد تلاوت قرآن حکیم سے فارغ ہوئے۔ اس دن ربیع الاول کی تین تاریخ تھی۔ اب آپ کی طبیعت قدرے پر سکون تھی۔ چنانچہ آپؒ نے ختم شریف میں شمولیت کے لیے دربار شریف جانے کی تیاری شروع کر دی تو حاجی نظام الدین صاحب بھی آ گئے۔ آپ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔

آٹھ بجے کے قریب ختم شریف کی تقریبات شروع ہو گئیں اور تھوڑی دیر کے بعد اعلان ہوا کہ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے چنانچہ حضرت صاجزادہ سید باقر علی شاہ بخاری صاحب اور حضرت صاجزادہ سید جعفر علی شاہ بخاری صاحب باچشم گریاں محفل ختم مبارک سے اٹھ کر حضرت کیلیانوالہ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

ختم شریف کے فوراً بعد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی کار میں سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں سمیت حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ غروب آفتاب سے تھوڑے دیر پہلے ہم حضرت کیلیانوالہ شریف جا پہنچے جاتے ہی حجرہ مبارک میں حضرت سید نوار الحسن شاہ بخاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت حاصل ہوئی۔ وہاں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال رات کے گیارہ بج کر دس منٹ پر ہوا تھا۔ یہ تھا باہمی تعلق ان دو باکمال ہستیوں کا۔

بلا تکلف سفر طے ہو گیا

خواجہ محمد عمر ڈلہوزی میں غالیچوں کا کاروبار کرتے تھے۔ وہ ایک کامیاب تاجر تھے لیکن دولت کی فراوانی نے عیش پرستی میں ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کاروبار کی حالت دن بدن خراب ہونے لگی اور بالآخر صحت بھی بگڑ گئی۔ خرابی جگر کے عارضہ میں مبتلا ہو کر سخت لاچار ہو گئے۔ علاج معالجہ سے جب تنگ آ گئے تو ڈلہوزی سے کرمونوالہ شریف

Marfat.com

ضلع فیروز پور آپ" کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے کبائر سے بچنے کی تاکید فرمائی اور صحت کی بحالی کے لیے دعا کرنے کے بعد کوئی دوا بھی تجویز فرما دی۔ اتنے میں شام ہو گئی خواجہ محمد عمر اور ان کے دونوں ساتھیوں نے رخصت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ کل چلے جانا لیکن ساتھیوں نے رخصت پر ہی اصرار کیا۔ کیونکہ ان کو کچھ ضروری کام در پیش تھے۔ اس پر آپ" نے فرمایا کہ اچھا جاؤ۔ پھر پیدل ہی پہنچ جانا۔ اللہ حافظ ہے۔

خواجہ محمد عمر اور ان کے ہمراہی روانہ ہو گئے تو فیروز شاہ اسٹیشن تک پہنچنے میں ہی رات کے سائے پھیل چکے تھے اس وقت کوئی گاڑی فیروز پور چھاؤنی کی طرف نہیں جاتی تھی۔ چنانچہ وہ ریلوے لائین سے آگے بڑھ کر پکی سڑک پر پہنچ گئے تاکہ وہاں سے کوئی سواری مل جائے کچھ دیر انتظار کیا مگر بے سود رات کے وقت رہزنوں اور ڈاکوؤں کے خوف سے آمدورفت بند رہتی تھی۔ ناچار وہ پیدل ہی فیروزپور چھاؤنی کی سمت روانہ ہو گئے پندرہ بیس منٹ ہی چلے ہوں گے کہ ان کو سامنے بجلی کی روشنیاں نظر آئیں۔ وہ حیران تھے کہ برقی روشنی تو صرف چھاؤنی میں ہے فیروز پور چھاؤنی ڈیڑھ دو گھنٹہ کی مسافت پر تھا۔ وہ اور آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فیروز پور چھاؤنی پہنچ چکے ہیں۔

یہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تصرف تھا کہ اتنی جلدی پہنچ گئے۔ گھر پہنچنے پر خواجہ صاحب کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔ ان کی صحت بحال ہو گئی اور عادات بد بھی پیچھا چھوڑ گئیں۔

فوجی جوان پر نظر کرم

ایک فوجی عبدالسلام نامی دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں کی قید میں پھنس گیا تھا۔ دو تین سال تک اس کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ سب عزیز اور رشتہ دار بڑے پریشان تھے آخر اس کے سسر نے کرموں والا شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کا طالب ہوا۔ دوسرے دن صبح ان کو رخصت کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو تمہارا داماد بالکل خیریت سے ہے اور بعد ازاں اس فوجی نوجوان کا تمام حلیہ بھی ان کو بتلا دیا کچھ دن بعد عبدالسلام کا خیریت کا خط ان کو موصول ہو گیا اس نے لکھا تھا کہ وہ صحیح سلامت ہے اور جاپانیوں کی قید میں ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ قید

Marfat.com

سے رہا ہو کر گھر آ گیا۔

ملازمت پر بحالی

چوہدری نیاز احمد صاحب ڈپٹی کمشنر کسی وجہ سے ایک دفعہ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب کے زیر عتاب آ گئے اور معطل کر دیے گئے ایک شخص کے ہمراہ وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا۔ "چوہدری صاحب اللہ کریم رحم فرما دیں گے آپ ہر نماز کے بعد قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف گیارہ بار پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کر دیا کریں۔" چوہدری صاحب اس کے بعد چلے گئے اور پانچ چھ ہفتے کے بعد پھر ایک دن خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے ابھی وہ کچھ فاصلہ پر ہی تھے کہ حضورؒ نے ارشاد فرمایا۔ " آپ کا کام اللہ کریم نے کر دیا ہے اور آپ بحال ہو گئے ہیں۔" انہوں نے عرض کیا "سرکار مجھے تو ابھی تک کوئی علم نہیں۔"" آپ نے فرمایا "آپ بحال بحال" اور پھر ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر سرکار نے تھپکی دی۔ وہ نصف گھنٹہ تک بیٹھے ہوں گے کہ ایک اور آدمی سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ سلام کر کے بیٹھ گیا آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اس نے عرض کیا کہ حضور یہ اخبار "نوائے وقت" ہے فرمایا "مجھے دکھاؤ" سرکار نے اخبار ہاتھ میں لیا اور اس میں پہلے صفحہ پر یہ خبر درج تھی کہ ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ نے ڈی سی صاحب کی فائل منگوا کر ان کو بحال کر دیا ہے۔ آپ نے اخبار دیکھ کر فرمایا "لو چوہدری صاحب' اخبار میں آپ کی خبر آ گئی ہے" انہوں نے عرض کیا کہ سرکار مجھے تو کوئی علم نہیں تھا۔" آپ نے فرمایا"میں جو کہتا تھا کہ آپ بحال ہو گئے ہیں اللہ کریم نے مہربانی فرما دی ہے۔" سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کریم کے ولیوں کی۔

گم شدہ بچے کا واپس آنا

قصور کے رہنے والے ایک صاحب ایک دن آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کہ "حضرت میرا بیٹا گم ہو گیا ہے اسے گھر سے گئے ہوئے دو تین ہفتے ہو گئے

Marfat.com

ہیں اس کی جدائی میں سب اہل خانہ بے چین ہیں دعا فرمائیں بچہ واپس گھر آ جائے۔" آپ نے فرمایا "جاؤ وہ آ جائے گا فکر نہ کرو۔" آئندہ جمعہ کے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور اس کے ہمراہ اس کا بچہ بھی تھا۔ آپ نے لڑکے سے پوچھا: "کہو تم کہاں تھے اور کیسے آئے۔" اس نے کہا کہ "حضور میں کراچی میں تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ مجھے رسی سے کھینچ رہے ہیں۔" چنانچہ میں اپنے گھر پہنچ گیا۔" (حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں تخت بلقیس بھی طرفتہ العین میں لایا گیا تھا) (قرآن حکیم)

ایک ہندو کی عقیدت

حکیم قاضی علی احمد انصاری کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور میں حاضر تھے۔ وہ ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے قریب ہی ایک نحیف الجثہ نوجوان بیٹھا تھا۔ وہ نوجوان بیٹھے بیٹھے اپنے سینے کی جانب نظر دوڑا کر ہنسنے لگا میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ "میں ہندو ہوں اور آٹھ دس دن سے یہاں آیا ہوا ہوں۔ بابا جی نے مجھ پر بڑی کرپا کی ہے میں سل اور دق کا مریض تھا اور حکیموں، ڈاکٹروں نے مجھے لا علاج قرار دے دیا تھا۔ یہاں آیا ہوں لنگر کا کھانا کھاتا ہوں اور اب آپ کی مہربانی سے تندرست ہوں" پھر اس نے کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کچھ پس خوردہ مجھے لا دیں تاکہ میری سب بیماریاں ہمیشہ کے لیے جاتی رہیں۔ پھر میں اجازت لے کر گھر چلا جاؤں گا۔"

دیرینہ خاندانی تنازعہ کا حل ہونا

ملک گل نواز احمد خاں ایڈووکیٹ کا بیان ہے کہ اتفاقیہ انہیں ۵۱ - ۱۹۵۰ء میں ایک خاندانی تنازعہ میں سخت پریشانی، اخراجات کی زیر باری اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا ہر طرف سے ناامید ہو گئے ماتحت عدالتوں نے ان کے خلاف فیصلے دیے اور آخر مقدمہ ہائی کورٹ تک جا پہنچا۔ مخالفین بہت معزز اور بارسوخ تھے ان کے وکلاء بھی ریٹائرڈ جج یا ریٹائرڈ اٹارنی جنرل تھے۔ چیف جسٹس نے مقدمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر مقدمہ اپنے پاس رکھ لیا اور مکمل روئداد دیکھنے کے بعد ملک صاحب کے وکیل کو کہا کہ آپ کا معاملہ بڑا ناممکن

Marfat.com

سا نظر آتا ہے یہ گھبرائے ہوئے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جمعہ کا دن تھا حاضرین کا ہجوم تھا۔ نماز جمعہ کے بعد لوگ مل مل کر رخصت ہونے لگے ملک صاحب خاموش بیٹھے رہے کہ تخلیہ ہو تو عرض مدعا کریں۔ سب سے آخر میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی بیان کی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "بابو جا۔ اللہ خیر کرے گا۔" ان کے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ وہ یہی سمجھے کہ آپ نے سرسری طور پر ہی دعا کر دی ہے۔ خصوصی توجہ نہیں فرمائی۔ چنانچہ پژمردہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فارغ ہو کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے ایک خادم ہمراہ تھا تھوڑی دور جا کر اچانک آپ نے خادم کو واپس بھیجا کہ جاؤ اس بابو کو بلا لاؤ" خادم نے واپس آ کر ملک صاحب کو کہا کہ حضرت صاحبؒ نے یاد فرمایا ہے۔ جب ملک صاحب آپ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ "بابو تم بہت پریشان ہو؟" ملک صاحب نے کہا "جی ہاں بے حد پریشان ہوں" تین بار ایسے ہی سوال جواب کے بعد آپ نے ملک صاحب کی پشت پر تین مرتبہ دست مبارک سے تھپکی دی اور فرمایا "جا بابا! اللہ تعالیٰ فتح دیں گے" یہ مسرت سے پھولے نہ سمائے اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اب بے فکر ہو کر جاؤ۔"

ملک صاحب کا فریق مخالف ہر طرح سے در پئے آزار تھا۔ وہ پچیس ہزار روپے لے کر بھی راضی نامہ کرنے کو تیار نہ تھے۔ جب ہائی کورٹ میں پیشی ہوئی تو چیف جسٹس صاحب نے ان کو کہا کہ بہتر ہے تم راضی نامہ کر لو دونوں پارٹیاں باعزت ہیں ورنہ میں اپنی مرضی سے فیصلہ کر دوں گا۔ چنانچہ مخالفین نے بغیر کسی مطالبے کے ان سے راضی نامہ کر لیا اور باعزت طور پر وہ بری ہو گئے۔

ایک ڈاکٹر کے بچے کی معجزانہ شفایابی

ملک گل نواز خاں صاحب کے بہنوئی ڈاکٹر رضا کافی عرصہ تک انگلستان اور امریکہ میں زندگی گزار چکے تھے۔ وہیں پر انہوں نے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ واپس آ کر وہ کراچی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر رضا کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا وہ مرجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ان کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہوا ان کی بیوی ایام زچگی

Marfat.com

میں لاہور میں ہی ملک صاحب (اپنے بھائی) کے پاس مقیم تھی۔ وہ خود بھی ڈاکٹر تھی۔ بچہ جب ۲ ماہ کا ہوا تو انہوں نے کراچی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ بچہ یک لخت بیمار ہو گیا۔ حتی کہ قریب المرگ ہو گیا۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش مرحوم اور دوسرے چوٹی کے ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ہر دوا نے الٹا ہی اثر کیا۔

آخر ملک گل نواز احمد خاں اور ان کے چھوٹے بھائی ملک اکبر خاں (منیجر درگاہ حضرت باوا صاحب" پاکپتن شریف) حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ ڈاکٹر رضا صاحب سے بھی ہمراہ چلنے کو کہا لیکن وہ کہنے لگے کہ میں پیروں فقیروں کا قائل نہیں ہوں۔ آخر اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے اصرار پر وہ بھی ساتھ جانے کے لیے رضامند ہو گئے اور کہنے لگے کہ چلو میں سیر ہی کر آؤں گا اور آپ حاضری دے لیں۔

عصر کے قریب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب" نے صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ منیجر صاحب (ملک محمد اکبر صاحب منیجر درگاہ حضرت باوا صاحب رحمتہ اللہ علیہ) آگئے ہیں ان کو چائے پلائیں اور جو لڈو ان کے لیے رکھے گئے ہیں وہ کھلائیں" وہاں پر موجود ایک صاحب نے بتلایا کہ تھوڑی دیر ہوئی ایک شخص نے لڈو لا کر پیش کیے تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین میں تقسیم فرما دیے مگر چند لڈو بچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ لاہور سے مہمان آ رہے ہیں یہ ان کے لیے رکھ دو۔ ڈاکٹر صاحب اس دوران میں آپ کی شخصیت سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سر پر رومال بھی باندھ لیا تھا اور باادب دو زانو بیٹھ گئے تھے حضرت صاحب" نے روئے سخن ان کی جانب ہی رکھا اور فرمایا "بابو جی کہاں کہاں پھرے ہو؟ تعلیم کہاں حاصل کی ہے؟ اور آپ بہت قابل ڈاکٹر ہیں ذرا میری نبض تو دیکھیں۔" حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ان دنوں سخت نزلہ و زکام تھا۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ ایسا نسخہ لکھ کر دیں جس سے دن کو بھی تارے نظر آنے لگیں اتنے میں خادم لسی کا گلاس لے کر آ گیا۔ سردیوں کے دن اور سخت نزلہ زکام کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر ضیا نے کہا کہ آپ لسی نہ پئیں۔ آپ نے فرمایا فقیروں کے لیے ہر چیز برابر ہے۔" اور لسی نوش فرما لی۔ پھر محبت بھری باتیں کرتے رہے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا۔

Marfat.com

"پنجابی سمجھدے او تاں کتے زبان یار من ترکی ومن ترکی نمی دانم' والی بات نہیں۔" ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ "حضور سمجھتا ہوں۔" حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ڈیگر ویلا ہے" (یعنی عصر کا وقت ہے) اور آیہ مبارکہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِی خُسْر تلاوت فرما کر مختصر تفسیر بیان فرمائی دریں اثنا ایڈووکیٹ صاحب نے عرض کیا کہ "حضور ڈاکٹر صاحب کا بچہ سخت بیمار ہے۔ دعا فرمائیں صحت یاب ہو جائے۔" حضرت صاحب قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ "ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آگئے او" پھر تین دفعہ ارشاد فرمایا " جاؤ رب خیر کرسی" (یعنی اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیں گے) پھر سب کو نہایت شفقت کے ساتھ رخصت کیا۔

لاہور اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب کا بچہ بالکل صحت یاب ہو چکا تھا اور ماں کی گود میں آرام سے دودھ پی رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو معلوم ہوا کہ عصر کے وقت بچے کی حالت سخت خراب ہو گئی تھی ہر قسم کی دوائی دی گئی مگر لحظہ بہ لحظہ بچے کی حالت خراب ہوتی چلی گئی حتی کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ سب رونے پیٹنے لگے بے قراری میں مستورات نے کوشش کی کہ کوئی تانگہ ٹیکسی یا کوئی سواری مل جائے تو بچے کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلیں مگر کسی سواری کا بندوبست نہ ہو سکا ناچار گھر واپس لوٹ آئے اور ناامید ہو کر بچے کو گود میں لے کر بیٹھ گئے دفعتاً" بچے نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا۔ رات سے جسے کچھ ہوش نہ تھا اب ماں کا دودھ پینے لگا چنانچہ اس وقت سے بچہ تندرست ہے گھر والوں سے جب وقت دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بالکل وہی وقت تھا جب آپؒ نے ڈاکٹر رضا سے فرمایا تھا' "تسی چنگے ویلے آگئے او رب خیر کرسی" بے شک اولیا اللہ کی بہت بلند شان ہے۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو دو اور فرزند بھی عطا کیے۔

Marfat.com

موت کے منہ سے نجات

حضورؒ کا ایک مخلص مرید محمد اکبر رینالہ خورد کے قریب ایک گاؤں میں کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا اس کے بچے اور بھائی بہت عرصہ سے لنگر میں مختلف خدمات کی بجا آوری پر مامور ہیں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ان سب سے بہت محبت تھی۔

سردیوں کے موسم میں محمد اکبر نے کماد سے گڑ بنانے کے لیے بیلنا لگا رکھا تھا آگ پر کڑاہ رکھا ہوا تھا اور اس میں گنے کا رس کھولتے کھولتے شیرے کی شکل اختیار کر چکا تھا محمد اکبر کے بھائی محمد علی نے اپنے بھتیجے محمد بشیر (محمد اکبر کے بیٹے) کو کہا کہ کڑاہ میں پھیرنے والا ڈنڈا لاؤ تاکہ گڑ جلنے نہ پائے بچہ تیزی سے اٹھا اور اچھل کر کڑاہ میں جا گرا اس کا منہ اور سر اس شیرے سے باہر تھے باقی سارا جسم شیرے میں ڈوبا ہوا تھا بچے کو کھینچ کر باہر نکالا گیا لیکن ہاتھ سے چھوٹ کر وہ پھر کڑاہ میں جا گرا۔ بڑی مشکل سے باہر نکالا گیا بچے کو رینالہ خورد ہسپتال بھیج کر محمد اکبر خود بھاگا بھاگا حضرت صاحبؒ کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ حضورؒ نے اسے پریشان دیکھ کر پوچھا کہ کیا بات ہے اس نے واقعہ بیان کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ احتیاط نہیں کرتے ہو۔ جاؤ جلدی اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ آپؒ اس کے چلے جانے کے بعد کچھ دیر ادھر ہی متوجہ رہے سب کا خیال تھا کہ بچہ موت سے مشکل ہی سے بچے گا۔

تین چار دن کے بعد محمد اکبر پھر آیا اور آپ سے عرض کیا کہ بچہ روبصحت ہے جسم پر بڑے بڑے آبلے بن گئے تھے مگر اب درست ہو رہے ہیں۔ چنانچہ جلد ہی بچہ صحت یاب ہو گیا اور آپؒ کی نظر عنایت سے اس کے سب اعضا اور اعصاب درست رہے۔

مہلک مرض سے شفا

کچھ عرصہ کے بعد محمد اکبر مذکور اپنے بھائیوں کے ہمراہ ہیڈ بلوکی کے قریب ایک گاؤں میں چلا گیا۔ وہاں ان کو چالیس ایکڑ اراضی الاٹ ہو گئی تھی اپنے رقبہ کی آبپاشی کی لیے انہوں نے وہاں ایک ٹیوب ویل بھی لگا لیا۔

ایک دن وہ اپنے دونوں بیلوں کو پانی پلانے کے لیے رسے ہاتھ میں پکڑے خود آگے

Marfat.com

آگے جا رہا تھا اور بیل پیچھے پیچھے تھے اچانک ایک بیل نے آگے بڑھ کر اس کی ٹانگوں میں سینگ اڑائے اور اونچا اٹھا کر زمین پر الٹا پٹخ دیا وہ بڑا گرانڈیل جوان تھا لیکن گرتے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی نیچے کا دھڑ بالکل بے حس ہو گیا بیل ہاتھ سے چھوٹ کر آگے بڑھ گئے اس کے بھائیوں نے آ کر اسے چارپائی پر ڈالا اور گھر لے گئے پھر ایک بھائی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کرنے کے بعد کہا کہ چلنا پھرنا تو درکنار محمد اکبر چارپائی سے اٹھنے کے بھی قابل نہیں رہا۔ آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا پھر ان کو تسلی دی اور تاکید کی کہ اس کا علاج معالجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیں گے۔ گھر میں علاج معالجہ سے کچھ افاقہ نہ ہوا تو اسے لاہور میو ہسپتال لے جایا گیا۔ ان ہی ایام میں آپ بھی بغرض علاج لاہور تشریف لے گئے تھے اور گلبرگ میں قیام پذیر تھے۔ آپؒ کے پاس وہاں پھر عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ میو ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد محمد اکبر صحت یاب ہو گیا اور اب اپنے گھر کا کام کاج بخوبی کر لیتا ہے ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایسا مریض بچ نہیں سکتا تھا کسی بزرگ کی دعا ہے۔

دنیاوی منصب عطا کر دیا

شیخ رحمت اللہ فیروزپور ضلع کچہری میں بطور چپڑاسی کام کرتے تھے۔ ان کی تعلیم بالکل معمولی تھی۔ ایک دن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف میں حاضر تھے۔ آپ نماز عصر کے لیے وضو کر رہے تھے۔ دریائے کرم جوش میں آیا اور آپ نے شیخ رحمت اللہ سے فرمایا "مانگو جو کچھ مانگنا ہے" دو تین مرتبہ جب حضور نے اسی طرح ارشاد فرمایا تو شیخ رحمت اللہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے کلرک بنا دیں" آپؒ نے فرمایا کہ دنیا ہی مانگنی تھی تو بس کلرکی مانگی۔ اچھا جاؤ کلرک ہو جاؤ گے۔"

کچھ دنوں کے بعد ڈپٹی کمشنر کے سپرنٹنڈنٹ نے خود بخود کلرکی کے لیے ان کی سفارش کر کے کاغذات کمشنر کے پاس جالندھر بھیج دیے۔ مگر کمشنر نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ تعلیم بہت تھوڑی ہے۔ چنانچہ شیخ رحمت اللہ پھر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو کام تمہارا ہو جائے گا۔ اب جب پھر تمہارے

Marfat.com

کاغذات کمشنر کے پاس جائیں تو خود جالندھر جانا اور وہاں امام ناصر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں بھی حاضری دینا۔ چند دنوں کے بعد پھر ان کے کاغذات کمشنر کے پاس بھیجے گئے۔ شیخ رحمت اللہ درگاہ امام ناصرؒ میں حاضری کے بعد کمشنر کے دفتر میں جا پہنچے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان کے سامنے کاغذات کی پڑتال کی لیکن تعلیم کی کمی پھر ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ آخر سارا دن سوچ بچار کے بعد اس نے کہا کہ اور تو کوئی صورت نہیں اگر آپ کی کچھ فوجی خدمات ہوتیں تو کام بن سکتا تھا۔ شیخ رحمت اللہ نے اپنی فوجی خدمات کی سندات پیش کیں۔ چنانچہ اسی وقت ان کو بطور کلرک تعینات کرنے کے احکام جاری کر دیے گئے۔ یہ سب کچھ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تصرف تھا۔

شیخ صاحب کی والدہ کی وفات کی خبر

شیخ صاحب مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کی والدہ سخت بیمار ہو گئیں اور زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا شریف جا حاضر ہوئے۔ آپ سے اپنی والدہ کی شدید علالت کا ذکر کیا اور صحت کے لیے درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ صاحب میں تو دعا کرتا ہوں مگر ڈیگر ویلا ہر کسے تے آوے گا"۔ آپ واپس جائیں اور مائی کی خدمت کریں واپس روانہ ہوئے تو دور سے دیکھا کہ گاڑی فیروز شاہ اسٹیشن پر پہنچ گئی ہے۔ مگر جب تک وہ جا کر گاڑی میں سوار نہ ہو گئے گاڑی رکی رہی۔ گھر پہنچے تو مائی کی طبیعت قدرے سنبھلی ہوئی تھی۔ دوسری صبح اچانک طبیعت پھر بگڑی اور عین عصر کے وقت ان کی والدہ راہی ملک بقا ہو گئیں۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق (ڈیگر ویلا) عصر کا وقت ہی تھا۔

عدالتی فیصلوں میں آپ کا تصرف

رینالہ خورد سے مستری عبدالستار نے بیان کیا کہ قیام پاکستان کے بعد ہمیں ایک آرہ مشین الاٹ ہوئی۔ تین چار خاندان پرورش پانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ہمیں بلائے بغیر افسران نے ہماری الاٹمنٹ منسوخ کر کے آرہ کسی اور شخص کے نام الاٹ کر دیا اور آرہ

Marfat.com

اور مشین سربمہر کر دی۔ ہم نے اس حکم کے خلاف چارہ جوئی شروع کر دی اور میں دعا کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ تین چار خاندانوں کی روزی کا سبب بنا ہوا تھا۔ الاٹمنٹ خواہ مخواہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ اب ہم سب بہت پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا "مستری جی ہم ایک اور انجن نہ خرید لیں" ہمارے پاس اتنی رقم نہ تھی اس لیے میں نے عذر کیا کہ حضورؒ رقم تو اپنے پلے ہے نہیں انجن وغیرہ کیسے خریدیں گے۔" آپ نے فرمایا' "اللہ کریم مسبب الاسباب ہیں کوئی صورت بن جائے گی۔" چند دنوں کے اندر ہی ہمیں ایک انجن بمعہ آرا مشین اور چکی مل گیا۔ جو ہم نے جوں توں کر کے خرید لیا۔ ہم بے کار تھے۔ پہلا آرا سربمہر تھا۔ حضورؒ کی کرم نوازی سے اب اخراجات پورے ہونے لگے اور مقدمہ کا خرچ بھی نکلنے لگا۔

افسران محکمہ بحالیات تاریخ پر تاریخ دینے لگے اور میں ہر بار تاریخ پر جانے سے پیشتر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ تسلی دیتے کہ "اللہ رحم کر دے گا۔" فکر نہ کرو" سال ڈیڑھ سال کا عرصہ عدالتوں میں چکر لگاتے گزر گیا تو ایک دفعہ میں گھبرایا ہوا آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے میری پریشانی دیکھ کر فرمایا "برخوردار ہم نے اس افسر سے فیصلہ نہیں کروانا کوئی اور اللہ کا بندہ آئے گا' وہ فیصلہ کرے گا۔" اسی طرح چھ ماہ کا عرصہ اور گزر گیا اور میری پریشانی بڑھتی گئی۔ ایک دن حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا' "برخوردار اب جلدی فیصلہ ہو جائے گا۔" چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ افسر تبدیل ہو گیا اور اس کی بجائے ملتان کے ڈپٹی کمشنر تبدیل ہو کر آگئے۔ میں نے نئے افسر کے متعلق خدمت میں عرض کیا تو فرمایا "ہاں اب ہمارا فیصلہ ہو گا۔" پھر فرمایا کہ جب کمشنر بحالیات کے پاس تاریخ پر جانا ہو تو ایک دن پہلے بتانا حسب ارشاد میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کل عدالت میں حاضری کے لیے لاہور جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کہ "جس شخص کے نام آرا الاٹ ہوا ہے اس کا کلیم کس چیز کا ہے۔" میں نے عرض کیا کہ الاٹی دو ہیں' ایک کا دعویٰ ہے کہ مشرقی پنجاب میں میری چکی تھی۔ فرمایا "اس کا آرے پر کیا حق ہے وہ چکی لے۔" دوسرے کے متعلق عرض کیا کہ اس کا کلیم ہے کہ میرا کتابوں کا پریس تھا۔ فرمایا' "وہ پریس تلاش کرے ہمارا آرا مشین ہمیں ملنا چاہیے کوئی بات نہیں اللہ رحم کر دے گا۔ گھبراؤ نہیں تاریخ پر جاؤ۔"

Marfat.com

دوسرے روز میں پیشی پر حاضر ہوا۔ کمشنر صاحب نے بالکل وہی الفاظ دہرائے جو حضور نے ارشاد فرمائے تھے اور فیصلہ ہمارے حق میں صادر کر دیا۔ واپسی پر میں نے کامیابی کا ذکر کیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

خلاف شرع امور سے پرہیز کی تلقین

مستری عبدالستار نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حاضر ہوا۔ ایک آدمی باہر نیم کے درخت تلے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت صاحبؒ نے مجھ سے فرمایا کہ "باہر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بات نہیں بتاتا اور یہی کہتا ہے کہ میں حضرت صاحبؒ سے علیحدگی میں بات کروں گا۔ میں تو سب کے سامنے بات کرتا ہوں۔ جو سچی بات کرے اللہ رحم کر دیتا ہے۔ اس سے جاکر تم ہی پوچھو شاید تم کو بتا دے۔" میں نے جاکر پوچھا تو مجھے بھی اس نے وہی جواب دیا۔ بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانا اور اصل بات بتانے سے انکار ہی کرتا رہا۔ میں نے جاکر حضور صاحبؒ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا برخوردار بات دراصل یہ ہے کہ اس کی ایک رشتہ دار عورت بیوہ ہو گئی ہے۔ اس کی بہت سی جائیداد ہے اس کے دو لڑکے بھی ہیں جو ابھی نابالغ ہیں۔ اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس سے نکاح کر لے اور وہ جائداد اس کے قبضہ میں آ جائے۔ وہ یتیموں کا حق دبا لینا چاہتا ہے اور منظوری مجھ سے لینا ہے میں شریعت کے خلاف کس طرح فتویٰ دے دوں۔ جاؤ اس سے پوچھو اگر واقعہ اسی طرح ہے تو اس کو کہو کہ اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔"

میں دوبارہ اس کے پاس گیا اور پھر کرید کرید کر اس سے بات دریافت کرنی چاہی لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ آخر میں نے حضرت صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق سارا واقعہ اسے بتایا تو وہ حیرانی سے میرے منہ کو تکنے لگا اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ میں نے کہا حضرت صاحب نے ہی مجھے سب کچھ بتایا ہے چنانچہ پھر اس نے کہا کہ واقعی میرا یہی سوال ہے پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ اب یہاں سے چلے جاؤ۔ اس ناجائز کام کے لیے حضرت صاحبؒ ہرگز تمہارے لیے دعا نہیں فرمائیں گے چنانچہ وہ شخص اٹھ کر چلا گیا۔

Marfat.com

اولاد نرینہ کے لیے دعا

محمد اسمٰعیل چک نمبر۱۱' ایل۔ا والے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حاضر ہوا اور عرض کی "حضورؒ میرے ہاں ایک لڑکا ہے اور پانچ چھ لڑکیاں ہیں یہ چھاؤنی میرے گھر میں ہی لگا دی گئی ہے۔" آپ اس وقت خوش و خرم بیٹھے تھے۔ یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا۔ "اسمعیلیا (پیار سے) تیرا باپ ایک تھا۔ تیرا دادا ایک تھا۔ تیرا پردادا ایک تھا اور تو بھی ایک ہے۔ اب بتائیں کیا کروں۔" وہ بھی خوش طبع اور حاضر جواب تھا جھٹ عرض کی کہ "حضورؒ میں ساری نسل چیک کرانے نہیں آیا اولاد نرینہ کے لیے سوال لے کر آیا ہوں۔" آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور مسکرا کر فرمایا' جاؤ اللہ کریم چار لڑکے دیں گے اب تو خوش ہو۔" چنانچہ پھر اس کے ہاں چار لڑکے پیدا ہوئے۔

خیالات فاسدہ سے رہائی

ایک دن آپ محفل میں رونق افروز تھے بہت سے احباب باادب بیٹھے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں اتنے میں آپ نے زبان مبارک سے دو تین مرتبہ فرمایا:

"نبض وچ گھر عشق دے تے دیداں خبر نہ کا"

سب حیران تھے کہ کیا راز ہے اچانک ایک طرف سے حاجی نظام الدین مرحوم نمودار ہوئے وہ اکثر اوقات حضورؒ کے پاس کئی کئی دن قیام کیا کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر آپ نے پھر فرمایا'

"نبض وچ گھر عشق دے تے دیداں خبر نہ کا"

حاجی صاحب سخت پریشانی کے عالم میں تھے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا "حاجی صاحب لائیں آپ کی نبض دیکھوں" اور مسکراتے ہوئے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"نبض وچ گھر عشق دے تے دیداں خبر نہ کا"

اس کے ساتھ ہی حاجی صاحب کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور "آناً" فاناً" ان کی پریشان حالی دور ہو گئی پھر وہ مکمل سکون کے ساتھ بیٹھ گئے خلاف معمول دوسرے ہی دن وہ اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ماسٹر خوشی محمد بھی اجازت حاصل کر کے گھر

Marfat.com

کو روانہ ہوئے۔ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے تو ماسٹر صاحب نے حاجی صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ اس دفعہ اتنی عجلت سے کیوں واپس جا رہے ہیں حالانکہ آپ تو کئی کئی دن قیام کیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ اس دفعہ میں قیام کی نیت سے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اپنی مصیبت کا حال بیان کرنے آیا تھا جو آپ کی کرم نوازی سے حاضر ہوتے ہی ٹل گئی۔ وہ کہنے لگے کہ:

"میرے پاس گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی تھی وہ بہت روئی میں نے اسے تسلی دی اور وہ چلی گئی۔ لیکن لڑکی کے جانے کے بعد میری حالت ایسی ہو گئی کہ صبر و قرار و ہوش کھو گئے اور اس کی محبت اس طرح دل میں گھر کر گئی کہ نہ نماز یاد رہی نہ اوراد وظائف اور نہ نوافل کچھ دن یہی حالت رہی تو خیال آیا کہ میں تو مارا گیا۔ ساری عمر کی کمائی برباد ہو گئی۔ آخر کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی اور حضورؒ کی خدمت بابرکت میں آ پہنچا۔ بھائی صاحب خدا کا شکر ہے کہ حضورؒ نے ایک ہی نظر کیمیا اثر سے سب خیالات فاسدہ سے لوح دل کو پھر پاک و صاف کر دیا ہے اور اب مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہوں۔"

متوقع خطرہ سے محفوظ رکھا

محمد عبداللہ صاحب نقشبندی فیصل آباد سے اپنے ایک دوست میاں عبدالحمید کے ہمراہ چیچہ وطنی گئے۔ میاں عبدالحمید کئی ماہ سے بیمار چلے آتے تھے اور علاج معالجہ پر بے تحاشہ خرچ کرنے کے باوجود بیماری میں افاقہ نہ ہوا۔ چیچہ وطنی میں دونوں نے ارادہ کیا کہ حضرت کرمانوالہ شریف چلیں اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے گزارش کریں۔ حضرت کرمانوالہ شریف پہنچنے پر ان کو معلوم ہوا کہ آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں اور وہاں سیٹھ محمد شفیع کیلے والے کے مکان میں قیام ہے چنانچہ وہ لاہور چلے گئے اور وہاں آپ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض مدعا کے بعد آٹھ بجے شب کی گاڑی سے واپس چیچہ

Marfat.com

وطنی چلے جائیں گے۔ ان کی آمد پر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سب لوگوں کو اٹھ جانے کا حکم دیا اور خود خاموشی سے لیٹ گئے دس بجے کے قریب آپؒ نے فرمایا کہ چیچہ وطنی سے آنے والے بیلیوں کو بلاؤ۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپ نے صحت کے لیے دعا کی اور ایک دوا بھی تجویز فرمائی پھر ہمیں رخصت کر دیا صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ جس گاڑی سے ہم لاہور سے چیچہ وطنی جانے کا ارادہ رکھتے تھے وہ گیمبر اسٹیشن پر حادثہ کا شکار ہوگئی اور بہت سے مسافر جاں بحق ہو گئے۔ محمد عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پھر ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ رات کو کیوں انہیں جلدی چھٹی نہیں ملی تھی۔

علم کی دولت عطا فرمادی

مولوی محمد صدیق صاحب فیروزپوری نے بیان کیا کہ وہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے مزار مبارک سے ملحقہ جامعہ گنج بخش میں زیر تعلیم تھے۔ ہر وقت پریشان حال رہتے تھے کیونکہ سبق یاد نہیں رہتا تھا۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ وہاں حصول علم کے لیے دعا بھی کروائیں گے اور حضور کی غلامی کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے سے وہ آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ آپ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ " حضور مرید ہونے کے لیے آیا ہوں۔" آپ نے قبول فرما لیا اور کچھ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد فرمایا۔ پھر مولوی محمد صدیق احمد نے عرض کیا کہ حضور مدرسہ میں پڑھتا ہوں لیکن حافظہ اتنا خراب ہے کہ کچھ یاد نہیں رہتا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار تھپکی دے کر فرمایا۔ "خدا کے فضل سے تم بڑے مولوی بن جاؤ گے" چنانچہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت بھی عطا کی اور وعظ و تقریر کا ملکہ بھی عنایت کر دیا۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک دوست کی بیوی کو خنازیر کی موذی مرض نے آ دبایا۔ علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر آپؒ کی خدمت میں رجوع کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر لعاب دہن لگا دیا کرو اللہ تعالیٰ شفا بخش دیں گے۔" چنانچہ جب انہوں نے

Marfat.com

کچھ دن اس فرمان کے مطابق عمل کیا تو اس موذی مرض سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی۔

اولاد نرینہ عطا ہوئی

انور حسین صاحب گوجر پورہ لاہور کا بیان ہے کہ ان کے ایک عزیز شیخوپورہ میں رہتے تھے۔ ان کی شادی ہوئے بارہ سال کا عرصہ گزر گیا لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی علاج معالجہ تعویذ گنڈا دعا اور دوا سب آزما دیکھے لیکن پھر بھی اولاد کی نعمت سے محروم رہے کسی دوست نے ان کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا وہ اتوار کے دن لاہور سے چل کر حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے لیکن اس دن زائرین کا ہجوم اتنا تھا کہ ان کو عرض مطلب کا موقع نہ مل سکا اور وہ دل کی دل میں ہی لے کر واپس چلے آئے اگلی اتوار پھر حاضر خدمت ہوئے مگر بھیڑ بدستور تھی دل میں افسوس پیدا ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی عرضداشت پیش کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اتنے میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خادم آیا اور اس نے کہا کہ جو صاحب شیخوپورہ سے آئے ہیں ان کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بلاتے ہیں۔ یہ خاموش رہے کہ شاید کوئی اور صاحب ہوں گے میرے نصیب کہاں کہ حضرت صاحب از خود بلائیں خادم واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی خادم پھر آیا اور کہا کہ شیخوپورہ سے جو صاحب پچھلی اتوار کو بھی آئے تھے اور ملے بغیر واپس چلے گئے تھے ان کو حضرت صاحب ؒ قبلہ نے بلایا ہے چنانچہ وہ اٹھے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جا پہنچے۔ حضرت صاحب ؒ نے کمال شفقت فرمائی دعا کی اور دوا بھی تجویز فرمائی واپس جا کر دوائی تیار کر کے استعمال کی گئی اور حضرت صاحب ؒ کی کرم نوازی سے اللہ تعالیٰ نے چاند سا لڑکا عنایت فرمایا۔ انور حسین صاحب کا بیان ہے کہ ان کے یہ عزیز بزرگوں کے زیادہ قائل نہ تھے لیکن اس کے بعد وہ بزرگان دین کی عظمت اور کرامت کے قائل ہو گئے۔

Marfat.com

مہلک مرض سے شفا

سیٹھ محمد شفیع کی بیوی سخت بیمار ہو گئی قولنج کی تکلیف اتنی شدید تھی کہ آنت ہی پیٹ میں خود بخود پھٹ گئی۔ ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا مریض مشکل سے ہی جانبر ہو سکتا ہے۔ سیٹھ صاحب کو سخت فکر لاحق ہوئی اور اسی وقت حضرت کرمانوالہ شریف کا رخ کیا۔ آپ کی خدمت میں پہنچ کر ضبط نہ کر سکے اور بے اختیار رونے لگے حضرت صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضور بیوی سخت بیمار ہے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اگر مرگئی تو میں مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں گا کیونکہ ابھی تین بچوں کی شادی کرنی ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جاؤ علاج کرو اللہ کریم شفا عطا فرمائیں گے اور سیٹھانی بچوں کی شادیاں خود کرے گی۔" سیٹھ محمد شفیع واپس لاہور پہنچے اور آپریشن کامیاب رہا تھوڑے ہی دنوں میں ان کی اہلیہ تندرست ہو گئیں۔

ایک چور کی اصلاح

کرمونوالہ شریف میں گاؤں کے زمینداروں کا ایک بچہ قمرالدین نامی بچپن سے آپ کے پاس آتا جاتا تھا۔ آپ بھی اس سے محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے جب جوان ہوا تو ایک دن صبح سویرے اٹھ کر اپنے گھر سے باہر آیا اس وقت حضورؒ بھی باہر سے تشریف لا رہے تھے قمرالدین نے ادب سے سلام عرض کیا اس نے سر پر نئی لنگی باندھی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لنگی کہاں سے لی ہے بڑی خوبصورت ہے قمرالدین نے لنگی سر سے اتاری اور پیش کر دی۔ آپؒ نے فرمایا یہ تمہیں بہت اچھی لگتی ہے تم ہی رکھو اور یہ کسی کو نہ دینا" چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا کوئی ایسا ویسا کام نہ کرنا۔" قمرالدین نے کہا "جی نہیں۔"

راستہ میں جو اس کو شرارت سوجھی قریبی گاؤں ورک میں جاکر ایک گھر میں چوری کرلی اور زیور اور قیمتی پارچات کی گٹھڑی باندھ کر سر پر رکھی اور بھاگ نکلا گھر والے بھی جاگ اٹھے اور چور چور کا شور مچ گیا گاؤں کے لوگ لاٹھیوں سے مسلح ہو کر گلی کے دونوں سروں پر کھڑے ہو گئے۔ اب بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس وقت موت اسے سامنے نظر آنے لگی یقین ہوگیا کہ آج یہیں مارا جاؤں گا۔ اسی وقت حضرت صاحبؒ

Marfat.com

یاد آئے اور حضور کی جانب خیال کر کے عرض کیا کہ حضور آج دستگیری فرمائیں اور موت کے منہ سے بچائیں آئندہ کے لیے چوری سے سچی توبہ کرتا ہوں فی الفور اس کے کانوں میں آپ کی آواز آئی گٹھڑی اور سر سے لنگی اتار کر فوراً" پھینک دو۔ اس نے لنگی زمین پر پھینک دی۔ اتنے میں لوگ وہاں پہنچ گئے۔ اور لنگی اور گٹھڑی پر لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں قمرالدین ان کے بیچ میں سے نکل کر کھسک آیا اور بھاگ کر کرمونوالا شریف پہنچ گیا۔

صبح سویرے باہر نکلا تو اسی مقام پر حضور" پھر اسے ملے۔ آپ تبسم فرما رہے تھے قمرالدین کو دیکھ کر فرمایا کہ تم باز نہ آئے۔ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ کوئی ایسا ویسا کام نہ کرنا اور وہ لنگی کسی کو نہ دینا تم پھر دوسرے گاؤں چلے گئے۔" قمرالدین نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔

ولا الضالین کا مسئلہ

مولوی سید محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد نور پور شاہاں متصل اسلام آباد دورہ حدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور قاری محمد شریف صاحب مہتمم دارالفرقان ماڈل ٹاؤن لاہور سے علم تجوید حاصل کرنے لگے قاری صاحب موصوف نے مشق کے دوران علم تجوید کے مسائل پڑھائے اور سمجھایا کہ ولا الضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا صحیح ہے اور مشابہ بالدال پڑھنا جیسا کہ عام رواج ہے غلط ہے چنانچہ قاری صاحب کے کہنے کے مطابق مولوی صاحب نے ولاالضالین میں حرف ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا شروع کر دیا اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے کہ تم غلط پڑھتے ہو خیال کیا کہ یہ لوگ قانون کا علم نہیں رکھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں مگر لوگوں کی مخالفت بڑھتی گئی اسی پریشانی کے عالم میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ" نے ان کے عرض کرنے کے بغیر خودہ ہی ارشاد فرمایا "پیر جی! حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو کوئی ولا الضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھے اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے" اس کے بعد سید محمد قاسم شاہ صاحب نے بالظا پڑھنا ترک کر دیا اور ان کی پریشان خیالی ختم ہو گئی چنانچہ ایک دن تفسیر خزائن العرفان کے مطالعہ

Marfat.com

کے دوران دیکھا کہ یہی مسئلہ بالکل ایسے ہی لکھا ہوا تھا جیسے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا۔

اسم ذات کا ذکر

مولوی سید محمد قاسم شاہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت کرمانوالہ شریف میں قیام کے دوران ایک دن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرمائی انہوں نے حسب ارشاد ذکر شروع کر دیا چند دنوں میں ہی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ عالیہ سے حالت یہ ہو گئی کہ قضائے حاجت کے وقت بھی بے تکلف قلب کا ذکر جاری رہتا اس پر ان کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ صورت حال بے ادبی میں داخل نہ ہو۔ پریشان ہو کر ایک دن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کر ہی دیا کہ حضور! اگر ناپاکی کی حالت میں ذکر جاری رہے تو کیسا ہے؟" حضورؒ نے ارشاد فرمایا "اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت بھی بے اختیار قلبی ذکر جاری رہے تو کوئی گناہ نہیں۔" یذکرون اللّٰہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم ذکر الٰہی اللہ کے محبوب بندوں کا محبوب ترین مشغلہ ہے اور قلب کی زندگی یہی ہے کہ وہ ہر وقت ذکر حق میں محو رہے۔

عالم دین پر نگاہ لطف

مولانا بشیر احمد خطیب و صدر مدرس چشتیاں شریف حضرت مولانا مولوی عبدالحق بہاولنگری کے برادر حقیقی ہیں دارالعلوم دیوبند سے تحصیل علم کے بعد سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس آئے تو علوم ظاہری سے ان کا دامن بھرپور تھا مگر علم باطن سے کورے تھے زبان کی تیزی اور دلائل کی فراوانی تھی بعض مسائل اور اعتقادی امور میں ایک خاص نقطہ نگاہ رکھتے تھے جو علم ظاہر کا ثمر تھا حضرت مولانا عبدالحق ان کو اپنے ہمراہ لے کر کرمونوالہ شریف میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت صاحبؒ نے نوجوان عالم پر نگاہ ڈالی جو اپنے محدود علم کے پیمانے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لامحدود علم کی پیمائش کرتا تھا آپ نے محبت سے ان کے کاندھے پر دست مبارک رکھ دیا اور آستانہ عالیہ کے صحن میں چند چکر لگائے شیریں الفاظ میں نوجوان

Marfat.com

مولوی صاحب کے شکوک و شبہات رفع کر دیے اور باطنی توجہ سے ان کی کایا پلٹ دی صبح کے وقت مولوی صاحب کی طبیعت کا رنگ اور تھا شام کو اور ہو گیا جب اگلی صبح آنکھ کھلی تو چشم باطن بھی کھل چکی تھی، طبیعت میں عجز و مسکنت اور طمانیت تھی۔

ملازمت پر بحالی

علی محمد ریٹائرڈ پٹواری نہر چک نمبر ۱۴۰ سرگودھا سے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۷ء میں بہت سے پرانے امیدواران پٹوار محکمہ نہر کو صدر دفتر فیروزپور چھاؤنی سے ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس مل گیا ان میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی شامل تھے پچیس سال سے زیادہ عمر ہو جانے کے باعث ان کے نام فہرست امیدواران سے خارج کرنے کا حکم جاری کر دیا گیا تھا۔ سب نے ان کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ سے دعا کراؤ صبح کے وقت جب وہ حضرت صاحب" کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "کیا تم کو ابھی تک پکی پٹوار نہیں ملی؟" جواب میں عرض کیا کہ "حضور" ابھی تک تو کوئی صورت نہیں بنی بلکہ ہمیں تو ملازمت سے ہی جواب مل رہا ہے۔" آپ نے فرمایا "کوئی فکر نہ کرو تم سب جلد ہی پکے پٹواری بن جاؤ گے۔" واپس جا کر انہوں نے سب ساتھیوں کو خوشخبری سنائی دوسرے دن وہ سب لاہور گئے اور چیف انجینئر کے پاس اپیل دائر کر دی تھوڑے دنوں کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے ان سب کی بحالی کا اعلان ہو گیا اور سب کو مستقل پٹواری بنا دیا گیا۔

بیوی کو شفا حاصل ہو گئی

ضلع نواب شاہ سندھ سے مستری غلام نبی کا بیان ہے کہ ان کی بیوی عرصہ بارہ سال سے بیمار چلی آتی تھیں۔ ۱۹۴۵ء میں وہ دہلی میں مقیم تھے۔ وہاں علاج معالجہ جاری رہا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ پھر پاکستان بننے پر لائل پور (فیصل آباد) اور اوکاڑہ میں بھی علاج کروایا مگر بے سود۔ آخر رات کو خواب میں بشارت پا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ شریف حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ اوکاڑہ سے ان کے دو رشتہ دار ان کے ساتھ ہو لیے۔ ان میں سے ایک پوستی تھا اور دوسرا حافظ۔ جب

Marfat.com

صدر دروازہ سے یہ تینوں اندر داخل ہوئے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سامنے چہل قدمی فرما رہے تھے آپ نے ان کی طرف دیکھتے ہی فرمایا یہ ایک آدمی یہاں ٹھہرے اور دوسرے دونوں کو باہر بھیج دو۔" ان کے دونوں ساتھی باہر چلے گئے تو آپ نے فرمایا "ہاں بھئی! تیرے ساتھ ابھی بات کریں گے تم ادھر صف پر بیٹھو" آپ" اسی طرح تقریباً" نصف گھنٹہ تک ادھر ادھر چلتے پھرتے رہے۔ بعد ازاں آپ آکر چارپائی پر بیٹھ گئے۔ باہر سے لوگوں کو باری باری بلانا شروع کر دیا۔ سب سے باتیں ہوتی جاتی تھیں۔ جب ان کی باری آتی تو فرما دیتے۔ "تم ٹھہرو، تمہارے ساتھ بھی بات کرتے ہیں۔" اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پانچ مرتبہ بات کرنے کی اجازت چاہی مگر موقع نہ ملا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ وہ مصلیٰ اٹھا کر لاؤ اور ادھر چارپائی کے قریب بچھا دو۔" پھر اس پر دوزانو بیٹھنے کے لیے ارشاد ہوا۔ بعد ازاں فرمایا "سر کے بال سنت کے مطابق کٹوایا کرو اور داڑھی رکھو" ان کے بال انگریزی طرز کے تھے اور داڑھی منڈی ہوئی تھی۔ پھر کچھ اور بھی نصیحتیں فرمائیں جو ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئیں۔ پھر فرمایا "اب جاؤ" یہ ابھی چند قدم ہی گئے تھے کہ فرمایا "ٹھہرو" یہ رک گئے۔ فرمایا "کھوی گھاس کو پانی میں ابال کر صبح کے وقت بیوی کو پلا دیا کرو۔ اللہ کریم مہربانی فرما دیں گے۔" گھر واپس آکر حسب ارشاد کھوی گھاس پلانے سے چند دنوں کے اندر ہی بیوی کو مکمل شفا حاصل ہو گئی اور بارہ سال کا پرانا مرض پیچھا چھوڑ گیا۔

ان کے ساتھی پوستی کو آپ نے فرمایا "سناؤ میاں پوستی تم کیسے آئے؟ اور حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم صرف آنکھوں کے حافظ ہو۔" اس نے کہا جی ہاں! قرآن پاک کا بھی حافظ ہوں۔ تیس سیپارے حفظ کیے ہیں" آپ نے فرمایا "ہمیں تو قرآن پاک کا ایک لفظ ساری رات بیقرار رکھتا ہے۔ تیرے اندر تیس سیپارے ہیں۔ اچھا فلاں جگہ سے پڑھو۔" حافظ نے ہرچند کوشش کی لیکن وہ رکوع نہ سنا سکا اس پر آپ نے فرمایا کہ "جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہو اور رات کو فاحشہ عورتوں کے دروازے کھٹکھٹاتا پھرے قرآن پاک اس کے سینے کے اندر کیسے رہ سکتا ہے۔" وہ شرمسار ہو کر زار و قطار رونے لگا اور دل سے تائب ہوا۔

Marfat.com

ایک عقیدت مند کی مشکل کشائی

چوہدری محمد طفیل اوکاڑہ سے بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد اپنے قصبہ کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ وہ اوکاڑہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ ایک محلہ میں ان کو ایک کشادہ مکان رہائش کے لیے مل گیا۔ مستقل الاٹمنٹ کے موقع پر انہوں نے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے کاغذات کلیم کمشنر کی عدالت میں پیش کیے لیکن بعض لوگوں کی درپردہ مخالفت کی وجہ سے ان کے کاغذات تلف کر دیے گئے۔ چار پانچ مرتبہ اسی طرح ہوا۔ چوہدری صاحب نے شروع میں ہی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مکان کے متعلق عرض کیا تھا اور آپ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ "مکان تمہیں ہی ملے گا، کوشش کرتے رہو۔" لیکن دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے معاملہ طول پکڑتا گیا اور ان کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا' حتیٰ کہ مخالفین نے ابتدائی فیصلوں کی بنا پر ان کا مکان اپنے نام الاٹ کروا کے قبضہ کرنے کی کوششیں بھی شروع کر دیں۔ مخالفین کا قبضہ رکوانے کے لیے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی لے کر وہ پھر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ تم بحالیات کے بڑے افسر کے پاس لاہور میں اپیل کر دو۔ چنانچہ اپیل کے کاغذات مکمل کر کے یہ چیف کمشنر بحالیات کے پاس جا پہنچے چیف کمشنر نے کاغذات دیکھ کر کہا کہ ہندوستان کے جس قصبہ کے متعلق آپ کے کلیم ہیں اس کا گزٹ میں کوئی اندراج نہیں مل سکا۔ دفتر والے اس کے متعلق کچھ نہیں بتاتے اس لیے تمہارا کلیم منظور نہیں ہو سکتا۔

چوہدری محمد طفیل کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر میں بے اختیار رونے لگا۔ اس پر کمشنر صاحب نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں تمہارا مقدمہ زیر غور رکھتا ہوں اور تمہیں مہلت دیتا ہوں کہ گزٹ میں سے وہ حکم تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ چوہدری محمد طفیل نے جا کر سرکاری لائبریری کے افسر سے گزٹ مانگا۔ اس نے کہا کہ "تمہیں کونسا گزٹ درکار ہے گزٹ تو بہت سے ہیں۔" یہ اس وقت بہت پریشان تھے اسی عالم میں حضرت صاحبؒ کی جانب متوجہ ہوئے تو بیساختہ منہ سے نکلا کہ ۱۹۴۰ء کا گزٹ دے دیجئے لائبریرین نے ۱۹۴۰ء کا گزٹ نکال کر ان کے حوالے کیا۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گزٹ کھولا۔ پہلی نظر جس صفحہ پر پڑی اس میں ان کے قصبہ کا ہی ذکر موجود تھا۔ وہ خوشی سے اچھل

Marfat.com

پڑے۔ لائبریرین سے اسی وقت مصدقہ نقل حاصل کر کے کمشنر کے پاس جا پہنچے کمشنر عدالت برخواست کر کے جانے ہی والا تھا اس نے نقل ملاحظہ کی اور کلیم منظور کرتے ہوئے کہا کہ اب تو بڑی جلدی نقل لے کر آگئے ہو چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے پیرو مرشد حضرت صاحبؒ کی توجہ اور برکت سے ہے۔"

دوسرے دن وہ خوشی خوشی حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا، "منشی جی! آخر مکان آپ کو مل ہی گیا۔" بعدازاں اس حکم کی نقل ہائی کورٹ میں پیش کرنے سے مخالفین کی کوششوں کا وہاں بھی سدباب ہوگیا۔

کشف و کرامات کی روشن مثالیں

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۵ء میں وہ انبالہ چھاؤنی سے چل کر لدھیانہ، جگراؤں، موگا اور فیروزپور کا دورہ کرنے کے لیے نکلے لدھیانہ میں ان کو معلوم ہوا کہ ان کے بھائی رائے محمد اقبال احمد خان بعارضہ نمونیہ سخت بیمار ہیں چنانچہ وہ ان کی عیادت کے لیے رائے کوٹ جا پہنچے۔ رائے صاحب کچھ روبصحت تھے اس لیے وہ مطمئن ہو کر وہاں سے اپنے کام پر روانہ ہوئے۔ بوقت روانگی رائے محمد نیاز خاں نے پوچھا کہ کہاں کہاں دورہ کے لیے جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ عنقریب موگا جاؤں گا اور وہاں سے حضرت صاحبؒ کے پاس بھی حاضری کا خیال ہے رائے نیاز احمد خاں نے کہا کہ میں نے بھائی صاحب کی شدید علالت کے متعلق حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دعا کے لیے خط تحریر کیا ہے۔ آپ جائیں تو آپ بھی حضور سے رائے صاحب کی صحت یابی کے لیے دعا کرائیں۔

موگا سے وہ اپنے ایک اور عزیز کو جو وہاں نائب تحصیلدار کے عہدے پر کام کر رہے تھے۔ ہمراہ لے کر کرموں والا (آپ کے قدیمی گاؤں) پہنچے۔ ان کے ایک اور عزیز بابا فضل مرحوم بھی زیارت کی غرض سے ان کے ساتھ ہو لیے۔ تینوں نے مسجد میں اپنا سامان ایک جگہ رکھ دیا اور مسجد سے گزر کر آستانہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ سامنے حضرت صاحبؒ اور انگریزی لباس میں ملبوس ایک نوجوان کھڑے تھے۔ حضرت صاحبؒ اپنے ہاتھوں میں زمین ہموار کرنے کا لکڑی کا آلہ (جندرا) تھامے ہوئے تھے اور نوجوان

Marfat.com

دونوں ہاتھوں سے رسی کھینچ رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی آپ" نے فرمایا " آپ ذرا ادھر کونے میں بچھی ہوئی صفوں پر چل کر بیٹھیں۔ میں اس کام سے فارغ ہو کر آپ کے پاس آتا ہوں۔ یہ صاحب انجینئر ہیں آج دیر کے بعد پھنسے ہیں ان سے ذرا کام لے لوں۔" اور پھر آپ" مسکرائے۔

وہ چبوترے پر جا بیٹھے سورج تیزی سے چمکنے لگا دھوپ تیز ہو گئی نائب تحصیلدار صاحب گھبرا گئے۔ وہ پسینے میں شرابور ہو گئے تھے۔ بیقراری میں انہوں نے دبی زبان سے کہا "بابا جی پتہ نہیں کب فارغ ہوں گے۔ یہاں ہمارا تو تیل نکلنے لگا ہے۔" وہ یہ جملہ بمشکل مکمل کرنے پائے تھے کہ ادھر ایک فاصلہ سے حضور" نے آواز دی۔ " بیلیو آرام سے سورج کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جاؤ گھبراؤ نہیں۔" ہم سب حیران رہ گئے کہ آپ نے فوراً" ہماری گھبراہٹ اور باتوں کو معلوم کر لیا۔ نائب تحصیلدار صاحب کچھ شرمسار سے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد بابا فضل بے چین ہو گیا اس نے کہا "یار! پیاس سے جان نکلنے لگی ہے میں جا کر کنوئیں سے پانی پی آوں اور سامان کو بھی ذرا دیکھ آوں ایسا نہ ہو کوئی شخص مسجد سے اٹھا کر ہی لے جائے۔" اسی اثنا میں پھر آپ نے فرمایا بیلیو فکر مت کرو ٹھنڈی لسی آ رہی ہے اور یہاں سامان کی چوری نہیں ہوتی۔ اطمینان سے بیٹھو" ہم چپ ہو گئے۔

اتنے میں ایک خادم لسی لے کر آگیا سب نے خوب سیر ہو کر لسی پی۔ خادم برتن لے کر واپس جانے ہی والا تھا کہ آپ خود بھی تشریف لے آئے آپ نے ان کو اپنے پاس بٹھا لیا اور نائب تحصیلدار اور بابا فضل کو سامنے بٹھایا۔ پھر فرمایا "آپ تو خیر فوجی معلوم ہوتے ہیں بھرتی والے صاحب! اور یہ تحصیلدار صاحب ہیں اور یہ بیلی (بابا فضل کی طرف مخاطب ہو کر) تو ملنگ ہے نہ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا۔ نہ ماں نہ باپ نہ بہن نہ بھائی نہ اولاد (واقعی مرحوم فضل ایسے ہی تھے) یہ بات سنتے ہی بابا فضل قدموں پر جا گرا۔ آپ نے اٹھایا اور کہا " بیلیا ٹھیک ہے نا۔" پھر اپنی خاکی رنگ کی صدری کی جیب سے میاں نیاز احمد خاں کا خط نکال کر ہاتھ میں لیا اور فرمایا "دیکھو یہ آپ کے رشتہ دار ہیں۔" وہ کہنے لگے یہ میرے رشتہ کے بھائی ہیں مجھے انہوں نے تاکید کی تھی کہ آپ

Marfat.com

سے رائے محمد اقبال احمد خاں کی صحت یابی کے لیے دعا کراؤں۔ اس پر آپ نے فرمایا "دعا تو میں کر چکا ہوں۔ اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ آؤ اب سب مل کر پھر دعا کریں۔" چنانچہ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور سب نے مل کر دعا کی جلد ہی اللہ کریم نے رائے صاحب کو شفائے کاملہ عطا فرما دی۔

عقیدت مندوں سے پیار

نیز بیان کیا کہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد وہ ضلع جھنگ میں جا آباد ہوئے۔ بے شمار مصروفیتوں کے باعث بہت عرصہ تک ان کو پھر خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا کئی مرتبہ ارادہ کیا لیکن پھر کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی تھی۔ آخر ۱۹۶۱ء میں ان کے خلاف ساہیوال میں ایک دیوانی مقدمہ دائر ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں وہ لاہور سے ایک وکیل کو ہمراہ لے کر ساہیوال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے تو دن کے بارہ بجنے والے تھے۔ آپؒ مجوزہ مسجد کے صحن میں کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ جب سڑک پر سے گزرتے ہوئے ان کی نظر حضرت صاحبؒ پر پڑی تو وہیں کار سے اترے اور آپؒ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وکیل صاحب کار میں بیٹھے رہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپ داڑھی منڈوں سے سختی سے پیش آتے ہیں اس لیے میں کار ہی میں بیٹھتا ہوں۔"

جب وہ آپ کے نزدیک پہنچے تو آپ باوجود علالت کے چارپائی سے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش فرمانے لگے انہوں نے عرض کیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں حضرت صاحبؒ نے فرمایا "آپ بہت عرصہ کے بعد آئے ہیں۔ آج کل آپ کی کہاں رہائش ہے اس وقت کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا "حضرت! ضلع جھنگ میں آباد ہو گیا ہوں اس وقت لاہور سے آ رہا ہوں اور ساہیوال کا ارادہ ہے۔" آپ نے فرمایا کہ "اچھا جلدی جاؤ کہیں حاکم اٹھ نہ کھڑا ہو اور ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا جائیں آپ کا ساتھی باہر منتظر ہو گا اور دوبارہ ان کے چہرے کی طرف گھور کر دیکھا وہ محسوس کر رہے تھے کہ حضرت صاحبؒ ان کی صفاچٹ داڑھی کو ناپسند فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً" بول اٹھے حضرتؒ انشاء اللہ پھر یہ غلطی نہیں ہو گی۔" یہ

Marfat.com

سن کر آپ نے دست شفقت ان کی پیٹھ پر پھیرا اور محبت بھری نظر سے رخصت کیا۔ وہ ساہیوال عدالت میں پہنچے تو حاکم اٹھ کر جانے ہی والا تھا چنانچہ انہوں نے درخواست پیش کی اور فیصلہ اسی وقت ان کے حق میں ہو گیا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی داڑھی نہیں منڈوائی اور حضرت صاحبؒ کا ان کی طرف توجہ سے دیکھنا ہی ان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کا موجب بن گیا۔

اولاد نرینہ عطا ہوئی

پاکپتن کے سول ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ان کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہوگی۔ ان کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں اولاد نرینہ نہ تھی عموماً ہر اتوار کو چک ۳۶ میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ایک دن وہ تانگہ میں تمام لڑکیوں کو سوار کر کے لے آئے اور عرض کیا کہ حضور ان کا بھائی کوئی نہیں ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔ "ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ ان کو دو بھائی عطا فرمائیں گے۔" اور بچیوں کو کھانے پینے کی کچھ چیزیں دیں۔

کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب پھر حاضر ہوئے تو ان کی گود میں ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ جسے حضرت صاحبؒ نے شفقت سے پیار کیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب پاکپتن شریف سے کسی اور جگہ تبدیل ہو گئے اور ان کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا لیکن حضرت صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق یقیناً" ان کو دوسرا بچہ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کر دیا ہو گا۔

نعمت اولاد عطا ہوئی

پیر جلیل شاہ صاحب (ساکن واں رادھا رام) کے ہمراہ ایک دفعہ ان کے ایک زمیندار دوست حضرت بابا صاحبؒ کے عرس میں شرکت کے لیے پاکپتن شریف گئے ان کے دوست کی دو بیویاں تھیں لیکن اولاد سے محروم تھے ان دنوں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ بھی عید گاہ میں مقیم تھے دعا کی غرض سے یہ بھی وہاں پہنچے اس وقت ایک بوڑھا آدمی حضرت قبلہؒ سے التجا کر رہا تھا کہ اس کا داماد دوسری شادی کرنے پر تلا ہوا ہے کیونکہ اس کے گھر کوئی اولاد نہیں۔ حضرت قبلہؒ نے پیر جلیل شاہ کو دیکھتے ہی فرمایا

Marfat.com

"پیر جی اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اولاد کی دعا کرنی ہے۔" پیر جلیل شاہ نے جواب میں فوراً" عرض کیا۔ "حضور" آج تو ہم بھی اسی غرض کے لیے حاضر ہوئے ہیں باوا صاحب" کا صدقہ سب پر رحم کی نظر فرمائیں۔" حضرت قبلہ" نے مسکرا کر فرمایا۔ "پھر تو یہ چوہدری صاحب اس بوڑھے کی لڑکی کے لیے اور اپنے لیے بھی دعا کریں۔" ان کے ساتھی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور ہم خود دعا کے طالب ہیں اس لائق کہاں ہیں کہ ہم گنہگاروں کی دعا قبول ہو۔" آپ نے مہربان ہو کر فرمایا "نہیں چوہدری صاحب آج باوا صاحب" کے طفیل گنہگاروں کی ہی سنی جائے گی۔ چوہدری صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے حضرت صاحب" کے مبارک ہاتھ بھی اٹھے ہوئے تھے ان مبارک ہاتھوں کی برکت سے سب کی سنی گئی۔ اس کے بعد چوہدری صاحب کی دونوں بیویوں کے ہاں اولاد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ حالانکہ سات پشت سے ان کے خاندان میں صرف ایک ہی نرینہ اولاد ہوتی آئی تھی۔

پاک توجہ کا اثر

چوہدری نذیر احمد صاحب کمشنر اشتمال اراضیات ملتان اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ایف سی کالج لاہور میں ایم اے میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ فطرت سلیم تھی جواں سالی اور آزاد ماحول کے باوجود اہل اللہ کی محبت کی چنگاری خانہ دل میں موجود تھی۔ حضرت صاحب" کے کمالات کا شہرہ سن کر سعادت ازلی کام آئی اور غائبانہ آپ کے گرویدہ ہو گئے چنانچہ تعطیلات کے ایام میں کرموں والا (ضلع فیروزپور) میں آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ حضور" کی نگاہ دور بین نے اس سعادت مند نوجوان کے خلوص اور محبت کی متاع کو قابل قدر سمجھتے ہوئے ان کی جانب پوری توجہ فرمائی نہایت شفقت اور مہربانی سے ان کے احوال کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوئے یہ تعلیم یافتہ نوجوان بھی دربار عالیہ کا رنگ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف سنت نہ تھی اور حضور اپنے پاس آنے جانے والوں کو توحید و رسالت کے متوالے بنا رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے بھی حضور" سے استدعا کر دی کہ انہیں حلقہ ارادت میں منسلک فرمایا جائے۔ آپ نے نماز پنجگانہ کے علاوہ نوافل پڑھنے کی بھی تلقین فرمائی اور وظائف بھی

Marfat.com

بتلائے چوہدری صاحب نوجوان تھے عرض کیا کہ حضور اور تو سب ٹھیک ہے تہجد کے لیے اٹھنا بہت مشکل ہو گا کیسے اٹھوں گا۔" آپؒ نے فرمایا "آپ ارادہ کرلیں جگانے والے خود جگا لیا کریں گے۔"

لاہور پہنچے تو پہلی ہی رات تہجد کے وقت کسی نے بازو سے پکڑ کر ہلایا۔ ان کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ کمرہ بند ہے اور وہاں کوئی شخص نہیں ہے۔ وقت تہجد کا ہو چکا تھا اس لیے اٹھے اور ارشاد کے مطابق نماز تہجد اور وظائف سے فراغت حاصل کی۔ دوسرے روز بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے روز بھی تیسرے روز یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب فکر سے خود اٹھا کرو کیا ہر روز ہمیں ہی آنا پڑے گا۔ چوہدری صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد آج تک ان کی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔

مرید کے احوال کی نگرانی

تعلیم سے فارغ ہو کر وہ صوبائی سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد لاہور میں بطور مجسٹریٹ کام کر رہے تھے۔ آپؒ سے ملاقات ہوئی تو آپؒ نے فرمایا "اب منٹگمری (ساہیوال) آجائیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کا تبادلہ ساہیوال میں ہو گیا۔"

ڈپٹی کمشنر لاہور غیاث صاحب کو جب علم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں تو آپ کو لاہور سے نہیں جانے دوں گا۔ میں ابھی چیف سیکرٹری (اپنے بھائی) سے آپ کا تبادلہ منسوخ کرواتا ہوں چنانچہ وہ اپنے بھائی سے بالمشافہ بات چیت کرنے کے لیے ان کے پاس چلے گئے تاکہ تبادلہ کا حکم منسوخ کروا آئیں۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ کا حکم موصول ہوا ہے کہ جس کسی افسر کے تبادلہ کا حکم جاری ہو چکا ہو وہ ہرگز واپس نہ لیا جائے۔" واپس آئے اور ہنس کر چوہدری نذیر احمد صاحب کو کہا کہ بھائی آپ کے پیر کامل ہیں۔ آپ کا تبادلہ نہیں رک سکتا آپ منٹگمری جائیں۔

طعام میں برکت

نیز چوہدری صاحب نے بیان کیا کہ قیام ساہیوال کے دوران وہ کہیں دورہ پر گئے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ حضرت قبلہؒ نے کمال کرم فرمائی کہ ملتان جاتے ہوئے راستہ میں ان کے ہاں سے ہو کر جانے کا ارادہ فرمالیا۔ گھر میں ان کی بیگم تھیں۔ حضرت صاحبؒ مع احباب تشریف لے آئے تو بیگم گھبرائیں کہ اب انتظام کیسے ہوگا۔ آپؒ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک دیگچہ میں چائے تیار کر لو اور کچھ روٹیاں پکالو بس کافی ہیں۔"

چنانچہ روٹیاں پکا کر اور چائے کا دیگچہ تیار کر کے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ آپؒ نے دیگچہ میں یہ کہتے ہوئے اپنی انگلی کا سرا ڈبو دیا کہ گرم تو ہے اور روٹیاں رومال سے ڈھانپ کر اپنے پاس رکھ لیں۔ پھر سب حاضرین کو جو کہ تعداد میں کافی تھے چائے اور روٹی تقسیم کرنی شروع کر دی۔ کھانے میں ایسی برکت ہوئی کہ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا پیا اور پھر باقی ماندہ اشیاء گھر میں واپس بھیجی گئیں۔ چوہدری صاحب کی واپسی پر بیگم نے حضرت صاحبؒ کی تشریف آوری کا ذکر کیا تو وہ آپؒ کے قدم رنجہ فرمانے کی سعادت پر بہت خوش ہوئے۔

پولیس افسر پر نظر کرم

چوہدری محمد حنیف سابق ممبر پنجاب اسمبلی نے بیان کیا ان کے چچا چوہدری شہاب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ملازمت کے ابتدائی ایام میں کسی وجہ سے افسران کے زیر عتاب آ گئے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ان کو معطل کر کے وردی بھی اتروا دی اور حکم دے دیا کہ تا فیصلہ وردی نہ پہنی جائے۔

چوہدری شہاب الدین کرموں والا شریف میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا کہ وردی تم پہنا کرو۔ چنانچہ وہ واپس امرتسر گئے تو وہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا اور سب پولیس والوں کو ہر وقت وردی پہننے کا حکم مل گیا۔ چوہدری صاحب بھی وردی پہنتے رہے اسی دوران ان کی اپیل افسران بالا کے پاس پیش تھی۔

چوہدری صاحب پھر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا کہ "تمہاری بحالی کے لیے ہمیں اونچے پہاڑوں پر جانا پڑا ہے" چنانچہ جب وہ واپس گئے تو شملہ سے انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر سے ٹیلی فون پر پیغام آیا کہ چوہدری شہاب الدین کو بحال کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے عہدے پر کام کرنے لگے بعد میں جب ان کی تنخواہ کا معاملہ پیش ہوا تو

Marfat.com

ضلع کے افسروں نے معطلی کے زمانہ (چھ سات ماہ) کی تنخواہ نہ دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ "ہم نے ساری تنخواہ لینی ہے۔" چوہدری صاحب نے آئی جی کے پاس تنخواہ کے بارہ میں ایک اور اپیل کر دی کچھ دنوں کے بعد وہاں سے حکم آگیا کہ ان کو سارے عرصہ کی پوری تنخواہ دی جائے چوہدری صاحب کو پھر علم ہوا کہ ہم نے ساری تنخواہ لینی ہے۔" سے آپ کی مراد یہ تھی کہ ان کو ساری تنخواہ ملنی چاہیے ورنہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ شاید حضرت صاحبؒ ان کی ساری تنخواہ کا اپنے لیے مطالبہ کر رہے ہیں۔

شدید حادثہ کے بعد سلامتی

ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے اور سیٹھ محمد شفیع کے مکان پر قیام فرمایا ساندہ کلاں سے ایک شخص حاجی برکت خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور التجا پیش کی کہ ایک وقت کا کھانا اس کی جانب سے قبول فرمایا جائے آپؒ نے دعوت قبول فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ کھانا ہم اپنی جائے قیام پر ہی کھائیں گے۔" حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ اور بھی بہتر ہے۔

کھانا پک کر تیار ہو گیا۔ آپؒ کے سامنے پیش کرنے کا وقت آیا تو ساندہ سے ایک آدمی گھبرایا ہوا اس کے پاس آیا کہ اس کا دس بارہ سال کا لڑکا انعام اللہ مسجد کی چھت سے نیچے پکی سڑک پر گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے سر میں شدید چوٹیں آنے سے بیہوش پڑا ہے ڈاکٹروں نے اس کی زندگی کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا ہے حاجی برکت نے اس شخص کو واپس گھر بھیج دیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب کو کھانا کھلا کر جلد ہی واپس آتا ہوں۔

وہ کھانا لے کر آپؒ کی جائے قیام پر پہنچا اسی اثنا میں آپ نے اچانک روانگی کی تیاری کر دی اور حاجی برکت سے کہا کہ "کھانا کار میں ساتھ ہی رکھ دو آگے چل کے کھا لیں گے۔" جب کھانے کے برتن کار میں رکھ دیئے گئے تو ساندہ کلاں سے دو زمیندار پھر حاجی برکت کے پاس آپہنچے اور اطلاع دی کہ بچے کی حالت نازک ہے۔ ان کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت صاحبؒ نے حاجی برکت سے دریافت کیا کہ کیا بات

Marfat.com

ہے؟" دونوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ حضور اس کا دس بارہ سال کا لڑکا مسجد کی چھت سے گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے اور بے ہوش پڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے تو ہمیں بتایا ہی نہیں۔" پھر آپ خاموش ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔ آپ کا چہرہ تمتما اٹھا آدھ گھنٹہ تک اسی طرح موٹر میں بیٹھے رہنے کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ "جلدی جاؤ اور علاج معالجہ کرو۔ اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔" تقریباً ڈیڑھ ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔

بغیر اپریشن بینائی حاصل ہو گئی

سید امام علی شاہ سکنہ گجومتہ ضلع لاہور بیان کرتے ہیں کہ ان کی چھوٹی ہمشیرہ کی آنکھیں خراب ہو گئیں لاہور کے ماہرین چشم سے اپریشن کروایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا بلکہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ دن رات میں ایک لمحہ کے لیے بھی چین نہیں آتا تھا۔ آنکھوں میں ہر وقت شدت کا درد رہتا تھا۔ تنگ آ کر ان کی ہمشیرہ نے ان سے کہا کہ اسے اوکاڑہ کے ہسپتال میں داخل کروا دیں۔ وہاں ایک اچھا ڈاکٹر ہے چنانچہ شاہ صاحب اوکاڑہ جاتے ہوئے حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ گئے اور حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "حضور! ہمشیرہ کی آنکھوں میں بہت تکلیف ہے لاہور میو ہسپتال میں اپریشن کروایا ہے۔ مگر اپریشن کامیاب نہیں ہوا اور تکلیف بدستور ہے اب اوکاڑہ ہسپتال میں داخل کروانے کا خیال ہے۔" آپؒ نے فرمایا "پیر جی آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ تو کچھ فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرما دیں گے۔ اب کوئی علاج نہیں کرنا مولا کریم سر درد سے بھی نجات دے دیں گے اور نظر بھی درست ہو جائے گی۔

دوسرے دن وہ رخصت ہو کر گھر آئے تو ہمشیرہ کو درد سے بالکل آرام تھا آپؒ نے نماز ظہر کے وقت دعا کی تھی۔ درد اسی وقت رک گیا تھا اور نیند بھی آ گئی تھی۔ آپؒ کے ارشاد کے مطابق پھر کوئی علاج نہ کیا گیا اور ان کا بیان ہے کہ اس کے بعد نظر بالکل ٹھیک رہی اور گھر میں کئی بچیوں کو ان کی ہمشیرہ نے قرآن پاک کی تعلیم دی۔

Marfat.com

مرید کے حال پر نظر کرم

نیز ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ گرمیوں کے ایام میں بارش زوروں پر تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسجد والی جگہ میں مٹی ڈالنے کا کام مکمل ہو جائے گا تو پھر اس جگہ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کو واپس جانے کی اجازت ہوگی چنانچہ تقریباً" تین ہفتہ تک آپ کی خدمت میں قیام پذیر رہے۔

اسی دوران میں ان کا گاؤں بھی موسلا دھار بارشوں سے متاثر ہوا۔ سیلاب نے تباہی مچا دی اور گاؤں کے اکثر مکانات گر گئے شاہ صاحب کا مکان بھی سیلاب کی زد میں آنے لگا چنانچہ ان کا ایک عزیز حضرت کرمانوالہ شریف اس غرض سے آیا کہ حضرت صاحبؒ سے دعائے خیر بھی کرائی جائے اور شاہ صاحب کو بھی خطرہ سے آگاہ کر کے واپس گاؤں جانے کے لیے کہا جائے شاہ صاحب نے ان سے بوقت ملاقات پوچھا "کہ کیسے آئے ہو۔" ان کے بھائی نے جواب دیا "بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے گاؤں کے بہت سے مکانات تباہ ہو گئے ہیں اور ہمارے مکانات بھی گر گئے ہیں۔ آپ گاؤں کو واپس چلیں تاکہ مکانات کی حفاظت اور درستی کا انتظام کیا جائے۔" شاہ صاحب یہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور اپنے بھائی کو ہمراہ لے کر حضرت صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ایک مکان کی چھت پر درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے ان کو پریشان دیکھ کر دریافت فرمایا۔ "خیر تو ہے کیا بات ہے؟" شاہ صاحب نے بیٹھنے کے بعد عرض کیا کہ حضور "گاؤں میں ہمارے مکانات سیلاب کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ بھائی آئے ہیں کہ واپس چلو تاکہ مکانات کا کچھ فکر کیا جائے۔" آپؒ نے ذرا سی خاموشی کے بعد فرمایا "پیر جی آپ کا مکان تو نہیں گرا۔" اس پر ان کے بھائی نے کہا کہ واقعی دیواریں پھٹ گئی تھیں بس گرنے کے قریب تھا کہ میں ادھر دوڑا آیا ہوں۔"

پھر آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ڈیڑھ گز کا فاصلہ بنایا اور فرمایا "پیر جی آپ کی باہر والی دیوار صرف اتنی سی گری ہے۔ باقی سب خیر ہے فکر نہ کریں۔ اللہ کریم ہمیں زمین بھی دیں گے۔" پیر صاحب کے دل میں خیال آیا کہ ہم غریب آدمی ہیں زمین کہاں لے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ دین ہی بہتر کر دیں تو سب کائنات حاصل ہوگئی آپ نے معاً" بڑی

Marfat.com

شفقت سے فرمایا "پیر جی ہم نے زمیندار بننا ہے اللہ بہت کچھ دے گا فکر نہ کریں لیکن ابھی گاؤں نہیں جانا کچھ دنوں کے بعد جب وہ واپس گاؤں پہنچے تو سیلاب کا خطرہ ٹل چکا تھا اور تھوڑے ہی دنوں میں مزروعہ زمین کے کچھ قطعات ان کو ارزاں قیمت پر مل گئے۔

منصب میں ترقی مل گئی

خان حشمت جو اسلامیہ کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے۔ قبل ازیں وہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں بطور پروفیسر کام کرتے تھے۔ اس وقت کے پرنسپل سے کسی بات پر ان کی ان بن ہوگئی۔ حتیٰ کہ پرنسپل ہر وقت درپے آزار رہنے لگا۔ ایک دن پروفیسر محمد حسین بٹ کے ہمراہ خان صاحب حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ ملاقات کے وقت پروفیسر محمد حسین نے عرض کیا۔ "حضورؒ! خان صاحب خاندانی آدمی ہیں اور نہایت قابل ہستی ہیں لیکن پرنسپل صاحب خواہ مخواہ ان کے مخالف ہو گئے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔" آپؒ نے فرمایا "یہ تو خود پرنسپل بن جائیں گے۔ فکر نہ کریں اللہ کریم بڑا کرم فرمادیں گے۔" بٹ صاحب نے خیال کیا کہ شاید آپ دلجوئی کے طور پر یوں ارشاد فرما رہے ہیں۔

وہ واپس فیصل آباد آئے تو پرنسپل نے اور بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بٹ صاحب نے پھر بذریعہ خط حضرت صاحبؒ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ نے جواب میں لکھا کہ "دشمن دفع ہو جائے گا۔" چند دنوں کے بعد اس پرنسپل کا تبادلہ ہو گیا اور اس کے بعد خان حشمت خاں خود اس کالج کے پرنسپل بن گئے۔

مکان کے لیے زمین عطا فرمادی

ملک فتح الدین خاں کا بیان ہے کہ وہ حضورؒ کی خدمت میں حاضر تھے اور ان دنوں فیصل آباد میں مکان تعمیر کرنے کی فکر میں تھے۔ حضرت صاحبؒ سے مکان تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ مکان کے لیے کتنی جگہ خریدی ہے۔ عرض کیا کہ "حضورؒ! سات مرلے کا پلاٹ ہے۔" فرمایا "یہ تو تھوڑی ہے ساتھ والی بھی لے لو۔" ملک صاحب نے خیال کیا کہ اگر کسی ہمسایہ نے کبھی اپنا مکان یا جگہ فروخت کی تو

Marfat.com

لے لوں گا۔"

جب فیصل آباد پہنچے اور اپنے خرید کردہ پلاٹ کا محل وقوع دیکھنے گئے تو وہاں سب لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے ساتھ والی جگہ فالتو ہے۔ یہ تمہارے لیے موزوں ہے۔ اسے خرید لو۔" ملک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت یاد آیا کہ حضرت صاحبؒ میرے مکان کی جائے وقوع کو بہ چشم ظاہر دیکھ رہے تھے۔ جیسے کہ اولیا اللہ کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ روئے زمین کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہ قطعہ خرید کر اپنا مکان تعمیر کر لیا۔

پیشگی انتباہ اور خطرے سے حفاظت

شیخ عمردین نے بیان کیا کہ ایک دن میں حاضر خدمت تھا۔ موقع پا کر میں نے عرض کیا۔ "حضور! کپڑا خرید کرنے کے لیے کراچی جانا چاہتا ہوں۔ دعا فرمائیں اللہ کریم مجھے اس سفر میں نفع بخشیں۔" آپؒ نے فرمایا "چلے جانا اللہ رحم کر دے گا۔" اور ساتھ ہی فرمایا "وہاں بھیڑ بہت ہوتی ہے تم بھولے آدمی کہیں کیسہ (جیب) نہ کٹوا بیٹھنا۔" میں نے کہا "حضورؒ کی نظر کرم ہوگی تو پھر کوئی ڈر نہیں۔"

چنانچہ اگلے دن میں کراچی چلا گیا۔ وہاں ایک رشتہ دار کے ہاں قیام کیا اور اس سے کراچی کے سفر کا مدعا بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جاپانی لٹھے کی پانچ پیٹیاں میں نے خرید کی ہیں وہ تمہیں دے دیتا ہوں۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد ان پانچوں پیٹیوں کے عوض مجھے ایک ہزار روپیہ منافع مل گیا۔ پھر میں وہاں سے مال خرید کر واپس آ گیا۔

کراچی میں قیام کے دوران ایک دن میں بندرگاہ کی سیر کے لیے چلا گیا جب بس میں سوار ہونے لگا تو بہت ہجوم تھا۔ جوں توں کر کے بس میں داخل ہوا۔ اتنے میں کنڈکٹر آ گیا اور اس نے ٹکٹ خرید کرنے کو کہا۔ میں نے جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو نیچے نکل گیا اور معلوم ہوا کہ جیب کٹ چکی ہے لیکن حضرت صاحبؒ کی نظر عنایت سے پچپن روپے کی رقم جیب کے ایک کونے میں ہی اٹکی رہی۔ اس وقت مجھے حضرت صاحبؒ کا ارشاد یاد آیا اور میں نے شکر کیا کہ آپؒ نے غائبانہ میری حفاظت کا بھی انتظام کر دیا۔

Marfat.com

مقدمہ سے رہائی

شیخ عمر دین نے بیان کیا کہ ایک دن وہ رینالہ خورد سے حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ اڈا پر پہنچے تو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ایک بس آ گئی۔ وہ اس میں سوار ہو گئے اور ڈرائیور کے پاس جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈرائیور نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب کیا آپ حضرت صاحبؒ کے پاس جا رہے ہیں۔ شیخ عمر دین نے کہا کہ ہاں میں آپؒ کی خدمت میں ہی جا رہا ہوں۔ اس پر ڈرائیور نے کہا کہ "وہاں بس کھڑی کر کے میں بھی آپ کے ساتھ حضرت صاحبؒ کے پاس جاؤں گا۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا کچھ بات کرنی ہے۔ ڈرائیور نے کہا کہ کچھ عرصہ ہوا میری بس کے نیچے ایک آدمی دب کر مر گیا تھا اور اس سلسلہ میں چند دنوں تک عدالت میں حاضری ہے۔ کہنے لگا کہ عیالدار آدمی ہوں خطرہ ہے کوئی سخت سزا نہ مل جائے۔

حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ کر ڈرائیور نے سڑک کے کنارے بس ٹھہرا دی اور خود شیخ عمر دین کے ہمراہ حاضری کے لیے چل پڑا بڑے دروازہ پر شیخ عمر دین نے کہا کہ میں پہلے جا کر حضرت صاحبؒ سے آپ کے متعلق ذکر کرتا ہوں پھر جیسے ارشاد ہوگا۔ چنانچہ اندر جا کر شیخ عمر دین نے جب آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو کہہ دو کہ اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔ چنانچہ وہ مطمئن ہو کر چلا گیا۔

ایک ہفتہ کے بعد وہ ڈرائیور پھر شیخ عمر دین کو ملا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں نے کوئی ہستی حضرت صاحبؒ کی شان کی نہیں دیکھی۔ حضور کی دعا سے بالکل صاف بری ہو گیا ہوں۔

حضورؒ کا بلند مقام

ایک عالم دین بیان کرتے ہیں کہ میں نے خزینہ معرفت میں یہ لکھا دیکھا کہ جو شخص نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل پانچ سو مرتبہ درود شریف خضری پڑھے گا اس کو ایک ہفتہ کے اندر ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ اس پر میرے دل میں بھی یہ وظیفہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابھی سات دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ خواب میں ایک نہایت خوبصورت پرنور اور باوقار بزرگ کی علیحدہ مقام

Marfat.com

پر کار سے اترتے ہوئے نظر آئے۔

کچھ دنوں کے بعد میرے دوست حافظ محمد حسین نے کہا کہ حضرت صاحب کرمانوالے لاہور تشریف لائے ہیں اور اس وقت بادشاہی مسجد میں تشریف فرما ہیں چلو زیارت کر آئیں۔" وہ اپنے دوست کے ہمراہ بادشاہی مسجد جا پہنچے اور نہایت شوق و ادب سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ روئے مبارک پر نظر پڑی تو خواب میں نظر آنے والے بزرگ کو ہوبہو اپنے سامنے موجود پایا۔ وہ فوراً سمجھ گئے کہ العلماءورثۃالانبیاء کے مصداق حضرت کرمانوالے ہی اس وقت نائب رسول ہیں۔

اصلاح احوال

پیر قدرت اللہ شاہ کا بیان ہے کہ حصول تعلیم سے فارغ ہو کر وہ حضرت کرمانوالہ شریف آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا بعد ازاں چند سال کے لیے آستانہ عالیہ میں ہی قیام کی سعادت حاصل ہو گئی اور ہمہ وقت خدمت گزاری میں رہنے لگے۔

ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحبؒ ساتھ والے کمرہ کے اندر ہیں۔ آپ وہاں سے کس طرح سب جگہ کا حال دیکھ لیتے ہیں۔ اتنے میں دیوار کی دوسری جانب ان کی اپنی آنکھوں کے سامنے حضرت صاحبؒ موجود نظر آئے۔ یہ ان کے وسوسہ کا جواب تھا اور عارضی طور پر ان کو یہ کیفیت حاصل ہوئی۔ ورنہ حضرت صاحبؒ کے لیے تو کسی وقت کوئی حجاب نہ تھا۔

امربالمعروف

نیز بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحبؒ مجوزہ مسجد کے صحن میں کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ صفیں بچھی ہوئی تھی۔ وہ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک کار سامنے سڑک پر آ کر رکی اس میں سے چند آدمی نکل کر آئے اور سلام کر کے دوسری صف میں بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا "بیلیو کہاں سے آئے ہو اور کس غرض سے آئے ہو؟ ایک نے عرض کیا کہ حضورؒ ہم لاہور سے آئے ہیں ایک

Marfat.com

ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آدمی بہت بیمار ہے۔ اس کے لیے دعا کروانے کی غرض سے آئے ہیں۔" آپ نے کوئی دوا تجویز فرما دی اور کہا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرما دیں گے۔ دوائی انہوں نے لکھ لی اور پھر پوچھا کہ حضورؒ کوئی پرہیز ہو تو ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ "حلال حرام کی تمیز کیا کرو اور حرام سے پرہیز کرو۔" وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے اور پھر پوچھا کہ کونسی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ اس پر آپ طیش میں آگئے اور فرمایا جو میں کہتا ہوں' اس کا خیال نہیں کرتے۔ جس چیز سے پرہیز ضروری ہے ادھر توجہ نہیں دیتے اور پرہیز کی رٹ لگا رکھی ہے۔"

دراصل وہ سب چیزوں کی ناجائز ذخیرہ اندوزی اور فروخت کرنے والے تھے آپ تبلیغ دین کے لیے ان کو حلال و حرام میں تمیز کرنے کی تاکید کر رہے تھے بحکم کنتم خیر امته اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر۔ (ترجمہ) مسلمانو! تم سب سے بہتر ہو کیونکہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور برائی سے بچنے کی ہدایت کرتے ہو۔

گمشدہ بچہ مل گیا

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک پریشان حال شخص آیا اور عرض کیا "حضور میرا لڑکا ایک ماہ سے گم ہے۔ گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ لڑکا گھر واپس آ جائے۔" آپؒ نے فرمایا " جا بیلیا اللہ رحم کر دے گا۔" وہ سمجھا کہ آپ نے سرسری طور پر کہہ دیا ہے اور توجہ سے دعا نہیں فرمائی۔ اس لیے وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ آپؒ نے پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "جاؤ۔ اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔" وہ شخص پھر بھی بادل ناخواستہ مجلس سے اٹھا اور دروازہ کے قریب جا کر رک گیا۔ لڑکے کی جدائی اسے تڑپا رہی تھی۔ آخر آپ کے ارشاد کے مطابق ایک خادم اس کے پاس گیا اور کہا کہ بھائی تم جاتے کیوں نہیں۔ تم جاؤ تم کو اجازت ہو گئی ہے۔" اس نے کہا "میں تو بڑی امیدیں لے کر آیا تھا۔ آپ لوگ مجھے دربار سے خالی نہ نکالیں میں تو لڑکا لے کر جاؤں گا۔" خادم نے جا کر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پھر اس کی پریشانی کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو کہتا ہے کہ میں لڑکا لے کر

Marfat.com

جاؤں گا۔ آپؒ نے فرمایا کہ "وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے ہمارا کہا مانے تو کچھ بات بنے۔" چنانچہ خادم نے اس کو کہا کہ جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا۔ اطمینان رکھو۔ یہ سن کر وہ شخص اسٹیشن پر چلا گیا اور لاہور سے آنے والی گاڑی میں سوار ہو کر اوکاڑہ کی طرف روانہ ہو گیا اوکاڑہ پہنچا تو اس کا لڑکا بھی اسی ڈبہ میں سوار ہونے کے لیے آ گیا۔ باپ نے آگے بڑھ کر بیٹے کو گلے لگا لیا اور خوشی خوشی گھر لے گیا چند دنوں کے بعد دونوں باپ بیٹا سلام کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مرض بواسیر سے نجات

سیالکوٹ سے جناب احسان قریشی صابری ایم اے بیان کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۵۹ء میں حضرت شیخ المشائخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر پاکپتن شریف گئے۔ مختلف قسم کے افکار کی وجہ سے ان کو بواسیر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور خون جاری رہنے کی وجہ سے سفر میں بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تمام بزرگان کرام اور صوفیائے عظام کی زیارت کے بعد خیال کیا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کوئی بزرگ اگر آئے ہوں تو ان کی زیارت بھی کرنی چاہیے اور دعا کرانی چاہیے۔ جوئندہ یابندہ۔ وہ عید گاہ میں پہنچے جہاں حضرت صاحبؒ قیام پذیر تھے عصر کی نماز پڑھی جا چکی تھی اور آپؒ علیحدگی میں بیٹھے تھے۔ صابری صاحب بھی چپکے سے پاس جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؒ متوجہ ہوئے اور پوچھا "آپ کہاں سے آئے ہیں؟" انہوں نے عرض کیا کہ "سیالکوٹ سے حاضر ہوا ہوں۔ مصائب اور غم و اندوہ کا مارا ہوا ہوں۔ بواسیر کا مریض ہوں۔ زندگی وبال بن چکی ہے۔ دعا کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں پھر حضرت امیر خسروؒ کی ایک رباعی ترنم سے پڑھی۔

رباعی سنتے ہی آپؒ نے جوش میں آ کر فرمایا۔ "خواہ مخواہ گھبرا گئے ہو معمولی سی بواسیر ہے اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔ گلقند اور مکھن باہم ملا کر کھا لیا کرو۔ سکون قلب بھی نصیب ہو جائے گا۔" انہوں نے عرض کی کہ گلقند تو میں عرصہ ایک ماہ سے کھا رہا ہوں کوئی فائدہ نہیں ہوا آپ نے فرمایا۔ "تم گلقند میں مکھن کی بجائے بادام روغن ڈالتے ہو گے اس لیے فائدہ نہیں ہوا۔" وہ حضرتؒ کا یہ فقرہ (مبنی بر کشف) سن

Marfat.com

کر حیران ہوئے واقعی وہ گلقند میں بادام روغن ڈال کر استعمال کرتے رہے تھے۔

پھر حضرت صاحبؒ نے فرمایا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے صوفیاء کرام متعصب نہیں ہوتے یہ خیال دل سے نکال دو مجھے ہی دیکھو ہر سال باقاعدگی سے بابا صاحبؒ کے عرس پر حاضری دیتا ہوں۔ تمام سلسلوں کی منزل آخر ایک ہے دیکھو لاہور سے کراچی جانا ہو تو تیز رو بھی ہے تیز گام بھی ہے کراچی میل بھی موٹر کار اور ہوائی جہاز بھی۔ سفر کسی ذریعہ سے کیا جائے منزل مقصود سب کی ایک ہے اسی طرح ہر چہار سلسلہ کی منزل مقصود اسی کی ذات سے وصل ہے اصل درویش دوسرے سلسلوں کے متعلق تعصب نہیں رکھتے میں ان لوگوں کو کج فہم سمجھتا ہوں جو وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثوں میں پڑ کر قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔

دعا سے مشکل حل ہوگئی

غلام نبی اشرفی الجیلانی کیمبل پور سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں زاد بھائی معراج دین ایک غیر ملکی بورنگ کمپنی میں ملازم تھے۔ کسی بنا پر ان کا انگریز افسران سے ناراض ہوگیا اور ملازمت سے جواب دے دیا۔ بعدازاں کئی جگہ پر انتہائی کوشش کی گئی لیکن روزگار کی کوئی صورت نہ بن سکی آخر کار معراج دین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لیے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ "جاؤ تم خود افسر بن جاؤ گے۔" چنانچہ معراج دین پھر اسی ملازمت پر دوبارہ بحال ہوگیا اور بعدازاں تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کر کے خود افسر بن گیا۔

مریض پر رحم

شیخ چراغ دین فیروزپوری بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے وہ فیروزپور میں تھے۔ انہیں سر میں بال جھڑ کی بیماری ہوگئی وہ کرمونوالہ میں حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کی حضرت صاحبؒ نے فرمایا "خربوزے کے بیج مع گودا کے ملنا اور خربوزہ کھا لینا۔" موسم خربوزہ کا نہیں تھا۔ اس لیے شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور ان دنوں خربوزہ کہاں سے ملے گا۔ حضور نے تبسم فرمایا اور کہا علاج

Marfat.com

بھی ہم بتائیں اور خربوزہ بھی دیں" یہ کہہ کر تکیے کے پچھلی جانب دست مبارک بڑھایا اور ایک تازہ خربوزہ عنایت کیا۔ شیخ صاحب خربوزہ پاکر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا کہ میں یہ بے موسم کا خربوزہ گھر لے جاکر ضرور دکھاؤں گا۔ یہ سن کر آپؒ نے فرمایا "یہ خربوزہ آپ کے گھر نہیں جائے گا۔"۔

تھوڑی دیر کے بعد شیخ چراغ دین اجازت حاصل کرکے گھر کو روانہ ہوئے اور راستہ میں یہی خیال ان کے دل میں قائم رہا کہ گھر جاکر یہ بے موسم کا خربوزہ ضرور دکھانا ہے۔ اسی خیال میں فیروزشاہ اسٹیشن پر پہنچ گئے گاڑی آنے میں کچھ دیر تھی۔ ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے پھر ان کے دل میں خربوزہ کھانے کا شوق اتنا غالب آیا کہ بے اختیار ہو کر خربوزہ کاٹا اور کھانا شروع کر دیا۔ حسب ارشاد اس کے بیج اور گودا سر پر مل لیا شیخ صاحب کا بیان ہے کہ اسی دن سے بال جھڑ کی تکلیف میں افاقہ شروع ہو گیا اور چند دنوں کے اندر مکمل آرام آگیا۔

مرید کی استعانت

صوفی محمد عالم فیروز پوری ایک دفعہ ذی الحجہ کے مہینہ میں حاضر خدمت ہوئے دل میں سوچا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آئندہ ماہ محرم میں پاکپتن شریف پہنچ کر بہشتی دروازہ سے آپ کی معیت میں گزرنے کی سعادت حاصل ہو۔ حالات اور کام کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ حاضری مشکل نظر آ رہی تھی۔ آخر موقعہ پاکر آپ کی خدمت میں اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ آپ نے فرمایا "چلے جانا حاضری دے آنا"

آپ کے ارشاد کے مطابق سب مصروفیتوں کے باوجود وہ پاکپتن شریف پہنچ گئے۔ اس وقت دربار شریف میں خاصا ہجوم تھا اور پولیس کے سپاہی ہجوم پر قابو پانے کے لیے لوگوں کو دربار شریف کے احاطہ سے باہر نکال رہے تھے۔ صوفی صاحب نظامی مسجد کے قریب کھڑے تھے لیکن ان کی طرف کسی نے بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے ان سے باہر جانے کو کہا۔ تمام رسومات میں وہ حاضر رہے۔ آخر کار جس وقت بہشتی دروازہ کھلا تو صوفی صاحب کو دفعتاً حضرت صاحبؒ دکھائی دیے۔ آپؒ نے ان کے قریب آکر فرمایا "آؤ بہشتی دروازہ سے گزریں" پھر حضرت صاحبؒ ان کو ساتھ لے کر

Marfat.com

بہشتی دروازہ کی طرف بڑھے۔ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ حضورؒ مڑے اور پیچھے ہو کر آپؒ نے صوفی صاحب کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے صوفی صاحب رک گئے اور عرض کیا حضور یہ بے ادبی ہے کہ میری پشت آپ کی طرف ہو" اور یہ کہہ کر وہ حضرت صاحبؒ کے پیچھے ہو گئے اور آپؒ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اسی حالت میں وہ بہشتی دروازہ سے داخل ہو کر حاضر دربار ہوئے پھر دروازے سے باہر نکل کر ہر چند حضرت صاحبؒ کو تلاش کیا۔ آپؒ کہیں نظر نہ آئے۔

صوفی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک موقعہ پر حضرت قبلہؒ ملتان میں تشریف فرما تھے۔ شیخ نیاز احمد بی اے اسسٹنٹ کمشنر (پاکپتن والے) حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ مزارات پر حاضری کے وقت مراد حاصل کرنے کے لیے کس طرح دعا کرنی چاہیے۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا علما کے نزدیک یہی مناسب ہے کہ خدائے برتر کے حضور میں اس بزرگ کے وسیلہ سے حصول مراد کے لیے دعا کی جائے۔ لیکن فقراء کے نزدیک تو یہ طریقہ ہے کہ براہ راست اسی بزرگ کے سامنے دست طلب دراز کیا جائے۔

قدیمی مسجد اور کنویں کی آبادی

ایک مرتبہ مولوی چراغ دین صاحب آپؒ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف میں حاضر ہوئے۔ باتوں باتوں میں آپؒ نے فرمایا " ریلوے اسٹیشن مغلپورہ (لاہور) کے مشرق کی جانب ریلوے لائن کے قریب ایک بزرگ کی بنائی ہوئی ایک بابرکت مسجد ہے جو کہ عرصہ دراز سے غیر آباد پڑی ہے اسے آباد کرنا ضروری ہے۔"

مولوی چراغ دین صاحب لاہور پہنچے اور مسجد کی تلاش میں مغلپورہ گئے وہاں انہوں نے ریلوے لائن کے قریب ایک مسجد دیکھی اور سمجھے کہ یہی وہ مسجد ہے چنانچہ کرمونوالہ واپس جا کر حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مسجد تلاش کر لی گئی ہے۔ آپ نے مسجد کا محل وقوع پوچھنے کے بعد فرمایا کہ یہ وہ مسجد نہیں ہے جس بابرکت مسجد کا آباد کرنا مقصود ہے وہ اس مسجد کے مغرب میں واقع ہے دوبارہ جاؤ گے تو مل جائے گی۔

مولوی چراغ دین پھر مسجد کی تلاش میں مغلپورہ پہنچے تو خود رو جھاڑیوں اور درختوں میں چھپی ہوئی ایک پرانی طرز تعمیر کی کشادہ مسجد دکھائی دی جب پھر مولوی صاحب آپؒ

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ "بس یہی مطلوبہ مسجد ہے جس سے ملحقہ کنواں بھی ہے۔" چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق جھاڑیاں وغیرہ صاف کر کے مسجد اور کنواں آباد کر دیا گیا اور حسب ارشاد اس مسجد کو "مسجد نور" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ یہ بابرکت مسجد آباد ہو گئی اور پانچوں وقت اس میں اللہ کا نام لیا جانے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک دفعہ سرہند شریف سے واپسی پر حضرت صاحب بہ نفس نفیس اس مسجد میں آکر چند دنوں کے لیے ٹھہرے ایک دن آپ چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد کے جنوبی جانب ایک مقام پر رک گئے اور فرمایا۔ "اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور یہ کنواں بھی انہی بزرگ کا بنوایا ہوا ہے جن کے ہاتھوں اس مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی تھی لہٰذا یہ کنواں بھی کھود کر چالو کیا جائے اور اس سے آبپاشی کا کام لیا جائے۔ اس کنویں کا پانی ہر مرض کے لیے اکسیر کا حکم رکھے گا۔" وہ بابرکت مسجد اور کنواں آج بھی مغلپورہ ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے فاصلہ پر ریلوے لائن کے ساتھ بارونق اور آباد ہیں جس جگہ آپ نے کنویں کا نشان دیا تھا وہاں کھدائی کی گئی تو دس فٹ کی گہرائی پر ایک بہت بڑے کنویں کے آثار برآمد ہوئے۔

پھانسی کی سزا سے رہائی

گورنمنٹ کمرشل کالج سیالکوٹ کے ایک لیکچرار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی قتل کے مقدمہ میں ملوث ہو گیا بے انتہا کوشش کی گئی۔ بہترین قانونی امداد کے باوجود سیشن جج نے پھانسی کی سزا سنا دی۔ اپیل کرنے پر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی پھانسی کی سزا بحال رہی۔ اب باقی صرف ایک ہی صورت رہ گئی تھی یعنی سربراہ مملکت کے پاس رحم کی اپیل چنانچہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق صدر مملکت کے پاس رحم کی اپیل کی گئی مگر یہاں بھی ناکامی مقدر میں تھی اور اپیل مسترد ہو گئی۔

آخر الامر ان کے والد صاحب نے دنیاوی تگ و دو سے مایوس ہو کر روحانی امداد کی طرف رجوع کیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا پیش کی کیونکہ یہی آخری سہارا نظر آیا۔ واقعات سن کر حضرت صاحب نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور پھر ارشاد کیا اللہ خیر کرے گا اور کوئی بہتری کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

Marfat.com

مرد کامل کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ کچھ دنوں بعد حکومت نے جشن انقلاب منانے کا فیصلہ کیا اور اس جشن کی خوشی میں صدر پاکستان نے پھانسی کی سزا پانے والوں کی سزائیں یا تو بالکل معاف کر دیں یا انہیں عمر قید میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ ان کے بھائی کی سزا بھی عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔ یقیناً" یہ حضرت صاحب" کی دعا کا نتیجہ تھا بعد میں وہ وقت بھی آیا جب بالکل خیر ہو گئی اور ان کے بھائی کو جیل سے بھی رہائی مل گئی۔

بینائی عطا کر دی

منڈی ہیرا سنگھ سے ایک شخص محمد اسحاق نامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت صاحب" کا خادم کمال الدین حجام جو اس کا رشتہ دار تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ آپ نے نہایت شفقت سے دریافت فرمایا "بیلیو! کیا بات ہے۔" کمال الدین نے بصد احترام عرض کیا کہ محمد اسحاق کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے دعا فرمائیں اللہ کریم اسے آنکھوں کی روشنی بخش دیں۔

حضرت قبلہ" نے فرمایا "کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم کر دیں گے۔ لڑکی کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس سے کہو کہ لڑکی کی آنکھوں میں شہد کی سلائی لگایا کرے" محمد اسحاق اور اس کی ہمشیرہ اس کے بعد بس میں سوار ہو کر منڈی ہیرا سنگھ چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد کمال الدین ان کی خیرو عافیت پوچھنے کے لیے منڈی ہیرا سنگھ گیا تو دیکھا کہ لڑکی کی دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ محمد اسحاق نے اس کو بتایا کہ جب وہ حضرت کرمانوالہ شریف سے بس میں سوار ہو کر اوکاڑہ سے چند میل کا فاصلہ آگے نکل گئے تو یک بیک لڑکی کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اب حضرت صاحب" کی دعا سے بالکل ٹھیک ہیں۔ تعمیل ارشاد کے طور پر وہ آنکھوں میں شہد کی سلائی لگاتی رہی ہے۔

بے سہاروں کا سہارا

سید نذیر احمد شاہ نے بیان کیا کہ ان کے گاؤں میں ایک شخص کے پاس ایک خوبصورت اور موٹی تازی گھوڑی تھی۔ وہ بانجھ ہو گئی تھی اور کئی سال سے اس نے کوئی بچہ نہیں دیا تھا ایک رات چور آئے اور گھوڑی چرا کر لے گئے مالک نے تھانہ میں چوری کی رپورٹ درج کرانا چاہی لیکن چور بہت بارسوخ اور بااثر تھے۔ ان کے اثر د

Marfat.com

رسوخ کی وجہ سے تھانہ والوں نے کوئی توجہ نہ دی اور ٹال دیا۔ گھوڑی کے مالک کی سید نذیر احمد شاہ سے راہ و رسم تھی ایک دن وہ شاہ صاحب کے پاس بیٹھا ہوا گھوڑی کے متعلق باتیں کر رہا تھا کہ چوروں کے ایک ساتھی نے ازروئے طعن کہا کہ تم سب مل کر ایک رسہ تو تیار کرلو جس سے گھوڑی کو واپس آنے پر باندھ سکو۔

یہ بات سن کر شاہ صاحب نے گھوڑی کے مالک سے کہا۔ "بھئی اور تو ہماری اب کوئی سنتا نہیں چلو حضرت صاحبؒ کے پاس فریاد لے کر چلیں۔ وہاں یہ مشکل حل ہو گی" چنانچہ وہ دونوں حضرت صاحبؒ کے پاس حضرت کرمانوالہ شریف جا پہنچے حضرت صاحبؒ اس وقت مکان کے باغیچے میں تشریف فرما تھے۔ شاہ صاحب کو دیکھ کر آپ نے فرمایا پیر جی آپ کیسے آئے ہیں؟ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضورؒ اس میرے ساتھی کی گھوڑی چور لے گئے ہیں چور بہت بارسوخ ہیں پولیس والے کارروائی سے گریز کر رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا "پیر جی گھوڑی آ جائے گی ایک نہیں دو آئیں گی۔ فکر نہ کریں اس آدمی کو کہیں کہ وہ کھرپالے لے اور اس کیاری کو درست کرے اس میں سے گھاس پھوس نکالے۔

کچھ دیر وہ آدمی کام کرتا رہا اور آپ آنے جانے والوں کی عرضداشتیں سنتے رہے اپنے خیال کے مطابق کام ختم کرنے کے بعد وہ شخص پھر آپ کے پاس آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اٹھ کر آگئے ہو کام جاری رکھتے تو تمہاری گھوڑیاں جلدی آ جاتیں اب کچھ دیر لگے گی جاؤ اللہ کریم رحم کر دیں گے۔" پھر شاہ صاحب کو فرمایا کہ جا کر کپتان پولیس کو ملیں اور گھوڑی تلاش کرنے کے لیے کہیں۔

گھوڑی کے مالک کو ساتھ لے کر وہ کپتان پولیس کے پاس جا پہنچے۔ اس نے نہایت غور اور ہمدردی سے ان کی سرگزشت سنی اور اسی وقت گھوڑی تلاش کرنے کے لیے تھانیدار علاقہ کی طرف تاکیدی حکم جاری کر دیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں پولیس نے گھوڑی برآمد کرلی اور اس کے مالک کو واپس دے دی۔ گھوڑی واپس آئی تو وہ گابھن تھی اور پھر اس نے ایک خوبصورت بچھیری کو جنم دیا۔ اس طرح حضورؒ کے ارشاد کے مطابق ایک کی بجائے دو گھوڑیاں واپس مل گئیں۔

Marfat.com

گمشدہ اونٹنی خود بخود واپس آگئی

چوہدری شادی تھاڑہ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت قبلہ کے معتقدین خاص میں سے تھے وہ اکثر اوقات کرموں والا شریف (ضلع فیروزپور) میں حاضر خدمت ہوا کرتے تھے ایک دفعہ چوہدری صاحب کی ایک بہت عمدہ اونٹنی چور لے گئے چند دن چوہدری صاحب تلاش میں سرگردان رہے مگر بے سود اونٹنی کا کوئی سراغ نہ ملا ان کے مخالفوں نے آوازے کسنے شروع کر دیے کہ تم تو کہتے تھے میرے پیر کی برکت سے اونٹنی آجائے گی کیا واپس آگئی ہے؟" طعنے سن سن کر اور تلاش بے سود کے بعد وہ سیدھے حضرت صاحب قبلہ" کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ" نے حسب معمول ان کی خیروعافیت پوچھی چوہدری صاحب نے کہا کہ اور تو سب طرح سے حضور کی کرم نوازی ہے البتہ میری اونٹنی چور لے گئے ہیں تلاش کر کے تھک گیا ہوں وہ نہیں ملی اب تو لوگ طعنے دیتے ہیں۔ "آپ" نے فرمایا کہ جاؤ اونٹنی مل جائے گی اور چھن چھن کرتی آئے گی چوہدری صاحب نے کہا کہ حضور" لطف تو پھر ہے کہ آج ہی اونٹنی مجھ سے پہلے گھر پہنچ جائے آپ نے تبسم فرمایا اطمینان سے جاؤ اللہ کریم ایسا ہی کر دیں گے اور اونٹنی تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے آجائے گی اور مجھے کیا کہتے ہو۔"

چوہدری صاحب واپس اپنے گاؤں چل دیے جب گھر کے قریب پہنچے تو اونٹنی بھی بھاگتی ہوئی آئی اور ان سے پہلے گھر میں داخل ہو گئی اس کے گھٹنوں کے ساتھ گھنگھرو بندھے ہوئے چھن چھن کر رہے تھے۔

ترقی مل گئی

شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ پہلے مارکیٹ کمیٹی میں بطور کلرک کام کرتے تھے۔ اسی دفتر میں انسپکٹر کی آسامی خالی ہوئی تو شیخ صاحب نے بھی درخواست دے دی اور حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کے طلب گار ہوئے۔ حضرت قبلہ" نے ازراہ شفقت فرمایا "جس دن حاکم نے انتخاب کرنا ہو گا تم اس دن طرے دار پگڑی باندھ کر پیش ہونا۔ اللہ کریم مہربانی فرمائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔" شیخ صاحب انتخاب کے دن حسب ہدایت خوب ٹھاٹھ سے افسر اعلیٰ کے روبرو پیش ہوئے۔

Marfat.com

افسر اعلیٰ نے کہا: بیشک تمہارا تجربہ بھی ہے اور تم منتظم بھی ہو لیکن دوسرے امیدواروں کے مقابلے میں تمہاری تعلیمی قابلیت کم ہے ان میں ایف اے اور بی اے پاس ہیں اور تم دسویں پاس بھی نہیں ہو۔" شیخ صاحب نے خاموشی سے سب باتیں سنیں اور سمجھے کہ کامیابی کی امید بہت کم ہے۔

افسر اعلیٰ نے امیدواروں کا انتخاب کر لیا پہلے نمبر پر ایک بی اے پاس امیدوار کو رکھا گیا اور دوسرے نمبر پر شیخ خادم حسین تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے اور گزارش کی کہ افسر اعلیٰ نے مجھے دوسرے نمبر پر رکھا ہے۔

حضرت قبلہؒ نے سن کر ارشاد فرمایا "تم دوسرے نمبر پر کیسے ہو تم تو پہلے نمبر پر ہو۔" چنانچہ جس شخص کا نام پہلے نمبر پر تجویز ہوا تھا۔ وہ ایک دائمی مریض شخص تھا۔ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے ملازمت پر حاضر نہ ہو سکا شیخ صاحب ہی کچھ عرصہ کے بعد اس آسامی پر عارضی طور پر کام کرنے لگے اور پھر حسن کارکردگی کی بناء پر مستقل ہو گئے۔

ملازمت پر باعزت بحالی

دفتر ضلع کچہری ساہیوال کے ایک پرانے اہلکار سید نذیر حسین ایک دفعہ رشوت ستانی کے ایک مقدمہ میں ملوث ہو گئے قصور دراصل کسی ماتحت کا تھا لیکن نزلہ ان پر آ گرا اور ملازمت سے معطل کر دیے گئے۔ بیچارے عیالدار تھے اور معمولی سی بات پر پریشانی میں مبتلا ہوئے چند روز دوران تفتیش پولیس کے زیر حراست بھی رہے آخر بعض احباب کے کہنے پر حضرت قبلہؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور گریہ و زاری سے التجائے دعا کی حضور نے شفقت سے فرمایا کہ "جاؤ بری ہو جاؤ گے۔"

تفتیش مکمل ہونے کے بعد ان کا مقدمہ ایک سخت قسم کے مجسٹریٹ کے سپرد ہو گیا تو ان کو اور بھی پریشانی لاحق ہوئی۔ حاکم مذکور میں نرمی نام کو نہ تھی۔ شاہ صاحب پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بظاہر اب تو رہائی کی کوئی صورت نہیں حاکم بے حد سخت ہے۔ حضرت قبلہؒ نے پھر تسلی و تشفی دی اور فرمایا "جاؤ بری ہو جاؤ گے اور مجھے کیا کہتے ہو۔

مقدمہ تاریخ مقررہ پر پیش ہوا۔ حاکم عدالت تمام مقدمات میں سزائیں سناتا چلا جا

Marfat.com

رہا تھا۔ لیکن شاہ صاحب کے فیصلہ کے کاغذات ہاتھ میں اٹھانے کے بعد ان پر پھر نظر دوڑائی اور سب سے آخر میں کاغذات کے نیچے رکھ دیے اور دوسرے مقدمات میں سزائیں سنانے لگا۔ کام ختم کرنے کے بعد اس نے شاہ صاحب کے کاغذات ہاتھ میں لیے اور حکم سنایا کہ جاؤ تم بری ہو۔ میں کسی پر خواہ مخواہ ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

اس عدالت کے جس اہلمد نے فیصلہ ٹائپ کیا تھا بعد میں شاہ صاحب کو بتایا کہ اس حاکم کی زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے تحریر شدہ فیصلہ کو بدلا ہے شاہ صاحب! آپ کو واقعی کسی کامل بزرگ کی امداد حاصل ہے۔

قتل کا ملزم بری

ایک صاحب قصور سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا لڑکا اور ایک اور نوجوان قتل کے مقدمہ میں ماخوذ تھے۔ چند دنوں کے بعد سیشن جج فیصلہ کرنے والا تھا۔ دیہاتی صاف گو آدمی تھا۔ حضرت قبلہؒ نے جب دریافت فرمایا کہ بابا کیسے آئے ہو تو دیہاتی نے عرض کیا کہ میرے بیٹے اور اس کے ایک ساتھی نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ نوجوانوں نے سخت غلطی کی ہے ان کو معافی دی جائے۔"

حضرت قبلہؒ نے دریافت فرمایا کہ "آخر قتل کی وجہ کیا تھی۔ بوڑھے دیہاتی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا' حضور پرانی رنجش تھی اور بس وہ بدقسمتی سے ان کے سامنے آگیا۔ انہوں نے طیش میں آکر اسے مار ڈالا۔" اس دیہاتی کی صاف گوئی سے حضرت قبلہؒ بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ " جاؤ بابا تمہارا لڑکا بری ہو جائے گا لیکن کسی کو قتل نہیں کرنا چاہیے یہ بڑا گناہ ہے۔" دیہاتی بولا " حضور بے شک وہ آئندہ ایسا قصور نہیں کریں گے۔" دیہاتی نے پھر عرض کیا کہ حضورؒ نے مجھ پر تو کرم فرمایا کہ میرے لڑکے کو بری کر دیا لیکن میرے لڑکے کے دوست کے والدین کیا کہیں گے کہ یہ اپنے لڑکے کو تو چھڑا لایا اور ہمارا لڑکا پھنسا رہا۔"

آپ مسکرائے اور فرمایا " جاؤ بابا دونوں بری ہو جائیں گے لیکن توبہ کریں۔" آٹھ دس دن کے بعد وہی بوڑھا دو نوجوانوں کو ساتھ لے کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ وہ مقدمہ

Marfat.com

سے بری ہو چکے تھے اور اظہار عقیدت کے لیے آئے تھے۔ حضرت قبلہؒ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا' "جاؤ پھر کبھی ایسا برا کام نہ کرنا۔"

موت کے منہ سے نجات

مہر غلام محمد' سابق سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ کا بیان ہے کہ "حضرت کرمانوالہ" ریلوے اسٹیشن منظور ہوا تو ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو اس کا اجرا ہونے والا تھا۔ افتتاحی تقریب کی خوشی میں ریلوے اسٹیشن اور گاؤں کو جھنڈیوں سے سجانے کا پروگرام بنایا گیا' حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن کے عین سامنے گاؤں میں داخل ہونے کا بڑا دروازہ ہے۔ ان دنوں یہ ڈیوڑھی نما عمارت تنہا کھڑی تھی۔ کوئی اور مکان اس سے ملحق نہ تھا۔ دن کی روشنی میں باقی جگہوں پر جھنڈیاں لگا دی گئیں تو نماز مغرب کی اذان ہو گئی۔ ڈیوڑھی پر جھنڈیاں لگانے کا پروگرام ملتوی کر کے ہم سب حضرت صاحبؒ قبلہ کے ہمراہ نماز ادا کرنے چلے گئے۔ نماز ادا کر کے دعا کے بعد ہم جلدی اٹھ آئے اور ڈیوڑھی کی دیوار کے ساتھ ایک سیڑھی لگا کر میں چھت پر جانے کے لیے سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ اتنے میں دور سے صاحبزادہ صاحبان (جناب محمد علی شاہ صاحبؒ اور جناب عثمانؒ علی شاہ صاحب) تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آتے دکھائی دیے وہ بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ ڈیوڑھی کے اوپر کوئی آدمی نہ چڑھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے صاحبزادہ صاحبان کو حکم دیا ہے کہ وہ خود سیڑھی پر چڑھ کر جھنڈیاں لگائیں۔ چنانچہ مہر صاحب پھر سیڑھی سے نیچے اتر آئے دونوں صاحبزادہ صاحبان بیک وقت اوپر جانا چاہتے تھے لیکن سیڑھی کمزور تھی اس لیے صاحبزادہ محمد علی شاہ ایک ہاتھ میں ہتھوڑی اور دوسرے میں ٹارچ لے کر سیڑھی پر چڑھ گئے۔ ابھی چھت پر نہیں اترے تھے کہ ٹارچ روشن کی سیڑھی کے عین سامنے ایک لمبا سا زہریلا سانپ لیٹا ہوا نظر آیا صاحبزادہ صاحب نے ہتھوڑی کا وار کیا اور سانپ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

اللہ اللہ ولی کامل کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سانپ کی موجودگی کا خطرہ محسوس کرتے ہی آپؒ نے فی الفور میری حفاظت کا انتظام فرما دیا اور صاحبزادہ صاحبان کو روانہ فرما کر مجھے موت کے منہ سے بچا لیا۔ میں چھت پر اترتا تو یقیناً" سانپ مجھے ڈس

Marfat.com

لیتا۔

مرید کی دستگیری

مولوی مقصود احمد صاحب سکنہ باجڑہ گڑھی ضلع سیالکوٹ کا بیان ہے کہ ان کے ایک عزیز بابو غضنفر علی ایف اے پاس تھے۔ حضرت صاحبؒ کی کرم نوازی سے محض کلرک بھرتی ہو کر جلد ترقی کر کے ایس ڈی او بن گئے وہ پشاور چھاؤنی میں کام کرتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ان کو پشاور سے بنگال تبدیل کر دیا گیا۔ اچانک روانگی کی وجہ سے وہ مکمل چارج نہ دے سکے اور ان کے خلاف کئی ہزار روپے کے غبن کا مقدمہ بن گیا۔ بنگال سے پھر بذریعہ تار واپس پشاور بلا لیا گیا اور ملازمت سے معطل کر کے تحقیقات شروع کر دی گئی۔ اس سلسلہ میں ایک انگریز افسر اور علاقہ کا تھانیدار ہمارے گاؤں میں آئے اور بابو غضنفر علی کے مکان کی تلاشی لے کر تمام اشیا ضبط کر کے ایک کمرہ میں بند کرنے کے بعد تالا لگا دیا اور دوسرے دن ٹرک پر لاد کر سارا سامان پشاور لے جانے کا پروگرام بنالیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں راتوں رات مولوی مقصود احمد صاحب حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرموں والا ضلع فیروزپور پہنچ گئے حضور! نے پہلا سوال یہی کیا کہ "مجھے بابو غضنفر علی کی بات سناؤ" مولوی صاحب نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپؒ نے طیش میں آ کر فرمایا' بڑے ظالم ہیں غریب کے مکان پر چھاپہ مار دیا" پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔ "مقصود احمد جاؤ کھانا کھاؤ۔ کوئی فکر نہیں ہے اللہ کریم رحم کر دیں گے۔" نماز عصر کے قریب پھر آپؒ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں چند چھوٹی چھوٹی چیزیں لے جائیں گے جن پر سرکاری نشان ہیں ہمارا سامان نہیں لے جائیں گے۔

دوسرے دن حضورؒ سے اجازت لے کر جب واپس گھر پہنچے تو پتہ چلا کہ جب وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے وہی انگریز افسر پھر آ گیا۔ سکھ سب انسپکٹر پولیس اس کے ہمراہ تھا بابو غضنفر علی کے مخالفین بغلیں بجا رہے تھے اور گاؤں کے تمام مرد و زن کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب ٹرک پر سامان لاد لیا گیا تو سکھ سب انسپکٹر نے کہا کہ جناب کیا یہ پلنگ میزیں اور کرسیاں آپ کے گھر میں نہیں یا میرے گھر میں نہیں ہیں؟

Marfat.com

انگریز افسر نے کہا کہ ہاں واقعی یہ چیزیں تو سب کے گھر میں ہوتی ہیں۔ پھر کیا کرنا چاہیے" سکھ سب انسپکٹر نے کہا کہ یہ سب چیزیں یہاں ہی مقفل کر کے کسی کی ضمانت میں رکھ دیں البتہ سرکاری نمبر والی اشیا لے جائی جا سکتی ہیں۔" چنانچہ انگریز افسر نے گھر کا سارا سامان ایک کمرہ میں مقفل کر کے سربمہر کر دیا اور کہا کہ مقدمہ کے فیصلہ پر جو حکم ہو گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس طرح مخالفین کی شرارت ختم ہو گئی وہ انگریز افسر پشاور پہنچتے ہی موٹر سائیکل سے گر کر مر گیا۔ دیگر پولیس افسروں کی شہادت سے بابو غضنفر علی کے خلاف غبن کا کیس ثابت نہ ہو سکا۔ یہ حضرت قبلہؒ کی کرم فرمائی تھی فیصلہ یہ ہوا کہ بابو غضنفر علی کو تنزلی کے بعد پھر ۴۵ روپے ماہوار کلرک مقرر کر دیا جائے۔

مقدمہ سے بری ہونے کے بعد بابو غضنفر علی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی زبانی ساری سرگزشت سنی اور فرمایا فکر نہ کرو تم جلد ہی پھر اپنے محکمہ میں بڑے افسر بن جاؤ گے چنانچہ دو تین سال کے بعد وہ پھر اپنی حسن کارکردگی اور محنت کی وجہ سے ہیڈ کلرک بن گئے اور بعد ازاں اسی عہدہ سے ریٹائر ہو کر پنشن حاصل کی۔

شیخ کامل کی غیبی امداد

ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب زرعی یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے امریکہ چلے گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن پروفیسر صاحب کا لیکچر غروب آفتاب کے بعد ختم ہوا۔ رات کے سائے پھیل چکے تھے۔ پروفیسر صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس گھر پہنچنے کے لیے کوئی کار یا موٹر سائیکل ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے نفی میں جواب دیا پروفیسر صاحب نے ان کی ایک ہم سبق لڑکی سے دریافت کیا کہ "تمہارے پاس کوئی موٹر کار ہے۔" وہ جھٹ بول اٹھی کہ ہاں میں ان کو اپنے ساتھ لے چلوں گی۔" وہ دونوں کچھ دور سڑک پر چلتے گئے تو ڈاکٹر رحیم صاحب نے دریافت کیا کہ تمہاری گاڑی کہاں ہے وہ لڑکی کہنے لگی کہ ابھی کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ خدا خیر کرے۔ اتنے میں ایک ٹیکسی آئی اور دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ اس لڑکی کی اقامت گاہ راستہ میں تھی جب وہاں

Marfat.com

پہنچے تو اس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ کافی کی ایک پیالی پی لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب نے سادگی اور صاف دلی سے اس کی دعوت قبول کرلی کیونکہ انکار بد خلقی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو لڑکی نے ملاقات کے کمرہ میں بٹھا دیا اور خود قہوہ تیار کرکے لانے کے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی تو رات کا لباس پہنے ہوئے تھی اور کافی کے برتن اس کے ہاتھوں میں تھے۔ اب اس کے انداز بدل چکے تھے اور وہ غمزہ و ادا کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس مرحلہ پر ڈاکٹر صاحب کو احساس ہوا کہ وہ کس خطرناک صورت حال میں پھنس گئے ہیں۔ نجات کی راہیں مسدود نظر آئیں تو معاً" اپنے پیر و مرشد حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا خیال مبارک دل میں آیا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے آپ" دروازے میں کھڑے دکھائی دیے ڈاکٹر صاحب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فوراً" اٹھ کر دروزے کی طرف بھاگے دروازہ کھل گیا اور باہر سڑک پر پہنچ کر ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ اس طرح شیخ کامل کی کرم نوازی سے ڈاکٹر صاحب اس غارت گر ایمان کے پنجے سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بیشک شیخ کامل اپنے عقیدت مندوں کی دستگیری اور اعانت کے لیے ہزاروں میل کے فاصلے پر بھی آناً" فاناً" پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت قبلہ کا طریقہ تلقین

ڈاکٹر محمد رفیق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں اپنی اولین حاضری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ لاہور سے وہ اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان کے چچازاد بھائی سیٹھ محمد شفیع بھی ان کے ساتھ تھے۔ لاہور سے عمدہ آموں کا ایک ٹوکرا بطور نذر پیش کرنے کے لیے ساتھ لے لیا۔ فیروز پور اسٹیشن سے کرمونوالہ شریف دو اڑھائی میل کی مسافت پر تھا۔ ہم آرام طلب شہری نوجوان! خیر جوں توں کرکے منزل مقصود پر پہنچے نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا اور پھر نماز عشاء کے بعد ایک خادم نے کہا کہ حضرت صاحب" نماز فجر کے بعد ملاقات کریں گے۔ سب صاحبان اب آرام کریں۔

Marfat.com

شوق دیدار نے ہمیں بے قرار کر رکھا تھا۔ ہم نے میاں بالا صاحب" (میاں محمد اقبال) کو آموں کا ٹوکرا پیش کرکے کہا کہ یہ حضور" کی خدمت میں پہنچا دیں۔ میاں صاحب" نے کہا "لے جاؤ یہ ٹوکرا۔ تم شہری بہت ہوشیار اور چالاک ہوتے ہو۔ یہاں ٹوکروں کی پرواہ نہیں۔ ملاقات صبح کے وقت ہی ہوگی۔" ہم دونوں نوجوان تھے۔ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے سیٹھ محمد شفیع نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ سب دکانداری معلوم ہوتی ہے چلو صبح کی نماز کے بعد واپس چلیں اور آم بھی ساتھ لیتے چلیں گے۔ راستہ میں لوگوں میں تقسیم کردیں گے۔

نماز فجر کے بعد ہم روانگی کے لیے تیار ہو رہے تھے کہ خلاف معمول آپ نے تھوڑی دیر کے بعد ہی حجرہ شریف کا دروازہ کھولا اور خادم کو ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت لاہور سے جو تین آدمی آئے تھے۔ ان میں سے سب سے چھوٹے نوجوان کو بلا لاؤ۔ میں خدمت میں حاضر ہوا عجیب کیفیت تھی رعب ولایت سے میں خاموش بت بنا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا "برخوردار! یہاں دکانداری نہیں ہے۔ میں یہاں کسی کے حکم سے بیٹھا ہوا ہوں۔ اور ذکر فکر کی تلقین میرا فرض ہے پھر نہایت کرم نوازی سے بعض نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے بعد ازاں خادم کو بھیجا کہ جاؤ دوسرے نوجوان کو بھی بلا لاؤ چنانچہ سیٹھ محمد شفیع بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رات بھر آپ لوگوں نے نہ خود آرام کیا اور نہ مجھے آرام کرنے دیا۔ انسان میں صبر اور حوصلہ بھی ہونا چاہیے۔ پھر فرمایا کہ "برخوردار یہاں دکانداری نہیں ہے۔" میں تو بزرگوں کے حکم کے مطابق بیٹھا ہوا ہوں۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کے والد بزرگوار بھی حاضر ہوئے اور سب کو آپ نے اپنی کرم نوازی سے گرویدہ بنا لیا اور ہمیں آپ کے علوشان کا پوری طرح احساس ہوا اور ہماری دنیا ہی بدل گئی۔

کراچی کا سیٹھ

شیخ چراغ دین فیروز پور کے رہنے والے تھے۔ دیہات میں پھیری کرکے کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور گئے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ غلامی میں داخل ہو گئے۔ پھر وقتاً" فوقتاً" خدمت بابرکت میں حاضر ہونے لگے

Marfat.com

آپ جب بھی دربار عالیہ میں حاضر ہوتے حضرت صاحب" شفقت سے فرماتے۔ "آ بیلیا کراچی دیا سیٹھا آگیا ایں" شیخ صاحب حیران ہوتے کہ میں تو بمشکل مزدوری کر کے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہوں اور حضور" مجھے ہر مرتبہ اسی طرح مخاطب فرماتے ہیں۔ اس سے شیخ صاحب کی ڈھارس بندھ جاتی اور وہ یقین کر لیتے کہ انشاء اللہ مرد کامل کی نظر عنایت سے ان کے دن پھر جائیں گے۔

پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو وہ سرزمین پاکستان میں داخل ہوتے ہی سیدھے کراچی پہنچے۔ کاروباری آدمی تھے کاروبار کے مرکز جوڈیا بازار میں ان کو ایک اچھی دکان الاٹ ہو گئی۔ رہائش کا مسئلہ بھی حضرت صاحب" کی نظر کرم سے طے ہو گیا اپنے لڑکوں کی امداد سے وہ کاروبار میں مشغول ہو گئے اور بہت جلد اس کاروباری مرکز میں اپنی ساکھ بنالی۔ حتیٰ کہ چند سالوں کے اندر ہی سیٹھ چچا کے نام سے مشہور ہو گئے اور کراچی میں سیٹھ چراغ دین کے مشہور و معروف نام سے پہچانے گئے بعد میں ان کے کاروبار میں بہت وسعت پیدا ہو گئی وہ امور دینیہ میں سرگرمی سے حصہ لینے والے بزرگ تھے بڑے بڑے کاروباری میمن حضرات بھی ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔

عالم دین پر نظر کرم

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کچھ عرصہ ستلج کاٹن ملز سے ملحقہ ہائی سکول میں معلم اسلامیات کی حیثیت سے کام کرتے رہے آپ ہر جمعرات کو نماز عصر کے بعد اپنے احباب کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہ" کی خدمت بابرکت میں حاضری کے لیے آتے اور اکثر اوقات حضرت صاحب" کے ارشاد کی تعمیل میں خوش الحانی سے نعت سنایا کرتے تھے۔ وہ عموماً" عظیم البرکت امام اہلسنت حضرت مولانا احمد خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سوز و محبت میں ڈوبی ہوئی نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن نعت پڑھ چکے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ "نوے روپے" آپ نے فرمایا صرف نوے روپے؟ آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ ہونی چاہیے۔ مولانا صاحب یہ سن کر خوش تو ہوئے لیکن گہری سوچ میں ڈوب گئے کہ یہ تو بڑی بات ہے۔

Marfat.com

تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب ؒ نے پھر دریافت کیا کہ "کیا آپ کبھی کراچی بھی گئے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا کہ نہیں حضور ؒ کراچی جانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا آپ ؒ نے فرمایا کہ برخوردار کراچی جانا چاہیے! چنانچہ کچھ دنوں کے بعد بعض دوستوں کی دعوت پر بعزم کراچی روانہ ہو گئے وہاں پر ان کو ایک ماہ تک رکنا پڑا اور کئی تقریبات میں شمولیت کی۔ بالآخر میمن مسجد کے خطیب منتخب ہو گئے اور ان کی ماہوار تنخواہ حضرت صاحب ؒ کے ارشاد عالیہ کے مطابق چار سو روپیہ ہی مقرر ہوئی۔ اس کے بعد کراچی کے دینی حلقوں میں ان کے مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ کراچی کے ہی ہو کر رہ گئے۔

روحانی تصرف کے ذریعہ دستگیری

خواجہ منظور احمد صاحب قیام پاکستان کے بعد لدھیانہ سے کراچی آ گئے۔ یہاں گرومندر کے قریب ان کو ایک کشادہ دو منزلہ مکان الاٹ ہو گیا جس کا محل وقوع نہایت عمدہ ہے۔ ان کے بڑے کنبہ کے لیے یہ ایک موزوں مکان تھا نچلے حصہ میں وہ مع اہل و عیال فروکش ہو گئے کچھ دنوں کے بعد ان کے بڑے بھائی کی سفارش پر ایک ہندو وکیل بھیم جی کو عارضی طور پر قیام کے لیے بالائی منزل دے دی گئی خواجہ صاحب کی یہ کشادہ دلی انسانی ہمدردی کی بنا پر تھی۔ ہندو وکیل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے مکان کا بندوبست کرکے اس میں منتقل ہو جائے گا۔ وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ وکیل کی نیت میں فتور پیدا ہوا اور اس نے بالائی حصہ کے قبضہ کے لیے قانونی چارہ جوئی شروع کر دی اب خواجہ صاحب کو معاملہ کی نزاکت کا احساس ہوا۔ پانی سر سے گزر چکا تھا۔ جواباً قانونی چارہ جوئی کا سہارا لیا لیکن جب زیادہ خطرہ محسوس ہوا تو ایک دن اپنے خاص آدمی میاں محمد بوٹا سیالکوٹی کو عرض حال کے لیے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت کرمانوالہ شریف روانہ کر دیا۔

میاں محمد بوٹا حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ؒ نے خودبخود خواجہ منظور احمد کی خیروعافیت کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ حضور ؒ ویسے تو خواجہ صاحب آپ کی دعا سے بخیروعافیت ہیں مگر مکان کے بارے میں بہت پریشان ہیں ہندو وکیل اب بالائی منزل پر قبضہ کرنے کے لیے قانونی چارہ جوئی کر رہا ہے۔" یہ سنکر

Marfat.com

آپؒ نے پر جلال لہجہ میں فرمایا "مکان ہمارا اپنا ہے بزرگوں نے ہمیں عطا کیا ہے وہ ہندو وکیل اس معاملہ میں دخل دینے والا کون ہوتا ہے۔ مکان ہم سے کوئی نہیں لے سکتا۔ ہمارے پاس ہی رہے گا۔

کراچی میں ہندو وکیل بھیم جی اور اس کے دوسرے رشتہ دار جو دوسری جگہوں پر اقامت پذیر تھے اس رات سخت دہشت زدہ رہے اور کہیں بھی اس خاندان کا کوئی فرد رات کو چین سے نہ سو سکا۔ صبح کو سارے خاندان کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور سب نے اپنی اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ پڑھے لکھے لوگ تھے سمجھ گئے کہ خواجہ صاحب سے ٹکر لینے کا یہ نتیجہ ہے سب مل کر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت سماجت کے بعد طے ہوا کہ مقدمہ واپس لے لیا جائے گا اور جتنی جلدی ممکن ہو سکا مکان خالی کر دیا جائے گا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد تصفیہ ہو گیا اور وہ مکان کی بالائی منزل خالی کر کے چلے گئے۔

شر اعداء سے حفاظت کا انوکھا ہتھیار

مناظر اسلام مولانا محمد عمرؒ صدیقی اچھروی بلند پایہ خطیب تھے ان کی طبیعت میں مناظرہ اور مجادلہ کا رنگ غالب تھا۔ حضرت صاحبؒ کے پر خلوص عقیدتمندوں میں سربر آوردہ ہستی تھے۔ مختلف الخیال عقاید کے لوگوں سے ان کے مناظرے جاری رہتے تھے اسی وجہ سے بعض اوقات مخالفین کی عداوت کے سبب ان کو پریشانیوں میں بھی مبتلا ہونا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ سندھ اور ریاست خیر پور کے دورہ سے واپس لوٹے تو حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ مخالفین کی شرارتوں اور دھمکیوں کی وجہ سے ان کی طبیعت سخت پریشان تھی اور سکون نہیں تھا۔

حضرت صاحبؒ کی خدمت بابرکت میں شرف یاب ہوتے ہی سکون قلب حاصل ہوا اور طمانیت میسر ہوئی لیکن پھر بھی مخالفین کی شرانگیزیوں اور اپنی پریشانیوں کا ذکر کر ہی دیا اور عرض کیا کہ پستول کا لائسنس مل جائے تو حفاظت کے لیے پستول خرید لوں حضرت صاحبؒ نے میٹھے میٹھے الفاظ میں تسلی و تشفی دی اور اپنے خادم کو فرمایا کہ جاؤ بیری کے درخت سے ایک موٹا ڈنڈا کاٹ کر عصا بنا کر لاؤ۔ خادم تھوڑی دیر کے بعد عصا

Marfat.com

لے کر آگیا۔ آپؒ نے وہ عصا مولوی صاحبؒ کو تھما دیا اور فرمایا کہ اسے عصائے موسوی سمجھیں اور بے فکر تبلیغ دین کا کام کریں۔ اسے اپنے ساتھ رکھیں اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ پستول کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت مولانا صاحبؒ اس کے بعد سفر و حضر میں وہ عصا اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ان کی ہیبت سب پر چھائی رہتی تھی حتیٰ کہ گھر میں مرغیوں کے ڈربے کے ساتھ کھڑا کر دینے سے رات کو بلیوں سے بھی مرغیوں کی حفاظت ہوتی تھی۔

مشکل مسئلہ حل کر دیا

واعظ شیریں بیان مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد حضرت داتا گنج بخشؒ نے بیان فرمایا کہ ۱۹۶۰ء میں ایک شرعی مسئلہ سمجھنے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ سردی کا موسم تھا آپ اس وقت اپنی حویلی کی چار دیواری کے اندر شمال مغربی کونے میں بستر پر تشریف فرما تھے۔ ناچیز قریب پہنچا تو آپؒ نے ازراہ عنایت و مہربانی اپنے قدم مبارک کے پاس زمین پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ بندہ جب اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک کتاب ہاتھ میں لے کر فرمایا مولوی صاحب اس کتاب کے فلاں صفحہ کی عبارت پڑھیں۔" میں نے کتاب کھولی فارسی زبان کی کتاب تھی جب میں نے اس صفحہ پر تحریر شدہ عبارت پڑھی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس مقام پر اسی مسئلہ کی وضاحت درج تھی جو میں سمجھنے کے لیے حاضر ہوا تھا جب میں مکمل عبارت پڑھ چکا تو آپؒ نے فرمایا "مولوی صاحب کیا مسئلہ سمجھ میں آگیا ہے؟" میں نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد مختلف علمی مسائل پر آپ کافی دیر تک روشنی ڈالتے رہے اور میں آپ کے تبحر علمی سے مستفید ہوتا رہا۔ سادہ الفاظ میں بہت سے دقیق مسائل کی وضاحت فرما دی۔

دست غیب

مولوی مقصود احمد سکنہ باجڑہ گڑھی ایک مڈل سکول میں صدر مدرس تھے۔ ان کی تنخواہ ۳۵ روپے ماہوار تھی کئی سال تک کوئی ترقی نہ ہوئی مگر اس قلیل تنخواہ میں بھی

Marfat.com

اتنی برکت ہوئی کہ انہوں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور رہائشی مکان کی پرانی عمارت مسمار کر کے نئی پختہ عمارت بھی تعمیر کر لی۔ ایک دفعہ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب ؒ کی خدمت اقدس میں عرض کروں کہ میری تنخواہ میں اضافہ کیا جائے حاضر ہوئے تو بقول

اے لقائے تو جواب ہر سوال

آپ ؒ نے خود ہی دریافت فرمایا۔ "مقصود احمد تمہاری تنخواہ کیا ہے؟" وہ جواب دینے نہ پائے تھے کہ حضور ؒ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ جاؤ بتانے کی کیا ضرورت ہے کوئی کمی نہیں رہے گی۔"

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور انور ؒ کے اس ارشاد مبارک کے بعد ان کی تنخواہ میں ہر سال اضافہ ہونے لگا۔ حتیٰ کہ ریٹائرمنٹ کے وقت ان کی ماہوار تنخواہ ۳۳۵ روپے تک پہنچ چکی تھی تمام بچوں کی شادیوں میں فراخدلی سے خرچ کیا اور دست غیب کی عطائیں بڑھتی ہی گئیں۔

۱۹۶۴ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے تو خدمت اقدس میں حاضری کے وقت عرض کیا حضور تمام سرکاری ملازمین کو پنشن مل جاتی ہے مگر میری پنشن نہیں ہے حضور انور ؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا منشی جی! فکر نہ کرو۔ اللہ کریم تمہاری پنشن بھی مقرر فرما دیں گے۔" چنانچہ دوسرے ریٹائرڈ مدرسین کے ساتھ مل کر تھوڑی سی کوشش کرنے کے بعد حضور انور ؒ کے ارشاد کے مطابق آغاز ملازمت سے سب کی سرکاری سروس شمار کر لی گئی اور اللہ کریم کے فضل سے سب کو پنشن مل گئی۔

اولاد نرینہ عطا ہوئی

موضع مہوں کے پاکپتن شریف کی ایک نواحی بستی ہے وہاں کے نمبردار حاجی سکندر خان آپ کے مخلص عقیدتمندوں میں تھے اور آپ کو حاجی سکندر خان سے محبت تھی درگاہ عالیہ پاکپتن شریف کی حاضری سے فراغت کے بعد ایک مرتبہ آپ حاجی سکندر خاں اور دوسرے عقیدتمندوں کی پر خلوص دعوت پر موضع مہوں کے تشریف

Marfat.com

لے گئے گاؤں میں کچھ دیر قیام کے بعد جب آپ کی روانگی کا وقت آیا تو ایک پریشان حال دیہاتی نوجوان عورت اس مکان کے باہر آکر بیٹھ گئی جہاں آپ فروکش تھے کسی نے اس سے اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ اولاد کی دولت سے محروم ہوں اور زندگی وبال بن گئی ہے اس شخص نے کہا کہ بی بی! اب تو حضرت صاحبؒ بالکل روانہ ہونے والے ہیں اب کیسے عرض پیش کی جائے۔" عورت دھن کی پکی تھی اٹھی اور جھٹ گاؤں سے باہر جا کر اس راستہ پر لیٹ گئی جہاں سے آپ کی موٹر کار گزرنے والی تھی آپ موٹر کار میں سوار ہو کر روانہ ہوئے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں عورت راستہ میں لیٹی ہوئی تھی تو کار رک گئی آپ نے دیکھا کہ سامنے ایک عورت لیٹی ہوئی ہے دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے کیا یہ عورت اپنی جان سے بیزار ہے کسی واقف حال نے عرض کیا کہ حضورؒ اس عورت کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہے۔"

آپؒ نے فرمایا کہ اس بی بی سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی گود ہری کر دیں گے اور اسے چاند سا بیٹا عنایت فرمائیں گے اب یہ اپنے گھر کو خوش خوش جائے اور ہمارا راستہ چھوڑ دے۔" یہ خوشخبری پا کر وہ عورت اپنے گھر کو روانہ ہو گئی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کی گود ہری ہو گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

دل کی حقیقی صفائی

ایک دن آپ حلقہ عقیدتمندان میں تشریف فرما تھے ایک تعلیم یافتہ نوجوان آئے اور خا۔شی سے مجلس میں بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد آپ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ بابو جی آپ کیسے آئے ہیں۔" نوجوان نے جواب دیا حضرت! دل کا مریض ہوں اس کے علاج کے لیے حاضر ہوا ہوں" آپ نے ذرا زور دار لہجہ میں فرمایا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" نوجوان نے عرض کیا حضورؒ! دل کی روشنی کا متلاشی ہوں۔" آپؒ نے ارشاد فرمایا "مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ مسلمان سنت نبوی کا پابند ہو اور حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرے پھر نہ کسی

Marfat.com

اندھیرے کا ڈر باقی رہتا ہے اور نہ کسی اور روشنی کی تمنا باقی رہتی ہے۔" مزید ارشاد فرمایا کہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں رزق حلال کے حصول کی کوشش کریں کسی کی حق تلفی نہ کریں اور ظاہری شکل و صورت بھی مسلمانوں جیسی بنالیں تو کوئی کمی نہیں رہے گی۔

عرضداشتوں پر فوری فیصلے

محمد امین صاحب شرقپوری نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہا تھا۔ دوران سفر دل میں خیال گزرا کہ اعلیٰ حضرت سرکار شرقپوری حضرت میاں صاحبؒ تو حاضر ہونے والوں کی عرضداشتوں پر فوراً فیصلہ صادر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ اکثر معاملات میں اس قسم کی تیزی سے تصفیہ نہیں فرماتے۔

خدمت اقدس میں باریاب ہوا تو آپ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک مولوی صاحب چند ہمراہیوں کے ساتھ آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحبؒ نے مولوی صاحب کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا "مولوی صاحب! کیا آپ کے ساتھ آٹھ آدمی ہیں؟" مولوی صاحب کہنے لگے جی ہاں۔ ان لوگوں پر قتل ...

حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا۔ "مولوی صاحب کسی انسان کو جان سے مار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ لوگ توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بری کر دے گا اور یہ ڈاڑھی نہ منڈوایا کریں۔" مولوی صاحب نے پھر عرض کیا کہ مقدمہ میں پہلے سے کچھ رعایت ہو گئی ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ یہ لوگ سچے دل سے توبہ کریں کہ پھر ایسی حرکت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بری کر دیں گے' اب آپ لوگ جائیں۔"

ان کے جانے کے بعد حضرت قبلہؒ نے نظر شفقت سے مولوی محمد امین صاحب (مرحوم) کی طرف دیکھا مولوی صاحب نے سرخم کر لیا اور اپنے قلبی وسوسہ پر پشیمان ہوئے۔

Marfat.com

کشف و کرامات کے اس باب کو اگر لکھتا چلا جاؤں تو اس کے ختم ہونے کا امکان نہیں - یہ ایک بحر بے کنار ہے جس کا احاطہ ناممکن ہے۔ ہر شخص کے ساتھ آپ کا معاملہ گو علیحدہ اور اسرار جداگانہ تھے۔ لیکن ہر ایک مرید اور خادم یہی سمجھتا تھا کہ حضرتؒ کی شفقت اور عنایت جتنی اس پر ہے اتنی اور کسی پر نہیں۔ آپ کا معاملہ مریدوں کے ساتھ مرید کرنے اور تعلیم شروع کرنے کے دن سے اعلیٰ مقامات تک ترقی دینے تک ہر روز ایسا ہی تھا اور سب کے احوال پر ہمیشہ نظر رہتی تھی۔ طالبوں کے حالات سے آپؒ کا آگاہ ہونا اور ان کے حالات آئندہ سے اطلاع دینا اور پھر اسی کے مطابق واقعات کا ظہور میں آنا بے شمار مرتبہ آپؒ سے ظاہر ہوا لا علاج مریضوں کی شفا یابی، حاجت مندوں کی حاجت روائی اور مشکلات و مصائب میں پھنسے ہوئے لوگوں کی رہائی آپ کی توجہ سے آسان ہو جاتی تھی۔ آپ کے عقیدتمندوں کی تعداد ہزاروں لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ اگر ہر ایک کی نسبت صرف ایک کشف و کرامت کا بیان کیا جائے تو خوارق و کرامت لاکھوں تک پہنچ جائیں۔ ہر لحہ اور ہر ساعت آپ سے خوارق ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اس لیے طوالت بیان سے اجتناب کے لیے اسی پر اکتفا کرنا ہی مناسب ہے

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

یہ باب تشنہ تکمیل ہی رہے گا اگر اس میں مختصر ذکر آپؒ کے ان تصرفات کا نہ کیا جائے جن کا ظہور وصال کے بعد ہوا۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اولیا اللہ عین حیات میں مخلوق خدا کو ہر طرح نفع پہنچاتے ہیں ان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کی جانب اپنی ہمت صرف فرماتے ہیں۔ لیکن وصال کے بعد یہ سلسلہ بدرجہ اولیٰ جاری رہتا ہے اور ان کے متوسلین اور عوام الناس ان کے فیضان سے برابر بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں اکثر احباب نے اس (محمد اکرم) فقیر سے ذکر کیا کہ ان کو مشکلات میں جب بھی دربار عالیہ پر حاضری کا موقع ملا مشکلات حل ہو گئیں اور انہیں اطمینان قلب حاصل ہوا۔ بعض واقعات یہاں قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

۱۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے کچھ عرصہ بعد سیٹھ محمد شفیع لاہوری ذیابیطس میں مبتلا ہو گئے۔ خون اور پیشاب میں ۶۵ ۔ ۷۰ فیصدی تک شکر آنے لگی چند دنوں میں ہی ان کی صحت بالکل خراب ہو گئی۔ آخر ایک دن لاہور میں واقف اسرار حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری دامت برکاتہم نے اپنے ہمراہ ملتان چلنے کا حکم دیا۔ بیمار تھے مگر انکار نہ کر سکے اور ساتھ ہو لیے۔ راستہ میں وہ حضرت کرمانوالہ شریف ایک رات ٹھہرے رات کو سیٹھ محمد شفیع دربار پر حاضر ہوئے اور دیر تک ان پر رقت طاری رہی پھر عرض کیا۔ "حضور" کبھی وہ بھی دن تھے کہ آپ پیار سے "سیٹھا سیٹھا" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اب آپ اس ناچیز غلام کی خبر نہیں لیتے کہ کس حال میں ہوں مجھے تو اس موذی مرض نے نڈھال کر دیا ہے۔"

دوسرے دن حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ ملتان روانہ ہو گئے۔ وہاں ڈاکٹروں کے بتائے ہوئے سب پرہیز بالائے طاق رکھ دیے ملتان سے واپس آئے تو طبیعت بہت حد تک برقرار معلوم ہوتی تھی۔ جب لاہور پہنچ کر ڈاکٹروں سے معاینہ کروایا تو سب حیران رہ گئے کہ شکر کا نام و نشان تک نہ تھا کرم پر کرم یہ کہ آج تک پھر وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

۲۔ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تیسرے سال عرس مبارک کے موقع پر رائے نیاز احمد خاں مرحوم، سیٹھ محمد شفیع اور یہ (محمد اکرم) فقیر دربار عالیہ پر حاضر تھے کہ فیصل آباد سے خان فضل الرحمٰن خاں بھی مزار مقدس پر آئے اور آتے ہی زار و قطار رونے لگے۔ وہ کسی بیماری کی وجہ سے بالکل نحیف و نزار ہو چکے تھے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد ان کو کچھ سکون حاصل ہوا تو رائے نیاز احمد خاں نے مزاج پرسی کی۔ انہوں نے گلوگیر آواز میں عرض کیا کہ وہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور علاج کرتے کرتے تھک چکے ہیں دعا کے لیے اب یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ سب احباب نے مل کر ہاتھ اٹھائے اور ان کے لیے حضور رب العالمین میں حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے توسل سے دعا کی سیٹھ صاحب نے باآواز بلند کہا۔ "سرکار، آپ کے دربار فیض بار میں حاضر ہونے والا سائل خالی نہ جائے اس پر نظر کرم فرمائی جائے اور شفا بخشی جائے۔"

Marfat.com

فضل الرحمن خان اسی شام واپس فیصل آباد چلے گئے کچھ دنوں کے بعد جب لاہور میں ملے تو بالکل تندرست و توانا تھے۔ پھر ان کو اس مرض کی تکلیف نہ ہوئی۔

۳۔ سید سخاوت حسین بخاری ایم اے ایل ایل بی پلیڈر ضلع کچہری شیخوپورہ میں وکالت کرتے تھے۔ وہ ضلع شیخوپورہ کی شعیہ کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد وکالت کے پیشہ سے ان کا جی بھر گیا۔ لیکن وہ اسے کسب معاش کا ذریعہ سمجھ کر وقت گزارتے رہے اسی دوران حضرت صاحبؒ کے حالات و کمالات سن کر ان کو آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ حضرت کرمانوالہ شریف نزد اوکاڑہ جا پہنچے پہلی ہی ملاقات میں حضرت صاحبؒ کے گرویدہ ہو گئے پڑھے لکھے تھے آپ کے ہاں شریعت اور سنت کا مکمل اتباع دیکھا تو بے حد متاثر ہوئے۔ شیخوپور واپس گئے تو پیشہ وکالت سے اور بھی دل سرد ہو گیا اور اسے ترک کرنے کا ارادہ لے کر پھر حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ روزی رساں ہیں۔ وہ معاش کا کوئی اور بہتر ذریعہ بنا دیں گے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد ان کو فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں جگہ مل گئی اور وقت گزرنے لگا جب کچھ عرصہ بعد پھر حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ عرض کیا کہ "تین سو روپے ماہوار" آپ نے فرمایا پانچ سو روپیہ ہو جائے گی اور پھر ہزار روپیہ ہو جائے گی فکر نہ کریں۔" مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد افسران بالا سے ان بن ہو گئی اور ملازمت سے علیحدگی اختیار کرنا پڑی کچھ دن بیکاری میں گزرے تو پریشانی لاحق ہوئی اسی حالت میں اپنے حقیقی بھائی پروفیسر شجاعت حسین بخاری سے ملنے لاہور گئے۔ وہ وحدت کالونی کوٹھی نمبر ۱۴-ڈی میں اقامت پذیر تھے۔ باتوں باتوں میں بھائی صاحب نے کہا کہ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت صاحبؒ کے توسل سے کیوں کوشش نہیں کرتے۔ حضرت صاحب کا وصال ہو چکا تھا۔

ان سے رخصت ہو کر وہ گھر گئے اور وہاں سے حضرت کرمانوالہ شریف دربار عالیہ میں حاضری کے لیے روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر مزار شریف پر حاضری دی اور حاضری کے وقت زبان خاموشی سے اپنی بیکاری کا حال خدمت اقدس میں بیان کیا۔

Marfat.com

واپس گئے تو جلد ہی ان کو واپڈا میں جگہ مل گئی اور وہ بطور فورمین تربیت حاصل کرنے لگے۔ تنخواہ تین سو روپے ماہوار مقرر ہوئی ایک سال کے بعد وہ بطور مستقل فورمین پانچ سو روپے ماہور تنخواہ پانے لگے اور پھر جلدی ہی الاؤنس وغیرہ شامل کر کے ان کو ایک ہزار روپیہ ماہوار ملنے لگا۔ واپڈا کالونی میں ان کو رہائش کے لیے ایک بنگلہ بھی مل گیا۔

اولاد پاک

آخر میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک کے مختصر حالات تبرکاً" درج کیے جاتے ہیں آپ کے حقیقی چچا سید قطب الدین شاہ" کی دختر نیک اختر کو حضور" کی شریکہ حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس نیک اور پاک بی بی کے بطن سے آپ کے ہاں دو صاجزادیاں اور پانچ صاجزادے تولد ہوئے ایک صاجزادی اور تین صاجزادے ۱۔ سید عثمان علی شاہ بخاری" اول ۲۔ حضرت میر طیب رحمتہ اللہ علیہ ۳۔ سید غلام جیلانی" (صغر سنی میں وفات پا گئے) آپ کے وصال کے وقت (جنوری ۱۹۶۶ء) آپ کی اولاد میں سے آپ کی عفیفہ اور طاہرہ صاجزادی اور دو صاجزادے (سید محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور سید عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کی یادگار موجود تھے۔

عمر کے لحاظ سے آپ کی صاجزادی سب سے بڑی تھیں اور مستورات کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اعلیٰ حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے صاحب ارشاد تھیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ المعروف بڑے بابا جی آپ کے بڑے صاجزادے تھے اور صاحب ارشاد تھے۔ (وصال دس جون ۱۹۹۳ء) حالات کے لئے کتاب ہذا کے متعلقہ حصہ سے رجوع کریں۔

سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ کے چھوٹے صاجزادے اعلیٰ حضرت کی طرف سے صاحب ارشاد تھے آپ کا اسم گرامی اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا تجویز کردہ ہے۔ آپ کے حالات زندگی بھی اس کتاب میں علیحدہ شامل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

خطبات جمعۃ المبارک

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ

المعروف حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کردہ خطبات جمعہ میں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ○ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے (القرآن)

اللہ کریم کی نعمتیں بے شمار ہیں اگر انسان ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہے تو تمام کائنات حضرت بادا آدمؑ سے لے کر تمام پیغمبر و انبیاء کرام اور ان کی امتیں جمع ہو کر اور اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلمیں ہو جائیں اور لکھنے والے جن و انس تمام اکٹھے ہو جائیں تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ایک بال برابر بھی نہیں لکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ذکر ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے تین نعمتیں سب سے عظیم ہیں۔

وہ یہ ہیں:

اَلْاِسْلَامُ وَالْقُرْاٰنُ وَمُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔ اصل نعمت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں قرآن کریم اور طریقہ اسلام ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ بغیر طلب کئے رب کریم نے ہمارے اوپر بے حساب احسان کیا اور اللہ کریم نے جتنی بھی نعمتیں عطا فرمائیں ان کا احسان نہیں جتلایا۔ لیکن اپنے محبوبؐ کا بے حساب احسان جتلایا۔ چنانچہ ارشاد رب کریم ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان کیا کہ ایک رسول بھیجا

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

انہیں میں سے جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ بلاشبہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(پارہ ۴۔ العمران۔ ۱۶۴)

۳۶۰ بار بلکہ اس سے مراد بے شمار ہے کہ اللہ کریم ہر مرد عوت مسلمان پر جو اللہ کو واحد اور رسولؐ کو اس کا رسولؐ سمجھتا ہو خواہ کتنا بھی گنہگار ہو اس پر رب کریم رب ہونے کی وجہ سے ایک دن میں ۳۶۰ بار نظر رحمت ڈالتا ہے اور ایک ایک بال پر مہربانی فرماتا ہے۔ اسی طرح نبی کریمؐ اپنا امتی ہونے کی وجہ سے ایک ایک بال پر نظر رحمت ڈالتے ہیں اور اسی طرح اہل اللہ صاحب ولایت ہونے کی وجہ سے اپنے مریدین/ متوسلین کو دیکھتے اور رحمتیں فرماتے ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کی طرف سے تو کوئی کمی نہیں جو کوئی کمی ہے سب ہماری طرف سے ہے۔ اللہ کریم سارا دن اور ساری رات اپنے بندے کو اپنی نظر رحمت سے دیکھتا ہے لیکن ہماری نظریں کسی اور طرف لگی ہوئی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کے لیے جب تشریف لے گئے تو جب آپ چوتھے آسمان پر گئے تو حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

"عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْل"

(میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ (الحدیث)

اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

آپؐ نے حضرت امام غزالیؒ کی روح کو طلب کیا اور حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کروائی۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔ امام غزالیؒ نے کہا ابن محمد ابن محمد ابن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے پوچھا میں نے تو صرف آپ کا نام پوچھا تھا آپ نے سلسلہ نسب سنا دیا۔ امام غزالیؒ نے کہا آپ سے بھی رب نے پوچھا تھا کہ آپ کے

Marfat.com

ہاتھ میں کیا ہے۔ آپ فرما دیتے عصا۔ آپ نے بھی کئی باتیں بتائیں کہ میں اس سے بکریاں چراتا ہوں اور یہ سانپ بھی بن جاتا ہے آپ فرمانے لگے مجھے تو اللہ سے ہمکلامی کا شوق تھا امام غزالیؒ نے کہا آپ کو تو صرف ہمکلامی کا شوق تھا ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے ہاں جا رہے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام غزالیؒ کو ڈانٹا اور پسلی کے اوپر ضرب لگا کر کہا کہ ادب کرو آپ موسیٰ کلیم اللہ وقت کے پیغمبر ہیں۔ امام غزالیؒ جب دنیا میں پیدا ہوئے تو آپ کی ایک پسلی ٹیڑھی تھی۔ یہ نہ سمجھنا کہ موسیٰؑ کلیم اللہ کا شان کم ہے۔

ایک دن حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ بیمار ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیمار داری کے لیے حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے آپؐ نے فرمایا بیٹی تمہارے بچے بہت خوبصورت ہیں ان کی صحت یابی کے لئے کوئی منت مانو۔ حضرت بی بی فاطمہؓ نے عرض کی ہم تین روزے رکھیں گے پہلے دن شام کو افطاری کے لیے آپؓ نے پانچ روٹیاں ایک اپنے لیے ایک حضرت علیؓ کے لیے ایک ایک حسنین کریمین کے لیے اور ایک اپنی باندی فضہؓ کے لیے پکائیں۔ افطاری کا وقت ہوا ہی چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین سے کہا جاؤ اور میرے محبوبؐ کے خانوادہ اہل بیت سے طالب فیض ہو۔ تو حضرت جبرائیل امین نے مع اپنے چار ساتھیوں کے مسکین بن کر حضرت علیؓ کے دروازہ پر دستک دی۔ ہم بھوکے ہیں کھانا کھلائیں بی بی فاطمہؓ نے پانچوں روٹیاں اٹھائیں اور مسکینوں کو دے دیں۔ خود افطاری پانی سے کی۔ اگلے دن پھر افطاری کے وقت حضرت جبرائیل امین مع اپنے چار ساتھیوں کے یتیم بن کر دروازے پر سوالی ہوئے۔ بی بی فاطمہؓ نے پانچوں روٹیاں اٹھائیں اور یتیموں کو دے دیں۔ خود پانی سے افطاری کی تیسرے روز پھر افطاری کے وقت حضرت جبرائیل امین مع اپنے چار ساتھیوں کے اسیر بن کر سوالی ہوئے۔ ہم بھوکے ہیں ہمیں کھانا دے دیں۔ حضرت بی بی فاطمہؓ نے پھر وہ روٹیاں ان کو دے دیں اور خود روزہ پانی سے افطار کیا حضرت جبرائیل امین فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا

اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور اسیر کو۔

یہ شان ہے اہل بیت اطہار کی۔

ایک دن جناب عثمان غنیؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مع اصحاب کے کھانے کی دعوت کی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا کر واپس گھر لوٹے تو حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے گھر سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تک جتنے قدم مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائے تھے ہر قدم کے عوض اتنے ہی غلام آزاد کر دیے۔ یہ ماجرہ دیکھ کر حضرت علیؓ کے دل میں خیال آیا کہ اگر ہم بھی اتنے امیر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتے اسی پریشانی کے عالم میں گھر گئے تو حضرت فاطمہؓ نے وجہ پریشانی دریافت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اس شان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی ہے ہم سب لوگ دم بخود رہ گئے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی۔ آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دیں۔ حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے علیؓ ہمارا اور تمہارا گھر کوئی دو ہیں ایک ہی تو گھر ہے حضرت علیؓ واپس گھر آئے اور سارا ماجرہ بی بی فاطمہؓ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا دوبارہ جاؤ اور حضورؐ سے عرض کرو کہ آپ کی بیٹی فاطمہ نے آپ کو کھانے کی دعوت دی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت فوراً قبول کر لی۔

نبی کریمؐ مع اپنے اصحاب کے حضرت بی بی فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے حضرت بی بی فاطمہ دو نفل نماز پڑھ کر اللہ کے حضور دست بدعا ہوئیں کہ اے اللہ میں نے تیرے توکل پر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آج دعوت کی ہے مہربانی فرمائیں۔ اللہ کریم نے حضرت جبرائیل امین کو حکم دیا کہ آج میرے محبوب کی بیٹی نے میرے محبوب کی دعوت کی ہے۔ آپ فوراً جنت سے کھانا لے کر بی بی فاطمہ کے ہاں جائیں حضرت جبرائیل امین کھانے کے تشت لے کر جن پر ہر آدمی کا نام تحریر تھا حاضر خدمت ہوئے تو جملہ اصحاب اکرام نے مع اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے کھانے تناول فرمائے۔

Marfat.com

بعدازاں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب کی بیٹی نے دعوت کی ہے اس لیے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک کروڑ دوزخی آزاد کیے جائیں۔ یہ شان ہے اہل بیت اطہار کی

ایک اصحابی کے ہاں سیاہ فام بیٹا پیدا ہوا۔ دونوں میاں بیوی کا رنگ سفید تھا اصحابی کو شک گزرا کہ میرا بیٹا نہیں۔ بیوی نے عرض کی کہ اس کا فیصلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروا لیں۔ دونوں میاں بیوی اپنے نومولود بیٹے کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ بیان کیا اتنے میں حضرت حسنؓ تشریف لے آئے تو اس نومولود بچے نے حضرت حسنؓ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا فیصلہ تو ہوگیا یہ بیٹا آپ کا ہی ہے اگر یہ نومولود نطفہ حرام ہوتا تو کبھی میری اولاد کو سلام نہ کرتا۔ یہ شان ہے خانوادہ اہل بیت اطہار کی۔ بعدازاں حضرت امام حسنؓ نے اس بچے کے منہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا رنگ سفید ہوگیا۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آگئی تو باری تعالیٰ نے فرمایا محبوبؐ آپ سو رہے ہیں اور اس گوری کالی گنہگار امت کو کیسے بخشوائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور ایک پہاڑ کی غار میں سربسجود ہو کر امت کے غم میں رونے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی حالت میں تین دن گزر گئے اور گھر تشریف نہ لائے اصحابہ کرام اس جدائی سے بہت پریشان ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے جنگل میں پہنچ کر ادھر ادھر گھومے ایک چرواہا ملا اس سے حضرت عمر فاروقؓ نے دریافت کیا کیا ہمارا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم نے ادھر دیکھا ہے چرواہا نے جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو میں نے نہیں دیکھا لیکن تین دن سے میرا ریوڑ اس غار کے منہ پر بیٹھا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں اور آنسو بہا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا .بیلو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے غم میں جانور بھی شریک ہیں۔ چلو وہاں چلیں غار کے پاس گئے تو کیا دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہیں اور امت کی بخشش کے لیے دعاگو ہیں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر سجدے سے

Marfat.com

اٹھائیں میں اپنی' اپنی اولاد کی اور تمام خلفاء کی تمام نیکیاں آپ کی امت پر نثار کرتا ہوں آپ نے فرمایا صدیق تمہاری مہربانی میری امت بہت زیادہ ہے اور گنہگار ہے اتنی نیکیاں کافی نہیں اسی طرح بعدازاں حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے باری باری عرض کی کہ حضور میری' میری اولاد اور میرے خلفاء کی ساری نیکیاں آپ کی امت پر قربان کرتے ہیں آپ سر سجدہ سے اٹھائیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے جاں نثار ساتھیو میری امت بہت زیادہ اور بہت گنہگار ہے اتنی ساری نیکیاں کفائت نہیں کرتی۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے عرض کی۔ حضور میں اپنی۔ اپنی اولاد کی تمام نیکیاں اور قربانیاں آپ کی امت پر نثار کرتی ہوں۔ سر سجدہ سے اٹھائیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا کہ بیٹی میری امت بہت زیادہ ہے اور بہت گنہگار ہے اتنی نیکیاں کافی نہیں قریب تھا کہ حضرت بی بی فاطمہؓ سجدہ ریز ہوتیں اللہ کریم نے حضرت جبرائیل امین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیج کر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا عنایت کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے)

اور فرمایا اگر حضرت فاطمہؓ سجدہ ریز ہو جاتیں تو مجھے روئے زمین کی تمام کائنات بمعہ کفار کے بخشنی پڑتی۔ یہ شان ہے اہل بیت اطہار کی۔

جب روز قیامت ہوگا تو اللہ کریم ارشاد فرمائیں گے یا رسول اللہؐ آپ کی امت سے حساب شروع ہو گا آپ' اپنی امت پیش کریں اور حساب شروع کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول حضرت صدیق اکبرؓ کو پیش کریں گے اللہ کریم حضرت صدیق اکبرؓ سے پوچھیں گے اے صدیق بتاؤ تم نے کون سی نیکیاں کی ہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ رونے لگیں گے اور عرض کریں گے مجھ سے تو کوئی نیکی نہ ہو سکی آپ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ہم ان کی کما حقہ تعظیم اور تابعداری بھی نہ کر سکے۔ اللہ کریم ارشاد فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے سلسلہ کے تمام لوگ/متوسلین جنت میں داخل ہو جائیں۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ پیش ہوں گے تو رب کریم ارشاد فرمائیں گے "السلام علیکم یا عمرؓ" تمہارا کیا حساب لینا ہے تم اور تمہارے تمام متوسلین/ معتقدین الی یوم القیامہ سب کو لے کر جنت میں داخل ہو جائیں پھر عثمان غنیؓ پیش ہوں گے تو رب کریم بے حساب انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے اور ساتھ فرمائیں گے آپ اپنے اصحاب/ متوسلین / معتقدین الی یوم القیامتہ سب کو لے کر جنت میں داخل ہو جائیں اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ پیش ہوں گے تو اللہ کریم ارشاد فرماویں گے یا علیؓ تم اور تمہارے تمام متوسلین/ معتقدین الی یوم القیامتہ لے کر جنت میں داخل ہو جائیں۔

آخر میں اللہ کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے یا رسول اللہ آپ اپنی ساری امت کو لے کر جنت میں چلے جائیں۔ یہ شان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اللہ کریم نے اپنے نور مبارک سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور پھر لوح و قلم کرسی 'عرش 'فرش اور تمام کائنات پیدا کی۔ آپ نے قلم کو حکم دیا اُکْتُبْ یَا قَلَمُ تَوْحِیْدِیْ (اے قلم میری توحید لکھ) قلم نے تین ہزار سال پتہ پتہ پر اللہ تعالیٰ کی توحید لکھی پھر حکم ہوا۔ اُکْتُبْ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ قلم نے تین ہزار سال تک کائنات کے ذرہ ذرہ پر یہ کلمہ لکھا۔

پھر اللہ کریم نے ارشا فرمایا تمام انبیاء کی امتوں کی تقدیر لکھ قلم نے سب سے پہلے حضرت آدمؑ کی امت کی تقدیر لکھنی شروع کی اللہ کریم نے حکم دیا کہ اے قلم لکھ جو نیک ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو برا ہوگا وہ جہنم میں جائے گا اسی طرح حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کی تمام امتوں کی تقدیر جو نیک ہوا وہ جنت میں جائے گا اور جو برا ہو دوزخ میں جائے گا لکھی گئی بالاخر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تقدیر کے بارے میں لکھنے کی حسب سابق قلم نے ابھی خیال ہی کیا تھا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا "تادب تادب" قلم خشیت الٰہی سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور تین ہزار سال بے ہوش پڑی رہی جب اللہ کی رحمت سے قلم کو ہوش آیا تو قلم نے عرض کی اے باری تعالیٰ الٰہی کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لکھ میرے محبوب کی

Marfat.com

نیک امت جنت میں جائے گی اور گنہگار امت کے متعلق لکھ امتہ مذنبتہ و رب غفور یعنی امت گنہگار ہے اور رب کریم بخشنے والا ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ابو جہل نے اپنے دوست حبیب بن مالک عجمیؓ جو ایک علاقہ کا سردار تھا اپنی مدد کے لیے بلایا اور کہا کہ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس نے اپنی سحر انگیزی کی وجہ سے ہمیں عاجز کر دیا ہے ہماری مدد کریں حبیب بن مالک عجمیؓ بمعہ اپنے لشکر کے مکہ شریف آیا۔ ابو جہل نے اس سے ملاقات کی اور سارا ماجرہ بیان کیا اور کہا ہم اسکے زمینی معجزات سے عاجز آگئے ہیں کوئی آسمانی معجزہ طلب کریں اور ساتھ ہی یہ تاکید کی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ان کی تعظیم کے لیے نہ تم اور نہ میں اٹھوں گا۔ مقررہ جگہ پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ابو جہل اور حبیب بن مالک عجمی بمعہ اپنے لشکر کے فوراً تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوئے اور اپنی کرسی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ سرگوشی کے عالم میں ابو جہل نے حبیب بن مالک عجمی سے کہا میں نے تمہیں اپنی کرسی نہ چھوڑنے کی تاکید کی تھی تم نے اپنی کرسی کیوں چھوڑی۔ حبیب بن مالک عجمی نے جواب دیا کہ تم نے بھی اپنی کرسی چھوڑ دی تھی اور خود بھی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے تھے کیوں۔ مجھے تو کسی غیبی طاقت نے کھڑا کر دیا تم کیوں کھڑے ہوئے ابو جہل نے بھی اسے اسی طرح کا جواب دیا۔ اس کے بعد حبیب بن مالک عجمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ "سورج ابھی غروب ہو جائے اور چاند نکل آئے اور پھر چاند دو ٹکڑے ہو جائے اس کے بعد چاند غروب ہو جائے اور پہلے کی طرح سورج پھر نکل آئے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرا اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی خیال ہی فرمایا تھا کہ سورج غروب ہو گیا چاند نکل آیا اور چودھویں رات کی طرح چاند روشن اور مکمل ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انگلی کا اشارہ فرمایا چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدموں مبارک کو بوسہ دیا اور پھر سارے جسم کو بوسہ دیتا ہوا سر مبارک پر چاند مکمل ہو کر واپس آسمان کی طرف چلا گیا اور غروب ہو گیا پھر سورج نکل آیا اور پہلے کی طرح چمکنے لگا۔

Marfat.com

یہ واقعہ دیکھ کر حبیب بن مالک عجمی بمع اپنے سارے لشکر کے اسلام لے آیا۔ لیکن ابو جہل اپنی ضد پر قائم رہا۔ حبیب بن مالک عجمی نے عرض کی ایک بات میرے دل میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی پوری ہو جائے آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ بھی پوری ہو جائے گی۔

حبیب بن مالک عجمی جب گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی کان آنکھ ہاتھ پاؤں سے معذور بیٹی چنگی بھلی تندرست پھر رہی ہے اس نے اپنی بیٹی سے پوچھا یہ کیا ماجرہ ہے بیٹی نے جواب دیا ابا گھبرانے کی کوئی بات نہیں رات ایک نورانی بابا تشریف لائے تھے اس نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا جس سے میں فوراً تندرست ہو گئی پھر اس نورانی بابا نے فرمایا بیٹی تیرا ابا تو مسلمان ہو گیا ہے تو بھی مسلمان ہو جا اور کلمہ پڑھ

"اللہ احد و رسولہ احمد"

اپنی بیٹی کی صحت اور معذوری ختم کرنے والی بات اس کے دل میں تھی جو آپؐ نے پوری کر دی۔

حبیب بن مالک عجمی نے ۷۰ اونٹوں پر زر و جواہرات لاد کر بمع ۷۰ غلاموں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بطور نذرانہ روانہ کیے جب یہ اونٹ مکہ شریف میں پہنچے تو راستہ میں ابو جہل نے پوچھا یہ اونٹ کس کے ہیں غلاموں نے جواب دیا یہ حبیب بن مالک عجمی کے ہیں اور ان اونٹوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارسال کیا ہے ابو جہل نے کہا کہ حبیب بن مالک عجمی میرا دوست ہے اس نے یہ اونٹ مجھے بھیجے ہوں گے ابھی تکرار جاری تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے آپؐ نے فرمایا یہ انسانوں کی بات نہیں مانتا آؤ جانوروں سے پوچھ لیتے ہیں یہ کن کے ہیں یہ بات سن کر ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رات کی مہلت طلب کی۔ ساری رات ابو جہل اپنے بتوں کے سامنے سجدہ ریز رہا صبح ہوئی تو سب لوگ اکٹھے ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا جانوروں سے پوچھ لیتے ہیں یہ اونٹ کس کے ہیں ابو جہل نے اونٹوں کے گرد چکر لگایا اور پوچھا کہ تم کس کے ہو۔ اونٹ نہ بولے پھر مجمع کثیر نے آپؐ سے عرض کی "تقدم یا محمد" آپؐ آگے بڑھے اور ان اونٹوں کے گرد رحمت کا چکر لگایا اور پوچھا

Marfat.com

اے اللہ کی مخلوق اللہ کے حکم سے بولو کہ تم کس طرف بھیجے گئے ہو اونٹوں نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ حبیب بن مالک عجمی نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا اب اونٹ میں لے جاؤں یا تم ابو جہل۔ ابو جہل بہت نادم ہوا۔

آپ سارے اونٹ اسی وقت "ابو قیس" پہاڑی پر لے گئے سارا سامان زر و جواہرات اونٹوں سے اتارا اور فرمایا "مٹی ہو جا" تمام زر و جواہرات اسی وقت مٹی ہو گئے پھر آپؐ نے تمام اونٹوں کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا اور تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ یہ شان ہے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

جب حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا وصال ہونے لگا تو بی بی فاطمہؓ کو حضورؐ کی خدمت اقدس میں بھیجا کچھ تبرکات لے آؤ تاکہ قبر میں تکلیف نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ تبرکات بھیجے اور فرمایا اللہ کریم رحم فرمائیں گے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکفین کے بعد قبر کو دوبارہ کھولنے کو فرمایا دیکھا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ کا چہرہ انور کعبتہ اللہ کی بجائے آسمان کی طرف تھا۔ حضورؐ پریشان ہوئے تو جبریل امین فوراً حاضر ہوئے اور عرض کی حضورؐ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خدیجہ الکبریٰ کا چہرہ ہماری طرف ہے ہم بڑے ہیں یا خانہ کعبہ یہ سن کر آپؐ خوش ہو گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خیال کیا کہ وزیر قابل ہونا چاہیے جو کاروبار وزارت سنبھال سکے حضرت یوسفؑ نے اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی عرض کی تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا جو شخص علی الصبح سب سے پہلے آپ سے ملے۔ اس کو وزیر بنالیں آپؑ صبح باہر نکلے تو دیکھا ایک لکڑھارا آرہا ہے۔ آپؑ اسے دیکھ کر چل دیئے کہ یہ تو وزارت کے قابل نہیں۔ رب کریم نے اسی وقت ارشاد فرمایا یہی ہے یہی ہے تم جانتے ہو یہ کون ہے یہ وہی شخص ہے جس نے لڑکپن میں جھولے سے اٹھ کر آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔

اللہ کریم کسی کی محنت ضائع نہیں کرتے۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین (القرآن)

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دحیہ کلبی بادشاہ تھا۔ اس کی بادشاہی سات ملکوں پر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ دحیہ کلبی مسلمان ہو جائے چنانچہ دحیہ کلبی کو خواب آیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ صبح ہوئی تو وہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اپنی چادر اتار کر اس کے لیے بچھا دی دحیہ کلبی نے عرض کی حضورؐ میں اتنا گستاخ نہیں آپ کی چادر پر بیٹھوں۔ دحیہ کلبی نے فوراً چادر اٹھائی اور اسے چوم لیا اور عرض کیا حضورؐ مجھے مسلمان کیجئے اور میرے سارے گناہ بخشوا دیے جائیں میں اپنی سلطنت آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور خاموش رہے اتنے میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی اللہ کریم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے گناہ اسی وقت بخش دیے جب اس نے آپ کی قدم بوسی کی تھی آپ نے اسے کلمہ پڑھایا تو وہ رونے لگا آپؐ نے پوچھا۔ کیوں روتا ہے اس نے عرض کی میں نے اپنی ۷۰ بیٹیوں کو قتل کیا ہے کہ کہیں میرا کوئی داماد نہ بنے۔ میری بیوی نے ایک بیٹی چوری چھپے پال لی وہ جوان ہو گئی تو مجھے علم ہوا میں کسی بہانے اسے پہاڑی پر لے گیا اور وہاں دھکا دے کر پہاڑی سے گرا دیا وہ اس دوران ابا ابا کہتی رہی لیکن میں نے ایک نہ سنی اور وہ مر گئی کیا حضور میرا یہ گناہ بھی معاف ہو جائے گا حضورؐ نے فرمایا ہاں۔

دحیہ کلبی نے قبول اسلام کے بعد دین کی بہت خدمت کی۔

ایک دفعہ دحیہ کلبی لنگر کے لیے گندم خریدنے کسی دوسرے ملک گئے۔ اس ملک کی بادشاہ زادی آپ کو دیکھ آپ پر فریفتہ ہو گئی اس نے اپنی خادمہ سے کہا کہ جاؤ اس کو بلا لاؤ ورنہ میں اس کے عشق میں مر جاؤں گی خادمہ گئی اور دحیہ کلبی سے دریافت کیا آپ کو یہاں کیا کام ہے انہوں نے کہا گندم خریدنی ہے خادمہ بولی ہمارے ہاں گندم کے بہت ذخیرے ہیں آپ آئیں جب آپ وہاں پہنچے تو اس شہزادی نے ساتوں دروازے بند کروا دیے اور اپنی نفسانی خواہش کا اظہار کیا آپ گھبرا گئے اور حضورؐ کو یاد کیا اور باہر بھاگے جس دروازے کو ہاتھ لگاتے وہ کھلتا جاتا اس طرح آپ شہزادی کے چنگل سے نکل گئے۔

یہ شان ہے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

Marfat.com

حضرت امام حسینؓ کے واقعہ کربلا کو لکھنے کی قلم میں طاقت نہیں۔ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شاہ علیؓ سے پوچھا کہ بتاؤ اگلی قوموں میں تو وہ شخص شقی تھے جنہوں نے حضرت صالحؑ کی اونٹنی ذبح کی تھی لیکن بتاؤ میری امت میں کون شقی ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ آپ بہتر جانتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جو میری آل کو شہید کرے گا۔

حضرت امام حسینؓ کو کوفے والوں نے خط لکھے کہ جناب حضرت امام حسینؓ یہاں تشریف لے آئیں۔ یہاں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اصل جھگڑا بیعت کا تھا۔ یزید کہتا کہ میری بادشاہی ہے اس لیے میری بیعت کرو۔ امام حسینؓ فرمانے لگے فاسق و فاجر کی بیعت کبھی نہیں قبول کروں گا۔ یزیدی علماء نے فتویٰ دے دیا کہ سید باغی ہو گئے ہیں مسئلہ یہ تھا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

پارہ (۵) سورۃ النساء (۵۹)

یزیدی علماء کو سمجھ نہ آئی مسئلہ تھا تابع داری کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور وقت کے حاکم کی لیکن علماء نے وقت کا حاکم یزید کو سمجھ لیا کیونکہ سلطنت یزید کے پاس تھی جبکہ حقیقت میں حاکم وقت حضرت امام حسینؓ ہی تھے۔ آپ نے فتویٰ دے دیا کہ یزید حاکم نہیں اس لیے آپ کو باغی قرار دے دیا گیا۔ جنکے سینے میں نور عرفان نہیں وہ مسئلہ کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

کوفے والوں نے خط لکھے تو حضرت امام حسینؓ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو بمعہ بچوں کے کوفہ کی طرف بھیج دیا کہ حالات معلوم کریں۔ جب امام مسلم بن عقیل کوفہ گئے تو لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ آپ نے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ

Marfat.com

آنے کی دعوت دے دی۔ لیکن چند دن کے اندر کوفے والوں نے حضرت امام مسلمؑ اور ان کے دونوں بچوں کو شہید کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف حضرت امام حسینؓ کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ راستہ میں آپ کو حضرت امام مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ آپ نے اپنا ارادہ ملتوی نہ کیا اور جب آپ میدان کربلا میں پہنچے تو یزیدی فوجوں نے نہر فرات پر قبضہ کر لیا حضرت عباسؓ علمبردار پانی کے لیے مشکیزہ لے کر نہر فرات پر پہنچے۔ اتنے میں کوفیوں نے وار کر کے پہلے آپ کا بازو کاٹ دیا پھر آپ کو بھی شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون پھر حضرت علی اکبر جو امام حسینؓ کے منجھلے بیٹے تھے تلوار ہاتھ میں پکڑ کر گھوڑے پر سوار ہو گئے سب سے پہلے وعظ کیا کہ ہماری لڑائی عورتوں یا زمین کے لیے نہیں بلکہ اسلام کے لیے ہے کوفیوں نے آپ پر وار کیے آپ نے کئی کوفیوں کو جہنم رسید کیا آخر کار آپ تھک گئے اور حضرت امام حسینؓ کے پاس واپس گئے اور کہا بابا پیاس لگی ہے۔ آپؓ نے اپنا لعاب دہن حضرت علی اکبرؓ کے منہ میں ڈالا تو آپ کو حوصلہ ہو گیا۔ آپ واپس جا کر بہت بہادری سے لڑے آخر کار کوفیوں نے کہا کہ اگر دس منٹ اور لڑے تو ہم سب مارے جائیں گے اِس لیے سب نے مل کر وار کیے اور آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت قاسمؓ علی اکبرؓ سے پہلے میدان جنگ میں گئے تھے جب جانے لگے تو حضرت امام حسینؓ نے کہا کہ تم رہنے دو تم میرے بھائی کی نشانی ہو۔ امام قاسمؓ کہنے لگے میرے ابا جی نے آخری وقت نصیحت کی تھی کہ آپ پر سب سے پہلے جان قربان کر دینا۔ آخر کار حضرت امام قاسمؓ نے جنگ کی اور شہید ہو گئے حضرت زین العابدین جو کہ بیمار تھے انہوں نے اجازت مانگی حضرت امام حسینؓ فرمانے لگے۔ تمہیں جنگ کی اجازت نہیں میرے نانا پاک فرما گئے ہیں کہ تم سے ہماری نسل بڑھے گی۔ آخر میں حضرت امام حسینؓ گھوڑے پر سوار ہوئے آپ نے وعظ کیا کہ ہماری لڑائی اسلام کی خاطر ہے۔ کوئی بھول کر نہ مارا جائے۔ پھر آپ جنگ کرنے لگے۔ یکدم آپ کے خیمے سے رونے کی آواز آئی تو آپ واپس آ گئے اور کہنے لگے میرے ہوتے ہوئے تمہیں کیا خوف ہے۔ گھر والی بیبیوں نے کہا کہ بچہ علی اصغر پیاس کی وجہ سے تڑپ رہا ہے۔ اسے دو گھونٹ پانی پلا دو۔ آپ نے ننھے علی اصغر کو سینے سے لگایا اور میدان جنگ میں لے گئے اور کہا کہ ظالمو!

Marfat.com

لڑائی ہمارے ساتھ ہے بچوں کا کیا قصور ہے۔ دو گھونٹ پانی پلا دو۔ جواب میں ایک شقی القلب نے تیر مارا تو علی اصغر بھی شہید ہو گئے۔ آپ نے ان کی لاش دفنائی اور پھر واپس جا کر لڑنے لگے۔

اتنے میں ایک دیو حاضر ہوا جس کا نام جعفر تھا اس نے عرض کی حضور حکم دیں تو میں سب کو ہلاک کر دوں کیونکہ میرے باپ کو حضرت علیؓ نے خلافت دی تھی۔ میں آپ کا خادم ہوں اجازت دیں۔ حضور فرمانے لگے نہیں ہم کمزور نہیں لیکن خدا کی رضا و صبر یہی ہے۔ آخر کار آپ جنگ کرتے کرتے گھوڑے سے گر پڑے آپ کے بدن مبارک پر بے حساب تیر برسے تھے آپ گھوڑے سے گر پڑے تو شمر لعین آپ کی چھاتی پر آ بیٹھا آپ نے اسے جھڑکا اور اسے اپنا کرتہ اٹھانے کو کہا تو کوڑھ کا نشان تھا اور کہا منہ کھول جب اس نے منہ کھولا تو کتے کی طرح زبان تھی۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا میرے نانا نے سچ کہا تھا کہ تجھے ایسا ہی کتا شہید کرے گا۔ آپ نے پوچھا وقت کیا ہے وہ بولا جمعہ کا وقت ہے۔ آپ کہنے لگے جمعہ پڑھ لینے دو۔ آپ سجدہ میں گئے اور دعا مانگی یا اللہ میرے قاسم کے بدلے جتنے بھی حضورؐ کی امت کے آدمی حضرت قاسم کی عمر کے ہیں ان کو بخش دے اور علی اکبرؓ کی عمر کے جتنے ہیں ان کو بھی بخش دے اور جو میرے ہم عمر ہیں قیامت تک انہیں کوئی تکلیف نہ دے میرے بدن پر ڈال دے اور انہیں بخش دے اتنے میں شمر لعین نے آپ کو شہید کر دیا اور آپ کی لاش مبارک پر گھوڑے دوڑائے اور بہت بے ادبیاں کیں۔ کسی شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ سے اور کسی نے خواب میں انتہائی پریشان حال اور گرد آلود دیکھا تو پوچھا آپ کا یہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امام حسینؓ کی جنگ سے ہو کر آئے ہیں۔

کئی لوگ جو صاحب بصیرت اور پاک باز تھے انہوں نے دو دن واقعہ کربلا سے پہلے حضرت فاطمہؓ کو میدان کربلا صاف کرتے دیکھا اور فرماتے سنا کہ یہاں حضرت امام حسین شہید ہوں گے اس لئے یہ کنکر اٹھا رہی ہوں۔ ان ظالموں نے خیموں کو آگ لگا دی اور بیبیوں کو پکڑ کر اونٹوں کی پیٹھ پر سوار کر کے شام لے گئے۔ حضرت امام حسینؓ کا سر نیزے پر بڑی بے رحمی سے ٹانگ کر جلوس کے ساتھ جا رہے تھے راستے میں ایک

Marfat.com

پوجاری کا گھر آیا اس کے دروازے پر لکھا تھا

"اتر جرامہ قتل حسینا شفاعتہ جدہ الی یوم حساب"

کیا جن لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا قیامت کے دن آپ کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں؟

کسی نے پوجاری سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ تو آج کا ہے۔ تمہارے دروازے پر کب کا لکھا ہے۔ وہ پوجاری کہنے لگا یہ میرے دادا نے بتایا تھا اور یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سو سال پہلے کا ہے۔ پھر پوجاری نے کہا کہ صرف ایک رات کے لیے یہ سر مبارک مجھے دے دو اور دس ہزار دینار لے لو انہوں نے دے دیا۔ پوجاری نے ایک چوکی پر آپ کا سر مبارک رکھا اور خوشبو عطر لگا کر شمع کافوری جلا کر ساری رات سلام پڑھتا رہا اور مسلمان ہو گیا۔

صبح ہوئی تو شمر اپنے گھر لے گیا اور آپ کا سر مبارک چارپائی کے نیچے رکھ کر خود اوپر سو گیا صبح اس کی بیوی نفل پڑھنے کے لئے اٹھی تو دیکھا امام پاک کا سر مبارک نیچے پڑا ہے۔ اس نے بڑے ادب سے ایک تخت پر آپ کا سر مبارک خوشبو لگا کر رکھا اور ساری رات درود شریف پڑھتی رہی اور صبح کہا کہ اے بے ایمان بی بی فاطمہؓ کے لال کا سر مبارک اتار لائے اس نے اپنی بیوی کو بھی شہید کر دیا اور پھر ایک اور بے ایمان آپ کا سر مبارک نیزے پر چڑھا کر ساتھ لے گیا اور تنور میں رکھ دیا۔ اس کی بیوی بھی نیک تھی۔ نفل پڑھنے کے لیے رات کو اٹھی تو دیکھا کہ تنور روشن و گلزار ہے اور اس کی شعاعیں عرش تک پہنچ رہی ہیں اس نے تنور سے سر مبارک نکال کر سینے سے لگایا اور بڑا افسوس کیا کہ اب مجھ پر بھی عذاب آئے گا غیب سے آواز آئی کہ مائی گھبراؤ نہیں جنھوں نے یہ کیا ہے ان پر عذاب نازل ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد بہشت سے ایک تخت آیا اس پر چار مائیاں سوار تھیں ایک مائی بے ساختہ اتر کر تنور کے پاس آئی اور سر مبارک کو سینے سے لگایا اور چوما اور کہا بیٹے ہوں تو ایسے ہوں اس نے ہماری لاج رکھ لی۔ پھر دوسری مائی آئی اور مبارک دے کر واپس چلی گئی پھر تیسری مائی اتری اس نے بھی مبارک دی اور کہا کہ بیٹا تو میرا بھی تھا موسیٰ کلیم اللہ بڑے معجزات تھے عصا اور ید بیضا

Marfat.com

لیکن اے فاطمہؓ تیرا بیٹا آگے بڑھ گیا پھر چوتھی عورت اتری اور مبارک دی اور چوم کر سینے سے لگایا اور پھر وہ واپس چلی گئیں اس مائی کے دل میں خیال آیا کہ یہ کون تھیں غیب سے آواز آئی کہ پہلی مائی بی بی فاطمہؓ دوسری مائی خدیجتہ الکبریٰؓ تیسری موسیٰ کی والدہ اور چوتھی مائی مریمؑ تھیں۔

یہ باتیں ہیں اس گھرانے پاک کی اللہ کریم (تسانوں) تمہیں اور ہمیں تمہاری اور ہماری اولاد کو اللہ کے بندے کے پیچھے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور غوث پاکؒ کا بچپن کا ایک ساتھی تھا۔ اس کے ساتھ آپ کھیلا کرتے تھے ایک دن وہ لڑکا کھیلنے کے لیے نہ آیا۔ آپ اس کو گھر سے بلانے کے لیے گئے تو اس کی والدہ نے بتایا کہ آپ کا دوست فوت ہوگیا ہے آپ اپنے دوست کے پاس گئے اور فرمایا چل اٹھ کھیلیں وہ لڑکا فوراً کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے ساتھ چل دیا۔ آگے نکلے تو گلی میں آپ کے نانا پاک آ رہے تھے لڑکا زندہ دیکھ کر فرمانے لگے کہ ٹھہر جا (آپ کے نانا پاک لاٹھی لے کر حضور کے پیچھے بھاگے) ابھی سے کرامت دکھاتا ہے غوث پاک فرمانے لگے دوڑو نانا پاک ماریں گے دوڑتے ہوئے راستے میں قبرستان آگیا آپ یہی جملہ بار بار فرما رہے تھے اٹھ بھاگ چلیں نانا جی ماریں گے اتنے میں قبرستان کے سارے مردے اٹھ کر آپ کے ساتھ بھاگنے لگے۔

یہ شان ہے جناب غوث پاکؒ کی۔

ایک مائی کے ہاں بیس بیٹیاں پیدا ہوئیں۔اس کے خاوند نے کہا تیرے ہاں کوئی بیٹا نہیں پیدا ہوتا۔ میں تجھے طلاق دے دوں گا اور اسے اسکے والدین کے ہاں بھیج دیا۔ مائی حضور غوث پاکؒ کے دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کی میرے ہاں بیس لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں خاوند کہتا ہے کہ تیرے ہاں لڑکا پیدا نہیں ہوتا۔ میں تجھے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ حضور میں بوڑھی ہوں اور میرا کوئی ٹھکانہ نہیں میں کدھر جاؤں گی۔ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا جا مائی اللہ کریم رحم کر دیں گے۔ جب مائی گھر واپس گئی تو کیا دیکھتی ہے ساری بیٹیاں بیٹے بنے شملہ باندھے گھر میں بیٹھے ہیں۔ یہ شان ہے جناب غوث پاکؒ کی۔

Marfat.com

ایک دفعہ حضرت جنید بغدادیؒ اونٹنی پر سوار ہو کر حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے ملک شام کے قریب اونٹنی بجائے بیت اللہ شریف جانے کے ملک شام کی طرف رخ کر کے چلنے لگی۔ آپ نے ۷۰ بار اونٹنی کا منہ بیت اللہ شریف کی طرف موڑنے کی کوشش کی لیکن ہر بار اونٹنی اس طرف رخ نہ کرتی۔ بالآخر آپ نے مہار ڈھیلی کر دی تو اونٹنی ملک شام کی طرف چل دی۔ آپؒ نے سمجھا کہ اس میں بھی کوئی حکمت ہے چنانچہ کئی ملک گزرنے کے بعد آپ کو راستہ میں ایک آدمی ملا جو بہت گھبرایا ہوا تھا' پریشانی کے عالم میں آپ سے اس نے پوچھا۔ کیا آپ حکیم ہیں؟ جناب جنید بغدادیؒ نے جواب دیا حکیم تو نہیں ہوں لیکن حکیم کا غلام ہوں۔ اس شخص نے کہا ہمارے بادشاہ کی بیٹی بیمار ہے کیا اس کا علاج کرو گے۔ آپؒ نے جواب دیا ہاں۔ اس شخص نے کہا اگر لڑکی تندرست نہ ہوئی تو آپ کا سر قلم کر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا۔ پہلے بھی کئی حکیم سر کٹوا چکے ہیں۔ جب آپ اس لڑکی کے پاس گئے تو آپؒ نے السلام علیکم کہا۔ لڑکی نے جواب دیا "وعلیکم السلام یا حضرت جنید بغدادیؒ" آپ حیران ہوئے کہ اس کفرستان میں میرا نام اس لڑکی کو کس نے بتایا لڑکی کہنے لگی باباجی آپ خیال نہ کریں۔ آپ کا نام مجھے اس ذات پاک نے بتایا ہے جس ذات پاک نے آپ کی اونٹنی کا منہ ۷۰ بار بیت اللہ کی بجائے میری طرف موڑا۔ یہ سن کر آپ متعجب ہوئے اور پوچھا لڑکی کیا تو نے کوئی زہد کیا ہے؟ یہ نعمت کیسے ملی؟ لڑکی نے جواب دیا کوئی زہد نہیں کیا۔ ایک رات سو رہی تھی۔ آدھی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا "اَللّٰہُ اَحَدٌ وَ رَسُوْلُہٗ اَحْمَدُ" اسی دن سے میں اس ذات کی دیوانی ہوں۔ لوگوں نے مجھے دیوانی سمجھ کر زنجیروں میں جکڑ دیا ہے آپ نے کہا آؤ تمہیں بیت اللہ شریف لے چلوں۔ اس لڑکی نے جواب دیا اوپر دیکھیں کعبتہ اللہ تو میرا طواف کر رہا ہے یا حضرت آپ کو تکلیف اس لیے دی ہے۔ کہ میرا وقت قریب ہے تم میرے ایمان کے ضامن ہو جاؤ کہ میں اللہ کے ہاں جا رہی ہوں۔ وہ لڑکی یہ الفاظ کہہ کے دار فانی سے دار البقا تشریف لے گئی۔

صاحب دلائل الخیرات بزرگ لکھتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے مریدین کے ہمراہ کہیں

Marfat.com

جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں نماز ظہر کا وقت آگیا قریب ہی کنواں تھا۔ لیکن پانی نکالنے کے لیے کوئی ڈول وغیرہ نہ تھا۔ اسی خیال میں کھڑے تھے کہ ایک لڑکی آئی اور کہنے لگی میں پانی نکال دوں۔ لڑکی نے ہونٹوں میں کچھ پڑھا۔ تو پانی کنویں سے باہر نکل آیا۔ لڑکی اپنے گھر چلی گئی۔ ہم سب نے وضو کیا اور نماز پڑھی لیکن میرا خیال اس لڑکی کی طرف ہی رہا۔ نماز سے فارغ ہو کر لڑکی کے مکان پر دستک دی لڑکی باہر نہ آئی ہم نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کا واسطہ دیا تو لڑکی باہر آئی۔ ہم نے لڑکی سے پوچھا کہ تم نے کیا پڑھا تھا کہ کنویں کا پانی باہر نکل آیا۔ لڑکی نے جواب دیا درود شریف مگر بتانے کی اجازت نہیں۔ جاؤ چلے جاؤ۔ وہ بزرگ لکھتے ہیں۔ میں کئی سال تک درود شریف کی منزلیں بنا کر لاتا رہا اور دکھاتا رہا کبھی کہتی اس میں زیر آگئی ہے اور کبھی کہتی زبر آگئی آخر کار بولی اس میں میرا سارا درود شریف آگیا ہے۔

اس بزرگ نے ان مجموعہ درود شریف کا نام "دلائل الخیرات" رکھا ہے جو شخص اس کا باقاعدہ وظیفہ کرے وہ ولی اللہ بن جاتا ہے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب ؒ کا ایک مرید تھا وہ کبھی اپنے پیرو مرشد کی طرف پیٹھ نہیں کرتا تھا جب وہ مرید فوت ہو گیا تو حضرت امام علی شاہ صاحب ؒ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کی پیٹھ کی طرف آپ بیٹھ گئے جب قبر میں مرید کے کفن کے بند کھولے گئے تو دیکھا کہ اس مرید کا چہرہ بجائے قبلہ شریف کے اپنے پیرو مرشد کی طرف تھا۔ پیرو مرشد نے فرمایا اسکے او میاں تیرے پک دے جوان نے مرکے وی کنڈ نہ کیتی۔"

امام علی شاہ صاحب ؒ نے فرمایا اس کا منہ ادھر ہی رہنے دو یہ قیامت تک میری طرف پیٹھ نہیں کرے گا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک نصرانی بادشاہ نے مسلمان علماء کو اکٹھا کیا اور کہا کہ تمہارے نبی کی یہ حدیث :۔

"عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل" (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ (الحدیث)

Marfat.com

صحیح ہے تو بنی اسرائیل کے نبی مردہ زندہ کرتے تھے تم یا تو مردوں کو زندہ کرو یا تسلیم کرو یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ علماء نے تین دن کی مہلت مانگی تین دن ختم ہوئے اور نصرانی بادشاہ نے تمام علماء کو اکٹھا کیا اور اپنا سوال دہرایا۔ تمام علماء خاموش تھے جواب نہ بنتا تھا تو نصرانی بادشاہ نے ان کو قتل کا حکم دے دیا نصرانی بادشاہ نے ابھی ایک دو ہی کہا تھا (تین کہنے پر سب علماؤ کو قتل کیا جانا تھا) تو اللہ کریم نے سید میر کبیر علی ہمدانیؒ کو ارشاد فرمایا جاؤ میرے محبوبؐ کی حدیث کی صداقت ثابت کرو۔ آپ فوراً جائے وقوع پر پہنچے اور فرمایا کیا بات ہے نصرانی بادشاہ نے ماجرہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا میں عالم تو نہیں ہوں مگر حضورؐ کی امت کے علماء کا غلام ہوں۔ بتاؤ کون سا مردہ زندہ کرنا ہے۔

نصرانی بادشاہ آپ کو ایک نہایت ہی پرانی قبر پر لے گیا اور کہا کہ اس مردہ کو زندہ کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا قم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) مردہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نصرانی بادشاہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ تو قم باذن اللّٰہ کہتے تھے مگر تم نے قم باذنی کہا آپ نے فرمایا اتنے چھوٹے سے کام کے لیے اللہ تعالیٰ کو کیا عرض کرنا تھی۔ نصرانی بادشاہ نے اس واقعہ کو دیکھ کر بمعہ اپنی رعایا کے اسلام قبول کر لیا۔

ایک چرواہے نے اپنی بھیڑوں کے ریوڑ میں ایک شیر کا بچہ پکڑ کر پالنا شروع کر دیا۔ بچہ بڑا ہو گیا وہ بھیڑوں کی طرح چرتا اور سنکارا مارتا تھا ایک دن بڑا شیر بھیڑوں کے ریوڑ میں گھس آیا اور بھیڑوں کو مارنے کے لیے لپکا وہ شیر کا بچہ بھی بھیڑوں کے ساتھ بھاگنے لگا جب شیر نے اس بچہ کو دیکھا بھیڑوں کو مارنا تو بھول گیا اس نے بچہ کو مخاطب کر کے کہا بھائی بات سن تم شیر ہو کر بھیڑوں کی طرح بھاگتے ہو اس نے جواب دیا تم مجھے کھانے کی غرض سے ورغلاتے ہو میں بھیڑ کا بچہ ہوں شیر نے محبوب سبحانی کی قسم کھا کر کہا نہ تو میں تجھے کھاتا ہوں نہ ہی تم کو شیر کہتا ہوں ایک دفعہ میری بات سنو میرے پاس آو۔ جب بچہ اس کے پاس آیا۔ شیر نے اس کو کنویں کے پاس لے جا کر اس کی گردن کو پکڑ کر کنویں میں جھانکنے کو کہا جب اس شیر کے بچہ نے کنویں میں جھانکا اور اپنا عکس دیکھا تو شیر کہنے لگا بتاؤ تم کون ہو اس نے جواب دیا ہم شیر ہیں پھر وہ شیر کا بچہ گرجا تو تمام بھیڑیں بھاگ نکلیں آپ فرماتے تھے کہ اگر کوئی اللہ والا گردن پکڑ کر دکھائے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ بندہ

Marfat.com

کیا ہے۔

خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو خلفاء نے عرض کی حضور آپ کے وصال کے بعد ہم کہاں جائیں گے آپ نے خواجہ اللہ بخش تونسوی ؒ کو بلایا جو ابھی بچے تھے آپ کھیلتے ہوئے تشریف لائے خواجہ صاحب نے پوچھا اللہ بخش مانگ کیا مانگتا ہے آپ نے عرض کی کہ آپ کے بیلیوں کی جوتیاں سیدھا کرتا رہوں۔ خواجہ صاحب کو یہ بات بہت پسند آئی اور آپ کو اپنے سینے پر لٹا لیا اور فنفخت فیہ من روحی والی پھونک مار دی جس سے سارے جہان میں اللہ بخش کی دھوم پڑ گئی جو ابھی بچے ہی تھے۔

خواجہ اللہ بخش تونسوی ؒ کا ایک مرید تھا جو انتہائی بدکردار تھا ایک آدمی نے طعنہ دیا کہ دیکھیں خواجہ صاحب ؒ اس گنہگار کو کس طرح بخشوائیں گے۔ خواجہ صاحب ؒ یہ بات سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا "اس نوں دق تاپ چڑھ سی با ایمان مرسی اس دا جنازہ میں پڑھاساں" اسی طرح ہوا کہ وہ آدمی بیمار ہو گیا اور دق تاپ چڑھ گیا اور کلمہ پڑھتا ہوا دنیا سے با ایمان فوت ہوا۔ اس طعنہ دینے ولے آدمی نے کہا خواجہ صاحب کی دو باتیں تو پوری ہو گئی اب تیسری بات کیسے سچی ہو گی کیونکہ خواجہ صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اب اس کا جنازہ کیسے وہ پڑھائیں گے۔

اس کا جنازہ تیار ہو گیا لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے اچانک ایک نقاب پوش شخص نمودار ہوا اور آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ کے بعد وہ شخص روانہ ہوا تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر اس نقاب پوش سے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے نقاب اٹھا کر فرمایا "لو دیکھ لو تیسری بات بھی پوری ہو گئی" دراصل وہ نقاب پوش خود حضرت اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے۔

خواجہ اللہ بخش تونسوی ؒ کا ایک مرید حج بیت اللہ کے لیے گیا وہاں پر خرچہ ختم ہو گیا تو بہت گھبرایا پریشانی کے عالم میں اپنے پیر و مرشد کو یاد کیا اور عرض کی حضور پردیس کا

Marfat.com

معاملہ ہے امداد فرمادیں اسی وقت خواجہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا .بیلیا سردی بہت ہے سامنے سے آگ لا دو۔ خواجہ صاحب کا مرید اٹھا اور آگ لینے کے لیے گیا جب آگ پر پہنچا تو دیکھتا ہے وہ آگ اس کے اپنے گھر کی ہے مرید سمجھ گیا کہ یہ سب مرشد پاک کی مہربانی ہے سینکڑوں میلوں کا سفر پل بھر میں طے کرا دیا سبحان اللہ۔

اگلے دن جب مرید اپنے مرشد کی حاضری کے لیے خواجہ صاحب کے پاس گیا تو خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا .بیلیا تم نے رات آگ نہ لا کر دی۔ مجھے سردی لگتی رہی۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے خواجہ اللہ بخش تونسوی" کا ایک مرید اللہ جوایا تھا اس کی منگنی ایک لڑکی اللہ جوائی سے طے پائی ہوئی تھی بعد میں لڑکی کے گھر والوں نے اس کا رشتہ کسی اور سے طے کر دیا اور اس کے گھر بارات آگئی اللہ جوایا کو جب بارات کا علم ہوا تو اسے بہت دکھ ہوا وہ گلیوں میں پاگلوں کی طرح پھرتا تھا اور پڑھتا جاتا تھا۔

خدایا جہاں بادشاہی ترا است

اسی اثنا خواجہ صاحب نے پوچھا اللہ جوایا آج آیا نہیں کہاں ہے حاضرین نے جواب دیا کہ حضور وہ گلیوں میں دیوانوں کی طرح پڑھتا پھرتا ہے

خدایا جہاں بادشاہی ترا است

خواجہ صاحب نے فرمایا اسے بلاؤ وہ حاضر ہوا تو آپ" نے پوچھا کیا بات ہے اللہ جوایا نے عرض کی میری منگیتر آج کوئی دوسرا لے جا رہا ہے جس کی مجھے بہت تکلیف ہے آپ نے فرمایا ویسے کہو جیسے گلیوں میں چلتے پھرتے کہتے ہو اس نے کہا

خدایا جہاں بادشاہی ترا است

Marfat.com

خواجہ صاحبؒ نے فرمایا

مکن غم جوایا جوائی ترا است

اسی وقت تمام بارات والوں کو شدید تکلیف ہوئی گھر والے اللہ جوائی کو ساتھ لے کر خواجہ صاحب کے ہاں پہنچے اور معافی کے طلب گار ہوئے آپ نے اسکا نکاح اپنے مرید اللہ جوایا سے کر دیا اور بارات واپس چلی گئی۔

حضرت امام اعظمؒ سے ایک شخص نے چند مسئلے پوچھے دو مسئلے تو آپ نے اسی وقت حل کر دیے اور تیسرا مسئلہ کہ اولیاء اللہ مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوتے ہیں آپ نے فرمایا جب میرا جنازہ قبرستان لے جایا جائے گا وہاں نماز جنازہ پڑھانے پر اختلاف پیدا ہوگا اسی دوران ایک نقاب پوش شخص آئے گا اور آگے کھڑا ہو کر نماز جنازہ پڑھائے گا جب وہ شخص نماز جنازہ پڑھانے کے بعد واپس جانے لگے تو اس سے یہ مسئلہ دریافت کرنا کہ اولیاء اللہ کس طرح زندہ ہوتے ہیں۔
جب امامؒ صاحب کا وصال ہوا نماز جنازہ تیار ہو گئی تو ایک نقاب پوش شخص حاضر ہوئے اور آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی جب وہ نقاب پوش شخص واپس جانے لگے تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر اپنا سوال عرض کیا آپ نے نقاب اتار کر فرمایا "یہ میرا جنازہ ہے اور میں خود ہی اپنی نماز جنازہ پڑھا کر جا رہا ہوں۔"

ایک رئیس مکبر خان نامی تھا وہ اپنی رعایا کو بہت تنگ کرتا تھا۔ لوگ اس کے ظلم سے تنگ آکر حضرت شاہ مقیمؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ہمارے ساتھ چلیں اور ہمیں اس کے ظلم سے نجات دلائیں۔ حضرت شاہ مقیمؒ نے فرمایا میں کبھی کسی کے ہاں نہیں گیا البتہ میں چٹھی لکھ کر دیتا ہوں اسے مکبر خان کو دے دینا آپ نے لکھا

Marfat.com

لکھیا شاہ مقیمؒ نے مکبر خان نوں
اتنا کبر نہ چاہیے قبر دے مہان نوں
کچھ کھا لے کچھ ونڈ چھڈ کچھ یاد کر رحمٰن نوں
آخر پتنگ ترٹسی کی ہو گیا جے گڈی چڑھ گئی آسمان نوں

مکبر خان آپ کی چٹھی پڑھتے ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور دوڑتا ہوا آپ کے قدموں میں جا گرا اور اپنے گناہوں کی معافی چاہی حضورؒ نے مہربانی فرمائی تو مکبر خان بعدازاں عادل بادشاہ کے طور پر مشہور ہوا۔ یہ ہے شان اللہ کریم کے بندوں کی۔

حضرت شاہ مقیمؒ کی ایک چوہڑی (جمعدارنی) تھی وہ آپ کے گھر کی صفائی کا کام کرتی تھی ایک دن وہ چوہڑی نہ آئی تو آپ نے پوچھا کہ چوہڑی کہاں ہے لوگوں نے عرض کی حضور وہ تو مر گئی ہے اور لوگ اس کو دفنانے جا رہے ہیں آپ بھی اس کی قبر پر پہنچے آپ نے دیکھا کہ فرشتے منکر نکیر قبر میں حاضر ہو گئے ہیں انہوں نے پوچھا
مَنْ رَبُّکَ مَا دِیْنُکَ مَنْ نَبِیُّکَ۔ چوہڑی نے جواب دیا مجھے کچھ پتہ نہیں میں تو شاہ مقیم کی چوہڑی ہوں یہ جواب سن کر شاہ مقیمؒ کا رنگ متغیر ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آپ کی کیفیت بدل گئی اور گھر واپس لوٹے۔ گھر پہنچ کر لوگوں نے آپ کی اس کیفیت کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا جب فرشتوں نے چوہڑی سے سوال کیا اور میری طبیعت متغیر ہو گئی تو رب کریم نے فرمایا یہ اپنے شاہ مقیم کی چوہڑی ہے اس کو کچھ نہ کہو اور اس سے فرمایا پڑھ بہنا
"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ"
"شاہ مقیم ولی اللہ۔ تو میں خوش ہو گیا"۔

امام غزالیؒ بڑے متبحر عالم تھے یہاں تک کہ عالم ارواح میں انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو لاجواب کر دیا انہیں بھی مرشد کی ضرورت پڑی تو آپ ایک کامل بزرگ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پوچھا تم کون ہو امام ے جواب دیا غزالی کسی بات پر ناراض ہو کر اس بزرگ نے غزالی کی خوب پٹائی کی جوں جوں پٹائی ہوئی غزالی کی واست آسمانوں کو چیرتی ہوئی آگے بڑھتی گئی بالآخر اس بزرگ نے کہا تم ابھی اللہ بتانے کے قابل نہیں جاؤ میرے خادموں کے جوتے سیدھے کرو۔ امام غزالی صاحب نے یہ خدمت ۱۲ سال تک سرانجام دی ایک دن ایک شخص اس بزرگ کی خدمت میں چند مسائل دریافت کرنے حاضر ہوا آپ کے پیرو مرشد نے مسائل حل کرنے سے معذوری ظاہر کی وہ شخص غصے میں بھرا پیر کے خلاف زبان درازی کرتا ہوا امام صاحب کے قریب سے گزرا تو امام صاحب نے روک کر پوچھا آپ کے کیا مسائل ہیں اس نے جواب دیا کہ تم جوتے سیدھے کرو۔ یہ مسائل تمہارے حل کرنے کے بس میں نہ ہیں آپ کے اصرار پر اس نے مسائل بتائے امام صاحب نے ان مسائل کا جواب نہایت خوش اسلوبی سے دیا وہ شخص بہت خوش ہوا اور واپس ان بزرگوں کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ آپ کے جوتے سیدھے کرنے والے نے یہ مسائل حل کر دیئے اور آپ نے مجھے ٹال دیا اس پر اس بزرگ نے امام صاحب کو بلایا اور خوب ڈانٹ ڈپٹ کی فرمایا میرا خیال تھا کہ تمہیں متقی بنا دوں لیکن تم تو مفتی بن گئے اب تم یہاں رہنے کے قابل نہیں یہاں سے چلے جاؤ یہاں سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک کنواں ہے وہاں جا کر بیٹھ جاؤ اور آنے جانے والوں کو پانی پلاؤ کچھ عرصہ گزرا تو اس بزرگ نے اپنے خدام سے پوچھا یہاں ایک غزالی ہوتا تھا وہ کہاں گیا۔ خدام نے عرض کی کہ حضور آپ نے اس کی ڈیوٹی فلاں کنویں پر لگائی ہوئی ہے آپ نے فرمایا ایک درویش وہاں جائے اور پاؤں کی ٹھوکر مار کر اسے کنویں میں گرا دے جو الفاظ وہ زبان سے نکالے مجھے بتاؤ چنانچہ ایک خادم نے حکم کی تعمیل کی جب پاؤں سے ٹھوکر لگائی تو غزالی نے کہا اگر اپنے وطن میں ہوتا تو تمہیں سنگسار کر دیتا خادم واپس آیا اور یہ الفاظ اپنے پیر کو بتائے آپ فرمانے لگے ابھی ٹھیک نہیں ہوا کچھ عرصہ بعد دوبارہ اس بزرگ نے پھر اپنے خادموں کو حکم دیا کہ جاؤ ٹھوکر مار کر غزالی کو کنویں میں گرا دو اور جو الفاظ وہ زبان سے نکالے مجھے بتاؤ چنانچہ ایک خادم کنویں پر گیا اور پاؤں سے ٹھوکر مار کر غزالی کو کنویں میں گرا دیا اس پر غزالی نے کہا اے شخص تو میرے پیرو مرشد کے پاس سے آیا ہے کہیں تمہارے پاؤں کو ٹھوکر لگانے سے تکلیف تو نہیں

Marfat.com

ہوئی درویش نے واپس آ کر اپنے پیر کو غزالی کے الفاظ بتائے تو آپ نے فرمایا اسے جلدی بلا لاؤ درویش غزالی کو بلا لائے اور حضور کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ نے اسے سینے سے لگایا اور نفخت من روحی والی پھونک ماری تو آپ روئے ارض پر غزالی غزالی مشہور ہو گئے اور غزالی سے امام غزالی بن گئے۔

ایک دن حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سیر کرتے جا رہے تھے ایک یہودی نے اپنا کتا سور کے پیچھے لگا دیا کتا سور پر غالب ہوا ہی چاہتا تھا کہ سور نے امام وقت کو دیکھا اور قدموں میں گر پڑا عرض کی ہوں تو میں حضور نجس آپ امت کے امام ہیں میری جان بچائیے۔ امام وقت نے ایک نظر سور پر ڈالی اس کو غوث بنا دیا پھر کتے پر نظر ڈالی اس کو بھی غوث بنا دیا پھر یہودی پر نظر ڈالی اسے بھی غوث بنا دیا۔ یہ ہے رب کے بندے کی نظر کی تاثیر۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ایک دفعہ خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ؒ بحری جہاز پر حج کے لیے روانہ ہوئے راستے میں جہاز ہچکولے کھانے لگا آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمود صاحب جو ابھی بچے تھے وہ بھی ساتھ تھے وہ روتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی حضور جہاز ڈوبنے لگا ہے خواجہ سلیمان رحمتہ اللہ علیہ صاحب فرمانے لگے جہاز نہیں ڈوبے گا میں نے واپس جا کر ابھی خواجہ موسیٰ کو خلافت دینی ہے اس کی امانت میرے پاس ہے اسی وقت جہاز صحیح ہو کر چلنے لگا اور بحفاظت جدہ شریف پہنچ گیا۔

ایک دفعہ کرموں والا شریف (ہندوستان) کا واقعہ ہے وہاں ایک ڈوگر رہتا تھا جس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور اسمیں تمام شرعی عیب موجود تھے وہ خود ہی کہتا تھا کہ جب میں مروں گا میری قبر سے آگ کی لاٹ نکلے گی۔ رمضان شریف کے آخری

Marfat.com

جمعۃ المبارک کو وہ فوت ہو گیا گاؤں کے لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کہنے لگے یہ فاسق و فاجر تھا زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا یہ بات حضرت صاحبؒ کے علم میں آئی تو آپ نے فرمایا .بیلو ڈوگر فوت ہو گیا ہے اس کا کفن دفن کا بندوبست کرو۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت صاحبؒ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ نے فرمایا نماز جنازہ میں نزول ملائکہ اتنا ہوا کہ زمین پر تل دھرنے کی جگہ بھی نہ تھی .بیلو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص ہر جمعرات کو اپنی روٹی پر فاتحہ (ایک دفعہ الحمد شریف اور تین دفعہ قل شریف) پڑھ کر ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کی بارگاہ میں پیش کرتا تھا۔

اختتام خطبہ آپ یہ آیتہ مبارکہ تلاوت فرماتے تھے۔

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَ نَفَعْنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ الرَّحِیْمِ

برکت دے اللہ ہمیں اور تمہیں قرآن عظیم میں اور نفع دے ہمیں اور تمہیں آیات اور ذکر حکیم سے بے شک وہ بلند ہے بادشاہ ہے کریم ہے سخی ہے بر ہے روف اور رحیم ہے۔

Marfat.com

پیرِ طریقت ، شہنشاہِ ولایت ، قطبِ دوراں

سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

لختِ جگر

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

سنِ ولادت
۱۹۲۹ء

وصال مطابق
۹ شعبان ۱۳۹۸ھ
۱۵ جولائی ۱۹۷۸ء

Marfat.com

ولادت مبارک

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے میر طیب علی شاہ بخاری مادر زاد ولی تھے لیکن آپ اپنی کم عمری میں ہی وصال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار مغموم رہنے لگے آپ کو مغموم اور پریشان دیکھ کر آپ کے پیرو مرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "شاہ جی فکر نہ کریں رب کریم آپ کو پہلے سے بہتر فرزند عنایت فرمائیں گے۔" چنانچہ قبلہ بابا جی سرکار حضرت قبلہ میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں کا ثمر ہیں اور قبلہ میاں صاحب نے ہی آپ کا اسم مبارک "عثمان علی" رکھا آپ کا سلسلہ نسب سادات اچ شریف حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے اور یہ سلسلہ تر تالیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مل جاتا ہے۔ آپ کے آباؤاجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اختیار کرتے ہوئے بالاخر تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروزپور کی حدود میں آکر آباد ہو گئے آپ کے جد امجد سید سید علی شاہ المعروف سید سکندر علی شاہ اپنی خاندانی وجاہت نیکی اور پاکبازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور آپ کے والد ہادی زماں قطب الاقطاب جناب سید حضرت اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے اس خاندان کی شہرت کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔

حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت مبارکہ ۱۹۲۹ء میں موضع کرمونوالہ ضلع فیروزپور میں ہوئی یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے سے تھوڑے سے فاصلہ پر ریت کے ٹیلوں پر واقع ہے اور فیروزپور شہر سے تقریباً" پندرہ میل کی مسافت پر مشرق میں واقع ہے۔ بچپن سے ہی آپ میں آثار ولائت نمایاں تھے دراصل آپ مادر زاد ولی تھے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو ابتدائی تعلیم کے لیے میاں رحمت علی صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجا گیا باقی تمام علوم ظاہری و باطنی اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے فیضان نظر سے حاصل کیے۔ شروع ہی سے آپ نے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا ہر کام میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا اور لنگر کا

Marfat.com

انتظام زمینوں کی دیکھ بھال، مریدین کے دیگر کام اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے سپرد کر دیئے تھے۔ مریدوں کی دیکھ بھال ان کو ٹھہرانا اور ان کو چھٹی دینا یہ سب کام آپ کے سپرد تھے یہ تمام کام آپ بڑے احسن طریقہ سے انجام دیتے رہے۔

قیام پاکستان کے وقت آپ کی عمر مبارک اٹھارہ انیس سال کی تھی آپ سنت نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے موضع کرمونوالہ ضلع فیروزپور انڈیا سے ہجرت کرتے ہوئے براستہ قصور پہلے چک ۵۷ عارف والہ اور اس کے بعد پاکپتن شریف عیدگاہ میں اعلیٰ حضرتؒ کے ساتھ ساتھ رہے اور اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہی پکا چک (موجودہ حضرت کرمانوالہ شریف) میں ۱۹۵۰ء میں سکونت اختیار کی اور پھر تمام زندگی یہیں پر قیام کیا۔

حلیہ مبارک

آپ کا رنگ گندمی اور قد دراز تھا۔ آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور بینی مبارک بلند تھی۔ آپ کا دہن اور دندان مبارک بہت خوشنما تھے آپ درخت کی تازہ شاخ سے مسواک فرماتے تھے اور کھانے کے بعد خلال استعمال کرتے تھے۔ خلال عموماً نیم کے سرکنڈے کے ہوتے تھے جس کی کرواہٹ سے دانتوں کو کیڑا نہیں لگتا۔ ریش مبارک زیادہ گھنی نہ تھی اور قدرتی طور پر ایک بالشت دو انگلی پر رک گئی تھی آپ لبوں کے بال کٹواتے تھے۔

خورد و نوش

آپ ہمیشہ سادہ غذا استعمال فرماتے تھے کوئی خاص غذا مرغوب نہ تھی۔ گھر میں جو بھی پکتا آپ بخوشی تناول فرماتے۔ گندم کے موٹے آٹے کی روٹی سالن کے ساتھ پسند تھی کھیرا اور ککڑی بھی کھانے میں پسند تھے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھوتے تھے اور بیلیوں (مریدین) کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر کپڑے یا تولیہ سے صاف کرتے اور اس کے بعد ہاتھ ما ر ئے مسنونہ پڑھتے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

Marfat.com

اَلَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ " (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا) اس کے بعد آپ دانتوں میں خلال فرماتے۔ دودھ آپ کو بہت پسند تھا۔

لباس مبارک

آپ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ گرمیوں میں سر پر عام ٹوپی اور سردیوں میں اونی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ کہیں باہر جاتے تو آپ پگڑی باندھ کر تشریف لے جاتے۔ پگڑی باندھنے کے بعد آپ کی رفعت شان کا عجیب اظہار ہوتا تھا۔ عموماً" کرتا اور تہبند استعمال کرتے تھے لیکن ایک دو مرتبہ شلوار قمیص بھی زیب تن فرمائی چند مرتبہ شیروانی بھی استعمال کی۔ ایک سفید بڑا رومال یا چار خانہ رومال ہمیشہ آپ کے پاس ہوتا راستہ چلتے وقت یہ رومال بائیں کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ تہبند سفید لٹھے کا پسند فرماتے تھے کبھی کبھی آپ نے صوفیانہ رنگدار لباس بھی استعمال فرمایا پاؤں مبارک میں ہمیشہ سادہ جوتا دیسی ساخت کا پہنتے سیاہ رنگ کا جوتا پہننا آپ کو سخت ناگوار تھا آخری ایام میں سلیپر بھی استعمال کیا۔ عموماً" آپ سادہ لباس ہی زیب تن فرماتے۔

معمولات و عبادات

بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ صبح نماز فجر سے پہلے ہی گھر سے باہر تشریف لے آتے اور تمام بیلیوں کو اٹھا کر اپنے پاس بٹھا لیتے سردی کے موسم میں آگ جلوا لیتے نماز کے وقت آپ تمام مریدین کو جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم صادر فرماتے اور بعد از نماز کام والے بیلیوں کو اپنے اپنے کام کی طرف روانہ فرما دیتے دوپہر تک آپ مریدین / سالکین کے تمام مسائل غور سے سنتے اور ان کے حل کے لیے دعا فرماتے آپ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرح ہر کام کے لیے فرماتے "رب کریم فضل فرمادیں گے رب کریم مہربانی فرمادیں گے" پھر آپ گھر کے اندر تشریف لے جاتے بعد از نماز ظہر دوبارہ تشریف لے آتے اور بیلیوں سے ملاقات کرتے تھے۔

آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے آپ مادر زاد ولی تھے لیکن کبھی بھی اپنے آپ

Marfat.com

کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ بچوں کے ساتھ بچوں کی طرح بڑوں کے ساتھ مدبرانہ اور زمینداروں کے ساتھ زمینداری طور طریق استعمال کرتے آپ اتنے سادہ تھے کہ نہ جاننے والا شخص آپ کو پہلی نظر میں ایک زمیندار ہی سمجھتا تھا جب آپ کی گفتگو کسی ڈاکٹر، انجینئر، دانشور یا اہل علم سے ہوتی تو ان حضرات کو اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا احساس ہوتا۔

اخلاق کریمانہ

آپ انتہائی خوش خلق اور خوش ذوق انسان تھے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے مالک تھے۔ آپ سے جو شخص بھی ملنے آتا آپ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ بچوں سے آپ بہت زیادہ محبت کرتے تھے رات کے وقت آپ بچوں کی کشتی کراتے تاکہ ان کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی تربیت بھی ہو سکے۔ نمود و نمائش اور ریا کاری سے سخت نفرت تھی۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر اگر کوئی تعظیماً اٹھنے کا قصد کرتا تو آپ روک دیتے تھے۔ آپ کے سفر کے دوران دو تین بیلی (مریدین) آپ کے ساتھ ہوتے تھے بعض اوقات آپ کی بڑی ویگن میں سفر کے دوران زیادہ بیلی بھی ہوتے تھے۔

کعبتہ اللہ کی طرف پشت کرنا۔ تھوکنا یا پیشاب کرنا سخت ناپسند تھا اور اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اس کو سختی سے روکتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی رہتی ہے ارشاد خداوندی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کی ہر چیز (اللہ کی) تسبیح بیان کرتی ہے اس لئے ہر چیز کا رخ قبلہ کی طرف کرتے تھے کہ جس طرح انسان نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہے تمام جمادات کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہو اور وہ تسبیح بیان کر رہی ہوں۔

کسی بیلی کی لغزش یا کوتاہی پر آپ اس کا نام لے کر اس کی اصلاح نہ کرتے بلکہ عمومی طور پر لغزش کا بیان فرما کر اس کی اصلاح کرتے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی

Marfat.com

ڑے آنے کے بعد میں نے باباجی سرکار کے سامنے سگریٹ بھی پیا لیکن میں آپ کے اخلاق عالیہ سے بہت متاثر ہوا اور بعد میں پچھتا تا رہا کہ باباجی سرکارؒ نے میرے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا از راہ شفقت سگریٹ پینے کی اجازت عطا فرمائی۔ کم از کم احتراماً ہی مجھے آپ کے سامنے سگریٹ تو نہ پینا چاہیے تھا۔

محمد یوسف پہلوان رنگ محل والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کے پاس لاہور کوٹھی شریف گڑھی شاہو حاضر ہوا گھر واپس جانے لگا تو مجھے بہت بھوک لگی ہوئی تھی میں نے ملک فیض لانگری سے لنگر شریف کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے کہا ابھی لنگر تیار ہونے میں دیر ہے چنانچہ میں بھوکا ہی گھر واپس آ گیا۔ لنگر تیار ہوا اور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کیا محمد یوسف پہلوان لنگر کھا کر گیا ہے اور جب لانگری نے بتایا کہ اس وقت لنگر تیار نہ تھا اور یوسف پہلوان لنگر کھائے بغیر چلا گیا ہے تو آپ بہت ناراض ہوئے اور آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک یوسف پہلوان لنگر نہ کھائے گا میں بھی نہیں کھاؤں گا چنانچہ حاجی شفیق صاحب رات کو دس بجے میرے گھر لنگر لے کر آئے اور تمام ماجرا بیان کیا میں نے لنگر شریف کھایا اور اس کے بعد باباجی سرکارؒ نے لنگر نوش فرمایا۔ یہ تھا آپ کا اخلاق کریمانہ اور مریدین سے محبت کا انداز۔

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہر بیلی (مرید) کی بات بہت غور سے سنتے تھے اور ان کی دلی مراد پوری فرما دیتے تھے اور مریدین کے مسائل کے حل کے لیے دعا فرماتے اور دنیاوی وسائل سے بھی کام لے کر ان کی مدد فرماتے۔ کئی اصحاب علیحدگی میں بات کرنے کا دل میں خیال کرتے تو آپ ان کے خیال سے آگاہ ہو کر خود اٹھ کر اس شخص کو علیحدہ لے جاتے اور علیحدگی میں اس کی بات سن کر کرم نوازی فرما دیتے۔

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بہت ہی زیادہ سخی تھے چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ انہیں پارٹی بازی کی وجہ سے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ معاشی تنگی کا شکار ہو گئے اس دوران دو مرتبہ دعا کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ ہر مرتبہ ایک ایک ہزار روپے بھی عنایت فرمائے حالانکہ میں نے یہ رقم نہ لینے کی بہت ضد کی لیکن آپ نے زبردستی یہ رقم

Marfat.com

لینے پر مجبور کیا۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار غریب متوسلین ایسے تھے جو آپ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ ان کو کرایہ آمد و رفت کے علاوہ خرچہ وغیرہ کے لیے بھی رقم عنایت فرماتے آپ کا نام نامی اسم گرامی عثمان علی تھا آپ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت بدرجہ اتم موجود تھی غرض کہ آپ اِسمِ بَامُسمّٰی تھے۔

محترم غلام غوث ساکن کاہنہ نو ضلع لاہور کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کو پیر سید عثمان علی شاہ صاحبؒ نے مبلغ پانچ صد روپے عنایت فرمائے اور دعا فرمائی اس کے بعد ہم پر کثیر برکات اور رحمتیں نازل ہونا شروع ہو گئیں۔

چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ بھکر تشریف لائے وہ آپ کی زیارت کے لیے ڈیرہ چوہدری عبدالغفور پر حاضر ہوا اور وہیں رات بسر کی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ رات خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اپنے لڑکے کی شادی فلاں شخص کے گھر کر دینا۔ چنانچہ آپ کی حکم کے مطابق رشتہ طے ہو گیا اور دونوں خاندان ایک دوسرے سے منسلک ہو گئے یہ تھی آپ کی بیلیوں (مریدین) کے طے ساتھ محبت اور لگاؤ کہ آپ ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

چوہدری محمد ادریس لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۷۸ء میں عارف والہ میں تعینات تھے۔ وہاں چک نمبر۱۱ میں آپ کے متوسلین بشیر ورک اور عنایت ورک کی لڑائی جھگڑے کے دوران کچھ آدمی قتل ہو گئے پولیس کی کارروائی سے بچنے کے لیے وہ روپوش ہو گئے۔ ان کے مال مویشی پولیس پکڑ کر لے گئی اور ان کے بچوں کو پولیس سے بچنے کے لیے اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا وہ بہت پریشان تھے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے بچوں کو اپنے پاس ۳۶ چک پاکپتن شریف میں رہنے کے لیے جگہ دی اور انہیں (چوہدری ادریس صاحب) کو ان کے مال مویشی چھڑوانے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے تھانہ جا کر ان کے مال مویشی چھڑانے کے لیے درخواست کی اور پولیس حکام نے محض باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم کی وجہ سے ان کے مال مویشی چھوڑ دیے حالانکہ چوہدری ادریس صاحب کی پولیس والوں سے کوئی علیک سلیک نہ تھی۔

Marfat.com

یہی چوہدری ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ راقم کے ساتھ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ۳۶۔ چک پاکپتن شریف حاضر ہوئے وہاں زمین کو ہموار کرنے کے لیے بلڈوزر چل رہا تھا اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سخت گرمی میں چارپائی پر بیٹھے خود کام کی نگرانی کر رہے تھے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے آپ کی معیت میں نماز ادا کی۔ نماز کے لیے جب ہم کھڑے ہوئے تو چوہدری ادریس صاحب ریش نہ ہونے کی وجہ سے پچھلی صف میں کھڑے ہو گئے لیکن اس صف میں اور کوئی شخص نہ تھا وہ سخت شرمندگی اور ندامت محسوس کر رہے تھے کہ اتنے میں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں اپنے پاس صف میں کھڑا کر لیا اور قانون میں عارضی ترمیم فرما دی کیونکہ نماز باجماعت میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے پوری داڑھی نہ رکھنے والے حضرات کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی اس طرح آپؒ نے کمال شفقت سے چوہدری صاحب کو شرمندگی سے بچا لیا۔

چوہدری ادریس صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آپؒ کے جنازہ میں شریک ہوا۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کے جسم اطہر کو برائے زیارت عام و خاص مسجد میں رکھ دیا گیا۔ عقیدت مندوں میں بہت زیادہ جوش غم تھا آپؒ کی آخری زیارت کے لئے ہر شخص بیتاب تھا اس بے قرار ہجوم کی وجہ سے چوہدری صاحب کو آپ کی زیارت کا موقع نہیں مل رہا تھا انہوں نے دور ہی کھڑے ہو کر دل میں باباجی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی "حضورؒ اپنی حیاتی (زندگی) میں مجھ پر اتنا کرم اور جاتے ہوئے زیارت بھی نہیں کروائی"۔ اس کے بعد وہ بھی لائن میں لگ گئے جب آپؒ کے قریب پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود شخص نے ان کو لائن سے باہر نکال کر باباجی رحمتہ اللہ علیہ کے قریب کھڑا کر دیا اور کہا "بابو جی آپ جی بھر کر زیارت کر لیں کوئی آپ کو نہیں پوچھتا"۔ باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے دل سے نکلی ہوک سن لی اور بے انتہا کرم نوازی کر دی۔

راقم بھی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے نماز جنازہ میں شامل تھا جب آپ کا جنازہ مسجد میں نماز کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو راقم کو آپ کی چارپائی سے بندھا ہوا ایک ڈنڈا ہاتھ آگیا اور راقم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا لیکن اتنے زیادہ ہجوم کی وجہ سے کئی دفعہ راقم کا دم بھی گھٹنے لگا لیکن راقم نے اس وقت قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے

Marfat.com

عرض کی اور ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے میرے پاس سے یک دم لوگوں کو ہٹا دیا اور میرے ہوش و حواس ٹھیک ہو گئے اس جنازہ کے دوران کئی مرتبہ ایسا ہوا اور راقم کے عرض کرنے پر باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرمائی۔

بھینس کا عطا کرنا

سید جلیل احمد شاہ واں رادھا رام والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ تھا اور ان کے پاس کوئی بھینس نہ تھی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اس وقت چک نمبر ۳۶ پاکپتن شریف میں تھے جلیل شاہ صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں بھینس لینے کے لیے حاضر ہوئے لیکن انہوں نے آپ سے بھینس مانگنے کی جرات نہ کی آپ سے کافی دیر باتیں ہوتی رہیں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا جلیل شاہ چلو تمہیں اپنی بھینسیں دکھائیں آپ بھینسیں دکھاتے رہے اور جلیل شاہ صاحب سے تبصرہ کے لیے فرماتے رہے جلیل شاہ صاحب ازراہ مذاق ہر بھینس میں نقص نکالتے رہے آپ اپنی سب سے اچھی بھینس کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور حسب سابق جلیل شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ بھینس کیسی ہے انہوں نے پھر ازراہ مذاق کہا کہ یہ بھینس بھی اچھی نہیں ہے آپ نے جلیل شاہ صاحب سے فرمایا کہ اسی کا آپ مجھے اگر بیس ہزار روپیہ بھی دیں تو میں آپ کو یہ بھینس نہ دوں گا بہر حال جلیل شاہ صاحب نے آپ سے بھینس کے بارے میں کوئی ذکر نہ کیا اور واپس گھر آ گئے لیکن دوسرے دن ان کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک درویش کے ہاتھ اپنی سب سے اچھی بھینس ان کے گھر بھیج دی تھی۔ یہ شان تھی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی کہ اپنے بیلوں (مریدوں) کو بن مانگے عطا کر دیتے تھے۔

میاں محمد یوسف صاحب بورے والہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ یہ ناچیز (میاں محمد یوسف) پاکپتن شریف بہشتی دروازہ سے گزرنے کے لیے گیا تو وہاں مغرب کے وقت نوری دروازے کے سامنے بیٹھا تھا دروازہ کھلنے سے قبل مشائخ عظام کی آمد کے وقت تمام لوگوں کو وہاں سے نکال دیتے ہیں جب خدام نے وہاں سے لوگوں کو نکالنا شروع کیا تو میں بڑا پریشان کھڑا تھا کہ بڑی مشکل سے یہاں پہنچا ہوں اب یہ لوگ باہر

Marfat.com

نکال دیں گے نہ جانے پھر آسانی سے داخل بھی ہو سکوں گا یا نہیں اسی تذبذب میں تھا کہ مشائخ کرام کی آمد شروع ہو گئی اچانک میری نظر پڑی تو حضور باباجی سرکار علیہ الرحمتہ کا نورانی چہرہ بھی مشائخ کے جھرمٹ میں نظر آیا بس پھر کیا تھا میری جان میں جان آئی اتنے میں باباجی سرکار علیہ الرحمتہ نے بھی التفات کریمانہ فرمائی اور اتنے رش میں مجھ بے نوا کو اپنے قریب آنے کا اشارہ فرمایا جب میں ازدحام کو چیرتا ہوا باباجی سرکارؒ کے قریب گیا تو فرمانے لگے محمد یوسف پریشان کیوں ہو میں نے عرض کی حضورؒ بڑی جدوجہد سے یہاں پہنچا ہوں یہ لوگ اب یہاں سے باہر نکال رہے ہیں اتنے میں قفل کشائی ہو گئی آپ نے فرمایا لو جتنی بار دل چاہتا ہے بہشتی دروازہ سے گذرو۔ اولیاء اللہ اپنے عقید تمندوں کو پہچان لیتے ہیں اور مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔

دراصل اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد قبلہ باباجی سرکار کبھی آرام سے نہیں بیٹھے اور جہاں بھی اعلیٰ حضرت کے مریدین آپ کو مدد کے لیے پکارتے آپ فوراً وہاں خود بنفس نفیس پہنچ جاتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے کسی مرید نے آپ کو بلایا اور آپ نہ پہنچے ہوں غرض یہ کہ آپ دن رات ان کی خیر خواہی میں لگے رہے اور آخر دم تک ان کی اخلاقی ، مالی اور روحانی امداد فرماتے رہے اسی کو آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہوا تھا۔

○

آپ پردہ نسواں کے سخت پابند تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس پابندی کا حکم فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرح عورتوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے تھے بلکہ بے بے جی پاکؒ (آپ کی ہمشیرہ) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے یا ان کے محرم کے ذریعے ان کے مسائل معلوم کر کے ان کے لیے دعا فرماتے اور ان کا حل تجویز فرماتے۔ آپ کے زنان خانے میں آٹھ نو سال سے زیادہ عمر کا بچہ نہ جا سکتا تھا۔

○

آپ نہایت نفاست پسند تھے کسی امر میں ذرا سی کجی بھی ناقابل برداشت تھی۔ مسجد کی صفیں ہوں یا کھیتوں کے راستے یا حد بندی غرض ہر چیز میں ذرا سی کجی یا ترچھا پن

Marfat.com

برداشت نہیں فرماتے تھے چنانچہ آپ کی توجہ عالیہ سے ضلع ساہیوال اور اوکاڑہ کے ذاتی تمام کھیتوں کی وٹ بھی قبلہ رخ ہیں آپ ہمیشہ اپنے عقیدتمندوں/ بیلیوں کے احوال کی درستی کی طرف متوجہ رہتے تھے آپ حضرت نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی سے معمولی سنت سے انحراف کو بھی برداشت نہ فرماتے تھے اور سنت کی خلاف ورزی پر فوراً" ٹوک دیتے تھے۔ آپ اپنے متوسلین/ مریدین کے نہ صرف دین میں اعلیٰ مراتب کے خواہاں تھے بلکہ ان کو دنیاوی مدارج میں بھی اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواہش مند تھے۔

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

آپ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ مخمور رہتے اور اٹھتے بیٹھتے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر انوار میں رطب اللسان رہتے حاجی شفیق صاحب آپ کے نعت خواں سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کرتے رہتے یہ سلسلہ آپ کی تمام حیات پر محیط تھا۔

جناب غلام محمد صاحب غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ان سے بہت نعتیں سنا کرتے تھے ان نعتوں میں سے ایک نعت یہ بھی ہے :

نعت شریف پنجابی زبان میں

راتاں کتاں تے راتاں تمباں تے میں راتاں تانا لاواں
جے کر تند کو لڑ پے جائے تے روز حشر نوں بخشیا مول نہ جاواں
جس دن ہو سی حشر دہاڑا وانگ تانبے زمین سورج نال تپاسی
وانگ توبنے فلاث اڑن گے تے پیش کسے دی نہ جاسی
جس دن ہوسی حشر دہاڑا تے دنیا پھنج پھنج جاسی
عیسیٰؑ موسیٰ سب پیغمبر آکھن گے تے باج محمدؐ پیش کسے دی نہ جاسی

Marfat.com

پابندی شریعت

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ شریعت کے ہر طرح سے پابند تھے اور چھوٹی سے چھوٹی سنت کی ادائیگی کا خیال رکھتے تھے اپنے مریدین/متوسلین کو بھی اتباع سنت کی ہمیشہ تاکید فرماتے اور کوئی بھی کام خلاف شریعت دیکھتے تو جوش میں آجاتے اور اس کو فورا" سنت کے مطابق ادائیگی کا حکم فرماتے کوئی کام بھی آپ سے کبھی خلاف سنت سرزد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔

ایک مرتبہ راقم عرس کے سلسلہ میں حضرت کرمانوالہ شریف گیا ہوا تھا ختم شریف کے بعد آپ مسجد سے نکلنے لگے تو بیلیوں (مریدین) نے آپ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ آپ کو اتنے مریدین نے گھیرا ہوا ہے کیا آپ مسجد سے نکلتے ہوئے سنت کے مطابق بایاں پاؤں باہر نکالتے ہیں یا نہیں لیکن میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب آپ نے اتنے لوگوں میں گھرے ہونے کے باوجود اپنا بایاں پاؤں مبارک مسجد سے باہر نکالا۔ یہ تھی آپ کی اتباع سنت کی مثال

آپ کسی خوشی والی بات پر ہنستے ضرور تھے لیکن آپ کی آواز مبارک بلند نہ ہوتی کیونکہ زور سے ہنسنے کی حدیث مبارکہ میں ممانعت آئی ہے۔

غلام باری صاحب لاہور والے فرماتے ہیں کہ انکا محکمانہ امتحان تھا انہوں نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ انہیں امتحانی پرچہ معلوم ہو جائے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے ان سے استفسار کیا کہ کیا انہوں نے یہاں کوئی کام خلاف سنت ہوتے دیکھا ہے یعنی امتحانی پرچہ کے افشاء سے لوگوں کی حق تلفی ہوتی جو کہ آپ کو گوارہ نہ تھی کیونکہ یہ خلاف سنت ہوتا اس واقعہ کی مزید تفصیل کسی دوسری جگہ درج ہے۔

ایک دن قبلہ باباجی سرکار چک نمبر ۳۶ تشریف لے گئے تو آپ کے ایک درویش نے آپ کے لئے کھانا پکایا لیکن اس کے پاس پیاز نہ تھا اس نے پڑوسیوں کی زمین سے بغیر اجازت پیاز توڑ کر استعمال کر لیا آپ کھانا کھانے بیٹھے تو ابھی پہلا لقمہ توڑا ہی تھا تو آپ نے اس درویش کو بلایا اور اس سے دریافت کیا کہ اس میں پیاز کہاں سے توڑ کر ڈالا ہے اور جب اس نے بتایا کہ پڑوسیوں کی زمین سے بغیر اجازت پیاز توڑ کر سالن میں

Marfat.com

استعمال کیا ہے تو آپ نے وہ کھانا تناول نہ فرمایا۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ ماہ صیام میں ایک جگہ سے گزرے تو لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا اور حقہ پی رہے تھے آپ بہت سخت ناراض ہوئے۔ کیونکہ شریعت کے خلاف ہر کام سخت ناپسند تھا۔

اتباع سنت کیطرف راغب کرنے کا آپ کا انوکھا انداز تھا ایک مرتبہ راقم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اس وقت راقم نے بوٹ پہنے ہوئے تھے آپ نے اپنے دیسی جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے دریافت فرمایا "باؤ جی کبھی ایسی جوتی بھی پہنی ہے" اس سے آپ کا مقصد مجھے سنت کی طرف راغب کرنا تھا۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ سے والہانہ محبت اور روحانی رابطہ

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ سے بے حد محبت اور احترام کرتے تھے۔ قبلہ بابا جی سرکار" کو اعلیٰ حضرت سرکار" سے اتنی عقیدت اور محبت تھی کہ کوئی بھی کام آپ کی مرضی کے بغیر نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو اگر اوکاڑہ شہر (جو کہ کرمانوالہ شریف سے صرف تین میل کی مسافت پر ہے) جانا ہوتا تو اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لے کر جاتے۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار سے ایسا روحانی رابطہ تھا جیسا کہ ایک دوسرے سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوتا ہے چنانچہ اکثر مریدین کرمانوالہ شریف میں آ کر کئی کئی دن رہتے اور جانے کے لیے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت کے لئے عرض کرتے اگر آپ" انہیں اجازت فرما دیتے تو اعلیٰ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ بھی انہیں اجازت مرحمت فرما دیتے اور اگر قبلہ بابا جی سرکار" انہیں اجازت نہ دیتے تو اعلیٰ حضرت" بھی انہیں اجازت نہ دیتے تھے اعلیٰ حضرت" عموماً" کسی شخص کو مرید فرماتے تو ان کو ہدایت کرتے کہ پیر جی (بابا جی) سے مل لو یعنی آپ مزید تربیت کے لیے

Marfat.com

مریدین کو آپ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

آپ کے آپس میں روحانی رابطے کا اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے بشیر احمد دھوبا غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نور مغلپورہ میں نماز تراویح پڑھ رہا تھا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے مولوی قربان علی صاحب امام مسجد کو آپ نے فرمایا کہ نماز کے بعد تمام بیلیوں (مریدین) کو میری پاس لے کر آئیں چنانچہ نماز کے بعد تمام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے تمام لوگوں سے ان کے حال احوال دریافت کئے اور ان کو جانے کی اجازت دے دی لیکن مجھے اجازت نہ دی اور رات وہیں رہنے کو کہا۔ صبح جب آپ واپس تشریف لے جانے لگے تو مولوی قربان علی صاحب کو فرمایا کہ مولوی صاحب عید کے بعد مجھے (محمد بشیر) کو اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کرانے کے لیے کرمانوالہ شریف لے کر آنا جس دن آپ نے مولوی قربان علی صاحب کو مجھے اعلیٰ حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں لے جانے کو کہا اسی رات کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں میکلوڈ روڈ لاہور سائیکل پر سوار کسی کام کے سلسلہ میں جا رہا ہوں میرے آگے آگے ایک بزرگ بھی تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ مریدین بھی ہیں۔ میں سائیکل سے اتر کر ان بزرگ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں کچھ دیر بعد ان بزرگ نے بغیر گردن موڑے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ پیچھے آنے والا کون شخص ہے اس مرید نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھ سے میرے متعلق معلوم کر کے اعلیٰ حضرت سرکارؒ کی خدمت میں گوش گزار کیا اس بزرگ نے کمال مہربانی سے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا کام کرتے ہو اور میرے بتانے پر کہ میں دھوبی ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے کپڑے دھو کر صاف کرتے ہو اور میں لوگوں کے دل صاف کرتا ہوں کچھ دور آگے چل کر آپ نے مجھے ایک مسجد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آج گرمی بہت ہے اس مسجد کے کنویں سے پانی نکالو اور نہالو یہ فرما کر آپ آگے چلے گئے میں نے مسجد میں جا کر کنویں سے پانی نکالا اور نہانے لگا اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ عید کے تیسرے دن مولوی قربان علی صاحب مجھے اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت اقدس میں لے گئے میں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ برخوردار

Marfat.com

آپ نہالئے تھے میں نے عرض کی حضور نہا لیا تھا آپ نے فرمایا کہ پہچان لو کہ وہ خواب والا بزرگ میں ہی ہوں تو میں نے آپ کو پہچان کر عرض کی کہ جناب خواب والے بزرگ آپ ہی ہیں بعد ازاں آپ نے مجھے اپنی بیعت سے مشرف فرما کر قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیا یعنی جس دن بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مولوی قربان صاحب سے حضرت صاحب کی خدمت عالی میں لے جانے کو کہا اسی رات آپ نے خواب میں آکر ان کو زیارت کرا دی۔ اس سے زیادہ روحانی رابطہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

جناب بشیر احمد عرف مکھن حضرت کرمانوالہ شریف والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور سائیں بلیاں والے (آپ کے ایک مرید) حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں محمد امین شرقپوری مرحوم کی کوٹھی میں موجود تھے ان سائیں صاحب کے پاس عطر تھے وہ آپؒ کو پیش کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی گاڑی کا ہارن بجا سائیں صاحب نے کہا بابا جی سرکارؒ تشریف لے آئے ہیں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکارؒ نے سائیں صاحب سے کہا کہ کیا تم بابا جی عثمان علی شاہؒ سے محبت کرتے ہو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کرتا ہوں اعلی حضرت نے فرمایا سائیں جی میں بھی پیر جی عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کرتا ہوں۔ سائیں صاحب نے کہا کہ آپ بھلا ان سے کیوں نہ محبت کریں گے کہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ان سے آگے بڑھنی ہے (حالانکہ اس وقت تک آپ کی شادی مبارک بھی نہ ہوئی تھی) آپ نے فرمایا سائیں جی کیا کہا۔ سائیں صاحب مرحوم نے پھر اس طرح کہا آپ نے تین مرتبہ یہ سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا آپ بہت خوش ہوئے اور سائیں صاحب مرحوم سے فرمایا کہ سائین جی ہن سانوں تسی عطر دیو (یعنی اب ہمیں عطر دے دیجئے)

محمد صابر کوٹ صوفیاں پتوکی سے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو چھوٹے بابا جی سرکارؒ سے بے حد محبت تھی۔ جس کا آپ کبھی کبھی اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ایک ہفتہ تک درد گردہ میں مبتلا رہے۔ آفاقہ ہونے پر آپ نے خواہش فرمائی کہ مجھے نرم سی روٹی کھلائیں۔ حسب

Marfat.com

الارشاد اندرون خانہ میں نے قبلہ اماں جی صاحبہ سے عرض کی۔ قبلہ بے بے جی صاحبہ نے خود آٹا گوندھ کر توے پر روٹی تیار کی۔ روٹی پک گئی تو یہ روٹی میں حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں لے گیا۔ حضرت صاحبؒ نے روٹی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ روٹی سخت ہے اور لاؤ۔ میں یہ روٹی واپس گھر لے گیا دوسری روٹی قبلہ بے بے جی صاحبہ نے تیار کی جو خوب گھی میں تر اور نرم پکائی گئی۔ میں نے یہ روٹی لاکر دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ لیکن اسے بھی آپ نے پسند نہ کیا اور فرمایا کہ روٹی سخت ہے یہ روٹی بھی واپس گھر لے گیا۔ علی ھذا القیاس اسی طرح ۱۷ روٹیاں پکائی گئیں لیکن آپ نے ان روٹیوں میں سے کوئی بھی روٹی پسند نہ کی۔ بالآخر جو آٹا گوندھا تھا ختم ہو گیا۔ قبلہ اماں جی پاک نے سید عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو باہر سے بلایا اور سارا ماجرہ سنایا آپ نے فرمایا کہاں ہیں روٹیاں مجھے دکھائیں۔ آپ نے ان میں سے دو روٹیاں اٹھا کر چھابے میں رکھ کر خود اعلیٰ حضرت صاحبؒ کی خدمت اقدس میں پیش کیں۔ آپ نے روٹیاں دیکھتے ہی فرمایا پیر جی آپ نے پہلے یہ روٹیاں خود کیوں نہیں پیش کیں دیکھو کتنی نرم ہیں اور تناول فرمانی شروع کر دیں۔ سبحان اللہ اس سے حضور باباجی سرکار رحمتہ اللہ سے حضرت صاحبؒ کی والہانہ محبت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے میو ہسپتال میں داخل تھے قبلہ باباجی سرکار زیادہ تر دور سے آپ کا حال پوچھتے کیونکہ آپ قریب جاتے تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ آپ سے گھر واپس جانے کے لئے کہتے۔ ایک مرتبہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے کمرے کے باہر سے کھڑکی کے ذریعہ آپ کو جھانک کر دیکھا تو اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ جھانکنے والے کون ہیں اور جب قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ جھانک رہے تھے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ "قبلہ پیر جی تڑپتے پھر رہے ہیں اور کیوں نہ تڑپیں جس کا ماں باپ بیمار ہو تو اولاد تو تڑپتی ہے (قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی ان دنوں بیمار تھیں) اس طرح اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی آپ سے والہانہ عقیدت و محبت کی تصدیق کر دی۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بیماری کی وجہ سے میو ہسپتال میں ہی تھے

Marfat.com

کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی شادی مبارک انجام پائی۔ شادی کے بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ ہسپتال ہی میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان دونوں کو پیار کیا اور شادی مبارک کی خوشی میں کچھ پیسے بھی عنایت فرمائے جب قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے تو حاجی شفیق صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اونچی آواز میں کافی دیر تک روتے رہے اور اتنا روئے کہ تمام بیلی (مریدین) پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت روئے اور اللہ تعالیٰ کو آپ کا رونا اور عاجزی اتنی پسند آئی کہ اللہ نے فرمایا اے یعقوب اگر حضرت یوسف علیہ السلام مر بھی گئے ہوتے تو میں ان کو زندہ کر دیتا"

اس سے اعلیٰ حضرت نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا کہ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی اسی طرح قبلہ باباجی سرکار سے آپؒ کو محبت تھی۔

خلافت

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے جو والہانہ محبت تھی اس کا اظہار آپ مریدین کے سامنے اکثر کرتے رہتے تھے آپ کے پاس جو شخص بھی مرید ہونے کے لیے آتا تو عموماً آپ اس کو مرید فرمانے کے بعد قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے یعنی اس مرید کی مزید روحانی تربیت کا کام حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی آپ کو اپنی نیابت سونپ دی تھی آپ کو خلافت عطا کئے جانے کا واقعہ اس طرح پیش آیا!

اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے خادم خاص محمد رمضان عرف رمضانی اور ایک اور مرید نے بیان کیا کہ جب آخری ایام میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو مرض کی شدت کے باعث نقاہت بڑھ گئی تھی تو ایک رات نماز عشاء کے بعد آپ اپنے

Marfat.com

حجرہ مبارک میں فرشی بستر پر آرام فرما تھے۔ اس وقت آپ پر عجیب جذب و کیف کا عالم طاری تھا اچانک آپ نے اپنے خادم رمضانی کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور پیر عثمان علی شاہؒ کو بلا کر لاؤ چنانچہ میں (رمضانی) باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں پہنچا اور عرض کیا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ یاد فرما رہے ہیں۔ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ جلدی سے اٹھے اور میرے ساتھ ہو لئے جب باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے تو باوجود کمزوری کے اعلیٰ حضرتؒ اٹھ کر دوزانو بیٹھ گئے اور مجھ (رمضانی) سے چاندی کا روپیہ لانے کو کہا میں نے چاندی کا روپیہ لاکر حاضر کر دیا۔ آپ نے وہ روپیہ دونوں ہاتھوں پر رکھ کر قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت فرماتے ہوئے آپ سے مصافحہ کیا اور فرمایا پیر جی اللہ اللہ کیا کرنا اور لوگوں کو اللہ اللہ بتایا کرنا میں نے آپ سے کچھ نہیں چھپایا۔

اسکے بعد اعلی حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ پھر بستر پر دراز ہو گئے۔ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ حال سے بے قرار ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کچھ دیر بے حس و حرکت بیٹھے رہے اور پھر ساتھ والے کمرے میں تشریف لے گئے۔

علو شان

بچپن سے ہی ان میں آثار بزرگی نمایاں تھے کرمونوالہ شریف میں کم سنی کے ایام میں جب حضرت صاحبؒ قبلہ کی نظر شفقت ان پر پڑتی تو آپؒ خوش ہوتے۔ ایک موقع پر آپؒ کو دیکھ کر فرمایا "اور تو مجھے معلوم نہیں اگر عثمان علی شاہ دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا دیں تو کوئی وجہ نہیں در اجابت وا نہ ہو۔"

پاکپتن شریف سے مغرب کی جانب چک نمبر ۳۶ الیس پی میں مزروعہ زمین کا ایک وسیع قطعہ آپؒ کو الاٹ ہوا اس میں کچھ رقبہ ایک برساتی نالے کے کنارے پھیلا ہوا تھا اور اس میں جنگلی درخت بکثرت اگے ہوئے تھے اس جنگل کی کٹائی کرکے رقبے کو قابل کاشت بنانے اور ٹیوب ویل لگانے کے لیے حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب خود کام کی نگرانی کے لیے وہاں تشریف لے گئے آٹھ دس ماہ متواتر وہاں قیام رہا اس دوران

Marfat.com

میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہر اتوار کو چک نمبر۳۶ ایس پی تشریف لاتے رہے اور اکثر اوقات زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "میرا یہاں کوئی کام نہیں ہے میں تو صرف عثمان" علی شاہ کو دیکھنے اور ملنے کے لیے آ جاتا ہوں۔"

اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سرکار شرقپوری کے وصال کے بعد دوسرے یا تیسرے عرس مبارک کا موقع تھا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا قیام ان دنوں موضع کرموں والہ شریف ضلع فیروزپور میں تھا عرس مبارک پر حاضری کی تیاری شروع ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے صوفی نور عالم صاحب ہیڈ کلرک ڈویژنل ریلوے آفس فیروزپور اور مولوی کرم الٰہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ "آپ دونوں صاحبزادہ صاحبان (سید محمد علی شاہ صاحب اور سید عثمان علی شاہ صاحب) کو ساتھ لے کر شرقپور شریف چلے جائیں۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ دربار شریف پر حاضری دینے کے بعد وہ صاحبزادگان کے ہمراہ جامع مسجد حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں گئے ان دنوں حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ مسجد شریف کے جنوبی حجرے میں مقیم تھے اور فالج کی وجہ سے معذور تھے نماز پنجگانہ مسجد میں موہڑے پر بیٹھ کر با جماعت ادا کرتے تھے۔ صوفی صاحب صاحبزادگان کے ہمراہ حاجی صاحب رحمتہ اللہ کے حجرے میں زیارت کے لیے گئے حاجی صاحب" دونوں صاحبزادگان کو بڑی خندہ پیشانی سے ملے پہلے صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "پیر جی! ہم نے صرف صاحبزادہ ہی نہیں بننا۔ اللہ اللہ بھی کرنا ہے بعد ازاں صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا (آپ کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال تھی) "یہ تو بہت بڑا بابا ہے۔ خواجہ عثمان علی شاہ! پیر جی بوجہ بیماری معذور ہوں اور کما حقہ' آپ کی تعظیم بجا نہیں لا سکتا" پھر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر بعد بڑی شفقت سے رخصت فرمایا حضرت صاحب" نے اس ملاقات کا ذکر سن کر خوش ہو کر فرمایا "پیر جی حاجی صاحب نے آپ کو خواجہ بنا دیا ہے"۔

ایک بیلی سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور گنج کرم اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سرکار باہر تشریف لا رہے ہیں۔ اعلیٰ

Marfat.com

حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ سارنگ دیکھو کون آ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری (رحمتہ اللہ علیہ) تشریف لا رہے ہیں۔ تو آپ فرمانے لگے کہ اچھا زمانے کا غوث آ رہا ہے سات زمین اور سات آسمان آپ کے قلعہ پر ہیں اور آپ جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں اور آپ کا حوصلہ بہت بلند ہے۔

جناب شوکت اسلام خان لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے بھائی عبدالرشید خان نے بتایا "ایک روز میں اعلی حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور کئی اشخاص بھی مجلس میں موجود تھے تو آپ نے کسی شخص کے استفسار پر فرمایا کہ " بیلیو تمہیں پیر عثمان" علی کی شان کا کیا پتہ اگر پیر عثمان علی اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو زمین اور آسمان بھی آپس میں مل سکتے ہیں"۔

بیلی (مریدین) حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو چھوٹے بابا" جی کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب کوئی شخص اعلی حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے آپ کو چھوٹے بابا" جی کہتا تو آپ فرماتے "انہیں چھوٹے بابے مت کہا کرو یہ تو بہت بڑے بابے ہیں"۔

بشیر احمد دھوبا غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے بعض بیلیوں (مریدین) نے اعلی حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ پیر عثمان علی" شاہ صاحب سے کیوں زیادہ پیار کرتے ہیں تو اعلی حضرت" نے فرمایا کہ " بیلیو میں پیر عثمان علی سے کیوں نہ پیار کروں آپ کی ولادت مبارک ہوئی تو جناب مولی علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ نے مجھے مبارک باد پیش کی اور ایک پگ (پگڑی) بھی تحفہ میں عنایت کی"۔

یہی بشیر احمد دھوبا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا اور پیر امام علی شاہ گجومتے والے بھی موجود تھے کہ اتنے میں قبلہ بابا جی" سرکار وہاں سے گزرے تو آپ نے امام علی شاہ صاحب سے فرمایا "پیر جی یہاں سے کون گزرے ہیں" آپ نے فرمایا کہ قبلہ بابا جی سرکار (رحمتہ اللہ علیہ) ادھر سے گزرے ہیں اعلی حضرت کرمانوالی سرکار نے فرمایا کہ ہمارے پیر عثمان علی کی بہت بڑی

Marfat.com

شان ہے یہ دونوں جہانوں کی خبر رکھتے ہیں۔

یہی بشیر احمد بیان کرتے ہیں کہ جناب قبلہ پیر میر طیب علی شاہ صاحب سجادہ نشین فرماتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی بہت بڑی شان ہے اور آپ کے مرتبہ کے بزرگ بہت کم پیدا ہوتے ہیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات ہم اس لئے نہیں کہہ رہے کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہمارے والد بزرگوار ہیں بلکہ یہ بات مبنی برحقیقت ہے یہ بات آپ نے متعدد مواقع پر فرمائی اور راقم کے سامنے بھی کئی مرتبہ دوسرے کئی مریدین کی موجودگی میں آپ نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا۔

جناب برکت علی صاحب لالہ زار پارک مغلپورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری سرکار رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رات کو درود خضری (صلی اللّٰہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم) پانچ سو مرتبہ پڑھ کر سوئے اسے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گی چنانچہ میں نے سوتے وقت درود خضری پڑھنا شروع کر دیا چند روز گزرے تھے کہ مجھے خواب میں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت" قبلہ بڑے غور سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ایک اور کتاب کے مطالعہ کے دوران حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی فارسی کی یہ نعت نظر سے گزری

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگیرد شاہ شہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں
نبہ و پیچیدن ادب طرازی سر ارادت نماک آں کو
صلوٰۃ دائم بروح پاک جناب خیرالانام برخواں
بشنو زمن صورت مثال نما ز بگزار اندر آں جا
بلحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہے جبیں سا
صلوٰۃ متی علیٰ نبی گہے بہ باب السلام برخواں

Marfat.com

بہ لحن داؤد ہم خواشو بہ نالہ درد آشیا بتو

بہ بزم پیغمبرؐ ایں غزل را زعبد عاجز نظام برخواں

اس نعت کے خواص میں پڑھا کہ جو شخص رات کو کم از کم پانچ سو مرتبہ یہ نعت پڑھ کر سوئے اسے ایک ہفتہ کے اندر خواب میں زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوگی چنانچہ میں نے یہ عمل بھی شروع کر دیا ابھی ایک ہفتہ نہ ہوا تھا کہ خواب میں حضرت قبلہ بابا جی سرکارؒ کی زیارت نصیب ہوئی آپ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ تب میری سمجھ میں آیا "العلماء ورثتہ الانبیاء کے مصداق اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور بابا جی پاک عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نائب رسول ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عشاق اور طالبین زیارت کو کبھی اپنی اور کبھی اپنے نائبوں کی زیارت پاک سے مستفید فرماتے ہیں جس سے اپنے نائبوں کی اولی العظم شان بھی لوگوں میں ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہے۔

سیٹھ محمد شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں روزانہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتا اور دعا کرتا کہ قبلہ بابا جی سرکار عثمان علی شاہ ابدال بن جائیں اس کے بعد ایک مرتبہ وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ سیٹھ جی اگر بادشاہ کے بیٹے کو پٹواری لگا دیا جائے تو کتنا بڑا ظلم ہے یہ سننے پر سیٹھ شفیع مرحوم کو اپنی دعا یاد آگئی کہ بابا جی قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے لیے وہ ابدال بننے کی دعا کرتے تھے حالانکہ آپ کی شان ابدالیت سے بہت اونچی تھی اور آپ کی شان اور ابدالیت کا مقابلہ اسی طرح سے تھا کہ بادشاہ کے بیٹے کو پٹواری لگا دینا۔ یہ تھی آپ کی اولعزم شان

حاجی شفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ غلام رسول چٹھہ کے ہاں فارق آباد میں دعوت پر مدعو تھے دوران قیام ایک شخص انصاری نے آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے غلام رسول چٹھہ صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اسے حضرت کرمانوالہ شریف لے آنا بیعت کریں گے۔ لیکن حالات

Marfat.com

نے کچھ ایسا پلٹہ کھایا کہ کبھی غلام رسول اور کبھی چنٹھہ صاحب خود فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ انصاری صاحب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اس کی ایک بہن اس کے سرہانے کھڑے ہو کر بین کرنے لگی کہ بھائی تم نے تو حضرت کرمانوالہ شریف بیعت کرنے جانا تھا پہلے ہی چل بسے اس نے فوراً" اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا بہنا دیکھ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تو میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہنا تھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

یہ تھی آپ کی شان کرم نوازی کہ وہ مجبوراً" حاضر نہ ہو سکا لیکن آپ نے اسے یاد رکھا اور مرض الموت میں اس کی امداد کی۔

محمد شریف صاحب جو حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن کے انچارج تھے بیان کرتے ہیں کہ عرس کے موقع پر پہلے گاڑیاں کرمانوالہ شریف نہیں رکتی تھیں ۱۹۷۷ء میں اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر شریف صاحب نے قبلہ بابا جی سرکار سے حضرت کرمانوالہ اسٹیشن پر عرس کے موقع پر گاڑیوں کے رکنے کے بارے میں عرض کی آپ نے کوئی توجہ نہ دی انہوں نے بار بار عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ اگلے سال سے انشاء اللہ گاڑیاں ضرور عرس کے موقع پر رک کر جائیں گی۔ جولائی ۱۹۷۸ء میں آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور اس کے بعد ہر عرس مبارک پر گاڑیاں رکتی ہیں۔

محترم غفور شاہ صاحب جو کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں اور آج کل مسجد نور کے امام و خطیب ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ شرقپور شریف میں عرس کے موقع پر موجود تھے کہ چند علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے قطب ارشاد کا مطلب معلوم کرنا چاہا آپ نے ان سے فرمایا کہ قطب ارشاد کا مطلب قبلہ بابا جی سرکار عثمان علی شاہ صاحب سے معلوم کریں چنانچہ وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے قطب ارشاد کے معنی دریافت کئے آپ نے فرمایا کہ قطب ارشاد وہ ہوتا ہے جو اس دیوار (سامنے دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کو چلنے کا کہے تو وہ دیوار چلنے لگے۔ وہ دیوار آپ کے اشارہ کرنے سے چلنے لگی تو آپ نے دیوار سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تجھے

Marfat.com

چلنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ میں نے تو مسئلہ سمجھانا تھا یعنی آپ اعلیٰ حضرت قبلہ کے سامنے ہی قطب ارشاد کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے اللہ اللہ کیا شان تھی آپ کی۔

جناب محمد یوسف پہلوان رنگ محل والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ حج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو ہم آپ کو کراچی چھوڑنے گئے وہاں سے واپس آ کر میرے دل میں خیال آیا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے خصوصی فیض ملا ہے اب آپ مدینہ پاک تشریف لے گئے ہیں یقیناً" حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ کو بڑا مرتبہ اور مقام ملے گا۔ یہ سوچنے کے بعد رات کو جب میں (محمد یوسف پہلوان صاحب) سویا تو دیکھا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ آسمان کی بلندیوں میں گھوم رہے ہیں آپ کے سر پر عمامہ ہے اور کاندھے پر رومال رکھا ہوا ہے یہ دیکھ کر انہیں بہت راحت ہوئی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں بتا دیا کہ محسن انسانیت معلم کائنات ہادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں فیض پہنچا کر بلند مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔

غلام محمد صاحب غازی آباد والے فرماتے ہیں کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مجھے شرقپور شریف میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے حضرت قبلہ میاں صاحب نے فرمایا غلام محمد میں نے سب کچھ شاہ صاحب کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو دے دیا ہے قبلہ باباجی سرکار اس ہستی کے صاحبزادہ اور فرزند رشید ہیں آپ کی شان کا اندازہ تو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی لگا سکتے ہیں۔

مجذوب کا آپ کی طرف بھیجنا

صوفی محمد اسماعیل صاحب چک نمبر ۴۰ خانیوال بیان کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت تھے آپ کے وصال کے بعد ایک مرتبہ انہیں کوئی مشکل پیش آئی ان کے قریب ہی ایک گاؤں میں کوئی مجذوب رہتے تھے علاقہ کے تمام لوگ اپنی مشکلات کے لیے ان کے پاس جاتے اور ان کی دعاؤں سے ان کے بگڑے کام بن جاتے۔ صوفی موصوف بھی اپنی مشکل کے حل کے سلسلہ میں ان مجذوب کے

Marfat.com

پاس گئے انہوں نے حسب عادت ان کے لیے بھی دعا کی لیکن ان کا کام نہ ہوا اس کے بعد دو تین مرتبہ پھر ان کے پاس گئے لیکن کام پھر بھی نہ ہوا۔ چوتھی مرتبہ وہ ان کے پاس گئے اور رات کو ان کے پاس ٹھہرے صبح کو انہوں نے حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ کے پاس جانے کا کہا کہ ان کا کام وہیں سے ہوگا۔ چنانچہ صوفی صاحب قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرمانوالہ شریف آئے آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا "کیا یہاں کسی قسم کی کمی ہے جو تم ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہو۔" چنانچہ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کا کام ہوگیا۔

اب چند اقتسابات خزینہ کرم مولف چوہدری مقبول احمد سے درج کئے جاتے ہیں جس میں آپ کی شان ارفع واعلیٰ کا بیان ہے۔

جب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کرمونوالہ شریف سے ہجرت فرماکر موجودہ جگہ حضرت کرمانوالہ شریف میں قیام پذیر ہوئے تو لنگر کا انتظام اور زمین کی دیکھ بھال کا اہتمام وغیرہ چھوٹے باباؒ جی کے سپرد کردیا آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریق سے نبھائی۔

(صفحہ نمبر ۳۲۴)

پیر سید محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد دربار بری امام رحمتہ اللہ علیہ نور پور شاہاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں میری تنخواہ بحیثیت خطیب دربار بری امامؒ کا ذکر آگیا تو باباجی سرکار پیر عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پیر جی! ایہہ تنخواہ تھوڑی اے۔ تواڈی تنخواہ زیادہ ہونی چاہیدی اے۔ رب کریم نے آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری کردی۔ اب لنڈن میں میری ایک ماہ کی تنخواہ یہاں کی ایک سال کی تنخواہ کے برابر ہے بلکہ زیادہ ہے اللہ اکبر۔

چھوٹے باباجی سرکارؒ ایک بار مولوی محمد اکرام مرحوم کے ہمراہ

Marfat.com

دربار بری امام" پر تشریف لائے۔ مجھے اطلاع نہ تھی۔ بابا جی سرکار نے مجھے بلوا بھیجا۔ مزار پر حاضری کے بعد آپ نے شفقت فرمائی اور ہمارے دارالعلوم اور مسجد میں تشریف لائے اور دعائے خیر فرمائی۔

(صفحہ نمبر ۳۲۶)

اس عاجز (نور احمد مقبول) کو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے کوئی وظیفہ یا نفلی عبادت کرنے کے متعلق کچھ نہ فرمایا تھا۔ حالانکہ میں ۱۹۴۵ء میں پہلی دفعہ کرمونوالہ شریف حاضر ہوا تھا اور پھر پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد ایک دو دفعہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا۔ جون ۱۹۵۴ء میں حاضر خدمت ہوا اور خواہش تھی کہ حضرت قبلہ سے تنہائی میں عرض کروں۔ موقعہ کی تلاش میں تھا۔ ایک دن بعد از نماز عشاء میں بڑے گیٹ پر کھڑا تھا۔ اندر جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ کہ بابا جی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اچانک وہاں آگئے۔ بابا" جی سے عرض مدعا کیا۔ آپ نے فرمایا بے دھڑک اندر چلے جاؤ۔ کہہ دینا عثمان علی شاہ" نے بھیجا ہے۔ اعلیٰ حضرت" چارپائی پر استراحت فرما تھے میں نے مٹھی چاپی شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا "بابو جی" عرض کیا جی حضور۔ آپ نے فرمایا چار نفل تہجد اور ۵۰۰ دفعہ درود خضری پڑھ لیا کرو۔ ڈاک خانہ والوں کو بہت کام ہے۔ تمہارے لیے یہی کچھ کافی ہے سبحان اللہ بابا جی سرکار کی توجہ سے کام بنا۔ حضرت قبلہ" کے فیضان نظر سے بہت کچھ حاصل ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

(صفحہ نمبر ۳۲۷)

آپ متشرع، خلیق اور مریدین کے ہمدرد اور بہی خواہ تھے۔ منکسر المزاج اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ معاملہ فہم اور مدبر تھے۔ افسوس کہ بہت جلد دنیائے فانی سے

Marfat.com

دار البقا کو سدھارے۔

قطعہ تاریخ رحلت پیر عثمان علی شاہ بخاریؒ ماخوذ از مخزن کرم

کرمانوالے پیر کے پسر دل نواز
عثمان علی شاہ ذی شان عز و ناز
پے سال رحلت ہاتف نے یوں کہا
ہیں وہ خواجہ وفا غریب نواز
۱۹۷۸ء

مکاشفات

برکت علی صاحب لالہ زار کالونی مغلپورہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۷۲ء میں ریٹائر منٹ کی ایک سال کی چھٹی پر تھے اتنی لمبی چھٹی تھی اور وہ مست تھے اور ابھی کوئی کام کرنے کا موڈ نہیں تھا ریٹائر منٹ کے بعد ان کا پنشن کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور ان کا سب سے بڑا لڑکا بھی ابھی زیر تعلیم تھا انہوں نے کاروبار کے بارے میں ابھی کچھ سوچا بھی نہ تھا لیکن قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس روزانہ کوٹھی شریف میں حاضر ہوتے تھے اس طرح دو ماہ گزر گئے ایک دن آپ نے فرمایا! باؤ جی کچھ کام کرنا چاہیے لیکن انہوں نے کوئی خاص توجہ نہ دی ایک مرتبہ پھر آپ نے انہیں کام کے لیے فرمایا تو انہوں نے پھر لیت و لعل سے کام لیا تیسری مرتبہ آپ نے بڑی سختی سے فرمایا تو انہیں سنجیدگی کا احساس ہوا اور انہوں نے ایک دکان کھول لی۔

بات دراصل یہ تھی کہ بھٹو صاحب کے دور حکومت میں سرکاری ملازمین کی ریٹائر منٹ کی عمر پچپن سال تھی اور اس میں افسران کی خوشنودی سے زیادہ سے زیادہ تین سال کی توسیع ہو سکتی تھی چنانچہ وہ تیسرے سال کی توسیع میں اٹھاون سال کی عمر پر تھے لیکن اندرون خانہ حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ریٹائر منٹ کی عمر اٹھاون سال کر

Marfat.com

دی جائے اور کسی کو مزید توسیع نہ دی جائے۔ چنانچہ انہیں بھی گورنمنٹ کی طرف سے یہ اطلاع آگئی کہ انہیں ریٹائر کیا جاتا ہے اور چھٹی ختم کی جاتی ہے اور یہ کہ ان کو اب تنخواہ نہیں ملے گی بلکہ صرف پنشن ملے گی پنشن ان کے گھریلو اخراجات کے لیے ناکافی تھی لیکن وہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق پہلے ہی دکان شروع کر چکے تھے اسی لیے انہیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا یعنی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے ہی اس فیصلہ کی وجہ سے انہیں کام کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور اس طرح انہیں مالی پریشانی سے بچالیا۔

یہی برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک نوجوان بیلی (مرید) نے بتایا (جس کا نام انہیں یاد نہیں) کہ وہ سلام کے لیے حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا .بیلیا دو تین دن ہوئے ہماری گھوڑی چوری ہو گئی ہے اس کو تلاش کر کے لانا ہے دراصل وہ گھوڑی بہت اچھی نسل کی تھی آپ نے چند روز پہلے ہی خریدی تھی کہ ٹیوب ویل پر بندھی گھوڑی کو چور کھول کر لے گئے وہ نوجوان بڑا حیران و پریشان تھا کہ اس نے گھوڑی دیکھی بھی نہیں ہے اور آپ سرکارؒ نے اس کی تلاش کی ذمہ داری سونپ دی ہے آپ نے صرف اتنا اشارہ دیا کہ میاں چنوں کے علاقہ میں تلاش کرو چنانچہ وہ ایک بس میں سوار ہو کر میاں چنوں کے قریب ایک گاؤں میں اتر گیا کچھ عورتیں پانی بھر رہی تھیں اسے پیاس لگی ہوئی تھی او وہ پانی پینے کے لیے وہاں ٹھہر گیا۔ عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ دو تین روز پہلے یہاں ایک نہایت ہی عمدہ گھوڑی چوری ہو کر آئی ہے یہ بات سننا تھی کہ اس نوجوان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ گھوڑی باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی ہے اصل بات یہ تھی وہاں ایک گھرانہ تھا جو مال مویشی چوری کا دھندہ کرتا تھا وہ نوجوان پانی پی کر گاؤں چلا گیا اور کھوج لگانے لگا اور بعد میں پنچائت اکٹھی کر لی کہ یہاں باباجی سرکار رحمتہ اللہ کی گھوڑی چوری ہو کر آئی ہے پنچائت نے اپنے طور پر تفتیش کی اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ گھوڑی واقعی باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی ہے اور انہوں نے وہ گھوڑی اس نوجوان کو دلا دی اور وہ نوجوان اس پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو گھوڑی پیش کر دی۔ یہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ کا تصرف ہی تھا کہ اس

Marfat.com

نوجوان کو گھوڑی کے پاس خود ہی پہنچا دیا اور اسے گھوڑی واپس لانے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یہی برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان بیلی (مرید) جس کا نام انہیں یاد نہیں نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے ماں باپ کا اکیلا بیٹا ہے اور کافی رقبہ کا مالک ہے اس کی والدہ کو اس کی شادی کی بہت فکر تھی لیکن کوئی لڑکی پسند نہ آتی تھی ایک دن قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ بیلیا شادی کب کر رہے ہو اس نوجوان نے عرض کی کہ رشتے تو بہت ہیں لیکن اس کی والدہ صاحبہ کو کوئی لڑکی پسند نہیں آتی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پرانے رشتہ داروں جن سے ملنا جلنا ترک کیا ہوا ہے ان میں رشتے کے لیے لڑکی تلاش کی جائے چنانچہ اس نوجوان نے اپنی والدہ سے آپ کا حکم عرض کیا اور وہ اگلے ہی روز ان رشتہ داروں کے ہاں پہنچ گئی اور وہاں انہیں اپنی پسند کی لڑکی مل گئی اور رشتہ بھی طے ہو گیا اس نوجوان نے قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو یہ خوشخبری سنائی اور آپ خود بنفس نفیس راستہ بہت کٹھن ہونے کے باوجود اس کے گھر تشریف لے گئے اس کی والدہ کو مبارک باد دی اور اسے سلامی سے نوازا یہ تھی آپ کی نگاہ کرم ایک طرف اس نوجوان کی شادی کا بندوبست فرمایا اور دوسری طرف پرانے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑ دیے۔

سارنگ صاحب ساکن چک نمبر ۴۱۹ تاندلیاں والہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے اپنے ساتھ چک نمبر ای بی ۵۷ عارف والہ چلنے کو کہا انہوں نے عذر کیا کہ گھر سے دور ہو جاؤں گا اور گاؤں جانا مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا جو بیلی (مرید) میرے پاس رہتا ہے ان کے گھروں کی نگہبانی کرنا میری ذمہ داری ہے اور روزانہ تمہارے گھروں کی نگرانی کرنے کے لیے تین مرتبہ جاتا ہوں اور ساتھ ہی سارنگ صاحب کو ان کے گھر کے مال مویشی ٹھیک ٹھیک گنوا دئے کہ اتنے بیل۔ اتنے گھوڑے اور اتنی بھینسیں ہیں حالانکہ ظاہری طور پر آپ ان کے گھر کبھی نہیں گئے تھے۔

حاجی شفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ چک کھڑالہ ولٹویا چوکی گئے وہاں پر ایک بیلی شیر محمد نے بیان کیا کہ وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے مل کر واپس آیا تو اس نے دل میں خیال کیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اسے پہچانتے نہیں اس نے سوچا

Marfat.com

کہ اگر یہ دنیا میں ہی نہیں پہچانتے تو آگے جا کر آخرت میں ہمیں کیا پہچانیں گے اور ہماری شفاعت کیسے کریں گے کچھ دن بعد وہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں دوبارہ حاضر ہوا آپ اس وقت وہاں موجود نہ تھے تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے تو سیدھے اس کے پاس ہی آئے اور فرمایا کہ تیرا نام شیر محمد ہے اور ذات کا کمہار ہے اور تو نے کالے رنگ کا ایک گدھا بھی رکھا ہوا ہے یہ بات سن کر وہ آپ کے قدموں میں گر گیا کہ آپ تو نہ صرف مجھے بلکہ میرے جانوروں تک کو جانتے ہیں اور اس نے اپنے خیال بد سے توبہ کی کہ "پیر اسے پہچانتے نہیں"۔

جناب غلام باری صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک رات قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے وہ اور ان کا بھانجا آپ کی خدمت عالیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر بعد آپ نے ان کے بھانجے کے متعلق کہا کہ وہ اٹھ کر چلا جائے لیکن وہ وہیں آپ کے پاس بیٹھے رہنے کی ضد کرنے لگا لیکن ان کے (غلام باری صاحب کے) سمجھانے پر چلا گیا دوسرے روز غلام باری صاحب کا بھانجا حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر سلام عرض کرنے گیا واپسی پر اس کے سینے میں ٹانگے کا بم لگا اسے گنگا رام ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا تب معلوم ہوا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ رات کو خواب میں اس کی اجل کا پیغام دے رہے تھے یعنی اپنی مجلس سے رخصت کرنا اس کو دنیا کی محفل سے رخصت کرنا تھا۔

خوشی محمد بانگا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۱۹۵۸ء میں میٹرک کا امتحان دیا ہوا تھا اور رات کو میرا رزلٹ نکلنا تھا میں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپ سو گئے تو میں چپکے سے اٹھا اور جوتا بھی نہ پہنا مبادا آپ اٹھ جائیں اور آپ کی نیند میں خلل واقع ہو میں ابھی چند قدم بھی نہ چلا تھا کہ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھے آواز دی اور دریافت کیا کہ میں کہاں جا رہا ہوں میں نے عرض کی کہ میں اپنا میٹرک کا رزلٹ دیکھنے اوکاڑہ جا رہا ہوں۔ آپ نے مجھے رات میں وہاں جانے سے منع کیا اور سونے کے لیے حکم دیا جب میں سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ میں اخبار پکڑا ہوا ہے آپ نے مجھ سے میرا رول نمبر دریافت کیا اور میرے رول نمبر

Marfat.com

بتانے پر آپ نے اخبار دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا رول نمبر اخبار میں نہیں ہے اس لیے فیل ہو۔ صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بھئی رزلٹ کا پتہ کر آؤ تو میں نے عرض کی حضور اب رزلٹ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے رات اپنا رزلٹ دیکھ لیا ہے بہرحال اخبار دیکھنے پر معلوم ہوا کہ میں واقعی فیل تھا۔ میں فیل ہونے پر بہت افسردہ تھا قبلہ بابا جی سرکارؒ نے فرمایا کہ رزق فیل پاس ہونے میں نہیں ہوتا کل میرے ساتھ لاہور چلنا میں تجھے ملازم کرا دوں گا چنانچہ دوسرے روز میں آپ کے ساتھ لاہور گیا اور آپ نے مجھے واپڈا میں ملازم کرا دیا اور اب میں لاہور ہی میں سروس کے پنتیس (۳۵) سال مکمل کر کے ریٹائر ہو چکا ہوں۔

یہی خوشی محمد صاحب جو کہ کافی عرصہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں رہے بیان کرتے ہیں ایک دن گرمیوں کے موسم میں نماز مغرب کے بعد آپ ٹریکٹر پر ۲۴ چک جانے لگے تو مجھے فرمایا کہ ایک لاٹھی ساتھ لے لو۔ میں نے لاٹھی لے جانے کے بارے میں عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ راستہ میں اس کی ضرورت پیش آئے گی۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک بڑا اژدھا راستہ میں کھڑا تھا آپ خود ہی ٹریکٹر چلا رہے تھے آپ نے ٹریکٹر ایک طرف کھڑا کیا اور اس اژدھا پر اس لاٹھی سے دو زور دار وار کر کے اس کو ختم کر دیا تب مجھے لاٹھی ساتھ لانے کی حکمت معلوم ہوئی۔

احسان الحق قریشی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال نوے سال کی عمر میں ۱۳ اگست ۱۹۷۰ء کو ہوا یہ شدید بارشوں کا زمانہ تھا اور ان کی والدہ کے انتقال کے روز بھی بارش خوب زور سے ہو رہی تھی اور رکنے کا نام نہ لیتی تھی۔ وہ (احسان الحق قریشی صاحب) گھر میں اکیلے ہونے اور دوسرے بارش کی وجہ سے کسی کو اپنی والدہ کے انتقال کی اطلاع نہ دے سکے۔ ان کی یہی دعا تھی کہ بارش رک جائے جنازہ تیار ہوا تو بارش رک گئی کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنے چند بیلیوں کو لے کر خود ہی ان کے پاس پہنچ گئے حالانکہ انہوں نے آپ کو بھی اطلاع نہ دی تھی آپ نے آتے ہی ان سے دریافت کیا کہ جنازہ تیار ہے اثبات میں جواب دینے پر آپ نے جنازہ لے کر چلنے کا حکم دیا اور قبرستان جا کر آپ نے ایک بیلی کو نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی یہ خود آگاہی۔ کرم نوازی اور

Marfat.com

فیض عام رہا ہے۔

شوکت صاحب کرمانوالے ٹریکٹر والے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شرقپور شریف کسی کام سے گیا لیکن وہاں جا کر میرا کام میں بالکل دل نہ لگا اور کام ادھورا چھوڑ کر لاہور واپس آ گیا۔ لاہور چونگی کے قریب آیا تو مجھے خیال آیا کہ میں ابھی گھر جا کر کیا کروں گا اور میں نے حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ باباجی سرکار کا ایک درویش نور جمال کوٹھی کے گیٹ پر کھڑا ہے میں نے اس سے باہر کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ فرما گئے ہیں کہ شوکت آ رہا ہے اس سے کوئی ضروری کام ہے اسے جانے نہ دینا۔ یہ تھا آپ کا تصرف کہ آپ نے مجھے شرقپور شریف سے فوراً" بلا لیا۔

بشیر احمد (دھوبا) غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی فقیر محمد صاحب پرچون کی دکان کرتے تھے اور کبھی کبھی میں بھی اس دکان پر بیٹھ جاتا تھا۔ یہ ۱۹۵۰ء کا واقعہ ہے کہ میرے بھائی کی دکان سے چالیس روپے چوری ہو گئے بڑے بھائی اور میرے والد صاحب اس رقم کی چوری کا مجھ پر شک کرنے لگے میں بہت پریشان تھا کہ اتنے میں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مسجد نور میں تشریف لائے اور مجھے طلب کیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پریشان دیکھ کر خود ہی پوچھ لیا کہ وہ پیسوں کی چوری کا کیا قصہ ہے میں نے عرض کی کہ حضور چوری تو میرے ذمہ لگ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ چور نے تو اس رقم سے اپنے مویشیوں کے لیے چارہ بھی خرید لیا ہے بہرحال آپ نے مجھے تسلی دی کہ تمہارے والد اور بڑے بھائی کو جلد ہی چوری کے متعلق معلوم ہو جائے گا اور آپ مسجد نور سے چلے گئے۔ چنانچہ میں جب نماز مغرب کے بعد گھر گیا تو میرے والد مجھ سے فرمانے لگے کہ چوری کا معلوم ہو گیا ہے۔ دراصل ہمارے پڑوس میں ایک زمیندار تھا اس نے میرے بھائی کی دکان سے چالیس روپے چرائے تھے اور اس رقم سے اس نے اپنے مویشیوں کے لیے چارہ وغیرہ بھی خرید لیا تھا۔ اس طرح آپ نے اپنے مرید کی مدد فرمائی کیونکہ عام حالات میں چوری کا پتہ لگنا مشکل تھا لیکن آپ نے نظر کرم فرمائی اور چوری کا پتہ لگ گیا۔

Marfat.com

محمد یوسف صاحب بورے والہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں اپنے چند احباب کی معیت میں تونسہ شریف خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں حاضری نصیب ہوئی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی عرس کی تقریبات میں شامل تھے عرس شریف سے فارغ ہو کر میرے احباب نے لاہور جانے کی خواہش کا اظہار کیا میں (محمد یوسف) قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا ہمارے پاس سواری کا انتظام بھی نہیں تھا اور ان دنوں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بہت گھمبیر تھا اس لیے میرا خیال تھا کہ آپ لاہور جانے کے لیے سواری کا انتظام بھی فرما دیں گے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا بات ہے میں نے عرض کی حضور اجازت کے لیے حاضر ہوا ہوں بس یہ کہنے کی دیر تھی حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے میرے دل کا چور پکڑ لیا اور فرمانے لگے کہ محمد یوسف کیا آپ لوگوں نے لاہور نہیں جانا میرے دل کی بات آپ کی زبان مبارک پر آنے پر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی حضرت قبلہ بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی فراست ایمانی سے میرے دل کی چھپی بات کو جان لیا اور فوراً" ایک خادم کو [illegible] کہ ان کو بھی اپنے ساتھ لاہور لے جانا حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا [illegible] ہمارا کام بن گیا (حدیث شریف میں حضور نبی کریم علیہ التحیتہ والسلام نے ارشاد فر[illegible] اتقو فراسته المومن فانه ینظر بنور اللّٰه یعنی مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کریم کے نور سے دیکھتا ہے۔ ولی اللہ کی نظر مریدوں کے دلوں پر بھی ہوتی ہے اسی لیے عارف رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

بندگان خاص عَلّامُ الْغُیُوْب
وَاحْذَرُوهُمْ هُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْب

یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والے ہیں اور اے انسان تو ان سے ڈرتا رہ اس لیے کہ یہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

Marfat.com

کرامات

قتل کی سزا سے بچ جانا

سارنگ صاحب ساکن چک نمبر ۴۱۹ تاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ طور نامی ان کا ہمسایہ قتل کے کیس میں گرفتار تھا اور اس کی ضمانت منسوخ ہو چکی تھی طور صاحب کا خاندان وہابی عقائد کا مالک تھا لیکن پھر بھی اس نے سارنگ صاحب سے درخواست کی کہ اپنے پیر صاحبؒ سے ان کی ضمانتوں کے لیے دعا کرائیں اور انہوں نے اپنا ایک آدمی ان کے ساتھ حضرت کرمانوالہ شریف روانہ کیا قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اس وقت چک ۳۶ پاکپتن شریف میں تشریف رکھتے تھے چنانچہ سارنگ صاحب ان کے آدمی کو لے کر چک نمبر ۳۶ میں ہی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے ضمانتوں کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اللہ کریم ان کی ضمانت کر دیں گے اگر سیشن کورٹ سے نہ ہو تو ہائی کورٹ ان کی ضمانتیں لے لے گی۔ کیس سیشن کورٹ میں زیر سماعت تھا جج صاحب نے دلائل سننے کے بعد ان کی ضمانت لے لی اور بعد میں قتل سے بری بھی کر دیا اور مقدمہ خارج کر دیا۔ یہ سب قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

عنایت ورک اور اس کے دیگر رشتہ دار ای ۔ بی ۵۲ عارف والہ کے بگا جوئیہ کے قتل کے سلسلہ میں گرفتار تھے ہائی کورٹ میں تاریخ سے ایک دن پہلے عنایت ورک کا والد سخی ورک قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کے لیے عرض کی آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ ۳۰-۲ بجے دوپہر اللہ تعالیٰ تمہیں بری کر دے گا۔

اگلے دن بحث شروع ہوئی طرفین کے وکلاء زور شور سے بحث کر رہے تھے اور ابھی بحث جاری تھی کہ عین ۳۰-۲ دوپہر جج صاحب نے ڈیسک بجایا اور فیصلہ سنا دیا کہ ملزمان کو قتل سے بری کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ خارج کیا جاتا ہے۔ آپ کی دعا کی بدولت ملزمان قتل کی سزا سے بچ گئے۔

بشیر ورک اور ان کے تین بھائی ایک اور قتل کیس میں گرفتار تھے اور ہائی کورٹ

Marfat.com

میں تاریخ تھی ان کی والدہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضورؒ آپ سے اپنے بیٹوں کی جان کی خیرات مانگنے آئی ہوں آپ نظر کرم فرمائیں آپ نے اس سے ہائی کورٹ میں کیس کے بارے میں دریافت کیا تو ان کی والدہ نے عرض کیا کہ وکیل کہتے ہیں کہ دو لڑکے بری ہو جائیں گے اور دو لڑکوں کو پھانسی ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا دو لڑکے وکیل چھڑا لیں گے تو دو لڑکے ہم اپنے رب کریم سے چھڑوا لیں گے اور ہمارے چھڑائے ہوئے وکیل کے چھڑائے ہوؤں سے پہلے آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا مائی صاحبہ کے وہ دو بیٹے جن کے بارے میں وکلاء حضرات نے کہا تھا کہ رہا ہو جائیں گے وہ روبکار میں نام کی غلطی کی وجہ سے ایک دن بعد رہا ہوئے جبکہ باقی دو لڑکے جن کے بارے میں بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم رب کریم سے بری کروا لیں گے وہ اسی دن رہا ہو گئے آپ کا قول سچا ثابت ہوا کہ ہمارے بری کروائے ہوئے پہلے آئیں گے اور وکلاء کے بری کرائے ہوئے بعد میں۔

خوشی محمد بانگا صاحب ساکن چک نمبر ۲۴ نزد حضرت کرمانوالہ شریف فرماتے ہیں کہ میرے ماموں زاد بھائی حجرہ شاہ مقیم سے دس کلو میٹر ایک گاؤں میں زمین پر مزارع تھے مالک اراضی نے قبضہ لینے کے لیے دیپالپور سے ایک بدمعاش کو بلایا اور اسے لالچ دے کر زبردستی زمین کا قبضہ لینے کے لیے کہا۔ اس بدمعاش نے چند اور آدمی لے کر میرے ماموں اور ان کے بیٹوں کے ساتھ غنڈہ گردی شروع کر دی جھگڑا بڑھ گیا اور ایک بدمعاش مارا گیا۔ میرے ماموں زاد بھائی نے مجھے لاہور اطلاع دی تو میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا آپ نے مجھے کچھ دیر رکنے کو کہا اور کچھ دیر بعد آپ نے مجھے واقعہ دوبارہ سنانے کو کہا میرے دوبارہ واقع سنانے پر آپ نے فرمایا کہ مقتول بدمعاش نے بھی دو قتل کئے ہوئے ہیں میں نے اس بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ ساہیوال جاؤ اور وہاں کوئی مشہور وکیل اپنے مقدمہ کے لیے کرو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے میں نے عرض کی کہ حضورؒ ضمانتوں کے لیے درخواست دے دوں تو آپ نے فرمایا کہ ضمانتوں کی ضرورت نہیں انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ چھ ماہ کے بعد مقدمہ سیشن کورٹ میں پیش ہوا تو اللہ کریم نے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے تینوں لڑکوں کو بری کر دیا۔ بری

Marfat.com

ہونے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے فیصلہ کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں کر دی گئی میں نے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی اچھا وکیل کر لیں اور آپ نے دو وکیلوں کے نام بھی بتائے میں نے عرض کی یہ تو بہت بڑے وکیل ہیں ہم تو ان کی فیس بھی ادا نہیں کر سکیں گے آپ نے فرمایا کوشش کریں کم پیسوں میں ہی کام ہو جائے گا آپ کی دعا سے ہمیں ایک ایسا شخص مل گیا جو ان میں سے ایک وکیل کا بہت دوست تھا وہ ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر اس وکیل کے پاس لے گیا راستہ میں اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ کتنے پیسے لے کر آئے ہیں ہم نے عرض کی ہمارے پاس پانچ ہزار روپے ہیں اس نے کہا کہ اتنے پیسوں میں تو وہ وکیل نہیں ہوگا۔ ہم نے انہیں بابا جی سرکار رحمتہ اللہ کے بارے میں بتایا اس نے وکیل صاحب کے پاس پہنچ کر ہم سے پانچ ہزار لے کر اسے دے دیا اور کہا کہ یہ میرا اپنا کیس ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ آپ کی گاڑی کے پٹرول کا خرچہ ہے چنانچہ ہائی کورٹ میں دس روز متواتر بحث کے بعد تینوں بھائی وہاں سے بھی بری ہو گئے یہ محض بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ قتل کے ملزم بری ہو گئے۔

شرفاء کے ساتھ دیگر افراد کا بھی بری ہو جانا

جناب شوکت صاحب کرمانوالہ ٹریکٹر والے بیان فرماتے ہیں کہ غلام مصطفیٰ کھر صاحب وزیر اعلیٰ کے دور اقتدار میں بدمعاشوں کی فہرستیں تیار ہوئیں تو کسی نے دشمنی سے ان کے والد بزرگوار کا نام بھی ان فہرستوں میں شامل کروا دیا اور اس طرح ان کے والد کو بھی گرفتار کر لیا گیا یہ تھانے گئے لیکن والد صاحب کی رہائی کی کوئی صورت نہ بنی۔ پریشانی کے عالم میں اپنے ایک دوست اور پیر بھائی چوہدری سردار صاحب کے گھر گیا اور دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی لاہور میں موجود ہوتے تاکہ ان سے دعا کرا کے رہائی مل جاتی (قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اس وقت حضرت کرمانوالہ شریف میں تھے) لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ چوہدری سردار کے گھر ہی تشریف لے آئے اور مجھے پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی اس دوران شوکت صاحب کو اطلاع ملی کہ ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل

Marfat.com

کر لیا گیا ہے اور یہ کہ وہ خود بھی گرفتاری سے بچنے کے لیے ادھر ادھر ہو جائیں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں رب کریم خیر کریں گے اور قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ انہیں اپنے ساتھ ہی اپنی کوٹھی شریف حضرت کرمانوالہ ہاؤس لے گئے اور رات وہیں بسر کرنے کا فرمایا۔ صبح آپ نے انہیں اپنے والد کی پیروی کے لیے کچہری جانے کے لئے فرمایا۔ ڈپٹی کمشنر کے پاس تمام حضرات کو پیش کیا گیا اور اس نے تمام افراد کی رہائی کا حکم دے دیا اس طرح آپ کی دعا کی بدولت نہ صرف شرفاء بلکہ دیگر افراد بھی رہائی پا گئے۔

مارشل لاء میں مقدمہ سے بری ہو جانا

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں دو فریقین کا آپس میں جھگڑا چل رہا تھا ایک فریق ہمارے گاؤں میں اور دوسرے ایک میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ ہمارے گاؤں والوں پر 1978 - 4 - 30 کو پولیس نے اذان کے وقت چھاپا مارا اور ہمارے گھر سے ایک رائفل برآمد ہوئی گھر میں موجود مقصود احمد کو کوئی پتہ نہ تھا مقصود احمد نے کہا کہ یہ رائفل میری نہیں ہے کیونکہ مقصود احمد کو رائفل کا پتہ ہی نہ تھا ہمسایہ پارٹی نے مقصود احمد کے پاس پھینک دی تھی۔ مقدمہ مارشل لاء میں چلا گیا۔ میرا لڑکا نیاز احمد حضرت صاحب کے دربار سے ہو کر چک نمبر ۳۶ ایس بی پاکپتن پہنچا جہاں حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما تھے حضرت عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو سب واقعہ سنایا کہ مقصود احمد بے گناہ ہے آپ دعا کریں کہ بری ہو جائے صاحبزادہ پیر عثمان علی شاہ ب بخاری چک نمبر ۳۶ میں زمین ہموار کرا رہے تھے۔ حضرت سید پیر عثمان علی شاہ بخاری نے فرمایا کہ مقصود احمد بری ہو جائے گا فکر نہ کریں اور نیاز احمد کو رخصت دے دی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۷۸ء کو پہلے ٹائم میں مارشل لاء والوں نے مقصود احمد کو بری کر دیا۔ اگرچہ گواہ بھی ٹھیک ٹھاک تھے لیکن مقصود احمد بے گناہ تھا اس لئے صاحبزادہ پیر عثمان علی شاہ بخاری کی کرم نوازی سے بری ہو گیا۔

Marfat.com

تیرہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل مل گئی۔

حاجی شفیق صاحب نعت خواں حضرت کرمانوالہ شریف بیان کرتے ہیں کہ مستری عبدالستار صاحب ریتالہ خورد والے اپنے بیٹے کی شادی میں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو مدعو کرنے کے لیے آئے تو آپ نے شادی میں شرکت سے معذوری ظاہر کی کیونکہ اس دن آپ نے کسی اور جگہ جانا تھا لیکن آپ نے فرمایا کہ شادی سے ایک دن پہلے میں نے لاہور جانا ہے اس لیے آپ کے پاس ہو کر جائیں گے اور ناشتہ وغیرہ بھی وہیں کریں گے۔ مستری عبدالستار صاحب کے جناب قبلہ حضور صاحب" ریتالہ خورد والوں سے بھی تعلقات تھے انہوں نے اس دن حضور صاحب" کے صاجزادہ صاحب کو بھی مدعو کیا اور وہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی آمد کا سن کر ان کی دعوت میں شرکت کے لیے تیار ہو گئے چنانچہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مقررہ دن حسب وعدہ وہاں پہنچ گئے آپ ناشتہ فرما رہے تھے کہ قبلہ حضور صاحب" کے صاجزادہ صاحب بھی تشریف لے آئے اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے اصرار پر ناشتہ میں شامل ہو گئے اور صرف تین گھونٹ بوتل کے اور تین نوالے کھانے کے نوش فرمائے لیکن قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں کھانے سے ان کی تیرہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل حاصل ہو گئی چنانچہ آپ نے ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ میری تیرہ سال سے رکی منزل آج حضور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کرم سے حاصل ہو گئی ہے۔

بیماری سے شفا

محمد اسحاق صاحب آپ کے ایک درویش بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی سخت بیمار ہو گیا اور بیماری کی وجہ سے اس کے سر اور جسم کے بال اتر گئے اور شکل بھی عجیب ہو گئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کرایا کوئی افاقہ نہ ہوا اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اس کے رشتہ دار اس کے بھائی کو لے کر اس کے پاس حضرت کرمانوالہ شریف لے آئے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے دو تین روز کے بعد آپ تشریف لائے تو محمد اسحاق نے اپنے بیمار بھائی کو آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا رب کریم خیر کر دیں گے چنانچہ چند ہی دن میں اس کا بیمار بھائی بغیر کسی علاج کے

Marfat.com

آپ کی دعا سے شفایاب ہو گیا۔

سارنگ صاحب چک نمبر ۴۱۹ تاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی کو بخار رہتا تھا وہ اس کو ٹائیفائیڈ سمجھتے رہے حالانکہ ان کی بیوی کو ٹی بی تھی۔ ایک مرتبہ وہ شرق پور شریف عرس کے موقع پر حاضر ہوئے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے آپ سے بیوی کی بیماری کے متعلق عرض کی تو آپ نے دعا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا تمہاری بیوی کو ٹی بی ہے اس کے لئے دوائی لکھا کر لے جانا اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے وہ واپس گھر پہنچے تو گھر میں صفائی وغیرہ ہوئی ہوئی تھی انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تم تو بیمار تھیں یہ صفائی کیسے ہو گئی اس نے کہا کہ تم شرقپور شریف عرس پر گئے اس کے بعد میں بالکل ٹھیک ہو گئی یعنی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے وہ بالکل شفایاب ہو چکی تھی۔

بیماری سے شفا

خوشی محمد بانگا لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کو السر تھا آرام نہیں آ رہا تھا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر بشیر احمد سے علاج کرائیں اس کے علاج سے کچھ افاقہ ہوا لیکن وہ ڈاکٹر کراچی چلا گیا اور مرض میں پھر شدت آ گئی خوشی محمد صاحب قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ ڈاکٹر تو کراچی چلا گیا ہے اور مرض میں شدت آ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ دوائی چھوڑ دیں رب کریم شفا دیں گے چنانچہ انہوں نے دوائی ترک کر دی اور کچھ ہی دن کے بعد قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو مکمل شفا نصیب فرمائی۔

مسوں کا ٹھیک ہو جانا

ایک مرتبہ آپ پاکپتن شریف چک نمبر ۳۶ ایس پی آئے ہوئے تھے راقم الحروف کو معلوم ہوا تو چند دوستوں کے ہمراہ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ ان دنوں راقم کے چہرے پر جگہ جگہ موکے نکل آتے تھے موکہ ایک جگہ سے کٹواتا تو دوسری جگہ نکل

Marfat.com

آتا اور یہ سلسلہ جاری رہتا جس کی وجہ سے چہرہ بھی بدنما ہوتا جا رہا تھا چنانچہ آپ کی زیارت کا ارادہ کیا تو یہ بھی خیال تھا کہ موکے ختم ہونے کے لیے بھی دعا کرائیں گے لیکن وہاں جا کر اس بارے میں دعا کرانا یاد ہی نہ رہا اور واپسی پر راقم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بابا جی پاک سے موکوں کے بارے میں دعا کرانی یاد نہیں رہی لیکن کیونکہ میں آپ کے پاس اس ارادے سے گیا تھا اس لیے میں نے دوستوں سے کہا کہ بابا جی پاکؒ خود ہی کرم نوازی کر دیں گے۔ میری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب چند دن بعد موکے ایک ایک کر کے خود ہی جھڑ گئے اور آج تک کوئی موکہ دوبارہ نہ نکلا یہ ہے آپ کی شان بے نیازی کہ آپ بغیر مانگے مریدوں کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں اور ان کی دستگیری فرماتے ہیں۔

بیماری سے شفا

قاری عابد سلطان صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت پر معمور تھا ایک دن ان کو گاؤں سے اطلاع آئی کہ ان کی بیوی سخت بیمار ہے وہ اپنے گاؤں جانے کے لیے اجازت لینے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں فرمایا کہ آج گاؤں نہ جائیں بلکہ اگلے روز چلے جائیں اگلے روز جب وہ گاؤں پہنچے تو ان کی بیوی بالکل تندرست تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رات خواب میں کوئی بزرگ تشریف لائے تھے انہوں نے پیار سے اپنا دست شفقت ان کی بیوی پر پھیرا تو وہ اسی وقت تندرست و توانا ہو گئی یعنی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں جا کر ان کی بیوی کو تندرستی عطا کی۔

مولانا عبدالغفور صاحب جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی بیوی سخت بیمار تھی بہت علاج کرایا لیکن ڈاکٹری علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے مجھ سے بیوی کی بیماری کا ذکر کیا میں انہیں لے کر کوٹھی شریف حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو حاضر ہوا اور قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا مولوی جی رب کریم خیر کر دیں گے اور آپ نے کھوی کے استعمال کا حکم دیا چنانچہ کھوی کے چند دن کے استعمال سے ہی میری بیوی

Marfat.com

بالکل ٹھیک ہو گئی حالانکہ اس سے پہلے ڈاکٹری علاج پر کثیر رقم خرچ ہو چکی تھی۔

محمد شریف بھاولنگر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی آواز بند ہو گئی بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا ڈاکٹر حضرات گلے کا اپریشن تجویز کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔ اس دوران قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لائے سیٹھ محمد شفیع لاہور والے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ سیٹھ صاحب نے ان کے گلے کے ٹھیک ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "خیر ہو جائے گی" آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد تشریف لے گئے دو تین روز بعد ان کا گلہ خود بخود ٹھیک ہو گیا حالانکہ ڈاکٹر حضرات گلے کا اپریشن تجویز فرما رہے تھے۔

آپ کے ایک خادم محمد علی جنہیں آپ پیار سے نکو ڈاکٹر فرمایا کرتے تھے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھے آپ کے ساتھ والے کمرے میں ایک مریض تھا جس کو ہڈیوں کی ٹی بی تھی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور تھا۔ اس کو آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کو دعا کے لیے آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کی بیوی کی درخواست پر اس شخص کے لیے دعا فرمائی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ تین چار روز بعد انہوں نے اس بیمار شخص کو برآمدے میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے وہ صحت یاب ہو رہا تھا اور چند دن بعد مکمل صحت یاب ہو کر ہسپتال سے اپنے گھر چلا گیا۔

یہی محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ہسپتال میں قیام کے دوران ہی ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی چودہ پندرہ سالہ بیٹی تھی بچی کے پیٹ میں رسولی تھی اور اس کا کچھ دیر بعد اپریشن ہونے والا تھا اس عورت نے اپنی بچی کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے تین مرتبہ فرمایا "رب کریم خیر کر دیں گے" وہ عورت بچی کو لے کر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد اس بچی کو اپریشن تھیٹر لے جایا گیا تو بچی کے پیٹ میں رسولی کا نام و نشان بھی نہ تھا ڈاکٹر حضرات بھی حیران و پریشان تھے کہ آخر ایکس رے میں دکھائی دینے والی اتنی بڑی رسولی کہاں غائب ہو گئی لیکن لڑکی تو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے ٹھیک ہو چکی تھی اور رسولی وغیرہ ختم ہو چکی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ عورت اپنی بیٹی کو لے کر آپ کی

Marfat.com

خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئی اور تمام ماجرا بیان کیا۔ لڑکی کو بغیر اپریشن اور بغیر کسی دوائی کے آپ کی دعا کی بدولت آرام آگیا تھا۔

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی شاہ محمد کی شیر خوار بیٹی بہت سخت بیمار ہو گئی۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ نے دعا فرمائی اور زعفران گائے کے دودھ کے ساتھ پلانے کا حکم فرمایا جب اماں جی سرکار رحمتہ اللہ علیھا سے دودھ مانگا گیا تو آپ نے تھوڑا سا دودھ عنایت فرمایا قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی اماں جی کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اماں جی دودھ ذرا زیادہ عنایت فرمایئے اماں جی نے فرمایا کہ بیٹا آپ نے بچی کی حالت غیر نہیں دیکھی اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ دودھ عنایت فرمائیں بچی کو کچھ نہیں ہو گا چنانچہ اماں جی پاک" نے دودھ عنایت فرما دیا اور اس کو زعفران دودھ میں ملا کر دی گئی تو بچی بالکل صحت یاب ہو گئی یہ فیض تھا جناب اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا اور جناب قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا کہ برلب دم بچی بالکل صحت یاب ہو گئی۔

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بچی کے ہاتھ پر دنبل (پھوڑا) نکل آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہتھیلی کی ساری پشت پر پھیل گیا قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا آپ نے فرمایا "اللہ کریم فضل فرما دیں گے" اور ساتھ ہی نیل کنٹھ بوٹی کا لیپ کرنے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ دعا ہی فرما دیں کہ دوا کے بغیر ہی آرام آ جائے آپ نے فرمایا کہ رب کریم شفا دے دیں گے آپ ایک سال بعد دوبارہ بھکر تشریف لائے تو بچی کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ اسی بچی کے پیٹ میں درد رہنے لگا اور ورم بھی ہو گیا سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر بشیر احمد قریشی جس کا ڈاکٹری کا پچیس سالہ تجربہ تھا اس نے کہا کہ یہ علامت تو رسولی کی ہیں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا "اللہ کریم رحم فرما دیں گے" آپ سے مزید درخواست کی گئی کہ جس طرح بچی کے ہاتھ کو آرام آگیا تھا اسی طرح اس کو اب بھی آرام آجائے کیونکہ اپریشن سے تو ڈر محسوس ہوتا ہے آپ نے فرمایا "رب کریم اسی

Marfat.com

طرح شفا عطا فرمائیں گے" چنانچہ کچھ عرصہ بعد بچی کو بغیر کسی دوائی اور اپریشن کے آرام آگیا اور آج کل کئی بچوں کی ماں ہے اور خوشحال زندگی گزار رہی ہے۔

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھانجا محمد اسلم اکثر بیمار رہتا تھا ایکسرے کرانے پر ٹی بی کے مرض کا پتہ چلا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا اس کو کوئی بیماری نہیں ہے اور اس کے بھائی بشیر احمد کو حکم دیا کہ اس کو اپنے پاس بھکر ہی لے جاؤ چنانچہ وہ اس کو اپنے ساتھ بھکر لے گئے۔ ضلع ساہیوال میں ان کی پانچ ایکڑ زمین تھی وہ فروخت کر کے بھکر میں اسے ایک مربع زمین قسطوں پر لے کر دے دی اس زمین کی قسطیں بھی اتر چکی ہیں اور وہ ٹھیک ٹھاک زندگی گزار رہا ہے۔

بیمار بچے کا عالم دین بن جانا

میاں محمد یوسف صاحب بورے والہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پیر بھائی مولوی نور محمد صاحب کے ایک بیٹے مولوی فیض احمد نقشبندی کا دماغی توازن درست نہیں تھا مولوی نور محمد صاحب اپنے بیٹے کو لے کر حضور قبلہ باباجی سرکار سید عثمان علی شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے درخواست کی کہ بیٹے کا ذہنی توازن درست ہو جائے باباجی سرکارؒ نے ارشاد فرمایا کہ اسے حضور بابا حاجی شیر دیوان چاولی مشائخ علیہ الرحمہ کے دربار پر لے جاؤ اور نوراتا کراؤ یعنی نو رات وہاں باندھ کے رکھو اللہ کریم جل شانہ حضور علیہ السلام کے طفیل کرم فرمائے گا مولوی نور محمد صاحب اپنے بچے کو لیکر پہلے میرے پاس آئے اور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ذیشان سنایا یہاں سے حاجی شیر دیوان علیہ الرحمہ جانے کے لیے تانگہ کرایا اور ان دونوں باپ بیٹے کو چھوڑ کر واپس آگیا نو رات پوری ہونے سے قبل ہی حضور حاجی شیر دیوان علیہ الرحمہ نے خواب میں مولوی نور محمد کو اشارہ فرما دیا کہ اپنے بیٹے کو لے جاؤ اب ٹھیک ہے چنانچہ وہ اپنے بیٹے کو لیکر بورے والہ آگئے اب مولوی صاحب کی دلی خواہش تھی کہ میں اپنے بیٹے کو حضور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کراؤں اور آپ کا غلام بناؤں۔ مولوی صاحب اس مقصد کے لیے اپنے بچے کو لے کر پھر باباجی قبلہ سرکارؒ

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی کہ حضورؒ اسے اپنا غلام بنالیں آپ سرکارؒ نے حسب عادت شریفہ فرمایا .بیلیا پہلے نعت شریف سناؤ مولوی فیض احمد نقشبندی نے جس طرح بھی نعت شریف آتی تھی سرکار علیہ السلام کی نعت سنائی بس پھر حضور باباجی سرکار علیہ الرحمہ نے نظر کرم فرمائی بیعت بھی کیا اور بڑی گرم جوشی سے معانقہ کرکے فرمایا جا مولوی نور محمد تیرا یہ بیٹا مولوی ہو گا آج الحمد اللہ اس کا بیٹا مولوی فیض احمد نقشبندی بڑا خوش الحان واعظ ہے اپنے کاروبار زندگی میں بھی مصروف ہے اور جمعہ شریف بھی پڑھاتا ہے یہ حضور قبلہ باباجی سرکار سید عثمان علی شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمہ کی زندہ اور جیتی جاگتی کرامت ہے۔

اولاد نرینہ کا عطا ہونا

تاج دین صاحب غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ میری شادی میں تشریف لائے۔ میری خالہ ساس کے ہاں اولاد زندہ نہ بچتی تھی چنانچہ میں نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے ان کی اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ "اللہ خیر کر دے گا" اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے اسے ایک لڑکا عنایت فرمایا جو آج تک زندہ ہے اور خود بھی صاحب اولاد تین چار بچوں کا باپ ہے۔

جناب اشرف علی نجم صاحب قصور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں شادی کے بعد یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں ۱۹۷۷ء کے آغاز میں آپ کی کوٹھی مبارک حضرت کرمانوالہ ہاؤس باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دی چنانچہ آپ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا یہ بچہ جب سوا ماہ کا تھا تو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے بچے کو اپنے دست مبارک میں اٹھا کر ایک اور بیٹے کی خوشخبری دی چنانچہ دوسرا بیٹا آپ کے وصال کے بعد مارچ ۱۹۷۹ء میں پیدا ہوا۔

چوہدری عبدالرؤف فتح پور تھل والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ تھل تشریف

Marfat.com

لائے تو اولاد نرینہ کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ رب کریم تمہیں چار بیٹے عنایت فرمائے گا اور ساتھ ہی ان کے نام بھی تجویز فرما دیئے "غلام حسین، ریاض حسین، فیاض حسین اور ممتاز حسین"۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار بیٹے عنایت فرمائے جو ہنوز حیات ہیں۔

اولاد نرینہ

شیخ محمد اشرف کرمانوالہ کلاتھ ہاؤس اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے تین بیٹیاں تھیں دعا کرانے کے بعد بھی چوتھی بیٹی پیدا ہو گئی میں بچی کی پیدائش کی خبر اپنی دکان پر سن کر مغموم بیٹھا تھا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور مجھ سے پریشانی کی وجہ پوچھی اور جب میں نے چوتھی بیٹی کے بارے میں بتایا تو آپ ایک منٹ کے لیے خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ محمد اشرف یہ خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا لیکن کوئی بات نہیں آئندہ رب کریم خیر کر دیں گے چنانچہ بچی کی پیدائش کے سوا سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بیٹا عنایت فرمایا اور دوسرا بیٹا آپ کے وصال کے بعد آپ کے قل شریف والے دن پیدا ہوا۔ اس کے بعد محمد اشرف صاحب نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے تینوں بیٹیوں کو بھی لڑکے عطا کئے اور آپ کی دعا کے بعد محمد اشرف صاحب کے خاندان میں نو لڑکے پیدا ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اولاد نرینہ کا عطا ہونا

فتح محمد ٹاوری ساکن ڈوگی ضلع بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ اس نے باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی اور ساتھ ہی اولاد نرینہ کے لئے استدعا کی آپ نے فرمایا رب کریم تمہیں بیٹا عنایت فرمائے گا لیکن وہ قدرے مست ہو گا اور کئی ماہ تک کپڑے پہننا پسند نہ کرے گا چنانچہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جو پہلے پہل کپڑے پہننا پسند نہ کرتا تھا لیکن بعد میں بالکل ٹھیک ہو گیا آج کل وہ شادی شدہ ہے اور اس کی طبیعت اور صحت بالکل ٹھیک ہے اور کئی بچوں کا باپ ہے۔

Marfat.com

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھانجے محمد اسلم کو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے ضلع ساہیوال سے بھکر لے آئے اور اس کی شادی کر دی تین سال گزرنے کے باوجود کوئی اولاد نہ ہوئی تو لوگوں میں باتیں بننا شروع ہو گئیں۔ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں دعا کے لیے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ تین چار سال تک اولاد نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اللہ کریم فضل فرمادیں گے۔ محمد اسلم کے سسرال والوں نے کہا کہ اولاد کے لیے کسی اور پیر سے تعویذ لیتے ہیں لیکن محمد اسلم نے کہا کہ چار سال تک تو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مہر لگا دی ہے اس سے بات بڑھے گی تو دیکھا جائے گا چنانچہ پانچویں سال اس کے ہاں اولاد کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا اور اب اس کے نو دس بچے ہیں۔

جناب بشیر احمد بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد تین بچیاں پیدا ہوئیں ایک حکیم کو دکھایا تو اس نے نبض دیکھ کر کہا بشیر احمد بچے کی امید نہ رکھو مادہ تولید تم میں بالکل نہیں ہے یہ بچیاں بھی کسی بزرگ کی دعا سے پیدا ہوئی معلوم ہوتی ہیں چنانچہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اسی طرح عرض کیا گیا تو آپ جلالت میں آگئے اور فرمایا یہ حکیم کوئی خدا کا بیٹا ہے اس حکیم سے برملا کہہ دینا کہ اس دفعہ بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ اس کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوا اس کے بعد بھی مزید ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

سات حج کروادیئے

مولوی علی نواز صاحب خادم حضرت کیلیانوالے شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک بیلی جو حج پر گیا تھا پریشانی کے عالم میں مدینہ منورہ میں تھا اس کا دل مزید حج کرنے کو چاہتا تھا لیکن اس کے پیسے ختم ہو چکے تھے اس دوران اس کو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مل گئے اس نے آپ سے اپنا مدعا بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں کہ تمہیں سات مرتبہ حج کے لیے بلا لیں چنانچہ ۱۹۸۰ء میں مولوی علی نواز صاحب کو وہی شخص دوران حج ملا اس نے بتایا کہ یہ اس کا پانچواں حج ہے اور یہ کہ ابھی دو حج اور کرنے ہیں کیونکہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے سات

Marfat.com

ج کا فرمایا ہے۔

مدرسہ کے لیے جگہ کا مل جانا

تاج دین بلوچ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے بیٹے مولوی عبدالغفور صاحب نے اپنے مدرسہ جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ کے جلسہ تقسیم اسناد کے سلسلہ میں صدارت کے لیے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا نام رکھ لیا اور آپ سے عرض کی آپ نے وقت مقررہ پہنچ جانے کا وعدہ فرمایا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ جلسہ وغیرہ کی صدارت کو پسند نہیں کرتے۔ آپ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے جلسہ کے بعد آپ نے مولوی عبدالغفور صاحب سے فرمایا "مولوی جی مدرسہ کے لیے جگہ کم ہے جگہ زیادہ ہونی چاہیے چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق مولوی صاحب نے ساتھ والی جگہ کے مالک سے بات کی تو وہ دو کنال زمین دینے کے لیے تیار ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے مدرسہ کی دیوار سیدھی کرنے کے لیے صرف سوا مرلہ زمین بھی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب زمین کا سودا ہونے کے بعد اس کی رقم کی ادائیگی کا مسئلہ درپیش تھا مدرسہ کی انتظامیہ نے کہا اتنی بڑی رقم کا کیسے بندوبست ہوگا مولوی صاحب نے کہا کہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے جگہ کے لیے فرمایا ہے تو وہی رقم کا بھی بندوبست کریں گے چنانچہ جلد ہی رقم کا بھی انتظام ہو گیا اور وہ جگہ مدرسہ کے لیے خرید لی گئی۔

سرکاری ملازمت کا ملنا

جناب حبیب اللہ صاحب غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ وہ ۱۹۷۶ء میں واہ فیکٹری ٹیکسلا میں بطور سینئر کلرک ایڈمن برانچ متعین تھا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا کہ اس کو اپنے محکمہ میں بطور ٹائپسٹ بھرتی کروانا ہے اس کی ٹائپنگ کا ٹیسٹ لیا گیا تو اس نے ٹائپ کرتے ہوئے ایک لائن کے اوپر دوسری اور دوسری کے اوپر تیسری لائن ٹائپ کردی ممتحن نے انہیں یہ بتایا تو وہ پریشان ہو گئے اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی درخواست کی تو فوراً" ممتحن نے کہا کہ حبیب اللہ صاحب آپ خود ہی اس کی جگہ ٹائپ کر کے ٹائپ شدہ کاغذ

Marfat.com

ساتھ لگا دیں چنانچہ ایسا کرنے کے بعد تعیناتی کے آرڈر بھی جاری کر دیے اور اس کا کیس ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کو بھیج دیا لیکن اس نے لکھا کہ آپ نے اس سیٹ کے لیے نہ تو اخبار میں اشتہار دیا اور نہ ہی بھرتی کمیٹی تشکیل دی بہر حال اس نے ہمیں آئندہ ایسا نہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ہمارے کسی بھی آدمی کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ کی حالانکہ ایسی سنگین غلطی پر سخت محکمانہ کارروائی ہو سکتی تھی یہ سب قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم تھی کہ اس شخص کو محکمہ میں جگہ بھی مل گئی اور کسی کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی بھی نہ ہوئی۔

بغیر ٹیسٹ انٹرویو کے ملازمت کا ملنا

یہی حبیب اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد آپ نے میرے پاس ایک اور شخص کو بھیجا کہ اس کو بھی اپنے محکمہ میں بھرتی کرانا ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق جب متعلقہ سپرنٹنڈنٹ سے بات کی تو اس نے کہا کہ اب تو ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ لسٹ بھی بن چکی ہے اور یہ کہ اب تو یہ کام ہونا ناممکن ہے حبیب اللہ صاحب نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی استدعا کی تو اسی وقت محکمہ کے جس افسر کے پاس میرٹ لسٹ تھی وہ کہنے لگا کہ میرٹ لسٹ کے آخر میں اس لڑکے کا نام بھی لکھ دیا جائے چنانچہ اس لڑکے کا نام بھی میرٹ لسٹ میں شامل کر لیا گیا اور اس کے بعد وہ لڑکا بطور کلرک تعینات بھی ہو گیا یہ سب نظر کرم تھی بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی کہ وہ لڑکا بغیر ٹیسٹ اور انٹرویو محکمہ میں تعینات ہو گیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے رقم کا بندوبست ہونا

احسان الحق قریشی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ۷۲ - ۱۹۷۱ء میں انکے بیٹے کو کینیڈا میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لے داخلہ مل گیا جس کے لیے انہیں فوری طور پر پچاس ہزار روپے کی ضرورت تھی اور انکے پاس یہ رقم موجود نہ تھی بڑے غور و غوض کے بعد کراچی میں ایک رشتہ دار کو رقم کے لیے خط لکھا اور ساتھ ہی قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی آپ نے فرمایا کہ آپ کا

Marfat.com

رشتہ دار آپ کو پیسے بھیج دے گا چنانچہ اس رشتہ دار نے پیسے بھی بھیج دیے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ پیسے کی واپسی کا فکر نہ کریں چنانچہ آپ کی دعا سے بیٹے کا کام بن گیا اور وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے کینیڈا چلا گیا۔

ملازمت میں ترقی ہونا

غلام باری صاحب (مرحوم) لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۰ء میں ان کا محکمانہ ترقی کا امتحان تھا یہ ان دنوں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے خیال تھا کہ آپ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کیا جائے لیکن آپ سے دعا کرانے کی نوبت نہ آئی البتہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ رات کو خواب میں امتحانی پرچہ کا پتہ چل جائے آپ نے ان کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا انہوں نے یہاں کوئی غیر شرعی کام ہوتے دیکھا ہے انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ (غلام باری) چاہتے ہیں کہ امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہوں تو انہوں نے اثبات میں سرہلایا آپ نے فرمایا کہ جاؤ بہت اچھے نمبروں میں پاس ہو جاؤ گے امیدواروں کی فہرست میں غلام باری صاحب کا اڑتالیسواں نمبر تھا اور کل اکاون امیدوار تھے یعنی نیچے سے تیسرا نمبر تھا امتحان کا نتیجہ کا اعلان ہوا تو کل سترہ امیدوار پاس تھے اور ان میں سے غلام باری صاحب کا تیسرا نمبر تھا یعنی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے تصرف فرما کر نیچے والے تیسرے نمبر کو اوپر والے تیسرے نمبر پر لے آئے جس کے نتیجہ میں جلد جلد محکمانہ ترقیاں ہونے لگیں اور آئندہ محکمانہ امتحان بھی اچھے نمبروں سے پاس ہوتے چلے گئے۔

دفتر سے تبادلہ پر فارغ ہونے کے بعد بھی تبادلہ منسوخ ہونا

خوشی محمد بانگا صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کا تبادلہ واپڈا ہاؤس سے گلبرگ دفتر میں ہو گیا اور انہیں دفتر سے فارغ کر کے الوداعی پارٹی بھی دے دی گئی۔ اسی دن قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ دفتر میں ان سے ملنے تشریف لائے انہوں نے آپ کو اپنے تبادلہ کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا یہیں رہنا بہتر ہے انہوں نے

Marfat.com

عرض کی اب تو مجھے دفتر والوں نے فارغ بھی کر دیا ہے اس لئے تبادلہ منسوخ ہونا ناممکن ہے بہر حال آپ تشریف لے گئے تو خوشی محمد صاحب کے ساتھ ایک اور شخص کا بھی تبادلہ ہوا تھا وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ واپڈا ہاؤس میں ہی ایک دوسری برانچ میں دو آسامیاں خالی ہیں اور اس سلسلہ میں افسر اعلیٰ سے ملتے ہیں کہ انہیں وہیں پر تعینات کر دے چنانچہ وہ دونوں جاکر اپنے بڑے افسر سے ملے تو اس نے ان دونوں حضرات کا تبادلہ منسوخ کر کے واپڈا ہاؤس میں ہی دوبارہ تعینات کر دیا آپ جب لاہور دوبارہ تشریف لائے تو خوشی محمد صاحب نے صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ تبادلہ منسوخ ہونا ناممکن ہے انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

تبادلہ منسوخ ہونا

جناب برکت علی صاحب لالہ زار پارک مغلپورہ والے بیان کرتے ہیں کہ میں پاکستان ملٹری اکاؤنٹس لاہور میں ملازم تھا ۱۹۶۷ء میں میرا تبادلہ کوہاٹ ہو گیا میں نے اپنا تبادلہ رکوانے کے لیے درخواستیں دینا شروع کر دیں اس طرح چار پانچ ماہ گزر گئے اور ہیڈ آفس سے میرے لاہور آفس کو جواب آیا کہ اگر اب انہوں نے میری درخواست دوبارہ بھجوائی تو ان کی بھی جواب طلبی ہو گی میں اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا اس دوران قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سیٹھ محمد شفیع کے مکان پر تشریف لائے ہوئے تھے میں بھی آپ کی زیارت کو گیا تو آپ نے مجھ سے دفتر نہ جانے کی وجہ دریافت کی کیونکہ وہ چھٹی کا دن نہیں تھا۔ آپ کے استفسار پر میں نے آپ کو اپنے تبادلہ کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی طرح ایک دفعہ پھر اپنا تبادلہ رکوانے کے لیے درخواست بھجواؤ۔ میں نے اپنے دفتر والوں سے درخواست کی اور انہوں نے پھر رسک (خطرہ) لیتے ہوئے درخواست بھجوا دی ابھی ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ میرا تبادلہ منسوخ ہو گیا اور یہ حکم بھی آیا کہ میری بقیہ سروس کے دوران لاہور سے باہر تبادلہ نہ ہو گا۔ میری عمر اس وقت باون سال تھی آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے یہ قانون ہی پاس کروا دیا کہ ملازم جب باون سال کا ہو جائے تو اس کا تبادلہ اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا اور آج بھی ان

Marfat.com

کے محکمہ میں یہ قانون رائج ہے۔

قرض سے نجات

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کا پچھلا گاؤں کرمونوالہ ضلع فیروزپور سے دس کوس تھا وہ غریب لوگ تھے اور وہ خود اور اس کے دیگر رشتہ دار کرمونوالہ شریف کئی کئی دن گزارتے تھے۔ ان کی پھوپھی نے بیان کیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ابھی چھوٹے ہی تھے اور ان کی پھوپھی نے آپ کو گود میں اٹھایا ہوا تھا آپ بہت خوش تھے ان کی پھوپھی نے آپ کو خوش دیکھ کر عرض کی کہ حضور ان کے بھائی نے ہندوؤں کا بہت سا قرض ادا کرنا ہے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ قرض اتر جائے گا۔ موقع اچھا جانتے ہوئے ان کی پھوپھی نے کہا کہ ان کی بہن پر بھی بہت قرض ہے آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں قرض اتر جائے گا چنانچہ آپ کی دعا کی بدولت ایک سال میں تمام لوگ قرضوں سے فارغ ہو گئے حالانکہ ہندوؤں کے قرضے سود در سود ہونے کی وجہ سے اتارنے بہت مشکل تھے۔

ملکیت زمین سے زیادہ بڑا پانی کا موگا منظور ہونا

خوشی محمد بانگا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں محکمہ انہار نے تمام حصہ دار زمینداروں کے پانی کی تقسیم کے لیے وارہ بندی تیار کی جس میں ان کی زمین کے لیے ملکیت سے زیادہ پانی مقرر کر دیا اور ایکسین ساہیوال نے فیصلہ سنا دیا۔ لیکن دوسرے متاثرہ فریق نے میری ملکیت کی اصل فرد لگا کر ایکسین کے پاس فیصلہ بدلنے کی درخواست دے دی ایکسین نے نئے فیصلہ کے لیے تاریخ مقرر کر دی اس کیس میں کچھ ایسی خامیاں تھیں کہ پانی کی کمی کے علاوہ ان کے (خوشی محمد) خلاف انضباطی کارروائی بھی ممکن تھی چنانچہ وہ پریشانی کے عالم میں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ایکسین فائل بھی نہ دیکھے اور اپنا پچھلا فیصلہ بھی بحال رکھے آپ نے مسکرا کر ان دونوں کاموں کی منظوری عنایت فرما دی اور حکم دیا کہ فیصلہ والے دن اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالی پر حاضر دے کر جانا چنانچہ مقررہ

Marfat.com

تاریخ پر وہ دربار پر حاضری کے بعد ایکسین کے دفتر پہنچے۔ اس کے ساتھ والے دفتر میں ہمارے ایک پیر بھائی چوہدری عبدالغنی صاحب متعین تھے انہیں کیس کے بارے میں معلوم تھا اس لئے انہوں نے یہ کیس واپس لینے کے لیے کہا لیکن مجھے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے کیس اپنے حق میں ہونے کا پورا یقین تھا چنانچہ جب میں ایکسین کے پاس حاضر ہوا تو اس نے اپنے ریڈر سے کیس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ کیس ٹھیک ہے چنانچہ ایکسین نے دوسرے فریق کے دلائل سنے بغیر اپنا پچھلا فیصلہ بحال رکھا۔ دوسرا فریق وکیل کے ساتھ کیس لڑنے کے لیے آیا ہوا تھا وکیل نے اس ایکسین سے بحث کی کہ آپ ہمارے دلائل سنے بغیر فیصلہ نہیں کرسکتے اس نے کہا میں نے اپنا پچھلا فیصلہ بحال کر دیا ہے اب آپ جہاں چاہے اپیل کر سکتے ہیں چنانچہ فریق مخالف نے سول جج کی عدالت میں کیس کر دیا۔ سول جج نے میرے فریق مخالف کے ایکسین کے فیصلہ کے خلاف سپرنٹنڈنگ انجنیئر اور چیف انجنیئر کے پاس اپیل نہ کرنے کی بنا پر کیس خارج کر دیا لیکن اس دوران اپیل کرنے کا وقت بھی گذر چکا تھا اور اب تک مجھے میری زرعی زمین کے حصے سے زیادہ پانی مل رہا ہے۔

ملازمت پر بحالی

چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر والے سرکاری دفتر میں ہیڈ کلرک تھے پارٹی بازی کی وجہ سے سروس سے فارغ کر دیا گیا وہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے اور تنگی معاش کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور مالی امداد بھی فرمائی چنانچہ آپ کی دعا سے ۱۹۷۵ء میں نوکری پر بحال ہو گئے اور ۱۹۸۰ء میں اس عرصہ کے بقایا جات مبلغ چالیس ہزار روپے بھی مل گئے یہ سب آپ کی دعا مبارک کا ثمر تھا۔

ٹریکٹر کا ملنا اور دیگر عنایات کریمانہ

بشیر احمد صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھکر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا "بشیر احمد ہم نے تمہاری زمین دیکھنی ہے" ایک جگہ آپ نے رب گھاس دیکھ کر فرمایا یہ گھاس باغ میں ہونی چاہیے بشیر احمد نے موقع غنیمت

Marfat.com

جانتے ہوئے عرض کی کہ اس کے لیے تو ٹریکٹر ہونا چاہیے آپ نے فرمایا کہ رب کریم ٹریکٹر عنایت فرما دیں گے ہوشیاری سے کیوں مانگتا ہے ٹریکٹر مل جائے گا۔ اس اثناء میں ایک بنک افسر نے بشیر احمد سے خود کہا کہ ٹریکٹر قرضہ پر لینا ہے تو بتاؤ۔ بشیر احمد نے کہا کہ ان کے پاس صرف پندرہ ایکڑ زمین ہے جبکہ ٹریکٹر زیادہ زمین پر ملتا ہے اس نے کہا یہ اعتراض تو میں نے لگانا ہے اگر اس نے ٹریکٹر لینا ہے تو اپنے پڑوسی زمیندار سے مزید زمین کے ٹھیکہ کے کاغذات بنا کر لے آئے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ کی دعا کی بدولت جلد ہی ٹریکٹر مل گیا۔

بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ جب تشریف لاتے تو آپ کے ہمراہ کچھ بیلی ہوتے اور کچھ لوگ بھی آپ کی آمد کا سن کر جمع ہو جاتے کسی نے بشیر احمد سے سوال کیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی آمد سے اخراجات تو بہت ہوتے ہوں گے اس نے جواب دیا کہ اخراجات کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن آپ پہلے سال تشریف لائے تو ہمیں الاٹ شدہ زمین کے مالکانہ حقوق مل گئے دوسرے سال ایک مربع زمین قسطوں پر مل گئی اور تیسرے سال ٹریکٹر مل گیا اور باغ لگ گیا روحانی فیوض و برکات اس کے علاوہ تھے۔ یہ تھی آپ کی شان کریمانہ کہ آپ کی تشریف آوری سے لوگ زیر بار ہونے کی بجائے ان کے رزق میں وسعت ہو جاتی۔

ریل گاڑی کا واپس آنا

چوہدری عبدالغفور بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ کرمونوالہ شریف ضلع فیروزپور آپ کے پاس گیا ہوا تھا واپسی کا ارادہ تھا اسٹیشن پر گاڑی کا وقت ہو چکا تھا اور ابھی دو میل پیدل چلنا تھا روانہ ہونے لگا تو قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ مل گئے اور آپ کافی دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اس دوران کسی نے کہا کہ اب گاڑی نہیں ملے گی لیکن قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گاڑی مل جائے گی چنانچہ وہ روانہ ہو گئے راستہ میں ایک اور شخص بھی اسٹیشن جانے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیا۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ گاڑی اسٹیشن کی طرف سے دھواں اڑاتی نظر آئی۔ ان کا ساتھی کہنے لگا کہ چلو واپس چلیں کیونکہ گاڑی تو اسٹیشن پر پہنچنے والی ہے اور ان کے

Marfat.com

وہاں پہنچنے تک روانہ ہو چکی ہو گی لیکن عبدالغفور صاحب نے کہا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے گاڑی انہیں لے کر ہی جائے گی چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی تھوڑی دور جا چکی تھی لیکن جیسے ہی وہ وہاں پہنچے تو گاڑی واپس آتی ہوئی معلوم ہوئی اور ہمارے سامنے آکر رکی گارڈ نے انہیں آواز دے کر اپنے ڈبہ میں بلالیا اور وہیں ان کی ٹکٹ بنادی چنانچہ وہ گاڑی میں سوار ہو کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے یہ تھا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا تصرف کہ آپ نے گاڑی واپس بلاکر اپنے بیلیوں کو سوار کرادیا۔

مدرسہ کا تعمیر ہونا۔

قاری مشتاق احمد صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے استاد قبلہ قاری غلام رسول صاحب نے ان کی وساطت سے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی مسجد واقع صدر بازار لاہور میں ایک تقریب پر مدعو کیا۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک قطعہ زمین تھا جہاں پر لوگ کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے قاری صاحب اس قطعہ زمین کو حاصل کر کے وہاں مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے لیکن اہل محلہ میں سے کچھ بااثر لوگ ان کی مخالفت کر رہے تھے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ جب تشریف لائے تو آپ نے اپنی گاڑی اس کوڑے کرکٹ والی جگہ پر کھڑی کر دی۔ تقریب سے فارغ ہونے کے بعد قاری غلام رسول صاحب نے مدرسہ کے لیے جگہ کے حصول کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا قاری صاحب ہم نے اپنی گاڑی پہلے ہی اس جگہ کھڑی کر دی ہے وہ زمین آپ کو مدرسہ کے لیے جلد مل جائے گی۔ چنانچہ وہ جگہ جلد ہی مل گئی اور وہاں آج ایک عالیشان مدرسہ قائم ہے۔

یہی قاری مشتاق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قاری غلام رسول صاحب نے ایک مرتبہ پھر ایک تقریب برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن کے قریب منعقد کی جس میں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی ان کی درخواست پر شریک ہوئے۔ تقریب کے بعد قاری غلام رسول صاحب نے وہاں بھی ایک مدرسہ کی تعمیر کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے تین مرتبہ فرمایا ایک عالیشان مدرسہ تعمیر ہوگا چنانچہ جلد ہی ایک عظیم الشان مدرسہ

Marfat.com

تجوید القرآن تعمیر ہو گیا جہاں آج بھی قرآن پاک کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

زمین کا ہموار ہونا اور ٹیوب ویل لگنا

جناب سارنگ صاحب چک نمبر ۴۱۹ تاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پانچ ایکڑ زمین خریدی لیکن وہ بہت اونچی تھی اور نہری پانی نہ پہنچ سکتا تھا اس نے قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے زمین کے بارے میں عرض کی آپ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں زمین ٹھیکہ پر اینٹوں کے بھٹوں کے لیے دے دینا زمین بھی نیچی ہو جائے گی اور ٹھیکہ بھی وصول ہو جائے گا چنانچہ وہ واپس گئے تو چند دن بعد ایک اینٹوں کے بھٹہ والے خود ان کے پاس آئے اور زمین ٹھیکہ پر لینے کی خواہش ظاہر کی سارنگ صاحب نے وہ زمین ٹھیکہ پر دے دی۔ اس ٹھیکدار کو پانی کی بھی ضرورت تھی چنانچہ اس نے خود ہی زمین میں ایک ٹیوب ویل بھی لگوا دیا اس طرح اس کی زمین نہ صرف ہموار ہو گئی بلکہ اس کی زمین میں ٹیوب ویل بھی لگ گیا۔

منسوخ شدہ زمین کا مل جانا

چوہدری امانت علی صاحب جمبر والے جو کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لنگر شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس اوقاف کی ۳۲ ایکڑ زمین ٹھیکہ پر تھی لیکن رانا پھول صاحب کے ایک عزیز نے مل ملا کر یہ ٹھیکہ زیادہ بولی دے کر اپنے نام کرا لیا اور ٹھیکہ کی رقم بھی جمع کرا دی چوہدری صاحب قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دعا کے لیے عرض کی آپ نے دعا بھی کی اور ان کو ایک درخواست ریونیو بورڈ کو بھیجنے کا حکم بھی دیا۔ متعلقہ حکام نے فریقین کو طلب کیا اور بولی منسوخ کر دی حالانکہ جس بولی کی رقم جمع ہو جائے اس کی منسوخی نہیں ہو سکتی بہر حال فریق ثانی بہت با اثر تھا لیکن پھر بھی آپ کی دعا کی بدولت اس کی بولی منسوخ ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد چوہدری امانت صاحب کے نام دوبارہ ٹھیکہ منظور ہو گیا ٹھیکہ کی رقم مبلغ تین صد پچاس روپے فی ایکڑ ہو گیا۔ مزید بر آں ایسی متروکہ املاک کی ہر سال بولی کے احکامات بھی منسوخ ہو گئے بلکہ موجودہ زمین کے ٹھیکیداروں کو

Marfat.com

ہی ہر سال دس فی صد اضافی ٹھیکہ سے زمینیں ان کے پاس ہی رہنے کا حکم جاری کر دیا گیا اس طرح نہ صرف چوہدری صاحب بلکہ دوسرے کئی اصحاب کا بھی فائدہ ہو گیا اور زمین مستقل طور پر ان کو مل گئی اس کے علاوہ چوہدری صاحب کے پاس پہلے صرف ۳۲ ایکڑ زمین تھی لیکن بعد میں ان کو ۵۲ ایکڑ زمین مل گئی یہ سب کرم تھا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا۔

مسجد کا تعمیر ہونا

قاری مشتاق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اتحاد کیمیکلز میں ایک جگہ عارضی طور پر مسجد بنی ہوئی تھی ملازمین نے مسجد کے لیے پانچ لاکھ روپیہ جمع کیا ہوا تھا لیکن مسجد کے لیے جگہ کا انتخاب نہ ہو رہا تھا کیونکہ کچھ لوگ اس عارضی مسجد سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ مسجد بنانا چاہتے تھے اور اس کشمکش میں مسجد تعمیر نہ ہو رہی تھی ایک مرتبہ قاری صاحب نے وہاں جلسہ کرایا اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو مدعو کیا۔ قاری صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے لیے دعا کی درخواست پیش کی آپ نے قاری صاحب سے دریافت کیا کہ وہ مسجد کہاں بنانا چاہتے ہیں انہوں نے موجودہ عارضی جگہ پر ہی مسجد بنانے کی دعا کے لیے عرض کیا آپ نے اس جگہ مسجد بنانے کے لیے دعا کر دی کچھ دن بعد ہی اتحاد کیمیکلز کی انتظامیہ نے اسی جگہ مسجد بنانے کی منظوری دے دی اور جلد ہی ایک عالیشان مسجد تعمیر ہو گئی۔

بغیر سفارش کے تبادلہ

محمد شفیع بھٹی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وہ ریلوے ورکشاپ میں بطور کلرک تعینات تھے جہاں ورکشاپ کے اوقات کے مطابق شام تک ڈیوٹی دینی ہوتی تھی تنخواہ قلیل ہونے کی وجہ سے وہ شام میں کوئی دوسرا کام کرنا چاہتے تھے لیکن ورکشاپ میں ہونے کی وجہ سے وہ کوئی دوسرا کام نہ کر سکتے تھے ان کے کئی ساتھی سفارش کرا کے اپنا تبادلہ ریلوے ہیڈ کوارٹر کرا چکے تھے ان کے پاس کوئی سفارش نہ تھی ایک روز وہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے دعا کی

Marfat.com

گزارش کی آپ نے فرمایا کہ ایک درخواست لکھو اور ابھی سیکرٹری ریلوے بورڈ کے پاس لے جاؤ یہ اسی وقت درخواست لے کر سیکرٹری کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کی درخواست رکھ لی اور ایک ہفتہ کے بعد آنے کا کہا قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دو روز بعد پھر اس کے پاس جائیں یہ دو تین روز بعد پھر اس کی خدمت میں گئے سیکرٹری صاحب نے اپنے اسسٹنٹ (پی۔اے) کو بلا کر دریافت کیا کہ انہوں نے بھٹی صاحب کی درخواست پر تبادلہ کے احکامات کے لیے لکھا تھا تو وہ ابھی تک کیوں نہیں ہوئے ان کے (پی۔ اے) نے لیت و لعل سے کام لیا تو اسے سختی سے ٹرانسفر آرڈر اسی وقت ٹائپ کر کے لانے کو کہا چنانچہ وہ اسی وقت ٹرانسفر آرڈر ٹائپ کر کے سیکرٹری ریلوے بورڈ کے پاس لے کر گیا اور اس نے دستخط کر کے ٹرانسفر آرڈر ان کے حوالہ کر دیے اس طرح قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت ان کا تبادلہ ہو گیا۔

مقدمہ میں کامیابی

ملک قاسم صاحب واں رادھا رام (موجودہ حبیب آباد) والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی زمین کا مقدمہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت تھا اور کیس کی سماعت کی مختلف تاریخیں پڑ چکی تھیں کیس کی سماعت کے دوران انہیں (ملک قاسم صاحب کو) ایسا محسوس ہوا کہ جج ان کے خلاف فیصلہ کر دے گا چنانچہ وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور زار و قطار رونے لگا آپ نے اسے تسلی دی اور ان کو دربار عالیہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی حاضری کے بعد تاریخ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ مقررہ تاریخ پر ہائی کورٹ میں پیش ہوا تو اس کی حیرانگی کی حد نہ رہی کہ وہی جج جو ان کے خلاف بول رہا تھا اس نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

بچی کی شادی کے لیے رقم کا انتظام ہونا

محمد شفیع بھٹی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی لیکن رقم کا انتظام نہ تھا ان کے پاس ایک پلاٹ تھا وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بچی کی شادی کے لیے پلاٹ بیچنے کی اجازت

Marfat.com

چاہی آپ نے پلاٹ فروخت کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ اس پلاٹ پر مکان بنانا ہے اور آپ نے دعا فرمائی تو بچی کی شادی کے لیے رقم کا انتظام ہو گیا کچھ دن بعد آپ نے خود ہی اسے (محمد شفیع بھٹی صاحب) سے معلوم کیا کہ کیا ان کو قرضہ نہیں مل سکتا (کیونکہ وہ ریلوے میں ملازم تھے) انہوں نے کہا انہیں جی پی فنڈ کے عوض قرضہ مل سکتا ہے ان کے اس وقت تقریباً آٹھ ہزار روپے جی پی فنڈ میں جمع تھے اور تقریباً" اتنی ہی رقم ریلوے نے اپنی طرف سے ان کے جی پی فنڈ میں جمع کرائی ہوئی تھی لیکن قرض وہ صرف اپنی جمع شدہ رقم کے برابر لے سکتے تھے۔ اکاؤنٹس کلرک نے غلطی سے تمام رقم تقریباً" سولہ ہزار کے برابر انہیں قرضہ منظور کر دیا اور انہیں رقم کی ادائیگی بھی ہو گئی انہوں نے آکر قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کی کہ کلرک نے غلطی سے دگنی رقم کا قرضہ منظور کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ آپ اپنا مکان تعمیر کرائیں کچھ بھی نہ ہو گا کچھ دن کے بعد اس کلرک کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ ان (محمد شفیع بھٹی صاحب) کے پاس آیا اور زیادہ دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا ورنہ اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کا امکان تھا بھٹی صاحب نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ کچھ بھی نہیں ہو گا اور انہوں نے اپنی تنخواہ سے قسط فوری طور پر کٹوانی شروع کر دی۔ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے کسی کے خلاف نہ تو کارروائی ہوئی اور نہ رقم واپس کرنی پڑی۔ ان کی بیٹی کی شادی بھی ہو گئی اور پلاٹ بیچنے کی بجائے اس پلاٹ پر مکان بھی تعمیر ہو گیا یہ سب حضرت قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم تھی۔

کرامات بعد از وصال مبارک

اولیائے کرام اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں تو اپنے مریدوں/ متوسلین /زائرین کی مدد فرماتے ہیں لیکن بعد از وصال بھی ان کی مدد فرماتے ہیں۔ ماسٹر کرم الٰہی صاحب جو اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خادم خاص تھے اور آپ کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اعلیٰ حضرت کی طرف موصول شدہ خطوط کے جوابات لکھنے پر معمور تھے خط کے جواب لکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت خود ہر خط کا جواب سنتے تھے اور اگر کہیں اصلاح

Marfat.com

کی ضرورت محسوس فرماتے تو اس میں اصلاح فرما دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے بذریعہ خط استفسار کیا کہ اولیائے کرام اپنی ظاہری زندگی میں تو اپنے مریدین/ متوسلین کی مدد کرتے ہیں کیا ظاہری زندگی کے بعد بھی اولیائے کرام مدد فرماتے ہیں یا نہیں تو ماسٹر کرم الٰہی صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے جواب میں لکھا کہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اولیائے کرام کی دنیاوی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اس لئے وہ اور بھی بہتر طور پر اپنے مریدین/ متوسلین کی مدد فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور اس بات کی تصدیق فرمائی۔

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد اتنی کرامات کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے کہ ان کے لیے ایک علیحدہ باب کا اضافہ کرنا پڑ رہا ہے۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

بنک میں غلط قرض دینے سے بچالیا

راقم بورے والہ میں تعینات تھا لاہور سے ایک دوست آئے ہوئے تھے انہوں نے لاہور جانے کا قصد ظاہر کیا اور مجھے حضرت کرمانوالہ شریف تک چلنے کی دعوت دی میں فوراً ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عارف والہ میں چوہدری محمد ادریس صاحب ایک بنک میں بطور منیجر تعینات تھے۔ گزرتے ہوئے ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت کرمانوالہ شریف شیخ رشید صاحب سے ملاقات ہوئی میں اور چوہدری محمد ادریس صاحب لنگر شریف کھانے میں مصروف تھے کہ شیخ رشید صاحب بولے "شاءاللہ کے چاٹے ہوئے تو درخت بھی ہرے نہیں ہوتے"۔ محمد ادریس صاحب اپنے دھیان کھانے میں مصروف تھے۔ یہ سنتے ہی لقمہ ان کے ہاتھ سے گر گیا جو پھر اٹھا کر انہوں نے کھایا۔ چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ دراصل انہوں نے درج بالا پارٹی کو ساٹھ لاکھ روپیہ قرضہ دینے کا دل میں فیصلہ کیا تھا لیکن ابھی متعلقہ پارٹی سے وعدہ نہیں کیا تھا اور انہوں نے شیخ رشید صاحب سمیت کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا تھا۔ باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے چوہدری محمد ادریس صاحب کو حضرت کرمانوالہ شریف بلوا کر اپنے ایک درویش کی زبانی درج بالا پارٹی کے کردار سے آگاہی فرمائی اور قرضہ دینے کے بعد ادا نہ ہونے کی صورت میں

Marfat.com

چوہدری محمد ادریس صاحب کو محکمانہ انضباتی کارروائی سے بچالیا۔

اپنڈیکس کے درد سے بغیر اپریشن آرام آنا

اشرف علی نجم قصور والے بیان کرتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل ماہ رمضان میں پیٹ کے نیچے دائیں طرف شدید درد ہوا ڈاکٹر نے اپنڈیکس کی تکلیف بتائی اور فوری اپریشن تجویز کیا کیونکہ اپنڈیکس کی نالی پھٹنے کا امکان تھا وہ درد کی حالت میں ہی گھر واپس آگئے اور اپنے ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر اندر سے کنڈی لگالی اور حضور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کر کے رونے لگے اور عرض کی سرکار اپریشن ہرگز نہ کرواؤں گا آپ ہی نظر کرم فرمائیں آپ نے دستگیری فرمائی انہیں اسی روز رفع حاجت ہوئی اور تمام خون و پیپ پاخانہ کے ساتھ خارج ہو گیا ان کی تکلیف دور ہو گئی اور اس طرح قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے بغیر اپریشن ہی تکلیف دور کر دی۔

یہی اشرف علی نجم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں آپ کے وصال کے دو سال بعد سرکاری طور پر عبدالخالق کالونی قصور میں رہائش کے لئے مکان الاٹ ہو گیا وہاں ابھی آبادی زیادہ نہ تھی اس لیے وہ اپنے والدین کے ساتھ اندرون شہر قصور رہائش پذیر تھے جبکہ قصور کا اے۔ڈی۔سی جی صبح کے وقت خفیہ طور پر کالونی کا دورہ کرتا اور جو الاٹی اپنے مکان میں رہائش پذیر نہ ہوتا اس کی الاٹمنٹ منسوخ کر دیتا انہی ایام میں اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ ان کی بیوی کو خواب میں ملے اور میرے موجودہ شہر کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا میری بیوی نے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکارؒ اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ دروازہ پر تشریف فرما ہیں اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیا مکان نمبر ۴ عبدالخالق کالونی آپ کا ہے میری بیوی نے خواب میں ہی جواب دیا کہ ہاں وہ مکان ہمارا ہے تو قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اس مکان میں جا کر رہو میری بیوی نے کہا حضور بچوں کو قرآن پاک شروع کروایا ہوا ہے قرآن پاک ختم ہونے پر وہاں چلے جائیں گے جس کی آپ نے منظوری دے دی۔ صبح میری بیوی نے مجھ سے مکان نمبر ۴ عبدالخالق کالونی کے بارے میں معلوم کیا کیونکہ میں نے ابھی تک اس مکان کی الاٹمنٹ کے بارے

میں گھر میں کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا ہم بچوں کے قرآن پاک ختم ہونے کے بعد ہی اس مکان میں منتقل ہوئے اور وہاں اتنا عرصہ نہ جانے کی وجہ سے ہماری الاٹمنٹ بھی منسوخ نہ ہوئی کیونکہ آپ نے خواب میں وہاں قرآن پاک ختم ہونے تک منتقل نہ ہونے کی اجازت دے دی تھی۔

بیماری سے شفا

شیخ عبدالرحمٰن (نو مسلم) ساکن شاہ عالم ضلع بھکر بیان کرتے ہیں ۱۹۹۵ء میں آپ کے وصال کے تقریباً" سترہ سال بعد) ان کو ملی بادی کی اتنی شدید بیماری لاحق ہوئی کہ ایک بازو سوج گیا اور کالا ہو گیا اس کے ساتھ ہی سارا جسم بھی سیاہی مائل ہو گیا علاج پر کثیر رقم خرچ ہوئی لیکن آرام نہ آیا ڈاکٹروں طبیبوں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا اس کے ہوش و حواس ختم ہو چکے تھے کہ ایک رات قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور پیر میر طیب علی شاہ صاحب (موجودہ سجادہ نشین) خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھ کے بیٹھو تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے آنکھ کھلی مگر پھر کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے بے سدھ پڑا رہا دوسری رات قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں پھر بیدار کیا اور فرمایا اٹھو تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے چنانچہ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے بیماری ختم ہو چکی تھی جسم سے درد وغیرہ دور ہو چکا تھا آہستہ آہستہ وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

امداد غیبی

چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ مع اہل و عیال عارف والہ سے بذریعہ کار لاہور آ رہے تھے کہ بھائی پھیرو (پھول نگر) سے تقریباً" ڈیڑھ میل پہلے کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا ٹائر بدلنے کے لیے وہ جیک لگاتے لیکن جیک بار بار پھسل کر نیچے گر جاتا تھا سردیوں کے دن تھے اندھیرا ہو چکا تھا اور بیوی بچے ساتھ ہونے کی وجہ سے ان کی پریشانی میں اضافہ ہو رہا تھا اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی استدعا کی تھوڑی ہی دیر میں دو آدمی سائیکل پر سوار ان کے پاس آ گئے اور ان سے ان کی پریشانی کا سبب معلوم کیا انہوں نے ان کو

Marfat.com

اپنی پریشانی بیان کی اور ان سے درخواست کی وہ پچھلا بمپر اٹھائیں تاکہ جیک پھسل نہ سکے انہوں نے کار کو سہارا دیا تو انہوں (ادریس صاحب) نے جیک لگایا اور پہیہ بدل لیا اور نٹ بولٹ کسنے سے پہلے ان کا شکریہ ادا کیا پہیہ کے نٹ بولٹ کسنے بیٹھے تو دیکھا کہ وہ دونوں حضرات .مہ سائیکل غائب ہو چکے تھے دراصل قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی امداد غیبی فرمائی تھی۔

پٹرول پمپ کا لگ جانا

محمد شریف بہاولنگر والے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری زندگی میں ہی پٹرول پمپ لگانے کے لیے ایک قطعہ زمین خریدا اور پٹرول پمپ کا نام "کرمانوالہ کارپوریشن" رکھا۔ کچھ عرصہ بعد قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا انہوں نے پٹرول پمپ لگانے کی بہت کوشش کی لیکن کمپنی نے منظوری نہ دی اس کوشش میں بہت زیادہ اخراجات بھی ہوئے اور جب کوشش بسیار کے باوجود پٹرول پمپ نہ لگا تو انہوں نے پٹرول پمپ لگانے کا خیال ترک کردیا۔ کچھ دن بعد ان کے بھانجے نے ان سے کہا کہ آپ پٹرول پمپ کے لیے کوشش کریں اب پٹرول پمپ لگ جائے گا لیکن وہ مسلسل انکار کرتے رہے اور وہ اصرار کرتا رہا آخر انہوں نے اس سے پوچھا کہ اصل بات بتائے تو اس نے انہیں بتایا کہ دراصل باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے تھے اور مجھ سے پٹرول پمپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ محمد شریف صاحب اب پٹرول پمپ نہیں لگانا چاہتے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ پٹرول پمپ نہیں لگانا تھا تو ہمارا نام "کرمانوالہ کارپوریشن" کیوں رکھا تھا اس نے یہ خواب بیان کیا تو انہیں حوصلہ ہوا اور انہوں نے دوبارہ کوشش کی اور تھوڑی ہی کوشش کے بعد پٹرول پمپ منظور ہو گیا۔

Marfat.com

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی حج پر روانگی

آپؒ ۱۹۷۰ء میں حج پر جانے کے لیے کراچی تشریف لے گئے آپؒ کے ساتھ جانے کے لیے بہت سے مریدین شائق تھے لیکن ان میں سے بعض کا قرعہ اندازی میں نام نہ آیا چنانچہ آپؒ چوہدری عبدالغنی ۔ حاجی شفیق۔ حاجی انعام اللہ صاحبان اور ایک اور بیلی کو کراچی لے گئے اور آپ کی نظر کرم سے چوہدری عبدالغنی صاحب' حاجی شفیق صاحب اور ایک اور بیلی کے حج پر جانے کی منظوری ہو گئی جبکہ حاجی انعام اللہ صاحب کو آپ نے فرمایا کہ کوشش جاری رکھیں اور عمرہ پر تشریف لے آئیں۔

بارہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل بحال ہو گئی۔

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بحری جہاز کے ذریعہ حج پر روانہ ہوئے دوران سفر جہاز پر ایک بزرگ کی ڈیوٹی تھی وہ ایک دن آپ کے پاس سے گزرے تو کچھ دور جا کر پھر واپس آگئے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اس وقت سیب نوش فرما رہے تھے آپ نے سیب کا ایک ٹکڑا اس بزرگ کو دیا اس نے وہ سیب کا ٹکڑا کھا کر نعرہ لگایا "حق ہو" اور چلے گئے کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نظر آئے تو چوہدری عبدالغنی حاجی شفیق اور دیگر مریدین نے ان کو گھیر لیا اور ان کے نعرہ لگانے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ میرے پیرومرشد کے وصال کے بعد بارہ سال سے میری روحانی منزل رکی ہوئی تھی میں بہت پریشان تھا کہ ایک دن خواب میں میرے مرشد نے مجھے بشارت دی کہ سمندر میں تجھے ایک بزرگ ملیں گے وہ تمہیں اگلی منزل پر لے جائیں گے چنانچہ آج میں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا تو میرا دل خود بخود چلنے لگا میں واپس آیا تو میں نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے نور کی شُعاعیں اپنی طرف آتی ہوئی محسوس کیں اور جب میں نے آپ کا عنایت کردہ سیب کا ٹکڑا کھایا تو میری بارہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل بحال ہو گئی یہ شان تھی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی کہ ایک نظر کرم سے بارہ سال سے رکی منزل بحال ہو گئی۔

Marfat.com

بحری جہاز پر رکے عازمین حج کو حج کی اجازت۔

بحری جہاز جب جدہ پہنچا تو اس کو بندرگاہ پر ہی روک لیا گیا اور لنگر انداز ہونے کی اجازت نہ ملی اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرقی پاکستان سے آئے ہوئے ایک جہاز سے کچھ چیچک سے متاثرہ افراد کی نشاندہی ہوئی تھی اس جہاز کو روک لیا گیا اور اسی شبہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا جہاز بھی روک لیا گیا جوں جوں حج کے دن نزدیک آتے گئے مریدین کی پریشانیاں بڑھتی گئیں حج سے ایک دن پہلے آپ کے ایک مرید عبدالرشید خان آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا اولیاء اللہ کے پاس خصوصی اختیارات بھی ہوتے ہیں" قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی اس بات کا انہیں بھی علم ہے تو عبدالرشید خان صاحب نے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے آپ میں کوئی کمی تو چھوڑی نہیں آپ یہ اختیارات کب استعمال کریں گے قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو اولیاء اللہ کی بات کرتے ہیں جو میری سمجھ سے باہر ہے بہر حال آپ جا کر دو نفل پڑھیں اللہ کریم مہربانی فرما دیں گے چنانچہ انہوں نے نفل نماز کا سلام بھی نہ پھیرا تھا کہ جہاز کو لنگر انداز ہونے کی اجازت مل گئی۔ تمام لوگوں نے عمرہ ادا کیا اور پھر سیدھے حج کی ادائیگی کے لیے منیٰ پہنچ گئے۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا معلم اور تھا اور بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے بیلیوں کا دوسرا معلم تھا چنانچہ جدہ سے مجھے میرے معلم کی بس میں سوار کرا دیا گیا میں بہت پریشان تھا کہ میں اب بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے کس طرح مل پاؤں گا اسی پریشانی میں عمرہ ادا کیا اور میرے گروپ کے دوسرے ساتھی چلے گئے میرا سامان بھی انہی کے پاس تھا میں پریشانی کے عالم میں آب زم زم کے پاس کھڑا تھا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے آواز دی آپ کو پا کر میری جان میں جان آئی۔ اس کے بعد حج کے لیے میدان عرفات روانہ ہونے لگے تو مجھے پھر میرے معلم کی بس میں علیحدہ ہی جانا پڑا میں پھر بہت پریشان ہوا کہ پہلے تو بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی تھی اب تو اتنے رش میں ملاقات مشکل ہے میں اسی پریشانی میں معلم کے خیمہ میں چادر لے کر لیٹ گیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ خود ہی مہربانی فرمائیں گے کچھ ہی

Marfat.com

دیر گزری تھی کہ چوہدری عبدالغنی صاحب نے آکر میرے پاس ہی کھڑے ہو کر مجھے آواز دی کہ یہاں پر کوئی حاجی شفیق صاحب ہیں میں جھٹ کھڑا ہو گیا اور ان کے ساتھ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دراصل انہیں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے تلاش کرنے کے لیے ہی بھیجا تھا اور یہ آپ کا تصرف تھا کہ انہوں نے میرے پاس آکر ہی مجھے آواز دی وہاں سے مزدلفہ روانگی پر مجھے خوف تھا کہ کہیں پھر نہ اکیلے جانا پڑے لیکن آپ نے کمال مہربانی سے اپنے ساتھ ہی بس میں سوار کرا لیا اور باقی تمام سفر آپ کے ساتھ ہی گزرا۔

حج سے فارغ ہونے کے بعد زیارات مقدسہ کے لیے جاتے رہے غار ثور کی زیارت کے لیے گئے تو آپ نے تمام مریدین کو پہلے بھیج دیا قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ حاجی شفیق صاحب تھے۔ اوپر جا کر ایک بیلی (مرید) کا سانس پھول گیا اور وہ بر لب دم ہو گیا اس نے خیال کیا کہ اب تو آخری وقت آگیا ہے اور کلمہ شریف پڑھنے لگا لیکن کچھ دیر بعد ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے انہیں پانی پلایا ہے اور ان کی طبیعت بحال ہو گئی۔ دراصل باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ آہستہ آہستہ اوپر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک بہت بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت بھی آہستہ آہستہ جا رہے تھے جب وہ آپ کے پاس سے گزرے تو بوڑھے آدمی نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بھی ہماری طرح آہستہ آہستہ جا رہے ہیں آپ نے حاجی شفیق کو فرمایا کہ اس بوڑھے کو پانی پلاؤ دراصل اس وقت اس اوپر جانے والے مرید کی طبیعت خراب ہو چکی تھی اور آپ نے پانی اس بوڑھے کو نہیں بلکہ اپنا تصرف فرماتے ہوئے اس مرید کو پلایا تھا جس کے بعد اس کی طبیعت بحال ہو گئی اس کے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں غائب ہو گئے اور پھر نظر نہ آئے۔

غار ثور میں دو دو آدمیوں نے جانا تھا حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری غار ثور میں حاضری قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہوئی۔ اور وہاں آپ کی معیت میں نوافل ادا کیے غار ثور سے باہر آکر قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی شفیق صاحب کو نعت پڑھنے کے لیے کہا انہوں نے نعت شریف پڑھی اور تمام حاضرین کے آنسو جاری ہو گئے نعت شریف کے بعد دعا مانگی گئی دعا سے فارغ ہو کر جانے لگے تو وہاں

Marfat.com

موجود ایک شخص نے ایک اور نعت پڑھنے کی درخواست کی چنانچہ حاجی شفیق صاحب نے ایک اور نعت پڑھی۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آپ روزانہ سوق الیل بازار میں جاتے وہاں دکانوں کا چکر لگاتے خصوصاً گھڑیاں دیکھتے لیکن کچھ خریدتے نہیں تھے دراصل سوق الیل میں مولد پاک جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور آپ روزانہ اس کے ہی چکر لگاتے تھے آپ کے ساتھ ایک مرید بشیر راجپوت صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ روزانہ بازار کے چکر لگاتے ہیں اور کچھ خریدتے بھی نہیں اس سے تو بہتر ہے کہ ہم طواف ہی کر لیا کریں آپ نے اس کو طواف کی اجازت دے دی۔ وہ طواف کعبہ کے لیے جا رہا تھا کہ راستہ میں اسے ایک اور شخص مل گیا اور وہ اسے لے کر کسی اور بزرگ کی زیارت کے لئے لے گیا وہ بزرگ مصروف تھے یہ ان کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہاں پر پڑی ایک کتاب پر نظر پڑ گئی اس کتاب میں ایک بزرگ حضرت ذالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ یا حضرت موسیٰ اشعری رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر تھا کہ وہ اس بازار سے گزر رہے تھے تو ایک اور بزرگ کو دیکھ کر انہوں نے چھپنے کی کوشش کی لیکن ان بزرگ نے انہیں دیکھ لیا تھا اس لیے چھپنے کی وجہ پوچھی انہوں نے بہت اصرار کے بعد بتایا کہ جو شخص قطب الاقطاب کے مقام پر فائز ہوتا ہے اس کے لیے مولد پاک کا طواف ضروری ہوتا ہے اس طرح آپ کا مولد پاک کے طواف کرنے کا بھید کھل گیا اور ساتھ ہی آپ کے قطب الاقطاب کے مقام پر فائز ہونے کی بھی تصدیق ہو گئی۔

مدینہ منورہ کی حاضری

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مکہ شریف میں سترہ دن قیام کیا اور اس کے بعد آپ مدینہ منورہ حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ حاجی انعام اللہ صاحب آپ کے حکم کے مطابق عمرے کے لیے کوشش کرتے رہے اور جلد ہی ان کا کام بن گیا اور ابھی آپ مدینہ شریف میں مقیم تھے کہ یہ بھی مکہ شریف میں عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ نماز فجر میں حاضر ہو گئے انعام اللہ صاحب بہت پریشان تھے کہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کو مدینہ منورہ میں کیسے تلاش کریں گے لیکن ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے نماز فجر کا سلام پھیرا تو ان کے دائیں طرف صف میں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ اور بائیں طرف جناب حاجی شفیق صاحب موجود تھے اس طرح حاجی صاحب کو آپ نے تلاش کرنے کی پریشانی سے بچا لیا کیونکہ حاجی صاحب کے پاس آپ کا پتہ نہیں تھا اور اتنے ہجوم میں کسی کو تلاش کرنا اتنا آسان کام نہ تھا۔

آپ کے قیام مدینہ کے آخری ایام میں ایک شخص نے آپ کی دعوت کی تو آپ نے معذرت کرنا چاہی تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ نے میری دعوت قبول نہ کی تو میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی شکایت کروں گا آپ نے فرمایا کہ تم میری حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت نہ کرنا میں تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں۔

ایک دن ایک شخص نے دن میں آپ کی دعوت کی اور پھل فروٹ بہت وافر مقدار میں پیش کیے وہ پھل اتنے زیادہ تھے کہ ختم ہونے کا نام نہ لیتے تھے چنانچہ ابھی کافی پھل باقی تھے کہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ دعوت پر موجود مریدین نے مزید کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اس شخص نے اپنے گھر کی ایک کھڑکی کھولی تو سامنے روضہ مبارک تھا اس شخص نے فرمایا کہ اگر آپ نے یہ پھل ختم نہ کیے تو میں آپ لوگوں کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شکایت کروں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ میرے پاس سے سیر ہوئے بغیر جا رہے ہیں قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا کہ آپ ہماری شکایت نہ کریں ہم آپ کے یہ پھل ختم کر کے ہی جائیں گے چنانچہ تمام حاضرین نے وہ پھل بمشکل کھا کر ختم کیے۔

مسجد نبوی میں ایک حبشی عورت بیٹھی رہتی تھی جو ہر وقت ٹکٹکی لگائے گنبد خضراء کی طرف دیکھتی رہتی تھی اس نے کوئی نقاب نہیں لیا ہوا تھا لیکن جب قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اس کے پاس سے گزرتے تو وہ چہرہ پر نقاب ڈال لیتی آپ کے ایک مرید نے اس مائی حبشن کے پاس جانا شروع کر دیا اس نے مدینہ شریف میں جوتا استعمال کرنے سے منع کیا اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ ننگے پاؤں پھرنے سے پیروں میں گندگی لگ جاتی ہے اور گندگی والے پیر لے کر مسجد نبوی میں آنا خلاف ادب ہے یہ خیال آنا تھا کہ اس حبشی عورت نے کہا "کل مدینہ طیب" یعنی مدینہ کا ذرہ ذرہ پاک ہے"

Marfat.com

یہ حبشی عورت کسی سے نذرانہ نہ لیتی تھی یہ بات کسی مرید نے آپ کے گوش گزار کی آپ نے حاجی شفیق صاحب کو دس ریال کا نوٹ عنایت فرما کر اس مائی کو دینے کا ارشاد فرمایا حاجی صاحب نوٹ لے کر ان کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے حاجی شفیق سے جھپٹ کر نوٹ لے لیا۔

مدینہ منورہ میں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے معمولات

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تہجد کے وقت روزانہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دیتے۔ نماز فجر کے بعد اور بعض اوقات کسی دوسری نماز کے بعد دوسرے تیسرے روز آپ جنت البقیع میں حاضری دیتے۔

آپ نماز ظہر کے بعد مسجد نبویؐ کے باب السلام سے نکل کر بازار میں گھومتے رہتے اور بظاہر کوئی خریداری بھی نہ کرتے مریدین کو اس کی جستجو ہوئی کہ آپ یہاں روزانہ کیوں آتے ہیں تو معلوم ہوا کہ نزدیک ہی قبر مبارک والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی جس پر آپ روزانہ حاضری دیتے تھے۔

آپ نماز عشاء کے بعد روزانہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاجی شفیق سے فرماتے کہ آپؐ کے حضور درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جائے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ خود بھی اور دیگر مریدین بھی حاجی شفیق صاحب کے ساتھ دبی آواز میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران روزانہ کوئی نہ کوئی شخص آپ کی رات کی دعوت کرتا۔ آپ اپنے تمام مریدین امتوسلین کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے۔ کھانے سے فراغت کے بعد محافل میلاد کا انعقاد ہوتا اور اختتام محفل تمام حاضرین مودبانہ کھڑے ہو کر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران کئی مرتبہ باران رحمت ہوئی۔ بارش کے دوران آپ تمام مریدین کو روضہ مبارک سے گرنے والے پانی سے غسل کرنے کا حکم فرماتے۔ تمام مریدین خود غسل کرتے اور قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے لئے گنبد خضریٰ اور باب جبرائیل سے گرنے والا پانی ایک برتن میں لے جاتے۔

Marfat.com

وہاں پر موجود خوردونوش کا سامان ملاحظہ فرمایا اس وقت دیسی گھی کا تقریباً" ایک ٹین بچا ہوا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ سامان واپس لے کر نہیں جانا اس لیے آپ لوگ جانے سے پہلے کھا پی کر اس کو ختم کریں۔ چنانچہ ہم نے آپ کے حکم کے مطابق اس بچے ہوئے تمام سامان کو بہت مشکل سے روانگی سے قبل ختم کیا۔ یہ آپ کی اپنے متوسلین اور مریدین کے ساتھ شفقت کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔

قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دوران حج فرمایا کہ میں نے کسی کو بتایا نہیں لیکن میں پیچھے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں آیا یعنی آپ نے سنت صدیقیؓ ادا کی اور مدینہ منورہ میں اتنی خیرات فرمائی کہ وہاں کے لوگ عش عش کر اٹھے۔

حاجی انعام اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کراچی سے واپسی پر گاڑی کے جس ڈبہ میں تمام بیلی (مریدین) سوار تھے وہاں مجھے بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں دے رہے تھے میں بہت پریشان تھا کہ اتنے میں مجھے رائے صاحب تلاش کرتے ہوئے آئے اور بتایا کہ میں نے آپ کے لیے ایرکنڈیشن ڈبہ میں قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سیٹ رکھی ہوئی ہے چنانچہ وہ مجھے اپنے ساتھ ڈبہ میں لے گئے یہ قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظرعنایت تھی کہ آپ نے رائے صاحب کو بھیج کر میری امداد فرمائی۔

شادی مبارک

آپ کی شادی اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی مرضی اور خوشنودی سے حضرت سید نورالحسن شاہ" بخاری صاحب کیلیانوالہ (خلیفہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ) کی صاحبزادی سے ہوئی آپ کے دو فرزند سید صمصام علی شاہ بخاری اور سید میر طیب علی شاہ بخاری ہیں جناب میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہ عالی موجودہ سجادہ نشین ہیں دونوں صاحبزادگان نہایت سلیم الطبع اور حلیم الاخلاق ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج میں نہایت کوشاں ہیں۔

فرمودات

میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف نے سالانہ عرس مبارک حضرت

Marfat.com

میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ منعقدہ ۳ ربیع الاول ۱۴۱۹ ھ بمطابق ۲۸ جون ۱۹۹۸ء کو اپنی تقریر کے دوران فرمایا:

"حضرت قبلہ بابا عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیلیوں کو کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے روٹی تو حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کتوں کے لیے بہت ہے یعنی تمام بیلیوں کو زیادہ سے زیادہ اچھے کاموں میں حصہ لینا چاہیے اور ہر وقت کمائی کی طرف ہی دھیان نہیں دینا چاہیے کیونکہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے صدقہ سے ان کے لئے وافر رزق دیا جانا مقرر ہو چکا ہے"۔

قاری مشتاق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محفل عرس / مجلس کے دوران صاحب عرس / مجلس کا ذکر ہی کرنا چاہیے کیونکہ صاحب عرس / مجلس خود محفل میں تشریف لاتے ہیں قاری صاحب سے آپ نے اس لئے فرمایا تاکہ تقریر کے لیے آنے والوں کو بتا سکیں اور مقرر حضرات صاحب محفل پر اپنی تقریر کو مرکوز رکھیں۔

اپنے وصال کے بارے میں اشارتاً" ارشادات

وصال سے کچھ عرصہ پہلے آپ اشاروں کنایوں میں اپنے جلد وصال کے بارے میں بتاتے رہے لیکن آہ! ہم اسے سمجھ نہ سکے میاں محمد یوسف صاحب بوریوالہ کے مکان پر جس میں راقم بھی شریک تھا آپ نے کسی بات پر فرمایا کہ میری عمر ۴۹ سال ہے۔

چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے ایک ہفتہ قبل وہ آپؒ سے ملنے حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو لاہور گئے اور آپ کو شدید بیمار دیکھ کر رونے لگے۔ تو قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دلاسہ دیتے

Marfat.com

ہوئے فرمایا کہ میں جلد چک (گاؤں) آ رہا ہوں۔ آپ گاؤں گئے تو ضرور مگر اپنے غلاموں کو داغ مفارقت دے کر۔

شیخ محمد اشرف کرمانوالہ کلاتھ ہاؤس اوکاڑہ والے بھی اس طرح کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں وصال سے ایک ہفتہ قبل آپؒ نے فرمایا کہ میں آٹھ دس روز کے اندر کرمانوالہ شریف آ جاؤں گا۔

وصال

جناب غلام باری صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وصال سے پہلے آپ پر حالت استغراق طاری رہنے لگی اور وہی کیفیات ظاہر ہونے لگیں جس طرح اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے پہلے ظاہر ہونا شروع ہوئی تھیں۔ بیماری کے دوران آپ حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو میں ہی مقیم رہے کہ اچانک ۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۷۸ء ۴۹ سال کی عمر میں بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا سانحہ عظیم پیش آیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَام

احباب کے قلوب اس تازہ گہرے زخم سے چور چور ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اس قدر عجلت کے ساتھ اس دار فانی سے رخت سفر باندھ کر دار بقا کی جانب روانہ ہو جانا سب کو تڑپا گیا۔ ہر دیدہ گریاں اور ہر دل بریاں تھا۔ آپؒ کیا چلے گئے بزم احباب پر افسردگی چھا گئی۔ شمع محفل بجھ جانے سے چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا۔ ہر سو ویرانی ہی ویرانی نظر آ رہی تھی۔ غم و اندوہ کی ان تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے دو نئی روشن شمعوں کا سامان پہلے سے کر دیا تھا۔ صاحبزادہ سید صمصام علی شاہ صاحب بخاری اور صاحبزادہ سید میر طیب شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم چندے آفتاب ماہتاب ہیں۔ دونوں حضرات نجیب الطرفین ہیں اور متوسلین دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کے لئے ہر طرح سے واجب الاحترام ہیں۔ اللہ رب العلمین گلشن رسالت کے ان نونہالوں کو اپنے عظیم المرتبت دادا پاکؒ کے

Marfat.com

نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور خدمت دین و ملت کا جذبہ عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خلق خدا کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

Marfat.com

حالات زندگی

پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تاریخ ولادت : ۱۴ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ

تاریخ وفات : ۲۔ مارچ ۱۹۹۲ء

Marfat.com

ولادت باسعادت

پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے اور سید محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے جگر گوشہ تھے۔ آپ ۱۴۔ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات اڑھائی بجے اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کا اسم مبارک غضنفر علی رکھا گیا۔

تعلیم و تربیت

آپ نے دنیاوی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت اپنے والد بزرگوار پیر سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی آپ کی وسعت علمی اور طریقہ تبلیغ کا ایسا انداز تھا کہ ہر کوئی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ دو بڑے ڈاکٹر دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف حاضری کے لیے آئے حاضری سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے لیے کھانا منگوایا اور خود بھی ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور انہیں سنت طریقہ سے یعنی دایاں گھٹنہ کھڑا کر کے اور بایاں گھٹنا بچھا کر کھانے کی تلقین کی۔ کھانے کے دوران پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے ان ڈاکٹروں سے سنت طریقہ سے کھانے کے فوائد پر تبصرہ کے لیے فرمایا تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے جس پر آپ نے انہیں فرمایا کہ سنت طریقہ سے کھانے کے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ اس طریقہ سے کھانا کم کھایا جاتا ہے یعنی بھوک رکھ کر جو کہ ڈاکٹری اصول کے عین مطابق ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طریقہ سنت کے مطابق کھانے والے کو (Appendix) کا مرض نہیں ہوتا۔ یہ فوائد سن کر ڈاکٹر صاحبان آپ کی وسعت علمی کے قائل ہو گئے۔

عادات و اطوار

آپ نہایت ملنسار اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے ایک متناسب جسم اور نہایت پر وقار شخصیت کے حامل تھے۔ لباس انتہائی سادہ شلوار قمیص زیب تن فرماتے تقریبات میں کلاہ اور شیروانی بھی استعمال کرتے غذا بھی عموماً" سادہ استعمال کرتے۔ آپ اعلیٰ کردار کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی اور مذہبی علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے اور خطبہ

Marfat.com

جمعہ میں تقریر بھی خود کرتے تھے جو نہایت پر مغز اور پر تاثیر ہوتی تھی۔

آپ سنت نبویؐ کی خود بھی پیروی کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے دوران سفر کوئی قبرستان آ جاتا تو رک کر فاتحہ خوانی کرتے اور فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ایک مرتبہ آپ کسی مریض کی عیادت کے لیے سول ہسپتال اوکاڑہ تشریف لے گئے واپسی پر اوکاڑہ کے بڑے قبرستان کے پاس سے گزر ہوا تو آپؒ نے گاڑی روک لی اور فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت فرمائی اور ایک بیلی (مرید) سے جو آپ کے ساتھ تھا فرمایا کہ اگر میری دعا سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گناہ گار اہل قبور کی بخشش ہو جائے تو ہمارا کیا نقصان ہے بلکہ اس سے نبی لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

زیارت حرمین شریفین

آپ نے سب سے پہلا سفر حرمین شریفین نہایت کم عمری یعنی صرف نو سال کی عمر میں اپنے والدین اور ہمشیرگان کے ساتھ کیا اور پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کو بیت اللہ شریف کے اندر جانے کی سعادت نصیب ہوئی اور اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی پذیرائی ہوئی۔ بعد میں آپ نے کئی بار حج اور عمرے ادا کئے اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔

اخلاق کریمانہ

آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ سرور نامی ایک مزدور جو حضرت کرمانوالہ شریف میں رہائش پذیر ہے بیان کرتا ہے کہ ایک دن اس نے پیر جی کی خدمت میں اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے اس کو ایک فرزند عطا فرمایا۔ سرور نے ایک مرتبہ بعد از نماز جمعہ آپ سے اپنے گھر چلنے کی درخواست کی آپ نے اس کی درخواست قبول فرما لی چنانچہ سرور جلدی سے اپنے گھر گیا تاکہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ کی تواضع کے لیے کوئی انتظام کرے۔ پیر جی گھر تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس آ گئے اور اسی وقت سرور کے گھر پہنچ گئے۔ پیر جی کو

Marfat.com

اپنے گھر میں دیکھ کر سرور اور اس کی بیوی بہت خوش ہوئے اور آپ کے سامنے چائے مٹھائی پیش کی۔ آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی آپ نے سرور کے گھر میں موجود سوکھی روٹی ہی نوش فرمائی اوراس کو مزید کوئی تکلف نہ کرنے دیا اس طرح سنت نبوی ؐ کو زندہ کیا۔ بعد میں ایک ساتھی کو فرمایا کہ میں نے سرور کے گھر جانے میں اس لیے جلدی کی کہ کہیں سرور زیادہ تکلف کر کے زیر بار نہ ہو جائے۔

اساتذہ کا احترام

آپ اپنے اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے ایک مرتبہ آپ اتفاق ہسپتال میں تھے اور آپ کا دوسرا اپریشن ہوا تھا اور کسی کو آپ سے ملنے کی اجازت نہ تھی اس دوران آپ کے ایک استاد حافظ احمد یار صاحب آپ سے ملنے تشریف لائے اور کمرہ کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ پیر جی اس وقت آرام فرما رہے تھے حافظ صاحب کو بتایا گیا کہ آپ سے ملنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے لیکن انہوں نے فرمایا کہ پیر جی کو صرف اتنا بتا دو کہ حافظ احمد یار صاحب ملنے آئے ہیں چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے ان کو فوراً ملنے کی اجازت دے دی اور ان سے آپ دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ آپ کے نزدیک اساتذہ کی اتنی عزت تھی کہ آپ نے بیماری کی حالت میں جب کہ ڈاکٹروں نے بھی ملاقات سے منع کیا تھا حافظ صاحب سے ملاقات کی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ سرشار رہتے جب حضور نبی کریم رؤفٌ رَحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آتا تو ہاتھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور دورد و سلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ آپ اکثر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں نعتیں سنتے رہتے اور اپنے قلب کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گرماتے رہتے۔

قصیدہ بردہ شریف کے اشعار بھی بہت پسند تھے مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام بھی اکثر سنتے ایک مرتبہ آپ نے ایک بیلی (مرید) سے کہا کہ مجھے

Marfat.com

بردہ شریف کے اشعار مولائی صلی وسلم دائما" ابدا" پانچ سو مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانے کو کہا (کیونکہ آپ کی طبیعت نہایت خراب تھی) اور ساتھ ہی تعداد کی گنتی پوری کرنے کے لیے ٹک ٹک کرنے والی چرخی بھی عنایت فرمائی وہ شخص آہستہ آہستہ یہ مصرع پڑھ کر پانی پر دم کرتا رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نیند میں استراحت فرما رہے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ کیا گنتی پوری ہو گئی ہے اور اس شخص کی حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ اس چرخی پر گنتی پوری پانچ سو ہو چکی ہے پیر جی اگرچہ بظاہر نیند میں تھے لیکن بباطن بیدار تھے۔

تصرفات / کرامات

ایک بیلی (مرید) بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیوی کو سردرد کی شکایت رہتی تھی اور بینائی بھی دن بدن کمزور ہو رہی تھی ڈاکٹر سے چیک کروانے کے بعد عینک لگوانی پڑی ایک مرتبہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ عمرہ سے واپس آئے تو وہ مرید اپنی بیوی کے ہمراہ آپ کو مبارک باد دینے کے لیے حاضر ہوا۔ اس کی بیوی کو عینک لگائے ہوئے دیکھ کر آپ نے عینک لگانے کی وجہ دریافت کی آپ کو بتایا گیا کہ نظر کی کمزوری کی وجہ سے ڈاکٹر نے عینک تجویز کی ہے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کی بیوی کی عینک اتار دی اور فرمایا کہ آئندہ عینک نہ پہنی جائے نہ سردرد ہو گا اور نہ ہی نظر کمزور ہو گی چنانچہ ان کی نظر بالکل ٹھیک ہو گئی اور اب وہ عینک استعمال نہیں کرتی۔

حاجی جنید اشرف بٹ گلبرک والے بیان کرتے ہیں میں کاروباری سلسلہ میں لندن میں تھا اور میرا بیٹا لندن میں زیر تعلیم تھا میرے بیٹے کے دائیں ہاتھ کی پشت پر مہاسے نمودار ہوئے اور بہت علاج کروانے کے باجود آرام نہ آیا اس دوران پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بغرض علاج لندن میں تشریف فرما تھے۔ میں اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام دعا کے بعد اپنے بیٹے کے مہاسوں کے بارے میں عرض کیا آپ نے میرے بیٹے کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے دبایا اور اپنے ہاتھ کو میرے بیٹے کے ہاتھ سے رگڑا اور فرمایا کہ مجھے تو مہاسے کہیں نظر نہیں آ رہے۔ مہاسے غائب ہو چکے تھے اور جو مہاسے لندن میں علاج سے ختم نہیں ہوئے تھے آپ کی ایک نظر کرم سے منٹوں میں

Marfat.com

ختم ہو گئے۔

محمد نواز صاحب اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف لائے انہوں نے آپ کی خدمت میں پھل پیش کیا پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ پھل وغیرہ نوش فرمائے اور ان کے حق میں اس طرح دعا کی "اے اللہ نواز کے رزق میں برکت دے" اس کے بعد آپ تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد آپ کا پس خوردہ انہوں نے تناول فرمایا تو انہیں سارا دن نہ بھوک لگی اور نہ ہی پیاس محسوس ہوئی۔

حاجی بشیر احمد صاحب مغلپورہ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا مدت سے ابوظہبی میں مقیم تھا مگر اقامہ نہیں مل رہا تھا جس کی وجہ سے بہت پریشانی تھی چنانچہ میں حضرت کرمانوالہ شریف دعا کے لیے حاضر ہوا۔ پیر محمد علی شاہ صاحب زیارت حرمین شریفین کے لیے گئے ہوئے تھے چنانچہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے اپنی مشکل بیان کی اور دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ "اقامہ تو لگ گیا" چنانچہ چند دن بعد ہی میرے بیٹے کا اقامہ لگ گیا۔

یہی حاجی بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر لاہور تشریف لائے ہوئے تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پیر جی رحمتہ اللہ علیہ ابھی چھوٹے ہی تھے اچانک اٹھے اور میری پیٹھ پر سوار ہو گئے میں نے بھی موقع غنیمت جانا اور آپ کو کمرے میں پھرانے لگا کچھ دیر بعد آپ کے والد گرامی پیر محمد علیؒ صاحب نے فرمایا کہ سواری تو کرلی اب گھوڑے کو کچھ کھلاؤ پلاؤ چنانچہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ نے میرے منہ میں لڈو ڈالنے شروع کر دیے اور میں کھاتا رہا لڈو میں کھاتا جاتا تھا اور تمام اندرونی بیماریاں دور ہوتی جاتی تھیں۔

Marfat.com

محمد حفیظ صاحب مغلپورہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ شریف گیا میرا وہاں رات بسر کرنے کا ارادہ تھا لیکن مجھے خیال آیا کہ شاید تکیہ اور چادر نہ ملے جس کی وجہ سے رات میں بے سکونی ہو ہم لنگر شریف کھا رہے تھے کہ پیر جی رحمتہ اللہ علیہ بھی آ گئے اور ہمارے ساتھ لنگر میں شریک ہو گئے لنگر کھانے کے بعد آپ نے ایک خادم کو فرمایا کہ محمد حفیظ کو ایک چادر اور تکیہ لا کر دے دینا تاکہ رات کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ نے کشف کے ذریعہ میرا ارادہ بھانپ لیا اور میری مشکل کشائی فرمائی۔

Marfat.com

خطبہ مبارک

جو آپ نے عرس مبارک حضرت کرمانوالے سرکار رحمتہ اللہ علیہ منعقدہ ۲۸ فروری ۱۹۹۱ء کو شرف عنایت فرمایا۔

اللہ مجدہ کا لاکھ احسان ہے کہ جس نے اپنے خصوصی فضل اپنے خصوصی کرم اور رحم سے ہمیں اس سال بھی گنج کرم المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی آخری نشست میں حاضری کا موقع مرحمت فرمایا۔ اولیاء کرام اور صلحائے عظام کے مزارات پر ہر سال کسی مخصوص دن اجتماعی صورت میں اکٹھے ہو کر ان کی زیارت کرنا ان کے روحانی فیوض و برکات سے متمتع ہونا وہاں قرآن خوانی کرنا اور ذکر الٰہی کی محافل منعقد کرنا اسے عرف عام میں عرس کہا جاتا ہے اور عرس کی یہ اصطلاح ترمذی شریف کی ایک حدیث صحیح سے ماخوذ ہے کہ جس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد مومن انتقال کر جاتا ہے اور بارگاہ ایزدی میں ملاقات اور وصال کے لیے پہنچتا ہے تو نکیرین مبشرین اس کی قبر میں سوال و جواب کے لیے آجاتے ہیں اور وہ رب اور دین کی نسبت سوال کرنے کے بعد پوچھتے ہیں مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ کہ اے صاحب قبر! بتا کہ تو اس ہستی مبارک (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا سمجھا کرتا تھا اس ہستی مبارک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دنیا میں کتنی محبت رکھا کرتا تھا۔ تو ان کا کتنا ادب کیا کرتا تھا دنیا میں اس ہستی مبارک کے بارے تیرا کیا عقیدہ ہوا کرتا تھا قال یقول ماضی استمراری ہے تو وہ مرد مومن کہ جس کی پوری کی پوری زندگی حضور علیہ السلام کی غلامی اور اطاعت میں بسر ہوئی ہوتی ہے وہ تو دوستو منتظر ہوتا ہے اس لمحہ کا کب ہجر اور فراق کی جملہ ساعات ختم ہو جائیں۔ دوریوں کے سارے فاصلے مٹ جائیں اور قبر کا وہ لمحہ آئے کہ جب جملہ حجابات اٹھا دیئے جائیں اور آنکھوں کو حضور پاک ؐ کا دیدار فرحت آثار نصیب ہو جائے تو چونکہ ان کی تو پوری زندگی اسی مقدس لمحہ کے انتظار میں بسر ہوئی ہوتی ہے اس لیے جب ملک الموت انکی روح قبض کرنے کے لیے آتا ہے تو محبوب سے ملاقات کی خوشی میں وہ ہنستے ہیں اور اسی ہنسنے کی حالت میں ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور ان کا چہرہ ہنستا ہوا رہ جاتا ہے

Marfat.com

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

کہ مرد مومن کی نشانی یہ ہے کہ جب اسے موت آتی ہے تو اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا ہے۔ دوستو یہ تبسم کیا ہوتا ہے یہ تبسم اس لیے ہوتا ہے کہ وہ ملک الموت کو دیکھ کر مسکراتا ہے کہ یہی تو ہے میرے محبوب کی ملاقات کا پیغام لانے والا یہی تو ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے میری ملاقات کروا رہا ہے اور اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے بعد یہ کہہ دے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو پھر اس شخص کی قبر کو ۷۰، ۷۰ ہاتھ فراخ کر دیا جاتا ہے اس خوش بخت پر اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور پھر اس قبر کی ساری فضا کو معطر و منور کرنے کے بعد اسے تھپک تھپک کر یہ کہا جاتا ہے کہ اے اپنے محبوب کو پہچاننے والے نم کنومہ العروس اے اپنے آقا کو پہچاننے والے! اس پہچان کا تجھے یہ صلہ ملتا ہے کہ اب تو اس طرح آرام کے ساتھ سو جا کہ جس طرح پہلی رات کی دلہن اپنے بستر عروسی پر سوتی ہے اب تو قیامت تک آرام کی نیند سو اب تجھے وہی اٹھائے گا جو تیرا محبوب ہوگا تو چونکہ مرد مومن کا یوم ارتحال محبوب حقیقی سے ملاقات اور وصال کا دن ہوتا ہے جملہ حجابات کے مرتفع ہونے اور محبوب کے جمال حقیقی کو بے نقاب دیکھنے کا لمحہ ہوتا ہے لہٰذا ہر سال جب وہ لمحہ آتا ہے جب ہجر کی ساعت ختم ہوئی تھی ملاقات محبوب حقیقی اور نور حق کا مشاہدہ ہوا تھا تو ان کی روح پر فتوح پھر سے مچل مچل اٹھتی ہے چنانچہ اسی مناسبت سے اس مبارک لمحہ کی یاد میں اہل حق ان کے محبوب سے ملاقات کی حقیقی خوشی اور مسرت کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ذکر الٰہی، قرآن خوانی، محافل ہائے نعت و وعظ کا اہتمام عرس کی صورت میں کرتے ہیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ اس حدیث کے مطابق اس دن اکٹھے ہو کر ان کو مبارک باد پیش کرنے کی اس کیفیت کو یا اس اجتماع کو عرس کا نام دیا جاتا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ وہ سال میں کسی ایک دن شہدائے بدر و احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی جمعیت بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہوتی اور وہ وہاں جا کر اپنی مبارک زبان سے ان کو ہدیہ و سلام پیش کرتے خلفائے راشدین مہدین کا بھی یہی

Marfat.com

معمول رہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اس سنت مبارکہ اور اولیائے و صلحائے کرام کے معمولات کی پیروی میں ہم بھی بزرگان دین کے مزارات پر عرس مبارک کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں آج بحمد اللہ تعالیٰ ہم جس آستانہ عالیہ پر حاضر ہیں یہ شریعت و طریقت محمدیہ کا سلسلہ نقشبندیہ ہے جو خلیفہ اول جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہوتا ہے اس میں حضرت سلمان فارسیؓ حضرت بایزید بسطامیؒ' خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ' خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ' اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمدؒ فاروقی سرہندی اور قطب الاقطاب میاں شیر محمدؒ شرقپوری جیسی یگانہ روز گار ہستیاں اس عالم آب و گل میں ظہورپذیر ہوئی ہیں انہی بلندو بالا بزرگوں کے جانشین حضرت گنج کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاری ادائم اللہ برکاتہم العالیہ ہیں جن کے دراقدس پر آج ہم سب حاضر ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کے زمرہ میں آتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے عامتہ الناس سے ممتاز فرما کر خلق خدا کی رہبری اور رہنمائی پر مامور فرما رکھا ہے۔ دوستو! آپ کے کشف و بصیرت کا یہ عالم تھا کہ ظاہر کی نگاہ سے بھی کوئی پوشیدہ نہ تھا علوم و معرفت اور اسرار حق کا بیان شروع ہوتا تو گویا کائنات تھم جاتی آپ کے پاس حاضر خدمت ہونے والوں میں امراء رؤسا فقراء مشائخ و علماء زراعت پیشہ' سرکاری نیم سرکاری دفاتر کے ملازمین' بچے' بوڑھے' سبھی حاضر ہوتے لیکن کبھی کسی سے یہ نہ سنا گیا کہ اس کی طرف پوری توجہ نہیں ہوئی یا اس کی مشکل حل نہیں ہوئی اکثر تو سائل کو حاجت بیان کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی آپ کا لہجہ اتنا میٹھا اتنا میٹھا کہ ہر تلخی مٹ جاتی آپ کی شفقت ایسی کہ ہر دل موہ لیتی' آپ کی مبارک طبیعت ایسی کہ ہر کوئی والاشیدا۔ بس جو کہہ دیا قدرت نے ایسے ہی کر دیا نمودو نمائش و تکلفات کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔ شریعت و سنت مطہرہ کی سختی سے پابندی فرماتے نہایت محتاط گفتگو مگر نہایت شیریں و دل نشیں پھر اخلاق و اعمال کی اصلاح کا انداز ایسا کریمانہ ایسا کریمانہ کہ کوئی نافرمانی پر قادر ہی نہ رہتا۔ وقت اور فاصلے پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور اللہ جل مجدہ نے اپنے اس مقدس بندے کو وہ اختیارات عطا فرمائے تھے کہ انہی کا سکہ ہر طرف چلتا تھا اور آج بھی چلتا ہے قطب الاقطاب حضرت گنج کرم سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری دام اللہ برکاۃ العالیہ کا سانحہ ارتحال ۲۷ رمضان

Marfat.com

المبارک ۱۹۶۶ء ماہ جنوری میں پیش آیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون آپ کے مبارک جنازہ میں لکھو کھا انسانوں نے شرکت کی اور کثرت ہجوم کا منظر ایسا تھا کہ جو کبھی کہیں نہ دیکھا گیا تھا ہر طرف سروں کا اژدھام کثیر تھا اور گمان ہوتا تھا کہ واقعی خدائے وحدہ لاشریک نے انسانی لباس میں فرشتوں کو بھیج رکھا ہے اور آپ کا چالیسواں مبارک ۱۷ پھاگن کو ہوا تھا اور یہی تاریخ آپ کے عرس مبارک کی مقرر ہوگئی کہ جس میں آج ہم سب حاضر ہیں اور آپ کے عرس مبارک پر ۲۸ فروری کو ہر سال ضلع اوکاڑہ میں سرکاری طور پر تعطیل ہوتی ہے۔ اس نشست کے اختتام اور خلاصہ کلام کے طور پر دوستو آج میں ایک پیغام کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان اولیا و صلحاء کی محبتوں کی تاثیر ان کی صحبتوں کی برکت اور ان کی صحبتوں کی افادیت کو بیان کرنے اور سمجھنے کا اصل مقصد اور مدعا یہ ہے کہ سمجھایا جائے کہ ان کی صحبتوں سے ہمیں کیا حاصل کرنا چاہیئے ہم ان حضرات کے پاس جاتے ہیں تو دنیا دار ہو کر جاتے ہیں اور دنیا داری کے سوا ان کی صحبت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہم جاہ طلبی کے سوا ان کی صحبت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے ہم مفاد پرستی کے سوا ان کی مجلسوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی نسبت سے ہمیں دنیا ہی ملتی چلی جائے گی یاد رکھئے کہ دنیا کے ملنے اور دنیا کی تلاش کی تو ہزاروں درگاہیں ہو سکتی ہیں ہزاروں در ہو سکتے ہیں شاہان سلطنت کے درباروں پر جاؤ کہ جہاں ذلت اور رسوائی بھی حاصل کرو اور دنیا کا جاہ و منصب بھی حاصل کرو اس لیے کہ دنیا کے طالب اور دنیا کے متلاشی کا مقدر ہمیشہ ذلت و رسوائی ہوتا ہے اور عزت و عظمت اس کے نصیب میں ہوتی ہے کہ جس کا دل دنیا کا متلاشی نہیں ہوتا کتنے دکھ اور کتنے درد کی بات ہے کہ ان کے ہاں دولت تو درد دل کی ہو ان کے ہاں دولت تو ذکر الٰہی کی ہو ان کے ہاں دولت تو استغنائے روح کی ہو ان کے ہاں دولت تو عبدیت تامہ کی ہو اور ہم یہاں آئیں دنیا دار بن کر دنیا طلبی کی خاطر۔ دوستو! اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اہل دل اور مردان حق کے ہاں جو کوئی دنیا کے خیال سے بھی جاتا ہے رب ذوالجلال و الاکرام اس کی دنیاوی حاجات بھی ان کی برکت سے پوری فرما دیتا ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن یہ درگاہیں دنیا کی خاطر جانے کے لائق نہیں ہیں دوستو! ان درگاہوں کو اتنا ارزاں نہ سمجھا کرو ان کی مجلسوں کو اتنا ہلکا نہ جانا کرو ان کی صحبتوں

Marfat.com

کے فیض کو اتنا معمولی خیال نہ کیا کرو ان کے ہاں جاؤ تو ایسی بڑی چیز مانگو کہ جس سے بڑی طلب کائنات میں کوئی نہ ہو ان کے ہاں جاؤ تو اللہ سے انہی کا حال اور انہی کا قال مانگو ان کے ہاں جاؤ تو اللہ سے انہی کے ظاہر باطن کی کیفیت کا سوال کرو قرب الٰہی کا سوال کرو تقویٰ اور صالحیت کا سوال کرو ہم ان کے پاس آتے ہیں اور رو رو کے اپنی التجائیں ان کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں لیکن ہمیں اپنے مانگنے پر شرم آنی چاہیے کہ کتنی بڑی بارگاہ اور کتنا چھوٹا سوال کرتے ہیں دوستو! جو بارگاہ جتنی بڑی ہوتی ہے اس سے ہمیشہ اسی قدر بڑا سوال کیا جاتا ہے ہمارا ظرف اتنا لالچی ہو چکا ہے کہ وہ بھرتا ہی نہیں ہے اور جس کو ہم بڑا سمجھ رہے ہیں بخدا وہ بڑی تنگ دامنی ہے ہم جو کچھ مانگتے ہیں اور جو نہ مانگنے کا ہے وہ مانگتے پھرتے ہیں بس ان سے وہ کچھ مانگئے کہ جسے مانگ کر یہ بزرگ عظیم ہو گئے تاکہ ان کے قدموں کی برکت سے ہمیں بھی حیات ابدی نصیب ہو اور یہ فیض صرف اور صرف ایک شرط کو پورا کرنے سے نصیب ہوتا ہے حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ سے پوچھا کہ حضرت صحبت سے فیض حاصل کرنے کی شرط کیا ہے تو فرمانے لگے کہ صرف اور صرف ایک ہی شرط ہے کہ تم جس کی صحبت میں جاؤ بس اپنی خواہش اور اپنی آرزو کو اس کے کہنے پر قربان کر دو۔ قربان کر دو اپنی خواہش اور آرزو کو چھوڑ دو بس وہ جو چاہے کرے پھر ان کی صحبت میں جاؤ تو دیکھو کہ فیضان نظر کے رنگ کیا ہوتے ہیں۔ ان اولیاء کی خدمت میں ہم بھی حاضر ہوتے ہیں لیکن اپنی طلب کے تصورات لے کر اپنی آرزوؤں کا مواد لے کر پھر پرکھتے ہیں مقام ولائت کو کہ ایسا نہ ہوا میں تو فلاں کو بڑا ولی سمجھتا تھا اور میں اس کے پاس جاتا بھی رہا لیکن فلاں چیز مجھے میسر نہ آئی دوستو! ذہن نشین یہ بات فرمالیں کہ اس خیال سے جانے والا عمر بھر بھی کچھ نہیں پاتا اور جو مستغنی ہو کر جاتا ہے وہ اپنی خواہشات اور آرزوؤں کے بتوں کو پاش پاش کر کے جاتا ہے اور محض انہی کے قدوم میمنت لزوم سے برکت حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے اور محض انہی کے لیے ان کے پاس جاتا ہے یادر کھ لیجے کہ پھر دنیا کی عزتیں بھی انہی کو نصیب ہوتی ہیں اور آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں انہی کی جھولی میں پڑتی ہیں اس لیے میں آپ حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ حضرت گنج کرم حضرت کرمانوالےؒ کی بارگاہ میں یا دیگر اولیاء صلحاء مقربین خدا اور

Marfat.com

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہیں ہوں دوستو! ان بارگاہوں میں جایا کرو اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان کے مزارات پر حاضری دینا ان کی ظاہری زندگی سے قطعاً مختلف نہیں ہوتا جو فیضان نظر جو فیضان روح اور جو فیضان صحبت ان کی ظاہری حیات میں آنے والوں کو میسر آتا تھا وہی فیضان نظران کا بعداز وصال بھی قائم و دائم رہتا ہے ان کے مزارات کی حاضری ان کی ظاہری صحبت سے کم نہیں ہوتی ہے فیوض و برکات ان کے قائم و دائم ہیں توجہات ان کی قائم و دائم ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ہم ان کو دیکھتے تھے وہ ہمیں دیکھتے تھے لیکن اب وہ صرف ہمیں دیکھتے ہیں ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے تاہم اللہ اور رسول کی مہربانی سے ہم بھی اہل نظر ہو جائیں اللہ کرے اور جملہ حجابات اٹھ جائیں تو پھر ہمیں بھی ان کے نظر آنے میں کوئی امر مانع نہ رہے بس ان کے یہاں آیئے تو یہی مانگئے کہ نفس کا تزکیہ ہو جائے ہمارے حجابات بشریت مرتفع ہو جائیں ہمیں اپنی روح کی لطافت میسر آئے اور قرب الٰہی کی دولت گراں مایہ حاصل ہو جائے اور اس شرط کے ساتھ حاضری کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم ادب سے حاضر ہوں کیونکہ ادب ہی وہ دولت ہے کہ جس سے دلوں کا تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور اس بات کو اپنے دل و دماغ میں ثبت فرمالیں کہ ادب صرف اور صرف عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوتا ہے صرف ایک ہی راستہ ہے اور پھر ایمان ہمیشہ ادب کی راہ سے آتا ہے عرفاء کہتے ہیں کہ ادب سے انسان کو علم نصیب ہوتا ہے علم سے عمل کی اصلاح ہوتی ہے اور صالح عمل سے انسان کو حکمت نصیب ہوتی ہے حکمت کے سبب سے انسان کو زہدو ورا کی دولت ملتی ہے اور زہد و ورا کے سبب سے انسان کو آخرت کی یاد آتی ہے آخرت کی یاد سے اللہ کا قرب ملتا ہے اور اللہ کے قرب سے معرفت خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتی ہے چونکہ المعرفه کلها آداب کہ ایمان اور روحانیت کے پورے سفر کی بنیاد ادب ہے تو دوستو! اپنے آپ کو ادب سے بھی مزین رکھئے خدا کو خدا سمجھئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول جانئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ان کے مقام کے لائق ہے شیخ کا ادب ان کے حال کے لائق ہے استاد کا ادب ان کے حال کے لائق ہے عالموں کا ادب ان کے حال اور مقام کے لائق ہے بڑوں کا ادب ان کے حال کے لائق ہے الغرض جو کوئی جس سبب سے بھی لائق ادب ہے اس کے اسی

Marfat.com

مقام کا خیال رکھ کر ادب کیا جائے کہ یہی تقاضا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آخر میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ دوستو! اپنے دل میں درد و سوز کی شمع جلاؤ عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن رکھو خدا گواہ ہے کہ اس عشق و محبت کے سوا کچھ نہیں ہے اس عشق و محبت کے سوا نہ دنیا میں کچھ ہے اور نہ آخرت میں کچھ ہے دنیا و آخرت کا سلطان بھی یہی ہے اور دنیا اور آخرت کا بادشاہ بھی یہی ہے ساری خیراتیں بانٹنے والا بھی یہی ہے اور ساری عنائتیں کرنے والا بھی یہی ہے سارے لطف و کرم اسی کے ہیں ہر طرف اسی کے جلوے ہیں صرف بس حضورؐ سے مانگیئے اور حضورؐ کے ہو رہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے منگتے بن جایئے اس در کے بھکاری بن جایئے کاش! آقا ہمیں بھی اپنے کتوں میں شامل کرلیں کتوں میں شامل کرلیں اور ہمیں بھی اپنا ٹکڑا پھینک کر بلا کر کہہ دیں کہ آ جا میرے کتے تو بھی میرا ٹکڑا کھالے دوستو بس کچھ نہیں ہے حضورؐ کی محبت کے سوا حضورؐ کے عشق کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہم اس عشق سے محروم ہیں ہم بے خبر ہیں ہمیں اس عشق کی گرد کی بھی خبر نہیں ہے خوش نصیب ہیں وہ کہ جنہیں اس عشق کی دولت نصیب ہو گئی ہے جس کو شراب وحدت اور شراب طہور کا ایک پیالہ نصیب ہوگیا ہے خوش نصیب ہیں وہ کہ جن کو ایک گھونٹ نصیب ہوگیا ہے اس شراب طہور کا کہ جو شراب وحدت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملی جو شراب طہور عثمانؓ و علیؓ کو ملی اور جو شراب طہور سلمان فارسیؓ بایزید بسطامیؒ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کو ملی پھر ان سے قطب الاقطاب حضرتؒ میاں شیر محمدؒ شرقپوری کو ملی اور دوستو اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے مئے خانہ وحدت سے حضرت گنج کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ کو ایسی بھر بھر کے پلائی بھر بھر کے پلائی کہ انہیں حضرت کرمانوالے بنا دیا دوستو کوشش کرو کہ اس شراب کا ایک گھونٹ ہی مل جائے گھونٹ نہ سہی اس شراب کے پیالے کی تری مل جائے تری نہ سہی اس پیالے کی نمی ہی مل جائے نمی نہ سہی اس شراب خانہ کی بو ہی مل جائے بو ہی مل جائے تو بہت کچھ ہے دوستو پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے لپٹ جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے دلوں کی خالی کٹیا میں آ جائیں

Marfat.com

اور اپنے چہرہ پر انوار اور دیدار فرحت آثار کی ایک جھلک ہمیں بھی عطا کر دیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اے گنبد خضرا کے مکیں اے رحمت للعالمین اے غمزدوں کی آماں اے تشنہ حالوں کا سکوں اے ہم کمینوں کے حال پر رحم کرنے والے اور ہم گنہگاروں کی خدا کی بارگاہ میں شفاعت فرمانے والے آقا! آج ہمارے حال پر نظر کرم فرما دیں آقا! ہم گنج کرم کے عرس پر حاضر ہیں ہمارے حال پر نظر کرم فرما دیں آقا ہماری طرف بھی ایک پھیرا پائیں اور ہمارے آج مہمان بن جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر کرم حضورؐ ایک نظر کرم آپ کو صدیقؓ و عمر کا واسطہ ایک نظر کرم حضورؐ آپ کو عثمانؓ و علیؓ کا واسطہ ایک نظر کرم آقا آپ کو حسنؓ و حسینؓ کا واسطہ ایک نظر کرم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے حال پر کرم فرمادیں اور آقا ہمیں اپنے مبارک قدموں کا بوسہ عطا فرمائیں الہ العالمین ہمیں حضورؐ کی غلامی عطا فرما اے اللہ ہمیں حضورؐ کے غلاموں کا صدقہ ہمیں حضورؐ کے ان امتیوں میں شامل کرلے کہ جنہیں دیکھ کر حضورؐ خوش ہو کر مسکرائیں۔ اے اللہ ہم اتنے کمینے ہیں اتنے گنہگار ہیں کہ حضورؐ کے سامنے اپنا چہرہ کرنے کے بھی لائق نہیں ہیں اے اللہ! ہمیں اس قابل تو بنا دے کہ ہم اپنے آقاؐ کے سامنے اپنا چہرہ تو کرسکیں باری تعالیٰ ہمیں تجھ سے مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا ہے باری تعالیٰ ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کیا مانگیں بس مولا جو کچھ بہتر ہے وہ تو ہمیں عطا فرما دے اے اللہ! ہمارے حال پر کرم فرما دے ہمارے بچوں کے حال پر کرم فرما دے تمام حاضرین کے گھر والوں بال بچوں اور چھوٹوں بڑوں پر کرم فرما دے اے الہ العالمین جملہ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرما دے بے روزگاروں کو صرف اور صرف رزق حلال سے نواز دے باری تعالیٰ ہم اتنے کمینے ہیں اتنے کمینے ہیں کہ عبادتوں میں بھی ریا کرتے ہیں باری تعالیٰ تجھے تیری رحمت کا واسطہ ہمیں منافقت کی ہر قسم اور ریاکاری کے ہر روپ سے بچا لے ہمیں اخلاص اور حسن نیت عطا فرما حاضرین کی دینی دنیوی اخروی جائز حاجات پوری فرما دے غفورالرحیم تیرا در چھوڑ کر تیرے منگتے کس در پر جائیں کس در پا جائیں اور اپنا دامن مراد کس در پہ پھیلائیں باری تعالیٰ ہمیں در در کی ٹھوکریں نہ کھلا تو ہی ہمیں حضورؐ کے صدقے خیرات عطا فرما دے الہ العالمین وہ نعمتیں جو گنبد خضریٰ سے بٹتی ہیں ہمارا دامن بھی ان نعمتوں سے مالا مال فرما دے باری تعالیٰ تو عظیم ہے تو ہماری

Marfat.com

کوتاہیوں کو نہ دیکھ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں لیکن باری تعالیٰ تو تو بخشنہار ہے تو ہمارے گناہوں کو نہ دیکھ اے اللہ! اس ہستی مبارک کو دیکھ کہ جس کا واسطہ دے کر تیری بارگاہ میں التجا کر رہے ہیں۔ اے اللہ! اس ہستی مبارک کو دیکھ جس کی خاطر تو نے ساری بزم کائنات سجا رکھی ہے' بس حضورؐ کے صدقے سے جملہ حاضرین کے ظاہر و باطن میں انقلاب برپا کر دے' ہر ایک کی زندگی کا رخ بدل دے اور ہر ایک کی زندگی کا رخ دنیا کی محبت سے موڑ کر اپنی طرف فرما لے' ہر ایک کے دلوں کی دنیا کو آباد فرما دے۔ الہ العالمین حضورؐ کی ساری امت پر کرم فرما دے۔ جو امت موجود ہے اس پر بھی کرم فرما دے۔ جو امت قیامت تک ہو گی اس پہ بھی کرم فرما دے۔ رب العالمین ہمارے دوستوں کے حال پہ بھی کرم فرما دے اور ہمارے بدخواہوں کو ہدایت عطا فرما دے۔ الہ العالمین جنہوں نے دعا کے لئے کہا ہے ان پہ بھی کرم کر اور جنہوں نے نہ کہا ان پہ بھی کرم کر۔ جو ہمیں یاد ہیں ان پہ بھی کرم فرما اور جو یاد نہیں ہیں ان پہ بھی کرم فرما دے۔ اے اللہ! حضورؐ کے صدقے حضورؐ کی ساری امت کے احوال درست فرما دے ملت اسلامیہ کو نئی زندگی عطا فرما دے اور ملت اسلامیہ کو ذلت اور رسوائی کے گڑھوں سے نکال کر عظمت و شوکت وتمکنت سے ہمکنار فرما دے الہ العالمین ہم تیری بارگاہ میں ایک مرتبہ پھر التجا کرتے ہیں کہ حضرت گنج کرم کے عرس مبارک پر ہماری آج کی حاضری قبول ہو جائے اور حضورؐ اور حضورؐ کے ان اولیاء اللہ کے توسل و تصدق سے ان سے ہمارا تعلق ان سے ہماری نسبت اور محبت قائم و دائم رہے اور ان سے ہم فیوض و برکات حاصل کرتے رہیں۔ اللہ جل مجدہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رکھے' غلامی میں ہی مارے اور بالاخر ہمیں حضورؐ کی شفاعت کبریٰ سے بھی نوازے کہ اسی سے ہمارے دم قدم میں بہار ہے اور اسی میں ہماری نجات اور فلاح مضمر ہے۔ آمین بحرمت سید المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

Marfat.com

حالات زندگی مبارک

بحرکرم رہبر طریقت پیر سید محمد علی شاہ بخاریؒ

المعروف بڑے باباجی سرکار

صاجزادہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ

ولادت ۱۹۲۲ء

وصال ۱۲۔ جون ۱۹۹۳ء

بمطابق ۲۰۔ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ

Marfat.com

ولادت باسعادت۔ تعلیم و تربیت

آپ ؒ نے ابتدائی تعلیم میاں رحمت علی مرحوم و مغفور رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی جن کو گنج کرم حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا معلم اول ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ تعلیم و تربیت کی تکمیل فخر سادات کرام اعلیٰ حضرت گنج کرم والد ماجد نے کی۔ آپ ؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک تحصیلدار نے اپنی گاڑی پر بٹھایا اور حضرت صاحب پاک رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت چاہی کہ صاحبزادہ صاحب کو فیصل آباد میں مولانا محمد یونس صاحب کے مدرسہ میں داخل کرا دیا جائے لیکن حضرت قبلہ گنج کرم ؒ نے منظور نہ فرمایا اور فرمایا کہ تعلیم سے میری تربیت بہتر ہے چنانچہ حضرت صاحب پاک رحمتہ اللہ علیہ نے آپ ؒ کو علم لدنی کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو گھڑ سواری کا ازحد شوق تھا۔ بابا جی حضور ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اصطبل میں اعلیٰ نسل کے کئی گھوڑے تھے میرے لیے ایک گھوڑی مخصوص تھی اس پر میرے سوا کوئی بھی سواری نہیں کرتا تھا۔ یہ گھوڑی بھی میرے علاوہ کسی دوسرے کو سواری نہیں کرنے دیتی تھی۔ میں اسے کچھ دور تک خالی دوڑاتا پھر اچھل کر اس پر بیٹھ جاتا۔ فرمایا کہ مجھے تلوار رکھنے کا شوق تھا مگر انگریزی دور حکومت میں تلوار رکھنے کی اجازت نہ تھی لیکن بعد میں تلوار رکھنے کی اجازت حاصل ہو گئی میرے لیے ایک تلوار لائی گئی جس کا قبضہ چاندی کا تھا حضرت قبلہ والد محترم رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ پشاور تشریف لے گئے تو میرے لیے وہاں سے گول کلاہ اور دستار لائے جب میں کلاہ پر دستار باندھے کمر پر تلوار لگا کر گھوڑی پر سوار ہو کر اپنی زمین پر جاتا تو دیہاتی میرا استقبال کرتے۔

ترویج دین

بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کئی مرتبہ انگلستان تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ میں وہاں دین کی اشاعت کی خاطر جاتا ہوں کئی لوگ سلسلہ ارادت میں داخل ہو کر نماز اور روزہ کے پابند ہو جاتے ہیں اور تہجد گزار اور پرہیزگار بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

ابدی کرم نوازی

غلام مرتضیٰ ولد حاجی محمد حسین ساکن چک نمبر ۲۲۷ گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا تو بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ جامن کے درخت کے نیچے تشریف رکھتے تھے۔ آپؒ نے اپنے خادم حافظ حق نواز صاحب سے فرمایا کہ یہ بیلی مرتضیٰ ہمارے پاس رہ گیا ہے حافظ جی دربار شریف کی خدمت کرنے والوں پر قیامت تک کرم ہی کرم ہوتا رہے گا۔

حج بیت اللہ

بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے غالباً" ۲۶، ۲۷ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی کئی دفعہ عمرے کیے حج مبارک کی ادائیگی کے بعد آپؒ مدینہ منورہ تشریف لے جاتے وقت کا کثیر حصہ مسجد نبوی شریف اور روضہ اطہر پر ہی گزارتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر آپؒ کو خاص مقام حضوری حاصل رہتا۔ مسجد نبوی شریف اور روضہ مبارک کے نزدیک آپؒ ہمیشہ دوزانو بیٹھتے اور ہمیشہ باادب رہتے اور دوسروں کو بھی مودب رہنے کی تاکید فرماتے۔

تصرفات و کرامات

چوہدری محمد اشرف صاحب ساکن چک نمبر 40/2-L جوڑے والا حسب عادت نماز جمعہ کے لیے حضرت کرمانوالہ شریف آئے ہوئے تھے۔ وہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حجرہ کے باہر کھڑے تھے۔ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو چوہدری صاحب کو بلا کر فرمایا "چوہدری جی کوئی فکر نہ کریں رب کریم آپ کے بیٹے پر خیر کر دے گا" چوہدری صاحب کچھ سمجھ نہ پائے انہوں نے خیال کیا کہ میں نے بابا جی حضورؒ سے تو کوئی بات نہیں کی اللہ جانے آپؒ کے ارشاد کا کیا مطلب ہے لیکن وہ جب نماز جمعہ کے بعد گھر گئے تو معلوم ہوا کہ ان کی غیر حاضری میں ان کے بیٹے عابد پر کسی دشمن نے گولی چلائی تھی مگر وہ محفوظ رہا۔ یہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے کشف اور تصرف کا بین ثبوت ہے کہ اپنے بیلی کے بیٹے کو بچا بھی لیا اور اس کی خیریت سے آگاہ بھی

Marfat.com

کر دیا۔

یہی صوفی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حاجی بشیر صاحب چک نمبر ۲۸ والے کی بیوی سخت بیمار تھی وہ سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں وہاں سے جب پاکستان آتے تو بیوی کی بیماری میں ہی لگے رہتے اور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے دعا بھی کراتے اور آپ کی تجویز کردہ دوا بھی استعمال کراتے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا ایک مرتبہ وہ باباجی سرکار کے پاس آئے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس دفعہ آخری مرتبہ اپنی بیوی کی بیماری کے لئے آپ سے عرض کریں گے اور اس کے بعد آپ کے پاس اس مقصد کے لیے نہیں جانا چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چپ کر کے بیٹھ گئے۔ باباجی سرکارؒ نے کچھ دیر بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حاجی بشیر صاحب اب آپ نے اپنی بیوی کا کوئی علاج نہیں کرانا۔ رب کریم خیر کر دیں گے۔ چنانچہ وہ واپس آگئے اور ان کی بیوی مزید کسی علاج کے صحت یاب ہو گئی۔

محمد منشا نقشبندی کوٹلی آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی نہ ہوتی تھی اور وہ کافی پریشان تھے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلد شادی کے لیے عرض کی آپ نے دعا فرمائی اور وہ رخصت ہو کر واپس آگئے ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ ان کے پھوپھا زاد جو کہ بہت دور رہتے تھے ان کے پاس آئے اور کہا کہ ان کی بیٹی جوان ہے جس سے وہ نکاح کر لیں چنانچہ وہ ان کے گھر گئے اور شادی کے معاملات طے پا گئے شادی کے اخراجات کے لیے ان کے پاس پیسے بھی نہیں تھے لیکن آپ کی دعا کی بدولت ان کے دوستوں نے رقم کا بھی بندوبست کر دیا اور ایک ماہ کے اندر شادی ہو گئی۔

مولوی محمد جمیل نقشبندی خطیب جامع مسجد جگالیاں کوٹلی آزاد کشمیر بیان کرتے ہیں کہ ان کا مکان کچا تھا اور پکا مکان بنانے کے لیے ان کے پاس وسائل بھی نہ تھے کیونکہ گاؤں والے فصل کے موقع پر غلہ وغیرہ کا انتظام کر دیتے تھے چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکان پکا بنانے کے لیے دعا کے لیے درخواست کی آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا کہ مکان پختہ بن جائے گا چنانچہ جلد ہی دو احباب نے بیرون ملک سے کچھ رقم ان کو بھیج دی اور کچھ رقم ان کے بھائی نے انہیں عنایت کی اور پختہ مکان

Marfat.com

صرف سولہ دن میں بن کر مکمل ہو گیا چار کمروں والے مکان کا صرف اتنی قلیل مدت میں بن جانا یہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

یہی مولوی محمد جمیل نقشبندی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے چچا کا بیٹا بارہ سال سے دوبئی گیا ہوا تھا۔ نہ واپس آتا تھا اور نہ کوئی رقم وغیرہ ارسال کرتا تھا چنانچہ وہ دعا کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ لڑکا جلد آ جائے گا تقریباً" ایک ہفتہ کے بعد مولوی صاحب نماز فجر پڑھ کر ابھی مصلے پر ہی بیٹھے تھے کہ ان کا چچا زاد بھائی دوبئی سے واپس آکر ان کے سامنے کھڑا تھا بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ سے وہ بارہ سال بعد گھر واپس آگیا۔

مولانا محمد بشیر خطیب مسجد لوہاراں کاموں کی والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی پہلی بیوی فوت ہو گئی دوسری بیوی کو انہوں نے طلاق دے دی اب ان کی شادی نہ ہوتی تھی چنانچہ وہ چند احباب کے ساتھ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلد شادی کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی جی۔ تمہارے گھر میں بیری کا درخت ہے اس کے نیچے بیٹھ کر سورۃ رحمٰن پڑھا کرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جلد ہی ان کی شادی ہو گئی اور ایک سال کے بعد آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا بھی عنایت فرمایا۔ آپ نے اپنے نور بصیرت سے ان کے گھر بیری کا درخت بھی دیکھ لیا۔

عبدالستار صاحب کاموں کی والے بیان کرتے ہیں کہ محمود احمد ہاشمی صاحب راہوالی شوگر مل میں ملازم تھا۔ مل بند تھی انہوں نے شوگر مل کے ایم ڈی کے خلاف جلوس نکالا جس کی وجہ سے ایم ڈی نے اسے مل سے نکال دیا اور اس کی جگہ کوئی اور آدمی رکھ لیا۔ اس نے اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کرکے اپنی بحالی کی بہت کوشش کی لیکن کوئی کوشش کارآمد نہ ہوئی چنانچہ وہ چند احباب کے ساتھ قبلہ بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا آپ نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر فرمایا جا تیرا ایم ڈی رہے گا نہ ہی وہ تیری جگہ رکھا ہوا آدمی۔ کچھ دن کے بعد محمود صاحب عبدالستار کو ملے اور بتایا کہ ایم ڈی ریٹائر ہو گیا ہے اور ان کی جگہ رکھے ہوئے آدمی کو فالج ہو گیا ہے اور مل انتظامیہ نے اسے دوبارہ ملازمت پر رکھ لیا ہے۔

Marfat.com

مشتاق احمد فورٹ عباس والے ۱۹۷۶ء میں بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت ہوا اور دینی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی لیکن حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ غربت کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑنا پڑی اور اس نے محنت مزدوری شروع کر دی۔ ۱۹۸۲ء میں وہ دوبارہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت زار بیان کی آپ نے دعا فرمائی اور اس کے حالات پھر ٹھیک ہو گئے اور اس نے دوبارہ تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور آپ کی دعا سے تعلیم المدارس کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا اور آج کل وہ ایک عالم دین اور واعظ خوش بیان ہے۔

محمد صدیق فرید آباد ننکانہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ عرس کے موقع پر حضرت کرمانوالہ شریف گیا ہوا تھا اور اس نے تین چار دن سے شیو نہیں کی تھی جس سے ڈاڑھی کچھ بڑھ گئی تھی۔ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے اردگرد بہت سے مریدین بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان سے مصروف گفتگو تھے اچانک آپ نے محمد صدیق سے فرمایا کہ بیلیا اب ڈاڑھی مت منڈانا چنانچہ اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب داڑھی نہ منڈواؤں گا لیکن اسے جو بھی دوست ملتا ڈاڑھی کی وجہ سے اس کا مذاق اڑاتا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہو گیا اور تذبذب کے عالم میں تھا کہ ایک رات اسے خواب میں پیر غضنفر علی شاہ بخاری جن کا وصال چار پانچ ماہ پہلے ہوا تھا ملے آپ کے اردگرد کافی احباب باریش موجود تھے۔ آپ نے اسے فرمایا کہ داڑھی نہ منڈوانا کیونکہ یہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے چنانچہ اس نے خواب سے بیدار ہو کر پختہ ارادہ کر لیا کہ اب کبھی بھی داڑھی نہ منڈواؤں گا اور اس کی تذبذب کی کیفیت ختم ہو گئی۔ پیر غضنفر علی شاہ بخاریؒ اپنے والد بزرگوار کی ہدایت پر عمل کرانے کے لیے خود خواب میں تشریف لائے اور اسے داڑھی نہ منڈوانے کی تاکید کی۔

حاجی جنید اشرف بٹ گلبرگ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم حاجی غلام نبی بٹ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ میر طیب علی شاہ بخاریؒ کی وفات پر تعزیت کے لیے کرمونوالہ ضلع فیروز پور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ وہاں پر موجود نہیں تھے غلام نبی بٹ صاحب نے واپسی کا قصد کیا۔ پیر سید محمد علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں روکنے کی کوشش کی کہ قبلہ

Marfat.com

اعلیٰ حضرتؒ ابھی تشریف لے آتے ہیں لیکن وہ نہ رکے اور بعد از نماز عصر وہاں سے روانہ ہو گئے لیکن راستے میں بھٹک گئے اندھیرا چھا گیا اور راستہ کا پتہ نہ چلتا تھا اتنے میں ایک طرف سے روشنی جلتی بجھتی نظر آئی وہ اسی طرف چل پڑے اور گاؤں میں پہنچ گئے وہاں جا کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ کرمونوالہ گاؤں میں ہی واپس آ گئے ہیں روشنی کے متعلق معلوم ہوا کہ پیر جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ اپنی ٹارچ لے کر اچھل اچھل کر دیوار کے اوپر تک روشنی پھینک رہے تھے درویشوں کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ کچھ بیلی (مریدین) راستہ بھول گئے ہیں ان کو راستہ بتا رہا ہوں یہ آپ کے بچپن کا زمانہ تھا کہ آپ پر ان کی پریشانی عیاں ہو گئی اور راستہ بھولنے پر ٹارچ کی روشنی سے ان کی رہنمائی فرمائی۔

یہی جنید اشرف بٹ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دوست انہیں ایک قوالی کی کیسٹ دے گیا جس کے بول تھے

"یار چناء توں دے کلی یار دی گھڑیا"

یہ قوالی وہ روز سنتے تھے اور اس طرح اسے زبانی یاد ہو گئی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ لندن تشریف لائے ہوئے تھے اور آپ مانچسٹر جانے کے لیے ان کے ساتھ روانہ ہوئے کار کی ڈرائیونگ بٹ صاحب خود کر رہے تھے۔ راستہ میں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ بٹ صاحب کوئی نعت سناؤ انہوں نے عرض کی کہ نعت تو انہیں نہیں آتی تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تو کوئی قوالی ہی سناؤ انہوں نے کہا کہ انہیں قوالی بھی نہیں آتی تو آپ نے فرمایا کہ ایک قوالی تمہیں آتی ہے اور ان کے استفسار پر قوالی "یار چناء توں دے کلی یار دی گھڑیا" کا نام بتایا تو وہ حیران رہ گئے کیونکہ اس بارے میں آپ سے کبھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی محض آپ نے اپنے نور بصیرت سے یہ انکشاف کیا۔

غلام مرتضیٰ صاحب سمندری والے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا رہتا تھا لیکن چھوٹے باباجی سید عثمان علی شاہؒ سے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی حالانکہ ان سے ملنے کی بہت زبردست خواہش تھی۔ ایک مرتبہ میں حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا اور پیر جی سے ملاقات کے بعد اجازت چاہی تو آپ نے اجازت نہ دی اس دن چھوٹے باباجی سرکار سید عثمان علی شاہؒ کا وصال مبارک ہو گیا اور میں نے آپ

Marfat.com

کے جنازہ میں شریک ہو کر سعادت حاصل کی اور آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں نہ سہی لیکن بعد میں آپ کی خوب زیارت کی اس طرح میری چھوٹے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی خواہش بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے واپس گھر نہ جانے کی اجازت دے کر پوری کر دی۔

حضور بخش جی پی او لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے میرا چھوٹا بھائی گونگا تھا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بھائی کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تیرا بھائی بالکل ٹھیک ہو جائے گا آپ نے شہد گلقند اور مکھن ہم وزن ملا کر اور ایک جان کر کے بھائی کو کھلانے کا حکم فرمایا چنانچہ چند دن کے استعمال سے ہی وہ بچہ روانی سے بولنے لگا دراصل یہ نظر کرم تھی بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی۔

یہی حضور بخش صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے بیٹے خالد محمود نے ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا لیکن اس کے اتنے زیادہ نمبر نہ تھے کہ اسے انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ مل جاتا قبلہ بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر لاہور تشریف لائے ہوئے تھے میں اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے بیٹے سے خود ہی دریافت فرمایا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ میرے بیٹے نے عرض کی حضور انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر انجینئر بننا چاہتا ہوں لیکن میرے ایف ایس سی میں اتنے نمبر نہیں کہ داخلہ مل سکے آپ نے فرمایا کہ جا تو انجینئر بن گیا۔ میرے بیٹے نے انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی دونوں جگہ داخلہ فارم جمع کرا دیے لیکن کسی جگہ بھی داخلہ نہ مل سکا اور کلاسیں شروع ہو گئیں کچھ دن بعد پنجاب یونیورسٹی سے خط موصول ہوا اور اس نے دیگر کافی لڑکوں کے ساتھ ٹیسٹ دیا ٹیسٹ میں پاس ہو گیا اور بعد ازاں انٹرویو میں بھی پاس ہو گیا اور اسے داخلہ مل گیا اس کو بی ایس سی انجینئرنگ کرنے کے بعد پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں ملازمت مل گئی اور وہاں سے ایم ایس سی کرنے کے بعد ٹریننگ کے لیے چین گیا اور آج کل وہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں تعینات ملک کی خدمت کر رہا ہے۔

مفتی حبیب اللہ صاحب کاموکی والے بیان کرتے ہیں کہ میں اعلیٰ حضرت کرمانوالی

Marfat.com

سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی آخری زیارت جی بھر کر نہ کر سکا جس کا مجھے قلق تھا اتنے میں لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ مفتی حبیب اللہ صاحب آگے تشریف لے آئیں باباجی محمد علی شاہ صاحب یاد فرما رہے ہیں چنانچہ وہ آگے چلے گئے اور باباجی سرکار رحمتہ علیہ نے انہیں آپ کے قریب کر کے فرمایا کہ وہ اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی جی بھر کے زیارت کر لیں۔

حاجی بشیر احمد صاحب غلہ منڈی اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ محمد اسمٰعیل اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے نعت خواں تھے وہ جمعرات کو کرمانوالہ شریف آتے ظہر' عصر مغرب اور عشاء کی اذان دیتے جمعہ والے دن فجر اور جمعہ کی اذان دیتے اور نعت شریف پڑھتے گزشتہ تیس سال سے یہی معمول تھا ایک دفعہ اذان دی تو آواز بہت کمزور تھی قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسمٰعیل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے اور آپ نے ایک خادم کو اس کے ساتھ روانہ کیا کہ گھر چھوڑ آئیں بس سے اترتے وقت وہ گر گئے چنانچہ انہیں گھر لے کر گئے تو کچھ دیر بعد وہ انتقال کر گئے حاجی بشیر احمد صاحب نے قبلہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا حاجی صاحب آپ کو میں نے کہا نہیں تھا کہ اسمٰعیل کی بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے نیز آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز کبھی قضا نہیں ہوئی اور مرتے وقت باوضو تھا یہ تھا آپ کا کشف و کرامت کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کا ملنے والا مرتے وقت باوضو تھا اور اس کی نماز بھی کبھی قضا نہیں ہوئی۔

پیر خانہ کا ادب

ڈاکٹر نورالدین سانده کلاں والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میاں غلام احمد رحمتہ اللہ علیہ کوئنٹری انگلینڈ میں تھے اور باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے دوسرے روز دیگر احباب کو ملنے کے لیے لیوٹن کے لیے روانہ ہوئے تو اگلی گاڑی میں میاں غلام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور پچھلی گاڑی میں باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تھے ایک موقع پر ڈاکٹر نورالدین صاحب جو باباجی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی گاڑی چلا رہے تھے میاں صاحب والی گاڑی کو اوورٹیک کر کے آگے نکل گئے اس پر باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں

Marfat.com

روکا اور فرمایا کہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی گاڑی کو آگے جانے دیں دراصل یہ پیر خانے کا ادب تھا کہ اپنی گاڑی بھی ان سے آگے نہ جانے دی۔

ملفوظات

بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنی چاہئے یہ خیال رہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہوں اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اگر یہ ممکن نہ ہو تو اتنا ضرور خیال ہو کہ اللہ تعالٰی مجھے دیکھ رہا ہے۔ نماز صحیح صحیح ادا کرے الفاظ کے معنی پر دھیان رکھے۔ التحیات کو بھی غور سے پڑھنا چاہئے اس میں اللہ تعالٰی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو ہے شب معراج جب اللہ تعالٰی نے نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرے لیے کیا تحفہ لے کر آئے ہو تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی تمام بدنی اور مالی عبادات پیش کرتا ہوں اللہ تعالٰی نے خوش ہو کر آپ پر سلام پیش کیا اور اپنی خصوصی برکتوں اور رحمتوں کا نزول فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کی خاص رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اور اپنی امت کے گنہگاروں کا خیال کرتے ہوئے فرمایا ہم (یعنی میں اور میری امت کے) گنہگار اور نیک لوگوں پر سلام ہو آپ کا یہ مقام دیکھ کر فرشتوں نے کہا "ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

نیز فرمایا کہ جب ہم التحیات غور سے پڑھیں گے تو دل میں ایک خاص نور پیدا ہوگا اور الصلوۃ المعراج المومنین کی حقیقت ظاہر ہوگی۔

نیز فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت نمازی کو یہ خیال رہے کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور رب کریم کے حضور میں حاضر ہوں اور میں آپ پر درود شریف پڑھ رہا ہوں ایک طرف اللہ تعالٰی اور فرشتے دوسری طرف اہل ایمان درمیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور بندوں کے درمیان وسیلہ ہیں۔

نیز فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اس حالت میں ہو کہ آپ خوش نظر

Marfat.com

آئیں نہ کہ ناراض۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ سے مسجد نبوی میں کسی نے "حلوہ" کا سوال کر دیا تو اس بزرگ نے بڑی درشتی سے مانگنے والے کو جواب دیا کہ میں یہاں تمہارے لیے حلوہ لے کر بیٹھا ہوں وہ شخص بڑا نادم ہوا کہ اسے کم از کم مسجد نبویؐ میں ایسا ٹکا سا جواب تو نہیں ملنا چاہئے تھا۔ اسی شب اس بزرگ کو نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپؐ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں فرمایا کہ اگر تم حلوہ نہیں کھلا سکتے تھے تو کم از کم سائل کو جواب تو نرمی سے دیتے اور ان بزرگ کو مسجد نبوی سے نکل جانے کا حکم دیا۔

بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو بیلی (مریدین) یہاں آکر دیگر بیلیوں کے لیے مختلف خدمات انجام دیتے ہیں ان پر قیامت تک کرم ہی کرم ہوتا رہے گا۔

نیز فرمایا کہ ولی کا فیض نہ صرف مریدوں پر بلکہ ان کی پانچ پشتوں تک جاری رہتا ہے۔

نیز فرمایا کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں معاً یہ خیال آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا ہے اسی وقت حضرت جرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور زمین پر اپنا پر مارا وہاں سے ایک پتھر برآمد ہوا پتھر شق ہوا اور اس میں سے ایک کیڑا سبز پتی منہ میں لیے ظاہر ہوا تو رب کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فرمایا کہ میں تو پتھر کے اندر کیڑے کو نہیں بھولا تو آپ کو کس طرح بھول سکتا ہوں۔ رب کریم پتھر میں اس کیڑے کو روزی پہنچا رہا ہے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو کیسے بھول سکتا ہے صرف ایمان و یقین کی ضرورت ہے کہ رب کریم ہی روزی رساں ہے۔

نیز فرمایا کہ ایک عام مسلمان کی قبر پر چڑیا بیٹھے تو صاحب قبر جان لیتا ہے کہ یہ جانور نر ہے یا مادہ تو اولیاء اللہ کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

نیز فرمایا مرید حقیقی وہ ہے جو پیر کے بتائے ہوئے ذکر و فکر میں مشغول رہے کیونکہ ذکر سے طالب مطلوب تک پہنچتا ہے اور محبت الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ محبت مستحکم ہو جاتی ہے ذکر مشاہدہ حق کے ساتھ ہو جاتا ہے اس ذکر کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی

Marfat.com

فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے واذکر واللّٰہ کثیراً لعلکم تفلحون (اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ)

نیز فرمایا کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے۔ ترک گناہ سے روح کو غذا ملتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔

نیز فرمایا آٹھ باتوں سے انسان مکمل مسلمان بن جاتا ہے وہ آٹھ باتیں یہ ہیں۔

۱۔ باوضو رہنا۔

۲۔ کم بولنا۔

۳۔ ذکر الٰہی۔

۴۔ پیر سے تعلق رکھنا۔

۵۔ خطرات نفس سے دوری۔

۶۔ خلوت پسندی۔

۷۔ کم کھانا۔

۸۔ اپنے پیر کے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا۔

مولانا محمد عنایت احمد خطیب جامعہ مسجد طٰہٰ گلبرگ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت کرمانوالہ شریف باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا پیر عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ کا پاؤں پھسلا اور ایک بازو ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ میرے تو دونوں بازو ہی ٹوٹ گئے ہیں ایک بازو تو میرے حقیقی بھائی کے فوت ہوجانے کی وجہ سے ٹوٹ گیا کہ بھائی ایک دوسرے کے بازو ہی ہوتے ہیں اور دوسرا بازو گرنے کی وجہ سے نیز فرمایا کہ لوگ تو ایسے ہی باتیں کرتے ہیں میں نے تو اپنے بھائی کو اپنی قبر بھی دے دی اور کفن بھی۔ یہ قبر کی جگہ میں نے اپنے لیے رکھی تھی اور کفن میں اپنے لیے مدینہ منورہ سے لایا تھا۔

یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں باباجی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا دیگر مریدین بھی موجود تھے کہ اتنے میں ریل گاڑی وہاں سے گزری تو مریدین کا

Marfat.com

دھیان اس طرف ہو گیا آپ نے فرمایا "یہی جگہ تھی اور اعلیٰ حضرت کرمانوالی سرکار رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرماتے ریلوے اسٹیشن حضرت کرمانوالہ ابھی نیا نیا بنا تھا اسی طرح ریل گاڑی وہاں سے گزری تو چند بیلیوں (مریدین) کا دھیان اس طرف ہو گیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "کیا دیکھتے ہو گاڑیاں تو آتی جاتی رہیں گی لیکن وقت ہاتھ نہیں آئے گا اور پھر وقت ہاتھ نہیں آیا۔

نیز فرمایا شریعت کی نگہداشت طریقت کے حصول کا سبب ہے نفس کی اصلاح شریعت سے دل کی اصلاح طریقت سے اور روح کی حقیقت سے ہوتی ہے۔

نیز فرمایا اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے۔

استغنا

آپؒ کسی سے نذر نیاز کی امید نہ رکھتے تھے اور فرماتے کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر جی! اللہ اللہ کرتے رہا کرو۔ دنیا اسی کے صدقے میں مل جائے گی نذرانہ وغیرہ وصول کرنے کے لیے روضہ مبارک پر کوئی صندوق وغیرہ نہ رکھوایا۔ مسجد اور مزار مبارک کی تعمیر کے لیے کسی سے مدد کی توقع نہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی ضرورت مند کچھ رقم ادھار لے جاتا تو آپؒ کسی پر ظاہر نہ فرماتے حتیٰ کہ وہ خود ہی واپس کر دیتا۔ ادائیگی میں دیر پر مواخذہ نہ فرماتے۔

باباجی سرکارؒ کے آخری ایام

صوفی عنایت اللہ نے بیان کیا کہ باباجی سرکار رحمتہ اللہ کو شوگر کی تکلیف تھی۔ لاہور سے دوائی منگوائی گئی۔ ابھی کورس مکمل نہ ہوا تھا کہ تکلیف زیادہ ہو گئی۔ آپؒ علاج کے لیے فیصل آباد تشریف لے گئے۔ آپؒ ساحل ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ علاج سے قدرے افاقہ ہوا۔ ایک روز باباجیؒ نے ڈاکٹر انچارج سے فرمایا کہ ہم نے حج کے لیے جانا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ابھی آپ کو فارغ کرنا مناسب نہیں لیکن میں حج بیت اللہ کی سعادت میں حائل ہونا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ ارادہ حج سے واپس حضرت کرمانوالہ شریف واپس آ گئے لیکن کچھ دن بعد آپ کو دوبارہ تکلیف شروع ہو گئی اور

Marfat.com

آپ کو فیصل آباد نیشنل ہسپتال داخل کر دیا گیا۔ آپ نے بیماری کی شدت کی وجہ سے ارادہ سفر حج ملتوی کر دیا اور اپنے ساتھ جانے والے بیلیوں کو حج پر جانے کی اجازت دے دی۔ بیماری میں کوئی افاقہ نہ ہوا تو واپس آ گئے اور ہومیوپیتھک علاج شروع کر دیا۔ عیدالاضحیٰ کی نماز آپ نے مسجد میں ادا فرمائی اور بعد از نماز تمام بیلیوں کو شرف ملاقات بخشا۔ طبیعت دوبارہ خراب ہونے پر آپ کو سی ایم ایچ راولپنڈی داخل کرا دیا گیا لیکن آپ کی صحت خراب سے خراب تر ہوتی گئی اور آخر کار آپ ۲۰۔ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۲۔ جون ۱۹۹۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شجرہ شریفہ نقشبندیہ

الٰہی بحرمت سیدالمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیدنا و وسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ - ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ	
الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ ابن قحافہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۳ - جمادی الاخری ۱۳ھ	مدینہ منورہ	
الٰہی بحرمت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰ - رجب ۳۳ھ	مدائن	
الٰہی بحرمت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم	۲۴ - جمادی الاولیٰ ۱۰۱ھ	مدائن	
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵ - رجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ	
الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۴ شعبان ۲۶۱ھ	بسطام ازبکستان	
الٰہی بحرمت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ - محرم ۴۲۵ھ	خرقان	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴ - ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷ - رجب ۵۳۵ھ	مرو	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲ - ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	یکم شوال ۶۱۶ھ	ریوگر نزد بخارا	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱۵ھ	انجیر فغنوی	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸ ذی قعدہ ۷۲۱ھ	خوارزم بخارا	″
الٰہی بحرمت خواجہ محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰ - جمادی الاخری ۷۵۵ھ	سماس	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۸ - جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ	سوخار	″
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	۳ - ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصر عارفاں بخارا	″

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	نوجفائیاں	ازبکستان
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۵۔ صفر ۸۵۱ھ	بلغنور	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۔ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ	یکم ربیع الاول ۹۳۹ھ	موضع وخش	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا محمّد درویش رحمۃ اللہ علیہ	۲۹ محرم ۹۷۵ھ	استقرار	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۔ شعبان ۱۰۰۸ھ	امکنگ	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالباقی باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ	دہلی	بھارت
الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۔ صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹۔ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	سرہند	〃
الٰہی بحرمت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ	سرہند	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد سعید رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۔ جمادی الاخری ۱۰۷۰ھ	سرہند	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ	یکم صفر ۱۱۳۳ھ	بامیاں شہر کابل	افغانستان
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمّد رحمۃ اللہ علیہ	۹۔ ذی الحج ۱۱۲۹ھ	مکہ مکرمہ	
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمّد زمان رحمۃ اللہ علیہ	۴۔ ذلیقعد ۱۱۸۸ھ	لواری سندھ	پاکستان
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۲۲ھ	قاضی احمد سندھ	〃
الٰہی بحرمت خواجہ شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ	۷۔ صفر ۱۲۲۴ھ	رتڑ چھتڑ (مکان شریف)	بھارت
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۔ شوال ۱۲۸۲ھ	رتڑ چھتڑ (مکان شریف)	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ صادق علی رحمۃ اللہ علیہ	شعبان ۱۳۱۷ھ	رتڑ چھتڑ (مکان شریف)	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیرالدین رحمۃ اللہ علیہ	۹ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ	کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ	پاکستان
الٰہی بحرمت خواجہ میاں شیر محمّد رحمۃ اللہ علیہ	۳۔ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ	شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ	〃
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید محمّد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۲۷۔ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ	حضرت کرمانوالہ ضلع اوکاڑہ	〃

Marfat.com

شجرہ شریف نقشبندیہ (منظوم)

(از مولوی محمد اکرام مولف کتاب ہذا)

یا الٰہی کر کرم اپنی عطا کے واسطے
رحم کر ہم پر محمدؐ مصطفٰی کے واسطے

بخش دے ساری خطائیں اے مرے مولا کریم
حضرت صدیق اکبر باوفا کے واسطے

دولت صبر و رضا دے خوگر تسلیم کر
حضرت سلمان فارس بے ریا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو سوز عشق و مستی اے خدا
حضرت قاسم امام و مقتدا کے واسطے

میرا دل معمور کر صدق و یقیں کے نور سے
جعفر صادق امام اولیاء کے واسطے

فضل سے اپنے عطا کر نعمت قرب و حضور
شیخ کامل بایزید باخدا کے واسطے

بوالحسن خرقانی شیخ بو علی صاحب کمال
خواجہ یوسف شہ جود و سخا کے واسطے

عبد خالق غجدوانی عارف و محمود نیز
شیخ علی رامیتنی شاہ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ بابا سماسی حضرت سید امیر
نقشبند ما بہاؤالدین ضیا کے واسطے

شیخ علاؤالدین عطار حقیقت آشنا
مولانا یعقوب چرخی باصفا کے وسطے

خواجہ احرار دانائے رموز معرفت
اور محمد زاہد حضرت مولانا کے واسطے

شیخ درویش محمد خواجگی امکنگی نیز
باقی باللہ عارف راہ ہدیٰ کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی خضر راہ
پیر کامل شیخ احمد پیشوا کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم و سعید
حضرت خواجہ حنیفی پارسا کے واسطے

بغض و کینہ سے الٰہی پاک کر سینہ مرا
شیخ محمد زکی باخدا کے واسطے

حضرت خواجہ محمد حاجی احمد شاہ حسین
اور امام باعلی مشکل کشا کے واسطے

حضرت صادق علی بابا امیر الدین ولی
ہادیان دیں پناہ حق آشنا کے واسطے

یا الٰہی معرفت اور سوز مستی کر عطا
شیر حق شیر محمد باصفا کے واسطے

کر عطا سب کو الٰہی دو جہاں کی نعمتیں
شاہ کرمانوالہ ہادی باخدا کے واسطے

قطب دوراں شیخ کامل چارہ بے چارگاں
حضرت اسمٰعیل شاہ غوث الوریٰ کے واسطے

مشکلیں آسان کر دے دین و دنیا کی تمام
مرشد کامل حقیقت آشنا کے واسطے

Marfat.com

شجرہ شریف چشتیہ

ہمارے پیرو مرشد شیخ الاسلام حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو نسبت تھی حصرت مولانا شرف الدین رحمتہ اللہ سے جو کہ خلیفہ تھے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خلیفہ تھے اپنے جد امجد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ حضرت خواجہ مولانا فخرالدین فخرجہاں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ حضرت مولانا خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ شیخ الشیوخ فریدالحق مسعود اجودھنی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ شیخ ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خواجہ ابراہیم الادھم رحمتہ اللہ علیہ سلطان بلخ کے اور وہ شیخ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ کے اور وہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کے اور وہ حضرت رسالت ماب سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وھومن اللّٰہ تعالیٰ عزوجل

خاتمہ کلام

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بروید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا احسان عظیم ہے جس نے اس فقیر پر تقصیر کو اپنی خاص

Marfat.com

عنایت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی اس قادر مطلق کے اس احسان کا کماحقہ شکر ادا کرنا مشکل ہے میرے لیے یہ دارین کی سعادت ہے کہ اپنے پیرو مرشدؒ کا ذکر خیر بیان کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ درحقیقت اس شہباز ولایت کے حالات و کمالات کا بیان میرے جیسے سراپا غفلت انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ محض اللہ کریم کا فضل اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم ہے جس کی برکت سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

دوران تالیف و اشاعت کتاب اس ناچیز کو ہر مرحلہ پر تائید غیبی حاصل رہی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ میری یہ کوشش شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے توقع ہے کہ صاحب نسبت اور صاحب حال حضرات بالخصوص اور ہر طبقہ خیال کے احباب بالعموم اس سے مستفیض ہوں گے روایت بیان کرنے میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ راوی نے اصل واقعہ بے کم و کاست بیان کیا ہو اور کسی قسم کی لفاظی یا مبالغہ آرائی سے کام نہ لیا ہو۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں اور خشک عالمان دین کے دلوں میں اہل اللہ کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے میں یہ کتاب بہت ممد و معاون ثابت ہوگی۔ یہ فرضی قصے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حقیقی واقعات ہیں جن میں سے اکثر کا وقوع اس حقیر کے ذاتی مشاہدہ اور علم کی بات ہے ایسے بے شمار اسرار و رموز جو عوام الناس کے عقل و فہم سے بالا ہیں دانستہ یہاں بیان نہیں کیے گئے کفروالحاد اور بے دینی کی تاریکیوں کے دور میں اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی ایک خوش بخت انسان کے دل میں نور ایمان کی چمک اور اہل اللہ کی محبت کی ضیا پیدا ہو گئی تو میری روح کو تسکین حاصل ہوگی۔

آخر میں صمیم قلب سے میری یہ دعا ہے کہ مولا کریم ہم سب کو اپنی خالص محبت عطا فرمائیں اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء و صلحائے امت کی دولت الفت سے مالا مال فرمائیں نیز ہمیں اپنے برگزیدہ بندوں کی اتباع کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰینَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْخَلَائِقِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط
وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

Marfat.com

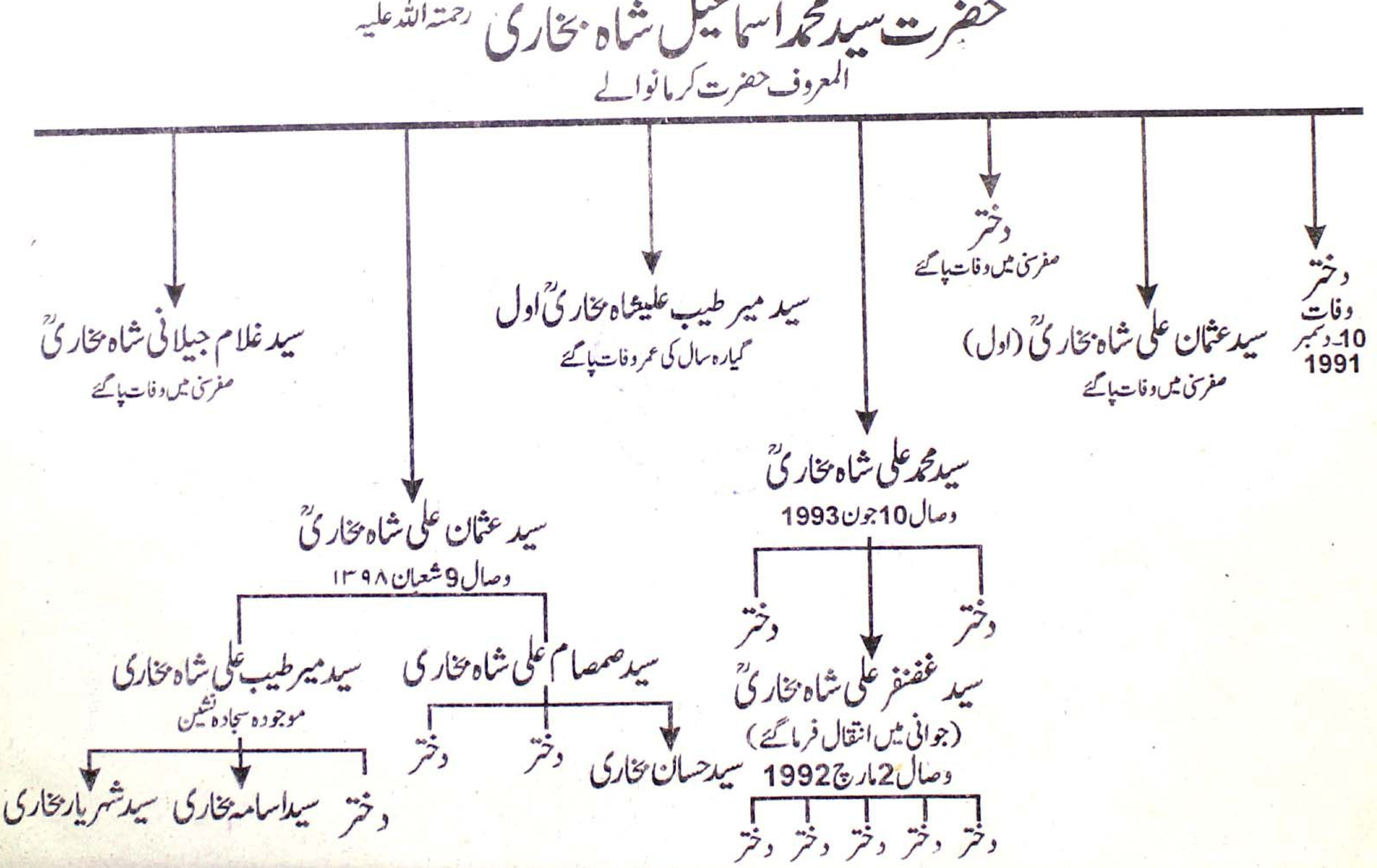
حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ
المعروف حضرت کرمانوالے
دختر
وفات 10- دسمبر 1991
سید عثمان علی شاہ بخاری (اول)
صغر سنی میں وفات پاگئے
دختر
صغر سنی میں وفات پاگئے
سید محمد علی شاہ بخاری
وصال 10 جون 1993
دختر
دختر
سید غضنفر علی شاہ بخاری
(جوانی میں انتقال فرماگئے)
وصال 2 مارچ 1992
دختر
دختر
دختر
دختر
دختر
سید میر طیب علی شاہ بخاری اول
گیارہ سال کی عمر وفات پاگئے
سید عثمان علی شاہ بخاری
وصال 9 شعبان ۱۳۹۸
سید صمصام علی شاہ بخاری
سید حسان بخاری
دختر
دختر
سید میر طیب علی شاہ بخاری
موجودہ سجادہ نشین
دختر
سید اسامہ بخاری
سید شہریار بخاری
سید غلام جیلانی شاہ بخاری
صغر سنی میں وفات پاگئے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com